بتوفیق خدای سخن آفرین

امام الادب پیرایۂ ترکیب کلام بلاغت نظام طبع سخن سنجان ماہر السیّد

ریاض سحر

نتیجۂ طبع بلاغت مرتبت عالی مقال فصیح اللسان نازک خیال امیر الشعراء استاد امیر علی مرحوم متخلص بہ

مطبع کارنامہ لکھنؤ واقع گولہ گنج میں چھپا

ہو فیض خدا سے یہ سخن آفرین رونق بخش فضا میں رنگین

نظم دلفریب پر اثر کلام بلاغت نظام مطبوع سخن سنجان باخبر المسمیٰ



نتیجہ فکر ناظم شیرین مقال فصیح اللسان نازک خیال شاعر مشہور شیخ امانعلی مرحوم متخلص سحر

در مطبع کارنامہ لکھنؤ باہتمام محمد یعقوب رونق طبع یافت



بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہر خشک و تر مین تو ہی سب ہے ظہور تیرا ‌ — دلمین جگہ ہی تیری آنکھون مین نور تیرا

موسی نی طور ہی پر دیکھا تھا نور تیرا — ہر شی مین دیکھتے ہین عاشق ظہور تیرا

یہ شان بی نیازی ممکن نہین بشر مین — ای کبریا مبارک تجھکو غرور تیرا

بیکار جستجو ہی ہر شی مین تو ہی تو ہی — پھولون مین تیری بو ہی ذرون مین نور تیرا

ای آفتاب محشر اب جلد ہو برآمد — ڈیوڑھی یہ منتظر ہی شور نشور تیرا

پوچھین سگے جب فرشتی مجھکو لحد مین — آئیگا ذکر پہلے ای رب ضرور تیرا

کوٹھے پہ آکے ساقی چمکا دی میری قسمت — ہی چاند چودھوین کا جام بلور تیرا

ساقی کنارہ کش ہے کشتی مے شکستہ — مشکل ہے بچ غم سے ای دل صبور تیرا

واقف ہین کیا منجم ماہیت قمر سے — یہ اطلس فلک سے چھنتا ہی نور تیرا

تو فاتحہ کو آیا برپا ہوئی قیامت — رستا ہی دیکھتے تھی اہل قبور تیرا

بخشش مین اب سحر کی لازم نہین تامل — خود ہو مقر خطا کا ہی بے قصور تیرا

رہنا نہ تھا تو ناحق گھر کیون یہان بنایا
خامی یہ عقل کی ہی پختہ مکان بنایا

پست و بلند عالم تیری ہی ذات سے ہے
پیدا زمین بھی کی جب آسمان بنایا

چاہ ذقن مین لاکھون یوسف گری پڑی ہین
اچھا ثواب لوٹا جسنے کوان بنایا

کس چال سے مٹایا طاوس کو چمن مین
شمشاد کو تراشا سرو روان بنایا

بیٹھا فقیر ہوکر بھٹی پہ رند تیرا
سب بھٹیون نے ملکر پیر مغان بنایا

داغ فراق دیگا عین عروج مین کیا
مجھکو بھی ماہ کامل اے آسمان بنایا

سبحان تیری قدرت ہر بات مین ہے صنعت
معشوق بی دہن کو کیا خوش بیان بنایا

جس گل کو دیکھتا ہون غنچہ سا اپنی رنگ مین ہے
تونے عجب چمن یہ اے باغبان بنایا

رہ رہ کے پوچھتے ہو حال گذشتہ دلکا
مجھکو حضور والا کیا قصہ خوان بنایا

۳

لڑکون کا ہی گھروندا صحرا اپنا جسم خاکی
مجھکو بگاڑنے کو اے مہربان بنایا

۴

ابکی نوروز مین وحشت کا ہے سامان نیا
نہی دنیا مین نکالا ہے بیابان نیا

یہ کیا ہونگی عقب آتی ہے منجلے سے
اک بھگت ہوتا ہے ہر روز مسلمان نیا

خط کا آغاز کہین ہے کہین خاتمہ صاف
سہو کاتب سے ہے غلط لکھا ہے قرآن نیا

حور بھی خلد مین ہوگی تو بس ایسی ہوگی
آج پریون مین دیکھا ہے اک انسان نیا

ناتوان ہی باتون مین کچھ اونسی کر جاتی ہے
قصہ خوانونکی طرح روز ہے میدان نیا

ہم بھی مرنے کو ڈھونڈھینگے کوئی قبر کہین
آپ بھی سوئین مبارک ہے دالان نیا

وادی نجد کو مجنون کیطرح کیون ڈھونڈھین
وسعت دل سے ہے موجود بیابان نیا

نہ دیا منہ کا اوگال ایک گلوری کیسی
ایسی ہنگی تو نہین کہا ہی چکنی پان نیا

بھیجا کھینچکے اونکا جو گلے پر رکھہ لو تو
دست وحشت کو ملے اور گریبان نیا

وہ تکلف یہ بڑی آج یہیں ہم زندہ ہیں
جی پرانی ہو تو معشوق ہو ایجان نیا

جامہ زیبوں کی محبت میں جامہ ضعیف
چاک ہوتا نہیں وحشت میں گریبان نیا

ای جنون آگے سینے تھے بہت چوڑ کا توڑ
اب جو دست ہی پرانا تو گریبان نیا

گھر میں روز ایک پریرو کو لگا لاتے ہیں
کھانا کھاتے نہیں جب تک نہ ہو مہمان نیا

ہنسکے کچھ بات جو کی دی مجھے لاکھوں گویا
ہی ان احسان فراموشوں کا احسان نیا

ایک ہی بات میں سب شعر نیا ہوتا ہے
نئی بندش ہو تو مضمون ہے ہر آن نیا

۴ سب زمینیں ہیں نئی شعر نئے لفظ نئے
ای سحر نئے انداز کا دیوان نیا ۱۱

جہاں گیا مرا حصہ مجھے وہاں پہنچا
اٹھا کے خوان کرم سر پہ آسمان پہنچا

بلند شعر کیے ہر زمین میں ہم نے
کبھی بھی مغز سخن کو نہ آسمان پہنچا

گئے جو سیر چمن کو سنا کہ آئی خزان
شگوفہ اور نیا لیکے باغبان پہنچا

یقین ہوتا ہے سن لفظوں کے سچ کہا میں نے
دماغ یار میں بھی آہ کا دھواں پہنچا

وہ بستر لی پہ اگر سو نکلے تھکے ہوئے
جنون میں توڑ کے لوہے کی بیڑیاں پہنچا

تمہارے آگے ہی کھو گیا ہوں محفل میں
مجھے تو دیکھیے اس وقت میں کہاں پہنچا

پچھاڑ دیتا ہی بچھڑ کے کیسر کو بھی خدا
یہاں ملا جو یہیں اسکو بھی وہاں پہنچا

کسی نے چاہ زنخداں میں نہ دل کی خبر لی
اگر کنوئیں میں جو یوسف تو کارواں پہنچا

ہمالی بعد فنا کھائیں ہڈیاں میری
سگ حضور کو کوئی نہ استخوان پہنچا

جہاں بڑا تو جاناں سی کوئی سرو چمن
وہیں لیے ہوئے قینچی کو باغبان پہنچا

۵ سحر کو نزع میں پڑھوا او یار کا کلمہ
دم اخیر ہوا وقت امتحان پہنچا ۱۳

شراب پینے مین بھی غیر سے حجاب رہا
بغل مین دل کی طرح شیشۂ شراب رہا

غرور جسنے کیا مورد عتاب رہا
معلم الملکوت آج تک خراب رہا

ہمیشہ یون تو زمانہ مین انقلاب رہا
کسیکا کام نکالا تو کامیاب رہا

رہے جو عالم ارواح مین وہ خوب رہے
جو اس خرابی مین آیا وہی خراب رہا

لحد مین کوئی کسیکا شریک حال نہین
بدونکو چین ملا روح پر عذاب رہا

اوٹھے جو سوکے بجالائے پہلے سجدۂ شکر
خیال گور مین سونیکا وقت خواب رہا

تڑپ تڑپ کے کٹی رات یاد گیسو مین
عجب طرحکا طبیعت کو پیچ و تاب رہا

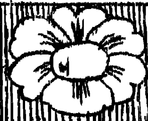
تپ فراق مین سو بار گور جھانک آئے
کبھی سفر نہ ہوا روز پابرکاب رہا

سحر کبھی مین صبوحی ڈھلا کی ہر روزہ
صیام مین بھی نہ یہ رند بی شراب رہا

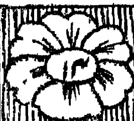
کسیکی ساتھ نہ جائیگا نام ای منعم
زمین مین آپ گئے مہر خطاب رہا

ہمارے ہاتھ بھی دو گز زمین آئی ہے
اسی طرح سے جو گردونکا انقلاب رہا

وہ جانور ہے جو انسانکو نہ پہچانے
ہمیشہ پریونکی صحبت سے اجتناب رہا



سحر ضعیف ہوئے اب ہماری توبہ کیا
گناہ لاکھون کئے جب تلک شباب رہا



رشتۂ قسمت نے چھوڑا تار بھی پوشاک کا
رکھ لے پردہ اے فلک پیوند کر دو چاک کا

کس پرنیادونکی صحبت سے کہان لایا جنون
ہر بگولا دیو ہے صحرا ہے وحشتناک کا

سیل اپنے ہاتھ کا سمجھے رہے بیٹھے ہیں ہم
کام تھیلی سے نکالا کیسۂ دلاک کا

کوئی ڈالی میوہ کی توڑ لی ہی باغ سے
دیکھنا دانہ تو نہین عالم بار کی

بعد مرنیکے بھی ہمکو چین ہو ممکن نہین
سنتے ہین زیر زمین بھی ہا و ہو

ہے ہوا جبتک جبھی تک ہی بگولا بیقرار
وہم جہان نکلا بدن سے

وقت پر دشمن ہین اپنی ساختہ پرداختہ
ایک ہیرا کھای سو ٹکڑے ہو سو دل حکاک کا

آنسوؤن مین جب نکلتا ہے کبھی دل کا غبار
یاد آتا ہے پسینا بلگمی پوشاک کا

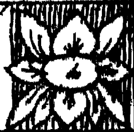
ننگ ہے پیوند سے کپڑے ای منعم تجھے
یہ نہین معلوم خود پیوند ہوگا خاک کا

ہین جو اہل ظرف دنیا مین وہی گردش مین ہین
دورۂ افلاک دکھلاتا ہے چکر چاک کا

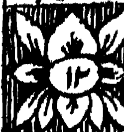
شمع پر گرتے ہین پروانے نہین کچھ سوجھتا
گل چراغ ایسا ہوا ہے شعلۂ ادراک کا

بعد مرنیکے اوٹھینگے کسکی گردن پہ تقصیر
جیتے جی کچھ چھوڑ دنیا خوب ہے املاک کا

جان آسانی سے نکلے دم نہ گھبرائے کبھی
یا رسول اللہ صدقہ اپنی روح پاک کا



کپڑے درباری سبھی پہنے ہین سچ اگر پوچھو سحر
نام رکھا ہے کفن یاران جس پوشاک کا



کیا ضعف ہے احسان کسیکا نہین اوٹھتا
پھر دون سر شوریدہ سے سودا نہین اوٹھتا

اعلی سے نہین ہوتا ہے اسفل کو کبھی اوج
ہاتھون سے کبھی نقش کف پا نہین اوٹھتا

کیا خاک کہیلے غیر یہ حال دل وحشی +
خاطر کے غبار دلونکا بگولا نہین اوٹھتا

ہے چند ادہر کھینچ رہی ہے کشش دل
ہوتا جو ہے بھاری ہی قدم اونکا نہین اوٹھتا

اوس کوچہ مین بیٹھے تھے کہ بس مرکے اوٹھینگے
اب لاش پڑی ہے وہین مردا نہین اوٹھتا

کیا تھا تصور نے ہٹایا نہین جاتا
کب ہم پہ شب وصل مین تکیا نہین اوٹھتا

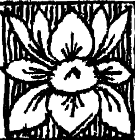
فرقت مین سلے بیٹھے مین ہیرے کی انگوٹھی
نیچے سے ہون تپ سے یہ صدما نہین اوٹھتا

کنگنے سے ترستے کو تجھے پر گرنیکو کھڑے ہین
اسوقت کوئی چاہنے والا نہین اوٹھتا

شبنم کی دولائی مین بسر ہوتے ہین جاڑے
بوٹا سا ہے قد اون سے دوشالا نہین اوٹھتا

درد دل مہتاب کا کچھ حال نہ پوچھو
تھوڑا ہے کہ ہر بات مین چلا نہین اوٹھتا

کچھ عیب ہے رندونکو عنایت ہو تو جانین
قاروں سے بھی یون خرچ ہمارا نہین اوٹھتا



درباریون کی وضع سحر بن نہین سکتی
نازکی ہی دماغ ایسا کہ شملا نہین اوٹھتا



دل بیتاب کو زلفون مین پھنسا کر مارا
سر کی چیپکی سے گرہ باز کبوتر مارا

لب رنگین سے جو کین نوک کی تیغ مین نے
ای پری ورگ یاقوت پہ نشتر مارا

دل جو شفاف ہوا صورت اصلی یہ کہی
آئینے کو سر دیوار سکندر مارا

ایک پلکون کے اشارے سے صفین اولٹی ہین
بڑھکے لون گون پہ ترے آنکھون نے نشتر مارا

دم نکلنے لگا مرنے لگے لپٹے جاتے
کیسا بیموت ہمین تجھ سے ستمگر مارا

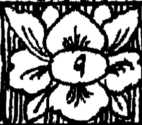
صحبت می کا مزہ ساقی دوران تک تھا
جام کو مرقد جمشید پہ جا کر مارا

نہ گئی جوش جنون مین بھی وہ مرزا منشی
بات اگر سخت سنی سمجھے کہ پتھر مارا

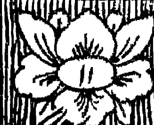
خال رخ سے جو لیا دل تو ہوا کو نسا فتح
کچھ تکلف نہین چڑے سے کبوتر مارا

جیتے جی الفت ابرو مین کبھی آہ نہ کی
زیر خنجر بھی نہ دم ای دل مضطر مارا

کہین لبریز بھی ہو جائے یہ پیمانۂ عمر
غم فرقت نے تو یا ساقی کوثر مارا



استخارہ جو سحر وصل پہ واجب آیا
مسکرا کر وہی کنٹھا مرے منہ مارا



آخر ستم رسیدۂ ہجران نکل گیا
سارا گھمنڈ ای بت نادان نکل گیا

تڑپا فراق مین دل بیتاب اس قدر
سینے پہ سو جگہ سے گریبان نکل گیا

سوئے یہ گرم ہو کے ہم اوس گلبدن کے ساتھ
کانٹا سا درد مہلک ہجران نکل گیا

سمجھا جو میری بلبل دل سی تو دیکھنا
دو روز مین مرغ گلستان نکل گیا

رویا نہین فراق مین نالی نہین کئے
کس بات مین بلاکش ہجران نکل گیا

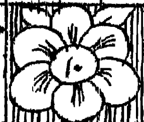
مین ناتوان سکا نہ سہی جبتک اوٹھون
دروازے سے وہ سرو خرامان نکل گیا

رو رو کے ایسی چھینٹی جھڑی ہم نے وصل میں
بالکل غبار خاطر جانان نکل گیا

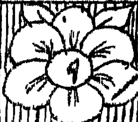
دل جانے آپ جانیے ہم نے اوٹھایا ہاتھ
اپنا قدم تو بیچ سے جانان نکل گیا

بیتابیان یہی ہین تو سن لیجیے گا آپ
پہلو کو توڑ کر دل نالان نکل گیا

پیہم جو تازیانۂ تار نفس سے لگے
کوسون سمند عمر گریزان نکل گیا



جسدن سے رند ساقی کوثر ہوئی سحر
خوف حساب و خطرۂ عصیان نکل گیا



ملے نہ دل سو ہمیشہ فراق مین رکھا
تمام عمر غرض اشتیاق مین رکھا

بلا سے ملکی تو ہوتی ہین رند مشرب صاف
ہزار شکر نہ اہل نفاق مین رکھا

جنون مین ہو کے لگے جب کھینچنے تو گھٹا نکو
طبق زمین کا او لشکر طباق مین رکھا

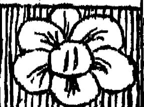
ہمارا قالب خاکی شراب خانہ ہے
قبل مین پونچا وہ شیشہ جو طاق مین رکھا

کسی کی اونچے محل پہ کبھی نگاہ کی
قدم نہ منظر نیلے رواق مین رکھا

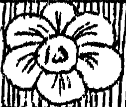
بلا حساب یا جسکو جو دیا تو نے
کسی رقم کو نہ اپنے سیاق مین رکھا

وہ اپنے ساتھ کھلائین تو خاصے دے ہمنین
دعا یہ مانگ کی روزہ فراق مین رکھا

تمہارے گھر مین چلے آئے بے طلب شب کو
خیال وضع نہ کچھ اشتیاق مین رکھا



نکالے سیکڑون مضمون سحر دم تحریر
قلم نے جب سے قدم اشتقاق مین رکھا



بجلی چمکی کمر یار نے سچکا کھایا
جھک پڑے کالی گھٹا زلف نے جھٹکا کھایا

کھانے نے کھایا ہمین کھانا جو تنہا کھایا
ساتھ کھایا کسی مہمان نے تو کھانا کھایا

دشت غربت مین مجھے یاد آیا بگڑا او نکا
حجر گرمی تیر کا نہ ہمنے طمانچا کھایا

قصہ مجنون کا سنو اپنی کہانی نہ کہو
تیرنے بک بک کے سرای حیرت لیلا کھایا

اب نہ وہ تم ہو نہ وہ ہم ہین نہ وہ دل نہ وہ آنکھ
آپ بھی چوک گئے ہمنے بھی دہوکا کھایا

دوڑ کر ابروی قاتل کی بلائین لین
بیٹھے بیٹھائے اوٹھے ہاتھ مین چرکا کھایا

کمر یار کا مسرا ہتہ جو نہ آتا تھا سے
وہ اوڑا طائر دل لف نے جھوکا کھایا

آشنا بحر محبت مین ہزارون ڈوبے
زندگی تھی جو بچے ہمنے بھی غوطا کھایا

دشت غربت مین ہوا کھا کی فقط جیتے ہین
ملگئی نان ہوا جب کوئی جھونکا کھایا

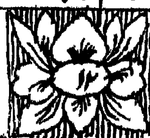
من و سلوی بھی ملی روز تو نفرت ہوجائے
آج بھی کھائینگے کل بھی غم فردا کھایا

میہمان دوست وہ ہین یار کا جی جانتا ہے
داغ فرقت کا بھی کھایا تو نہ تنہا کھایا

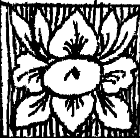
طائر روح کو دانے پہ لگایا قاتل
دل پہ ہمنے تری بندوق کا چھرا کھایا

یاس کے شعر پڑھے نزع مین یارون نے
لعل اوسکے در و دندان پہ جو ہیرا کھایا

ہضم کیا ہو وہ غذا دل نکرے جسکو قبول
ہوگیا تخمہ جو ہمنے غم فردا کھایا



یہ بھی گھر بیٹھے ملی جائے تو نعمت ہے سحر
دیکھتا کون ہے غم کھایا کہ کھانا کھایا



کچھ قدرت نہین اس غم مین ہونا اپنا
دلکشا سے ہے زیادہ ہمین کونا اپنا

آبرو خلق مین مانند گہر پیدا اسکے
آب منظور ہوا ہمکو ڈوبونا اپنا

نیند گھر مین نہین آتی کسی کروٹ شب ہجر
چین سی قبر پہ موقوف ہی سونا اپنا

لاکھون گھر ڈوبینگے لاکھونپہ پھریگا پانی
خالی جانے کا نہین ونر کا رونا اپنا

جام قسمت کا بھر کیف ملیگا کہیں ہین
کونسا فرض ہی میخانے مین ہونا اپنا

تہ بڑا ساقی اعلی کر کبھی دست سوال
بیچ مہر نہین دینے کا سونا اپنا

دن کو سائے مین ہیولونکے پڑا رہتا ہون
اری جنون ہی یہ شجر کا بچھونا اپنا

کہیں جاتا نہین گھر مین پڑے رہتے ہین سحر رات
پاون سو جاتے ہین ہوتا نہین سونا اپنا

[illegible] ملنے کا اونکو ملال بھی نہ
خیال ہوگا یا کبھی کچھ خیال بھی نہ ہوا

لگا تیر [illegible] تمہارے دیدے کے
شہید کر کے مجھے انفعال بھی نہ ہوا

عجب [illegible] کیا [illegible] وحشت نے
وہ [illegible] اونکی [illegible] بھی ہوا

بغل میں بیٹھ کے دل لیگئے کوئی دستا
کسی کو اونکی طرف احتمال بھی نہ ہوا

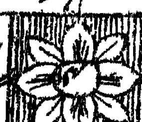
خدا کی قہر ہے افسوس فاتحہ پر بھی
سحر کا سبزہ کبھی پائمال بھی نہ ہوا

یہ کیسا مرہم زنگار سبزہ خط تھا
جگر کے زخموں کا کچھ اندمال بھی نہ ہوا

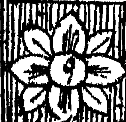
کسی کو بزم صنم میں خدا نہ لیجائے
گلوری کیا کہ میسر وہ گال بھی نہ ہوا

لیا تو بوسہ عارض مگر تصور میں
کہ اپنا کام بھی نکلا ملال بھی نہ ہوا

وہ بام ہی پہ مسیحا میں کیا جلا نہ گئے
کوئی مریض محبت بحال ہے نہ ہوا



خدا نے خلق کیا یوں تو بہتر ایک سے ایک
مگر سحر سا کوئی بیکمال بھی نہ ہوا



سحر [illegible] کہاں کہاں گیا
خدا کے فضل سے ہم [illegible] مہربان کیا کیا

زمانہ دیکھا ہے ہمنے خضر ابتدا سے مگر
ابھی دکھائیگی یہ عمر جاوداں کیا کیا

بس انتہا ہے کہ مشکل آبلوں کی پیدا کی
پھرا تمہاری تجسس میں آسمان کیا کیا

سنی نہیں کبھی گالی کہ آشنا ہوں کان
وہ ایکبار کے پھر کیسے مہربان کیا کیا

چلے وہ چال کہ پامال کر دیا تمنے
اکڑ رہے تھے ابھی سرو بوستان کیا کیا

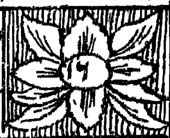
بہت اداس ہے بزم شراب بے ساقی
پیالے لیتے ہیں خالی جمائیاں کیا کیا

بغیر یار ہے بزم شراب مجلس غم
کہ شیشے روتے ہیں ہیلی کی ہچکیاں کیا کیا

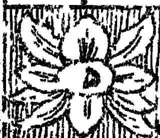
اخیر کو میں تمہاری گلے کا ہار ہوا
اٹھائے داغ جدائی کہاں کہاں کیا کیا

سحر [illegible] نکلی ہی آواز کیا ہے وحشت خیز
کہ گھر گھر اٹھی ہیں لوگوں نے [illegible] کیا کیا

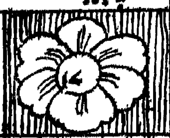
آزادتیہ گیسو کیا اختیار کرتا — زنہار ست نہیں کیا ... کرتا
معشوق بندہ پرور ایسا اگر نہ ہوتا — کیون اپنے ... ... اختیار کرتا
جو کچھ کہو بجا ہے بیشک میری خطا ہے — بندہ اگر نہ ہوتا کیا اختیار کرتا
افشاے راز الفت تھا پیشتر جنون سے — اب حال دل جو کہتے کیون ... کرتا
افسوس مر کر کوئی جیتا نہیں دوبارہ — ہوتیں جو لا کے جا نظر تم ... کرتا
وحشت میں دیکھتے جب چھپتے اگر سے ہم — صحرا میں کار ... ایک ... کرتا
دو دن کی زندگی تھی کس لطف سے گذرتی — تم ... رس ... کرتا
دل کی لگی ہوئی کو آنسو نہیں بجھاتے — آتا تو ... پانی ابر بہار کرتا
پانی اگر پیا ہو فرقت میں تو قسم لو — کہتا تا بغیر اوس کے ... کرتا
عاشق کو ابرو فرقت سودا اگر نہ ہوتا — ہر روز اک گریبان کیون تار تار کرتا
ہر موی تن کے بدلے ہوتیں اگر زبانیں — کس کس طرح سے شکر پروردگار کرتا



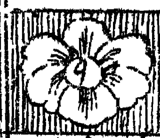
بعد از فنا ہی تھی آپ اپنا جسم خاکی
تجویز کیا سحر مین جاے قرار کرتا



تپ غم کا کیا علاج اچھا — یہ نہ پوچھا کبھی مزاج اچھا
سانپ سے اژدہا سنے چوٹی — پایا ہو بافت صنے رواج اچھا
شر افزاے حشر سرو بیدار — کل کا دستہ دکھیا تھا آج اچھا
خاک پر بیٹھ نہ ننگے سر غافل — نہیں سودا سے تخت و تاج اچھا



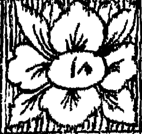
بات کرنے نہ آے منعم کو
پوچھتا ہے سحر مزاج اچھا



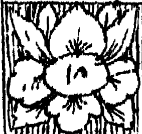
جب ہوا یار بڑھ کے بول لیا — مفت دل دے کے رنج مول لیا

قولہ ناشتہ مزاج عالی سے ہے

سے لیا دل تو مال اپنا تھا — خوب نظروں مین ہمنے تول لیا
وہین شک مین نہ شک رہتا — زلف کی کچھ گرہ کا کھول لیا
دیکھے دل پایا قبضہ بر دیر — اتنا عقدہ نہ پہلے کھول لیا
ہمکو چھوڑا جو قید گیسو سے — تیغ جانانہ سا زمول لیا
جب سے کی اختیار خاموشی — دل وحشت زدہ کو اول لیا
سب نے تمھارے نہ پی شراب کبھی — جسکا جی چاہا بڑھ کے بول لیا
زہر جب تک نہ پہلے گھول لیا



عطر مل مل کی ای سحر شب وصل
کل تو سارا بدن ٹٹول لیا +



ادہر جاتا ہے سینے مین آبلہ دلکا — قریب مرگ ہے بنتا ہے ستھرا دلکا
جدائی دوست کے دشمن کو بھی نصیب نہ ہو — جگر کو داغ دکھاتا نہ یاخدا دلکا
جو کنڈرا اوسکی شفیت مین ڈھوا صد شکر — حضور کی نہ شکایت نہ کچھ گلا دلکا
رہیگا جو داغ جدائی سے دل ہی گلدستہ — حباب شیشے کا ہے صفا آبلا دلکا
الہٰ شباب نے یہ حصے کہان پائے — سنا کہان ابھی بلبل نے چہچہا دلکا
ہمارے کانونکو غیبت سے آشنا نہ کرے — زبان دہن سے نکل کر کرے گلا دلکا
یہ واقعہ بھی نہین کربلا کی حال سے کم — شہید ہونگا یار کے مجلس مین مرثیا دلکا
ہزار جان سے عاشق ہوا ہی قاتل پر — بساط سے کہین باہر ہی حوصلا دلکا
مزہ ملی تمہی آنکھین مین رونی والونمین — یہ شعر ہمارا ہے مرثیا دلکا
بشر کے عیب ہنر گفتگو مین کھلتے مین — ہر ایک شعر سے ظاہر ہے ولولا دلکا
نکالے جوہر فولاد کس مشقت سے — کیا نہ صاف سکندر نے آئنا دلکا

شب فراق عجب طرح سے بسر کی ہے
دکھائی دین تیری صورت کی سیکڑون شکلین
بلا سے لگنے یا عشق مین تباہ ہوئے
جو کچھ ہوا وہ ہوا بس گذشتہ را صلوٰۃ
سنا کرو ابھی دیکھو تو ہوتا ہو کیا کیا
چلے نہ کہنے یہ نادان دوست کی کوئی

اونگ چلو تو کہون سارا ماجرا دل کا
ہزار بین ہو ٹوٹی جو آئینا دل کا
چلو نکال لیا یہ بھی حوصلا دل کا
کہان تلک کوئی رویا کرے گلا دل کا
شروع عشق ہی بھلا ہی سا لگا دل کا
ہماری جان کی مفت کیا گیا دل کا

۱۹ سحر سے شخص کو پریون کی باتین سنواتین ۹
خدا برا کرے کمبخت سیہ بہا دل کا

کوئی دنیا مین قدردان نہ ملا
ابھی پہ ہیںبار گور مین ہم
شاید آرام پائین زیر زمین
تھا کشیدہ و قد کشیدہ سے
دخت رز کہنہ نوجوان ساقی
جو ہوا اس زمین سے حاصل
بین کہون ہی شراب پہ تسکین
دیکھنے دے بہار دو دن کے

نہ ملا یار مہربان نہ ملا
صاف ہو کر وہ بدگمان نہ ملا
چین کچھ زیر آسمان نہ ملا
دوڑ کر سرو بوستان نہ ملا
جوڑ کچھ خوب مہربان نہ ملا
غیر تائید آسمان نہ ملا
محتسب تو تو ہان بین ہان نہ ملا
آنکھ نرگس سے باغبان نہ ملا

۲۰ پڑھ چکے ہین دعا سے تو بہ سحر ۱۵
ساز مطرب او ٹھا یہان نہ ملا ✢

ہم سا اک اور اگر چاہنے والا ہوتا
روح کو ہوتا ہے منعم کی روشنائی سے حجاب

دونون عالم سے تجھے ڈھونڈھ نکالا ہوتا
سیر اکسیر سے تا لوت پہ ڈالا ہوتا

نہ غم [illegible] دکھائی ہوتی
دوست تہا جمشید مین مٹی کا پیالا ہوتا

وصل ہوتی ہی کہا سحر مین شب کا
ہے کون اور ابھی شب کا نالا ہوتا

فائدہ روز مہر نے سے ہت پردہ نشین
لطف جب تھا کہ کوئی دیکھنے والا ہوتا

مت پہ منہ رکھکے شب وصل مین گر پڑتے ہم
کان مین یار کے برسات کا جھالا ہوتا

اہل جوہر کو بھی آرایش ظاہر ہے ضرور
تیغ ہوتا تو سر و ہی مین نہ مالا ہوتا

دل آزاد بھی اسیر و روان لے لیتے
ہاتہہ پر دیسے جو دینے کو نکالا ہوتا

نامہ بر یار کا خط ہو سمجھے خالی کیا دونون
لوٹ ہوتا کسی کوٹھے کا قبالا ہوتا

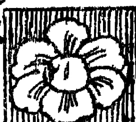
کمر یار جو ہستی مین نہ ہاتہہ آجاتے
دل بیتاب نے مجھکو بھی اوچھالا ہوتا

کیا دیا پھر کفن چرخ نے دو گز کپڑا
بھاری خلعت کوئی رخصت کا نکالا ہوتا

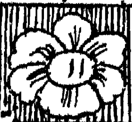
مستند ٹھرا مین ہی نہ لوح ہی عشق فرہاد
کوہ غم سر پہ گرا تھا تو سنبھالا ہوتا

عید کا دن تھا پہنتے کوئی بھاری جوڑا
توسن ناز کو چمکا کے نکالا ہوتا

زلف شب مین تیری بالونکی جو خوشبو ہوتی
چاندنی عرش پہ ٹوپی کو اوچھالا ہوتا



بچگیا ابکی تو جاڑ دن مین سحر کا کمبل
رہین سو جاتا ابھی تک جو دوشالا ہوتا



ہوئے کس طرح سے سرو کو برباد ہوتا تھا
جو پابندی چمن کی تھی تو کیا آزاد ہوتا تھا

لحد جسم خاکی مین ہوے روح لطیف آکر
بہر صورت غبار خاطر ناشاد ہوتا تھا

خدا کی بھی تصور مین بت کافر کی صورت تھے
کہ اوسکے علم مین تھا عالم ایجاد ہوتا تھا

رواج مے کی کیفیت نہ پوچھو دور ساقی مین
اوجڑتا مدرسا تھا میکدہ آباد ہوتا تھا

بھلا ہم صید گاہ دہر سے اوڑ کر کہان جاتے
کہ یون بی بال و پر قسمت مین ہی صیاد ہوتا تھا

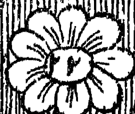
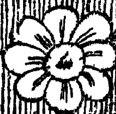
کیا سی ایک حرف کن مین پیدا دونون عالم کو
فقط سی دیر تیری حکم کی ارشاد ہوتا تھا

کھلے باب اجابت عرش تک آہ رسا پہنچے
کہیں کیا بستہ باب ہی چرخ پہ بیٹھا ہوا تھا

کسی کی زلف دیکھا بوسہ لیتے ہاتھ جلتے ہیں
نہ مجنون ہمکو سمجھا تھا نہ کچھ بستہ ہوا تھا

شکل اندامون کی نقشی نقش و لیے سوتی جاتی
اسی صورت پہ اس ویرانہ کو آباد ہونا تھا

عجب ایک شہر ہے وہ بھی فلک کی کیا نہ آنا ہے
مزاج یار کو بھی مائل بیداد ہونا تھا


ہوا پر کیوں نہ آ جاتے سحر یہ خاک کے پتلے
مآل کار مشت خاک کو برباد ہونا تھا


تصور قبر میں آیا جو اوس قاتل کی آنکھوں کا
میں سمجھا کوئی ٹوٹا کھل گیا گنج شہیدانکا

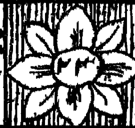
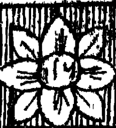
چمک پر ہی ستارہ آج کل اوس ماہ پاراکا
نہ تقدیر کی نقطون میں بھی حالت پریشانکا

مکہ اس قدر کہتا ہے سودا تری آنکھوں کا
ستارون پہ گمان ہی ذرہ ریگ بیابانکا

نہ جائیگا تصور کوئی دم گیسوے جانان کا
رہی گا آنکھ میں ڈورا رگ خواب پریشانکا

بہت جلدی لی جاتے ہیں کیون تیری غبار تم
مسافر خاک میں جاتا ہے کیا شہر خموشانکا

نزاکت اسکو کہتے ہیں نزاکت اسکو کہتے ہو
پسینا آیا ماتھے پر لیا جب نام افشانکا


جلا کر ہو گرون سے نقد دل مرد لیتے ہیں
سحر شہر خموشان میں بھی اب پڑنی لگا ڈاکا


منہ سے جب حرف ناسزا نکلا
پھیر لطیفے کا لطف کیا نکلا

رابطہ تھا ازل سے روحون مین
وہ تو مدت کا آشنا نکلا

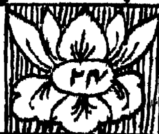
لب شیرین سے اور تلخ کلام
ہم جو کہہ بیٹھے کیا مزا نکلا

دل کو ڈھونڈھا جو جسم خاکی مین
ایک ٹوٹا سا آئینا نکلا

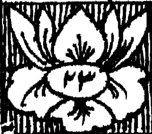
ٹھہرے ہو والے ہون ہمیشہ کا
آج اس کوچے مین بھی آ نکلا

زلف مین سے ہے نظر نہین آتا
دل تو شیشے سے بھی صفا نکلا

منتظر کب سے ہین صبوحی کے — آفتاب اب تو ساقیا نکلا
وہ کھلا میکدے کا در وا نہ — سر پہ خم لے کے مغبچا نکلا
ذکر گیسو پہ یار سے بگڑے — یہ لڑائی کا سلسلا نکلا
دل نے پھر دل سے راہ پیدا کی — چھپ کے جانے کا راستا نکلا
دیکھکر خط کو مسکراتا ہے — نامہ بر حرف آشنا نکلا
راہ دکھلائی خوب وقت اخیر — آنکھون کی راہ دم مرا نکلا
اوس صنم نے دیا او گال مجھے — سنگ سے لعل بے بہا نکلا
دل سے نکلے دعا وہ بات کرو — کیا جو منہ سے برا بھلا نکلا
ذکر ابرو سے دل مین کٹتے ہو — بات کیا تھی جو نیمچا نکلا



یا علی جب کہا سحر دل سے
بے ریا نام کبریا نکلا



صدمہ شب فرقت کا اوٹھایا نہین جاتا — اور آپ سے جلتے ہین تو جایا نہین جاتا
یون راز محبت کا چھپایا نہین جاتا — دل زلف مین ہی آنکھ پہ پایا نہین جاتا
ہم بھی یہ سمجھتے ہین کہ وہ زلف بلا ہے — پھنس جاتا ہی جب دل تو چھڑایا نہین جاتا
ہر ایک پہ پستی نہین معشوق طبیعت — مہندی کی طرح رنگ جمایا نہین جاتا
سچ ہی کہ بری وقت کا ہوتا نہین کوئی — دل جلتا ہے آنکھون سے بجھایا نہین جاتا
آزاد ہین ہم لوگ خوش آمد نہین آتی — معشوق بھی روٹھے تو منایا نہین جاتا
بالکل تپ فرقت مین غذا چھوٹ گئی ہے — کھانا تو کہان رنج بھی کھایا نہین جاتا
فولاد کا دل چاہیے پتھر کا کلیجا — بے اسکے تو ناز اونکا اوٹھایا نہین جاتا
کس بات پہ سفاک کی تیوری نہین چڑھتی — کب نیمچہ ابرو کا کسایا نہین جاتا

جاتی رہی جب ہوش بلایا مجھے اوسوقت
افسوس کہ مین آپ مین آیا نہین جاتا

اٹھتے رہے ہوس ایڑیان رگڑتی گرالنسان
جینے سے مگر ہاتھ اوٹھایا نہین جاتا

خس پوش ہی وہ چاہ ذقن سبزۂ خط سے
دل دیدہ و دانستہ گرایا نہین جاتا

تقدیر بگڑتی ہی تو کچھ بن نہین پڑتی
بڑھ جاتا ہی جب لکھا گھٹایا نہین جاتا

تم آپ چلے اور سکتا ہمین چھوڑا
اک ہاتھ ادہر اور لگایا نہین جاتا

گیسو کیطرح کسنے نہین پیچ اوٹھایا
صحبت مین تری کون بنایا نہین جاتا

تھے عالم ارواح مین ہم آپ سے باہر
اب آپ مین آتی ہین تو جایا نہین جاتا

عزت پہ جو حرف آئے محبت مین تری لوا
تقدیر کے لکھے کو مٹایا نہین جاتا

وسرار سے خالی نہین کچھ شور قیامت
بیوجہ تو سوتون کو جگایا نہین جاتا

خود صاف مین دل صاف ہی آئینے کی صورت
جو حال ہے ظاہر ہے چھپایا نہین جاتا

منہ سینۂ عاشق پہ شب وصل نہ رکھو
پھوڑا سا ہی دل ہاتھ لگایا نہین جاتا

جی چھوٹتا ہی کوہ الم سخت گران ہے
رستم سے بھی ہی یان اوٹھایا نہین جاتا



سوتا ہے سحر کو خفقانی نہین کیا ہے
اوسنے تو کئی بار بلایا نہین جاتا



دونون گیسو مین پریشان ہے کہو دل کیا ہوا
آپنے مجھسے بھی کہو یا اس سے حاصل کیا ہوا

پاس رسوائی سے مین بھی عرض کر سکتا نہین
عرصۂ محشر مین غل ہے اسکا قاتل کیا ہوا

پوچھے ہے مرتا ہون کہ جنت مین ہین حورین مجھے
سب کا دیوانہ بنا اک تم پہ مائل کیا ہوا

حلقۂ گیسو سے بوی مشک لاتی ہے صبا
لیلی محمل نشین ہے محمل کیا ہوا

لاکھون عاشق بہ جبین کرتی ہین تیا بدو لپٹ کے
گل جو اہل زر ہوے بلبل کو حاصل کیا ہوا

حسن پر مغرور کیا ہو ہر کمالی را زوال — دن کو ہم پوچھین سگ گشت ماہ کامل کیا ہوا



بے بلائے کوی جانان مین چلے آئے سحر
یہ تو دیوانے تھے لیکن تجھہ کو ای دل کیا ہوا



خلاق جبر و قدر ہے پروردگار میرا — تھا جبر سے ہوا کیا اختیار میرا
شیشے کی طرح کب سے ہچکی لگی ہوئی ہے — کچھ ذکر میکدے مین کرتے ہین یار میرا
اوٹھا ہے حشر کے دن فریاد کو فلک تک — رکھی زمین امانت مشت غبار میرا
پیری مین بھی ہے باقی اس عشق کی حرارت — مانند شمع کشتن اوترا بخار میرا
ہر جام می کی آنکھین چھت کو لگی ہوئی ہین — کوٹھے سے وہ تو اوترے ہو انتظار میرا
نشہ مین آج مجھکو ساقی سنبھالتا ہے — دوش صبا پہ ہوگا اک دن غبار میرا
ہو یار میکدے مین خالی پڑی ہین شیشے — اس وقت دل بھر آیا بی اختیار میرا
کو خاص عاشقون مین گنتی نہ آپ مجھکو — اتنا تو بس سمجھتے ہی جان نثار میرا +
اغیار پر یہ حد مین ہمکو نکال کے ہیلے — آخر کسی طرح تو نکلے غبار میرا
پانی مین لطف می ہی کچھ کیف ہو جو ل مین — ساقی سے کم نہین ہے ہر آبدار میرا
بیٹھا در صنم پر دل اوٹھ گیا جہان سے — اس کوچے مین بنے گا اک دن مزار میرا
آقا ست تو ہی قیامت تم لوگ ہو غضب کے — ای بت رحیم بھی ہے پروردگار میرا
فرہاد کو جو ڈھونڈا پایا نہ بستیون مین — دامان کوہ مین ہی روپوش یار میرا
رونے سے رات دن کو بہتر ہو ڈوب مرنا — بعد از فنا اوٹھائے کیون کوی بار میرا
کیا خاک خط مین لکھون تحریر کچھ بجا ہے — تم آپ آکے دیکھو یہ حال زار میرا
سودائی جنس یوسف وعدہ پہ حشر کی ہے — بازار مصر مین ہے یہ اعتبار میرا
فردوس مین ابھی تک کوئی نہین گیا ہے — یاران رفتگان کو ہے انتظار میرا



کہنگی جو زلف میں کی دل اوڑ چلا نکلکر
کہتے ہیں وہ سحر نے کھو یا شکار میرا



میکشو سر پہ چلی آتی ہے بے یار گھٹا
صاف ہی کہنہ خرابات کی دیوار گھٹا

تیری شہرگ میں ہی اعجاز مسیحا ساقی
ابر مردہ کو جلاتا ہے گہربار گھٹا

سو ہم عیش کو جاتی ہوے کچھ دن نہیں
دن ہی بجلی کی چمک رات ہی ہی یار گھٹا

جوش وحشت کی ترقی ہے تنزل اپنا
جستہ خون ہوا اور تن زار گھٹا

مردہ دل ہی نہیں ایسی محل ہے جو طرب
زیر دیوار چمن ہے سر دیوار گھٹا

نوبت پایا ہم دھوئیں کی انگار روان ہے
آگ برسانی کو آئی ہے دھواں دھار گھٹا

اس خرابات میں یہ عیش محل کسکا ہے
برق ہی رخنہ در سایۂ دیوار گھٹا

رند بھی تشنہ میں امید تری رحمت کی
بھیج جلدی طرف خانۂ خمار گھٹا

رنگ میں کوکہ ہی مسی کی وہ تری آنکھ
کالیوں کی نہ مگر پاسے کی بوچھار گھٹا

آنکھ لڑنے میں ہوئی کچھ جو مژہ کو جنبش
نقل کیا ہمنے وہ دیکھ نظر یار گھٹا

دود دلق کی چمک پائی کہاں بجلی نے
نقل کرتی میری رونے کی ہے مکار گھٹا

آب رحمت سے بھی بجھنے کی نہیں جی کی لگی
داغ سوزان کی چمن کو نہیں درکار گھٹا

سچ تو یہ ہے کہ جو گرجین میں کیا یار کی
چشم خونبار سے اب بھی نہ گہربار گھٹا

بادۂ خون جگر پینے کو موجود ہیں ہم
دود دل سے کہیں اوٹھے تو دھواں دھار گھٹا

قہر کے بعد ہے پھر رحمت باری کی امید
دود دوزخ کو سمجھتے ہیں گنہگار گھٹا

یاد گیسو کہتے ہیں بدلی جو کبھی آتی ہے
فلک تفرقہ انداز کو ہے بار گھٹا

چمن عمل احباب ہے کیا عشرت خیز
دود قلیان سے یان اوٹھتی ہے سرشار گھٹا

خاکساروں کو نہ پی فیض سے اے ساقی
بیشتر ہوتی ہے آندھی سے نمودار گھٹا



عیش باغ آج چلو پانی برستے ہین سحر
گل سے کرتی ہے اشارہ یہی ہر بار گھٹا



ہر شعر ہے قصۂ طلب ہجران ہمارا
پریون کی کہانی ہے یہ دیوان ہمارا

فرمایشین معشوق کے معشوق کو دیتی ہین
دشمن کے بھی دشمن پہ ہے احسان ہمارا

حداد نے زنجیر نہ لا یا نہ بیڑی
طیار ابھی کچھ نہین سامان ہمارا

چلتے بھی پھرین یا نہ پھرین دشت جنون مین
دامن ہے نہ اونکا نہ گریبان ہمارا

کیا سبزہ ہے کیا سایہ ہے کیا خوب ہوا ہے
دیکھو تو کبھی چل کے بیابان ہمارا

پھر جا کے ملے غیر سے کیسے تھین وہ دشمن
قرآن اوٹھایا تھا کہ دیوان ہمارا

پریون کے نظارے ہین پرستان کی سیرین
قائم ہے تا حشر سلیمان ہمارا

وحشت مین نہ مذکور کرو زلف پری کا
دل اور بھی ہوتا ہے پریشان ہمارا

طیار ہے تصویر خیالی کا مرقع
لکھوایا ہے اب یارون نے دیوان ہمارا



کیا پوچھ کی نکلی ہاہین سحر صید مضامین
شیرون کا نیستان ہے یہ دیوان ہمارا



سنتے ہین گیسو جو کبھی ای ستم ایجاد آیا
چمن گلشن رخسار مین صیاد آیا

ہاسرو آنکھ مین بجاتے ہین جہان جاتا ہون
پاون رکھا جو زمین پر تو فلک یاد آیا

خود بھی گھبرا گئے وہ دیکھ کے وحشت میری
دم بدم پوچھتے ہین لوگون سے فصاد آیا

روح کو عالم ارواح مین وحشت جو ہوئے
سیر کرنے کو سوئے گلشن ایجاد آیا

کٹ گیا پاون زمین مین یہ جو تکلے تا تھے
نہ گیا سرو جو دو ہاتھ بھی آزاد آیا

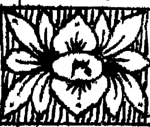
بال کھولے جو سکھانے کو سینے پر گویا
آج حمام سے تو بن کے پریزاد آیا

بے ستون ہی تھا وہ شیرین نے جو کھدا ای تھی
کوہ غم پر نہ ہماری کوئی فرہاد آیا

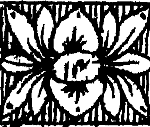
باتین زاہد نہ سنی دل سے تو کافر ہو جا
ہے قرآن شریف اور ہے ارشاد آیا

باتین موسی سی ہوئین اوٹھگیا پردہ آخر
ہم نہ سمجھے تھے عاشقونمین ای ستم ایجاد آیا

گرتے ہیں کوہ الم اور فلک ٹوٹتے ہین
ایسے ہی ہوتی ہے آراش عشق کی افتاد آیا



ای سحر شعر بہت تمنے بنیا کرکے کہا
قوت اخذ کے حصے مین ایجاد آیا



شام سے وصل مین ہے ہجر کا ڈر کیا ہوگا
حال ابھی تو یہ ہی وقت سحر کیا ہوگا

دل جو ہی عرش خدا اسمین جگہ پیدا کر
خانہ گور مین رہنا ہی یہ گھر کیا ہوگا

زاد رہ پاس نہین اور ہے منزل درپیش
مین یہ کہتا ہون کہ ہنگام سفر کیا ہوگا

پاس آ بیٹھے تو دل اوٹھگیا اک عالم سے
اب جو اوٹھ جاوسگے ای رشک قمر کیا ہوگا

آدمی کیا کہ فرشتی کی بھی پر جلتے ہین
کس طرح ہوگا وہان اپنا گذر کیا ہوگا

دیکھکر حال دل غمزدہ بس رو دوگے
ہنستے اب اور تو ای دیدۂ تر کیا ہوگا

شعلہ رویونکی سلیے چاہیے آہ سوزان
ٹھنڈی سانسین جو بھی ہین تو اثر کیا ہوگا

ای صنم عیب کے رکھتے ہین خبر کامل عشق
نہ اب آنکھوں سے وہ غائب کہ کیا ہوگا

گھٹگیا دلکی کدورت سے غبار آنکھونمین
سامنا ابر کا ای دیدۂ تر کیا ہوگا

دیکھکر تیرۂ آئینے مین کہتے ہین
وای بیجان کہو حال جگر کیا ہوگا

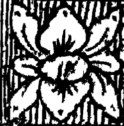
جاے گلگشت چمن کو یہ سمجھا کے کو داغ
داغ سودا سے زیادہ گل تر کیا ہوگا

جان لاکھون کی گئی عشق کا وہ گرچہ ہے
ہم بھی مرجائینگے ایک وزا گر کیا ہوگا

شعر ... ہو گئی دلمین چوٹ
نالۂ بلبل شیدا مین اثر کیا ہوگا



روح پر ہو تو تہ تاریک مین کیا گذرے گی
جسم کا حال خدا جانے سحر کیا ہوگا



فصد کھلوائی اونھوں نے خون اپنا ہو گیا
کچھ اثر لیلی سے بھی رفتارہ یادا ہو گیا

مثل گل مرجھا کے وہ سوکھا مین کانٹے کی طرح
اونکی وہ صورت ہوئی میرا یہ نقشا ہو گیا

دیکھ سی ہتی نہین چشم عنایت کی نظر
ساغر فغفور کا وہ زرد ہو گیا

تو نظر ایسا ہی پڑ ملنگے دیا تو بی ہمین
[illegible] سب [illegible] ہو گیا

تھا [illegible] لیے اقرار یار نے
خط ابھی پہنچا نہین اخلاص [illegible] ہو گیا

[illegible] پوشاک دربار [illegible] آ [illegible]
بہاری شملا [illegible] سر [illegible] ہو گیا

ظاہر و باطن شراکت کی نسبت ہین ایک
دامن جب آئی کدورت [illegible] میلا ہو گیا

[illegible] بالا چمن ہے دلکو [illegible] قید [illegible]
سرو گلشن سنتری کا [illegible] ہو گیا

[illegible] فرزند آدم [illegible] آید [illegible]
اور [illegible] عشق مین ہم [illegible] ہو گیا

[illegible] کا خاموش [illegible] پینا [illegible]
[illegible] لگا [illegible] گھر [illegible] ہو گیا

[illegible] نہین [illegible]
[illegible] آزاد [illegible] ہو گیا

۹

[illegible] اہل دنیا کو سحر
[illegible] جب [illegible] دوشالا ہو گیا

[illegible] کی جی گھبرائے گا
یار کا کمر [illegible] یاد آئے گا

دیکھنا ہوگا فراق یار مین
بس یہی ہوگا کہ جی گھبرائے گا

[illegible] چاہیے [illegible]
عشق گیسو ایک دن بندھوائے گا

[illegible] ابھی تو کچھ نہین سکتے ہین ہم
یہ سمجھ لینا کہ سمجھا جائے گا +

[illegible] کی ہی آنکھین مین [illegible]
ہاتھ سے یہ چیتون کہان سے لائیگا

[illegible] جام جسم مین لکھا تھا [illegible]
کاسہ سر [illegible] کرین یہی کھائیگا

[illegible] کے واسطے
دیکھنا [illegible] جو کچھ خدا دکھلائیگا

نتنوں سے بوسے ملتے ہیں کہیں
پاؤں پر گر نیسے کیا ہاتھ آئے گا



کہدو ناصح سے سحر گھر میں نہیں
مفت میں بک بک کے سر کھا جائیگا



گمان تھا جسکی وہ قاتل نہ ٹھہرا
تمام دعوے باطل نہ ٹھہرا

بہت دیر و حرم کی خاک چھانے
کہیں وہ رونق محفل نہ ٹھہرا

رگ گردن سے بھی نزدیک پایا
تجسس امر لا حاصل نہ ٹھہرا

پریزادوں نے مارا ملکے مجھکو
کوئی اظہار میں قاتل نہ ٹھہرا

وصال یار سے مرنے پہ موقوف
جو یہ سچ ہے تو کچھ مشکل نہ ٹھہرا

عجب ساعت چلی تھی کشتی مے
کہ پھر ساقی دریا دل نہ ٹھہرا

کٹی جو تل ترے ابرو سے سامنے
گلے پر خنجر قاتل نہ ٹھہرا

علاقہ خوار ہے دشت جنوں کا
کہ اسمیں قیس سا عاقل نہ ٹھہرا

چلا کی رات دن آہوں کی آندھی
چراغ داغ بھی ای دل نہ ٹھہرا

پھرے وہ چاندنی میں کوٹھوں کوٹھوں
کسی جا پر مہ کامل نہ ٹھہرا

نہ کام آئی کچھ اپنے قابلیت
تری صحبت کے بھی قابل نہ ٹھہرا



نکالیں ای سحر کیا کیا زمینیں
مگر اسکا بھی کچھ حاصل نہ ٹھہرا



سودا دل وحشی کو تو ہے روز ازل کا
افسانہ ہے مجنون کا ہے نہ کچھ قصہ کل کا

پشتارۂ عصیاں ہے تو ہے عفو بھی ملکا
پلا نہ جھکے حشر کو میزان عمل کا

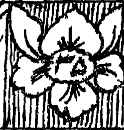
تن جس سے بنا گال ہے وہ پیسہ نہیں پایا
کیونکر نہ نحوست ہو کہ ہے دور زحل کا

اس خط سے بھی آنکھ میں ساغر کی سیاہی
شیشے کی طرح کوئی نہ ہو ہیٹ کا ملکا

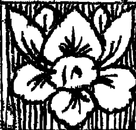
کچھ لوٹ کے جانے کا ہمین رنج نہین ہے
من کچھ نہین اوس گات کی ہے دلکو تمنا
پھر سون کا اگر وعدہ ہے یہ سو نہین ہے تجھے
ہشی ہو عزیزانی اگر دشت جنون مین
کیا کل وہ بگڑ جاتی ہے پھر صبح جاتا ہے
اندھیر ہا ہجر مین ان شعلہ رخون کے
کٹتی ہین شب وصل مین وہ دوپہر اپنی
پشتارۂ عصیان سے دبے جاتے ہین اب تو
لازم ہے زبان کو لیے شیرینی و نرمی
اکل ہی نہ ہوسے طالب باغ جہان مین
کہتا ہے توکل کہ بچھو خانہ بدوش ہو
جبتک نہ سنون قاصد جانانکی زبانی
بی حکم ہوا زلف چلیپا کو شب وصل
تہہ خانۂ مرقد مین ہمین یاد کیا ہے
شیرینی گفتار سے چسپیدہ ہین وہ ہونٹ
قلقل کہے ہر چند صراحی نہ کھلیگا
وہ رند ہون مین دختر رز گھر مین پڑی ہے
خورشید قیامت ہی سوا نیزے پہ گویا
خلاق معانی ہون مرے شعر مین الہام
دکھلاتا ہون فرقت مین کشش آہ رسا کے

ملنے کی خوشی ہی کہ نکلتا ہے نہ پھلکا
وہ سرو خریدار ہی نو فصل کے پھل کا
فرداے قیامت تو بیبان نام ہی کل کا
شمگیرہ سے کھینچے گو ریہ دامان جبل کا
انسان حقیقت مین کہ اک پتلا ہے حمل کا
اکا کبھی روشن نہ ہوا دل کے کنول کا
مرغ نظر یار کا تکتا ہے دو پلکا
کچھ عفو خدا کم ہون کہ یہ بوجھ ہو ہلکا
ہی ساتھ ہمیشہ سے تو مین موم و عسل کا
احسان اوٹھایا نہ کسی اہل دول کا
سایہ کہین پڑ جائے نہ منعم کے محل کا
لاوٗن نہ یقین آئی جو پیغام اجل کا
پھانسی کا کیا کام سزاوار ہون کل کا
ہی خوشخبری وصل کے پیغام اجل کا
گویا کہ عقیق لب جانان ہے دو پلکا
ساقی نہین شیشے کیطرح پیٹ کا ہلکا
دل شیش محل ہے تو اسی رنگ محل کا
ٹوپی پہ عجب جلوہ ہے منقیش کے پھل کا
دم بھرتا ہون شاگردی اوستاد ازل کا
آتا ہے ابھی اوس کے کچہری سے بچلکا

دانے پہ لگایا ہے مرے طائر دل کو	حسرہ نہین کھایا ہے ترے خال کا



رنگین طبیعت ہو تو اسنے تو ہو شوخی
لفظون سے ٹپکتا ہے سحر رنگ غزل کا



بوسہ دینے کہا ہے کیا دے گا	کوئی الزام بے وفا دے گا
آسمان کو غبار ہے ہمسے	ایک دن خاک مین ملا دے گا
اپنے دم تک یہ قدر ہے ساری	دل کو پہلو مین کون جا دے گا
بت بنا ہے غرور سے منعم	تو خدا کو جواب کیا دے گا
اوسکے دینے کے ہین ہزارون ہاتھ	وہی دیتا ہے کوئی کیا دے گا
اے بتو ہم تو کچھ نہین کہتے	تمکو اسکا عوض خدا دے گا
قصر و ایوان تک ہے مسند زر	گور تک ساتھ بوریا دے گا
سیکڑے سے اوٹھا ہے ابر بہار	میرے دل کی لگی بجھا دے گا
کھوئے کی رونکی سینہ سے	ابر بچلے کہین گرا دے گا
دل زمانے سے ہو چکا ہے سرد	داغ کیا کوئی مہ لقا دے گا
قرض پیر مغان ادا کرنا	سیل قاتل جو خونبہا دے گا
روز موعود کی ہے فرمایش	پہنچ پھر گیسوے رسا دے گا
تاب و طاقت نے تو جواب دیا	تو بھی اسوقت مین دغا دے گا
عیب پوشی ہے آدمی کو ضرور	وہ خطا پوش ہے چھپا دے گا
اوٹھتے اوٹھتے تمھاری محفل سے	صدمہ ہجر دل بجھا دے گا
جبہہ سائی کرو تو کہتے ہین +	خط تقدیر کو مٹا دے گا
لینے اٹھنے کا غم نہین ہمکو	جو بگاڑے گا وہ بنا دے گا

جان تک نذر کی سحر نے ہنسنے
کوئی فرمایش اور کیا دیگا

۳۶ ۱۱

دل بسمل نصیری اب آئی ہے نذرہ نواز آیا
مر کے جیا پھر بھی جانباز نہ باز آیا

مست کے چھٹے بیٹھے میلا لب دریا ہے
ساقی کی گلگون کا سنتے ہیں جہاز آیا

فرقت میں مغنّی نے چھیڑا دل نالانکو
ناساز ہوا ہمکو محفل میں جو ساز آیا

عشاق کے رمزون کو وہ سمجھے جو عاشق ہو
کیا ذہن مبارک میں ای بندہ نواز آیا

طاوس چمن بنکر جب باغ سے وہ نکلے
سینے سے اوڑا جو دل وہ صورت باز آیا

جب جان گئی اپنی پھر وصل ہوا تو کیا
اس چاہ سے درگذرا اس پیار سے باز آیا

اعجاز نما ہو نجو گردون نو ستایا ہے
اب شعبدہ بازی پر یہ شعبدہ باز آیا

موسی سے ہوئیں باتیں پر تو رہا آخر
بندون میں نہیں ہیں ہم ای بندہ نواز آیا

اعجاز ہیں یہ بندش الہام ہیں حضرت کے
پہونچا جو حقیقت کو انداز مجاز آیا

ہنستا تھا میت دلکو نادان سمجھتا تھا
اس پیچ میں اب میں بھی آ زلف دراز آیا

آئی ہے ضعیفی اب لازم ہے سحر تقوی
لو صبح ہوئی اوٹھو وہ وقت نماز آیا

۳۷ ۵

احباب کی صحبت سے دل اپنا نہ اوٹھیگا
ٹکڑی کا کبوتر ہے اکیلا نہ اوٹھیگا

اللہ کی گھر میں بھی گر رونگا بتونکو
تحسین کی مسجد سے مصلا نہ اوٹھیگا

نقد دل و دین جائینگے یان ہی کتنا مال
پر یو نہیں جو بیٹھینگے تو کیا کیا نہ اوٹھیگا

ہر وقت ہیں لیتی تری پلکونکا تصور
ہرگز مرے کوٹھے سے یہ پہرا نہ اوٹھیگا

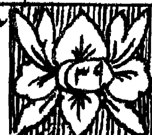
نالے شب فرقت میں سحر ہونگے نہ موقوف
جبتک کہ محلے کا محلا نہ اوٹھیگا

غرض جن سے ہے کچھ شب سے مطلب — فقط ہمکو تو ہے مطلب سے مطلب

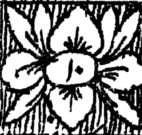
کسی کی گور میں سونا نہیں ہے — نہیں کیا یار کے مذہب سے مطلب

ہوئیں بیفائدہ باتیں ہزاروں — نہ نکلا ایک اوس بی ڈھب سے مطلب

علاقہ ایک دم تک ہی یہ سارا — نہیں پھر روح کو قالب سے مطلب



سحر کا ذکر کیون کرتے ہیں واعظ
بھلا اک رند لا مشرب سے مطلب



بالفرض بعد مرگ اگر ہو جنان نصیب — یہ لوگ یہ مکان یہ جلسے کہان نصیب

پژمردہ دل ہے پھول ہی مرجہا ہے ہیں داغ — اپنا چمن ہی روز ازل سے خزان نصیب

دور آخر میں یہ دعا مغبچون کی ہے — ہو ہر جوان کو صحبت پیر مغان نصیب

سیر ارم اور بنے کوئی یار مین — یہ بھی ہین اس زمین کی ای آسمان نصیب

ہمکو تو یاد خط میں ہے رونا تمام عمر — تمکو ہو سیر سبزہ و آب روان نصیب

محفل سی لی اڑی ہے مجھے شیشے کی پری — جم کو کہان ہوا تھا یہ تخت روان نصیب

بلبل کو خوب نخل محبت کا پھل ملا — ای گل بجز قفس نہ ہوا آشیان نصیب

لائق ہی بادشاہون کی یہ دلکشا محل — قسمت سے یار ہوتے ہین ایسے مکان نصیب

دنیا کی نعمتیں ہمین سب انسان کو لیے — مانند سگ ہما کو بھی ہین ہڈیان نصیب



بی شبہ اپنے شعر مین الہام ای سحر
سچ ہی کہ آدمی کو کہان یہ زبان نصیب



مرقد میں میسر نہ ہوئی صحبت احباب — اب خلد میں کیا جا کی شرکت احباب

بی لطف بسر کرتے ہیں یہ خضر و مسیحا — کچھ لطف نہیں زیست کا بی صحبت احباب

عاشق کبھی بیکار نہیں شیشہ گرمین — یا طاعت معشوق ہی یا خدمت احباب

حالِ دلِ وحشت زدہ پوچھا نہ کسی نے ॥ ملتے ہی نظر کے نہ پڑی جرأت احباب

دل سخت ہیں یارانِ گذشتہ کی طرف سے ॥ اس لوح پہ ہے نقش مگر صورتِ احباب

مارا ہمیں تعظیم و تواضع نے تمہاری ॥ کچھ جا ہی تکلف نہیں ہو صحبتِ احباب

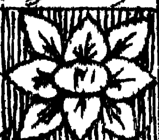
دل خاک میں ملتا ہے وہ ہوتی ہیں مکدر ॥ مر بھی نہیں چلتا کہ سکے کلفتِ احباب

جلسے کا میں دیوانہ ہوں صحبت کا مریض ॥ ہر دم ہے خدا سے طلبِ صحبتِ احباب

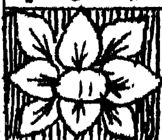
مدفن ہیں زمینِ شعر کی بھی دورِ فلک سے ॥ تاریخ کے پتھر ہیں سرِ تربتِ احباب

منہ پر جو مذمت ہے تو غیبت میں ہیں تعریف ॥ ملتے ہیں محب ہم سے زہے قسمتِ احباب

قرآن کی جا قبر پہ رکھیو مرا دیوان ॥ ہو روح کے دعوت نہ سہی دعوتِ احباب



تعظیم کو اٹھ بیٹھی کا مردہ بھی ہمارا ॥
ہر حال میں واجب ہے سحر عزتِ احباب



نہ سیکھے حالِ دل ہم نے کیا خوب ॥ ہے تو باطن سے واقف ہے خدا خوب

بہت سمجھا سے تمکو پیار کر کے ॥ گناہِ عشق کی پائے سزا خوب

گرا تھا جا کے دل چاہِ ذقن میں ॥ نکالا تو نے ای زلفِ رسا خوب

نظر آتا نہیں منہ صاف اون کا ॥ ابھی حاصل نہیں دلکو صفا خوب

چلے ہم آپ سے باہر خوبان میں ॥ لگے مل مل کے رونے آشنا خوب

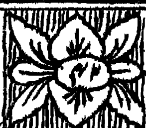
کفن پہنایا آخر جامہ زیبو ॥ بدن پر ٹھیک آئے یہ قبا خوب

نہیں جاتا ہے وار ابرو کا خالی ॥ ہیں ہم پہنچائی سے مشقِ جفا خوب

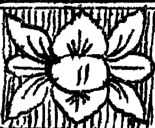
مبارک تخت ہو شاہِ اودہ کو ॥ ابھی ہم خوب اپنا بوریا خوب

فلک سنتے ہیں غزلوں کے زمین ॥ پہنچتی ہی میرے فکرِ رسا خوب

یہی بس حسنِ شعرِ شاعری ہی ॥ نئی بندش مضامین جا بجا خوب



سحرؔ ساری غزل جب سن چکے وہ
جھکا کر سر کہا کیا خوب کیا خوب



ابتو شہرہ ہو گیا شیراز تک ای یار خوب
روح حافظ کہتی ہی ہر شعر پر بسیار خوب

وصل مین تمنے جگایا ہجر مین جاگے ہم آپ
گور مین سوئین گی تن کر عاشق بیمار خوب

کس صفائی سے نسیم صبح آئی باغ مین
پھاڑتے تھے ای جنون ہم بھی کبھی پوشاک خوب

مصحف تیرا جہان مین عاشق جانباز کو
واقعی تقدیر سے ملتا ہے خدمتگار خوب

پھر بہار آئی سننے سر سے ہوا سودا ہمین
ای جنون ہو فی نہ پایا تجھے ابھی ہشیار خوب

ہون وہ لاغر چھیڑنے کو میرے کہتا ہے وہ شوخ
رنج و غم کھا کھا کے از زر ہان ہو تیار خوب

جب شب غم مین نظر آیا نہ کوئی آس پاس
حال پر عاشق کی روئے دیدہ خونبار خوب

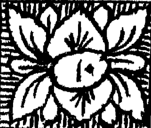
پست ہو کیسی زمین عالی طبیعت چاہیے
شاعر اچھا ہو نکل ہی آتی ہین اشعار خوب

کنگھی بالونکی طرح عشق صنم پنہان نہین
دانۂ تسبیح مین چھپتا ہے کچھ زنار خوب

یہ کبھی ممکن نہین یکرنگ ہو سارا کلام
وہ غزل ہی خوب جسمین شعر ہون دو چار خوب



ای سحرؔ آئی ضعیفی اب ہیکی بہور ہو
خوبرویون مین جو ہو کوئی طبیعت دار خوب



اب کہیں کے ستم ای ستم ایجاد کرین آپ
افلاک کے پردے مین نہ بیداد کرین آپ

نہ بیکو تو ان قیدون سے آزاد کرین آپ
دیوانہ سمجھکر نہ کچھ ارشاد کرین آپ

کہتا ہے زبان نام محبت جو لیا ہو
تحقیق تو فرمائین جب ارشاد کرین آپ

پھر بال نہ باندھیکا او منین شوق ہوا ہے
سب کہتے ہین فکر دل ناشاد کرین آپ

کیا حوصلہ ہے صانع قدرت کا ہمارے
موجد لقب اور ونکا ہو ایجاد کرین آپ

گیسو مین پتا ہے نہ زنخدان مین ٹھکانا
دل کھکے کہان بھول گئی یاد کرین آپ

آئینۂ دل دیکھ کے مین کہتا ہون ہیولی ہے
سیر چمن حسن خداداد کرین آپ

گو قبر کے ہمنا نہین ہے وصل کا وعدہ
سو بجود ہین جس وقت جہان یاد کرین آپ

آخر تو کبھی پوچھنے والا کوئی ہوگا
ہر بار یہ کیا کرتے ہین فریاد کرین آپ


جب بیٹھا محفل مین سحر کا تو غضب ہے
تم بھی نہین کہتے ہو کچھ ارشاد کرین آپ


بیجا ہے محفل مین کرسے چلے اغیار بہت
اب تو چل نکلی ہے کچھ آہ شرربار بہت

مثل زہرا کسی کو کبھی گناہ ہے دماغ
سر کے ٹکرانے کو ہی یار کی دیوار بہت

زلف پیچان ہی کبھی پرتو رخسار ہی ہے
راستے پر ہے مگر ہے قد یار بہت

حسب فرمائش معشوق وہی جلے خدا
ہوس زر نہین ہم لوگو نکو ای یار بہت

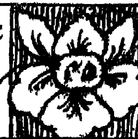
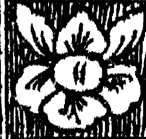
ہی گلزار باغ مین آئے تھے عیادت کے لیے
سنتے ہین نرگس بیمار ہے بیمار بہت

ہای افسوس کہ اب حال کھلا بعد وصال
آگے ہم جانتے تھے وصل ہی دشوار بہت

شناسا نہین کچھ گور غریبان پہ ضرور
قبر عشاق کو ہے سایۂ دیوار بہت

یوسف دل کا خریدار نہ ٹھہرا کوئی
جمع ہر چند رہے بزم مین دلدار بہت

یہ تو اوس غیرت یوسف کا سخن تکیہ ہے
تم سلامت رہو بندے کے خریدار بہت


تن خاکی مین سحر روح کہا تا ہے وبال
کہ سفر دور کا ہے اور ہے یہ بار بہت


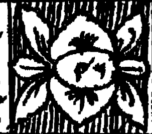
گر نہ نالہ موزون ہزار کی صورت
بغیر حلم نہین اختیار کی صورت

گلون سے کھلنے پہ رہتا ہی گریۂ شبنم
بٹے دہر کی ہین یہ نقش و نگار کی صورت

پڑا ہوا ہون شہر خموشان مین چشم نم ہو
سبے ہین تکیہ پہلو مزار کی صورت

ہنوز رحمت باری کا چشم گریان ہے
برس پڑون ابھی ابر بہار کی صورت

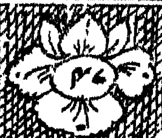
ضرور چاہیے تمھانا قصر منعم مین — کہ سامنے رہے ہر دم مزار کی صورت
کہان کہان نہین نقشے جمایے عاشق نے — قرار پائی ہے اب وصل یار کی صورت
ستارے کو مین ہے کشمکش رقیبون کے — سحر مین بھی یہی ہو گی نثار کے صورت
شب فراق مین ہی چاندنی بھی چادر قبر — اور اس چاند ہے شمع مزار کی صورت
تمھارے ہاتھ سے آئینے کو بھی چین نہین — ابھی ہمارے دل بیقرار کی صورت
اور ان کی سوے چمن لیجیے ہوا ے شراب — چلے ہو جھوم کے ابر بہار کی صورت



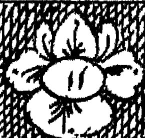
مین پھر رہا ہون تختہ نرگس کو دیکھتا ہون سحر
بند ہی ہو گئی ہی عجب انتظار کے صورت



بتون کی ہے خداوندا شکایت — یہان ہے شکر در پردہ شکایت
فقط معشوق سے اپنے گلا ہے — کسی سے کچھ نہین شکوا شکایت
کہین گے وصل مین شکوے کی فرقت — لکھی ہے وصل مین کیا کیا شکایت
نہ پیتا تھی گلون سے کوئی بلبل — جو گل کہانی کی مین کرتا شکایت
نہ پوچھو عشق مین کیا ہم پہ گذرے — کہ عاشق کو نہین زیبا شکایت
اگر تمھارا غیر و شہ وہی ہے — زمانے کی ہی پھر بیجا شکایت
نہ کہنا تھا وہ نہین حال جدائی — کہ ہر فقرے سے ہے پیدا شکایت
نہین رہنے کا یہ جوبن ہمیشہ — فقط رہ جائیگی جانا شکایت
ہوا عشق ذرہ مین ہر نفس تیر — غرض ہر دم ہے اک تازہ شکایت
جفا عادت مین داخل ہے بتون کے — گلا بیکار ہے بیجا شکایت
مرے نزدیک تہمت سے سوا ہے — بجا ہو یا کہ ہو بیجا شکایت
ابھی تو ہان ایسی عاشقی سے کے — گرا و ٹھیٹے ٹھیٹے شکوا شکایت



نکلا کیا ہے **سحر** جور فلک کا
مہ بے مہر سے ہے کیا شکایت



آگ کے تپلے ہین ہم عاشق محرور مزاج
اور ہی کرتی ہی پیدا مے انکو مزاج

خاک مین کبر و غرور اپنی طبیعت مین نہین
تمکو ہم لوگون سے لازم نہین آنکو مزاج

لوٹ لین خیل نشینون کو وہ بیباک ہین
لو چلین حضرت موسی سی سر طور مزاج

اگر یا گرمی بہت اچھی نہین ای شعلہ رو
آگ ہو جائین سگے پھر ہم بھی ہین محرور مزاج

گرمیان آتی ہین پھر آتی ہین ان وحشت کے
انکی بچنے کے نہین عاشق محرور مزاج

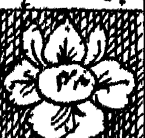
شہر مین اونکی تلون بھی نہین واقف کون
سب مین آگاہ زمانے مین ہی مشہور مزاج

نشہ مین سوجتے ہی دور کے ہم رندو تمکو
ہان بہک جاتا ہی کچھ پی کے مے انکو مزاج

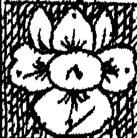
کل تلک راہ مین پوچھا ہے کہو کیسی ہو
شکر صد شکر ابھی تک ہی بدستور مزاج

شعر کی فکر مین ہی کم سخنی کی عادت
آشنا کہتے ہین دیوانہ مغرور مزاج

وہی وحشت وہی سودا وہی جھک تھی ہمین
کچھ افاقہ نہین اب تک ہی بدستور مزاج



ای **سحر** لطف ملاقات بھی ان پریون تک
باغ جنت مین نہ پوچھے گی کوئی حور مزاج



وہ تو تھے ہے مجھے کشیدہ قد ابرو کی طرح
بل کی لیتی ہے کمر بھی تری گیسو کیطرح

جھک کے ملتا ہون نہ مانین جو ہے سمجھتون آئے
مجھکو آنکھون پہ جگہ ملتی ہے ابرو کی طرح

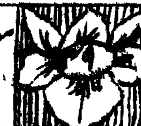
چمن دہر مین خندان نہوئے صورت گل
چشم تر خشک لب ای سرو ہے جو کی طرح

وصل کی شب جو لیا تحفہ بھی گل اوس گلرو نے
پتیان کھل گئین ساری گل خوشبو کیطرح

نیچ کیونکر نہ کرے غیر سیہ رو تمسے
سر خمیدہ ہے پریشانی گیسو کیطرح

جو ہری دیکھ کے دانتون کی چمک کہتے ہین
موتی آنکھون سے گر جاتی ہین آنسو کی طرح

سبب اغنیا ہین مجھ کو نہین ہین ان کو بھا | تول لیتے ہین نگاہون ہین ترازو کیطرح



سو ٹھہ جادو سے نظر سحر کی تو نگین پلکین
ساحری کون کرے نرگس جادو کی طرح



ادہر کی کائنات عرش ہی ہوا موجود | فقیر منتظر جسد دم کہا کہ یا موجود

ظہور قدرت حق دیکھنے کی آنکھ کہان | تری بغل مین ہی غافل جہان تجا موجود

بہار گلشن ایجاد کا وہ حافظ ہے | چراغ گل ہے تہ دامن صبا موجود

چکا ہین یوسف بازار چوک کی گری | بتو نکے پہننے کو ہے خانہ خدا موجود

بغیر حکم نہین جنبش ایک ذرے کو | خلا محال ہے کس جا نہین بتجا موجود

یہ تیری مسند زرین جسے جی منعم | فقیر کا ہے لب گور بوریا موجود

کہان ہین ساقی و مطرب کہو کہ خاطر ہین | ہوئی خدا کی عنایت سے پھر گھٹا موجود

چھپے نہین کسی خود بین پہ اہل عیب و ہنر | کہ سنہ پہ کہنے کو ہر دم ہے آئینا موجود

وہ بت یہ کہتا ہے دل کی خصوصیت کیا ہے | وہ کون جا ہی نہین جس جگہ خدا موجود

دل آپ لیجیے حاضر مین کچھ نہین حجت | ہمیشہ دیدیا سائل کو جو ہوا موجود

پہ ڈھونتا ہے مری سو کہی ہڈیون کا غط | سگ حضور سے لڑنے کو ہی ہما موجود

امید ہم سے ہی جانکنی مین یہ بیمار | مسیح پاتنی ہے سرپہ ہے قضا موجود



بس فنا بھی نزع ہے سحر کو صحبت کا
نرا سے بیجا مین دشمن ہیش آشنا موجود



خدا کو بھی ہی اچھی صورت پسند | پسبب نحنداں ہے حضرت پسند

فلک کی نہین ہمکو رفعت پسند | زمین کیجیے بہر تربت پسند

شروع محبت مین باہم مین لطف | کہ ہے نوجوان کی عبادت پسند

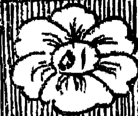
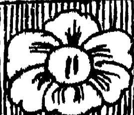
وہاں بھی ملاقات ہو تو نہیں
ازل سے ہے یاروں کی صحبت پسند

نہیں بیت ابرو میں معنی نہ ہوں
اجارہ ہے اپنی طبیعت پسند

وہ پتلی کمر اور وہ باریک ہونٹھ
عجب آدمی ہو نزاکت پسند

یہاں بھی تو حاضر ہیں صحبت نہیں
یہ دل ہو جو حضرت سلامت پسند

الگ سب سے ہو تیرہ یا مکان
بہر طور ہے کنج عزلت پسند

سحر کس قدر بے تکلف ہیں شعر
طبیعت سے ہے ہر چند وقت پسند

سنتے ہو حال دل تو بگڑتے بیان پر
وہ خود زمین پر ہیں دماغ آسمان پر

بیمار ہی ہیں روز ہجر صنم ناتوان پر
ٹوٹے ہیں لاکھ کوہ الم ایک جان پر

ممکن نہیں کہ کھاؤ زمین اپنی ہڈیاں
ہاں سگ وہما ہی برا ک استخوان پر

ساقی ابھی تو گھر میں ہوگا میں چلکو شیشے
اس وقت میفروش نہیں ہے دکان پر

کوٹھے پہ آج کونسا خورشید جلوہ گر
اہل زمین کے ہی ہو نظر آسمان پر

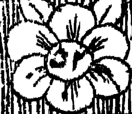
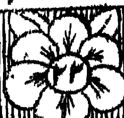
ملتے ہیں راستے میں تو ہوتا ہی یہ کلام
تشریف لائیگا کسی دن مکان پر

چلنے کا لطف پوچھیے ہم دلجلوں سے آپ
یاروں جو بڑے کل میں یان ایک آن پر

بہوکی نہیں بہ نعمت دنیا کی سیر چشم
پڑتی نہیں نظر کسی خاصی کے خوان پر

عاشق سے پوچھیے لب شیریں کا ذائقہ
دل لطف اوٹھا رہا ہے مزا ہے زبان پر

تقلیں و انتہ نہیں ہے مفید اسی لیے
آئے نہ جس میں تیری شکایت زبان پر

پہلے کو آمد آمد ساقی سے ہے ای سحر
اب میفروش ہی نہ کہا بی دوکان پر

فرقت میں اپنے جی میں ہم اپنی حال پر
آنکھیں ہیں بند اور نظر ہے مآل پر

کیا بدر سا اوٹھیگا اوج کمال پر
بوسے کا داغ ہے ابھی موجود گال پر

عاشق پر اور یہ خفگی عرض حال پر
چاندنین چڑہائی جائینگی بان سوال پر

واقف نہ تھے موتیون سے بہر آمنہ جھنکو
اوج ہے اسی ہنس گرینگے او گال پر

قاتل نے امتحان کو لیے یہ طلب کیا
اب زخم آچلے تھے ذرا اندمال پر

ہوتی ہین سفت کشتہ ابرو ہم فلک
کیون تیسرے کو آنکھ پڑی تھی ہلال پر

اس سے تو نیل بوسیکا ہاتہ تو چھوتیا
کاجل کا تل بناتے ہو کیا گوری گال پر

گھر بیٹھے اب تو کہیلتے ہو مفت کا شکار
گرتے ہین کبک جان سے اخگر او گال پر

جھگڑا ہمارا ہو نہ سکیگا کسی سے طے
موقوف انفصال ہے روز وصال پر

جاتی ہے تب بر آتش گل دوڑ دوڑکے
کیا بلبل چمن کو ہوئی ہین وبال پر

گل کہانیکو جو مانگیے چہلا تو کہتے ہین
پیسے کا داغ چاہیے دست سوال پر

سر سے دوپٹا اوڑھے ہین وہ جالی لوکا
صیاد نے یہ جال بچھایا ہے جال پر

ایکدن بیچ باتون باتون مین پوچھونگا یار سے
آتا ہی رحم ہی کبھی عاشق کی حال پر

اوڑ جاتے ہین گے یہ گل چمن روزگار سے
کلیان جو پھوٹتی ہین نکلتے ہین لالہ پر

پردہ ہے تو خوب ہے ابکی بہار مین
موقوف کیسے جامہ دری اگلی سال پر

نقصان ہے بہی بڑہ کے کوئی فائدہ نہین
آتی ہے جان پر تو گذرتی ہے مال پر

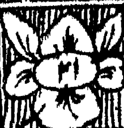
کیونکر کہون کہ اپنونکو اتنا نہ رنج ہو
روتے ہین غیر تک تو میرے غیر حال پر

فرقت نصیبونکو بہی امید وصال ہے
یہ قاعدہ نہین کہ کٹی ایک حال پر

واعظ بتونکی بابت مین کہتا ہے سخت و سست
تقریر کیا درست ہے اس قیل و قال پر

کیا وحشیونکو فصد کی حاجت بہار مین
خود ہے مزاج آب و ہوا اعتدال پر

باتونکا لطف ہے نہ مزہ اختلاط کا
عاشق نہ ہو جسے صنم خردسال پر



کو مجھے سے اوس قمر سکے اب اودہر ہوا ہی

آیا جب آفتاب قیامت زوال پر



رہیے تجانے میں کیا بندۂ احسان ہو کر
خال ہندو نے لیا ہی میرا ایمان لے
آپ تشریف نہ لائے نہیں یاد کیا
حکم اپنا ہو تو مجھکو ہی نہیں کیسکی بلا
کو لیسی اوس رخ شفاف کی ساری بھی
زندہ مشہد میں ہیں خوش آئند بھی نہیں
اپنی جس رنگ میں ہیں محو ہیں غرض صورت کا
صورت خار نہ اونچے کسی آہن کی بھی
تیر جی پلکوں کی آنکھوں میں چبھے جا میں
ترک گیسو کا نہ چھیڑو کہیں چپ پیچ
حال کیا پوچھتے ہو عشق میں بیمار کا
جم گئے ہم لب جو دیکھکے کیفیت باغ
اوس زلف کی مانند پریشان دنیا
سیر گلشن سکے جانے سے بدلے غیرت گل
ترا ابھی لب جان بخش پہ سے گذرے
چاہ نہ ہونگی محبت میں بہی سودا آہ
کچھ سبب کی نہیں حاجت ہی سبب کوئی وقت
مفت سے ہو آمد کی بیمار سولا نے ہو

رہ گئی کہہ دیجیے خاتم کو سلیمان ہو کر
یاد نہیں آتا ہے مسلمان ہو کر
رہ گئے وہ تو ظرف وصل کی سامان ہو کر
کون بلقیس کا عاشق ہو سلیمان ہو کر
صورت آئینہ ہم رہ گئے حیران ہو کر
حلقہ میں بھی نہ رہیں تابع فرمان ہو کر
مثل شبنم نہیں بچتے کبھی خندان ہو کر
تنگ آ کے بھاگے ملبوس کو عریان ہو کر
یاد میں چھپتے ہیں انجار بیابان ہو کر
لوگ او نہ بیٹھے محفل سے پشیمان ہو کر
اوڑ گئے صاف غبار رہ جانان ہو کر
اپنے انداز سے سرو گلستان ہو کر
کتنے بے مہر ہو تم بہی مہ تابان ہو کر
چال بہی کرنے لگے سرو خرامان ہو کر
رہے تا تم ہی رہے جیتے ویران ہو کر
پھاڑ کر کرتے نکلا عریان ہو کر
ملک ساماں نہ کر دبی سر و ساماں ہو کر
سنگ کو ہے سکے ہلکا ہو نیساں ہو کر

مرتبہ عشق میں حاصل ہوا نا لیلے کا — جو لیے اوٹھتا ہے وہ ہوا اسکا کلو بیچان ہو کر
ہمیں امید نہی ای رشک مسیحا تجسے — ہم سے خواہان ہو جانے کے خواہان ہو کر

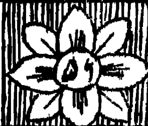
۸ ای سحر ہم سے کہتے ہیں دنیا پاؤ گے — ربط کہتے ہو پری زادون سے انسان ہو کر ۹

نزدیک ہیں دلون کے بعید ہیں سب سے دور — بیٹھے ہیں بزم یار میں پاس ادب سے دور
ہم آج تو بہ پاس کہ بیٹھے ہو پاس — وہ دن بھی ہیں قریب کہ ہونگے کہ اب سے دور
افسردہ دل ہیں اور کو افسردہ کیون کرین — خود بھاگتے ہیں محفل عیش و طرب سے دور
ساقی سوا اور رندون سے کار ہی چھنا کرے — جام زمرد بن نہ رہے لعل لب سے دور
کسب کمال عشق کا طفلی سے ہے خیال — دل کو سون بھاگتا رہا لہو و لعب سے دور
یہ بات بزم اہل مروت سے ہے بعید — اتنا نہیں ہے پاس کہ بیٹھے ہیں کب سے دور
حیوان تک سمجھتے ہیں مرزا منش مجھے — بیٹھا ہو آ کے کیا سگ جانان ادب سے دور
اللہ وبا کے پاس نہیں بیٹھے کب سے ہم — مدت ہوئی ہے نہیں اوس لعل لب سے دور

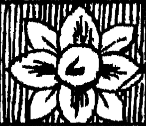
۱۰ مغفور کہہ کے نام سحر کا شہ لو ہتو — وان بھی رسیان کہو ادب سے دور ۱۱

جی سے گزرے انجان ہمیں جان کر — جان کھوئی دل کا کہنا مان کر
پوچھنے آئے نہ جیتے جی کبھی — قبر پہ اب کیا کرینگے آن کر
کھولا گر گیسو کو کستا ہے وہ شوخ — اپنا اپنا دل فدا پہچان کر
ہے جنازہ بھی جو پھیر کمیت ہجر میں — خوب ہوئین گے دو شالا تان کر
شیاریون نے پاسے کے داغ کے — خاک میری سجر سے کی چھان کر
پی کے کدورت سے میرا دل صاف ہو — درد بھی دیتا ہے ساقی چھان کر

چشم میگون نے انھین نادم کیا | محتسب دور سے شرابی جان کر
ریزۂ الماس تھا دانتونکا بیان | دل کیا چھلنی کا بیجا چھان کر
خوان نعمت پر تصرف ہو اگر | دوست کیا دشمن پہ بھی احسان کر
یا علی پہنچو مدد کو قبر مین | دو نے گھیرا ہے اکیلا جان کر



جان و ایمان دونون کھوتے ہو سحر
عشق بت چھوڑو خدا کو مان کر



دل ایک جا رہتا نہین آج اور ہے کل اور | اسکے بھی سوا زلف کو سودے کا ہے بل اور
کوٹھے پہ سر راہ رہا کرتے ہین جلسے | موقع یہ نہین یا وہ کشتی کی ہین محل اور
ہی تو اللہ اب بھی نہین عالم ہے سطب کا | گو تھا لب شیرین کا مزہ پہلے پہل اور
یون جون مچل بیتاب تڑپتا ہے ہمارا | پڑتے ہین ترے زلف گرہ گیر مین بل اور
دن رات سنون قاصد محبوب کی باتین | آخر تو سنائیگا خبر پیک اجل اور
بوتل مین بھی شیشے کیطرح نیند پری ہے | عامل کا عمل اور ہے رندونکا عمل اور

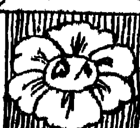


ہم پڑھ گئے دلوان کا دیوان عشق بن مین
احباب یہ کہتے ہین سحر ایک غزل اور



کون سنتا ہے کہ کیا گذرے ہے دیوانون پر | ہاتھ یہ کہتے ہین مرے نام سے رہ کانو پر
زاہد و خیر ہے بت بھی کہین پڑتے ہین گلے | ہاتھ رکھ کہتے ہین مرے نام سے رہ کانو پر
نہ تھمکا دست جنون تا کمر گئے سینے سے | رہ ز آفت یہی رہتی ہے گریبانون پر
کیا اثر ہاتھ کا ہے گل جو لیا اوس گل نے | شمع بھی دوڑ کے لگی ڈالنے پروانون پر
اڑ گیا طائر دل دیکھ کے دانتونکی چمک | ہنس نادان گرے موتیون کے دانون پر
ہی صنم اپنی زبان سے نہ کسی بات کو کہ | فرض ہو جائیگا ناحق کو مسلمانون پر

ہمکو جی بھر کے نہین دیکھنے پاتے عاشق — آنکہ گالون پہ پھسلتی ہے نظر رانون پہ
اب یہ کیا جیب بھی اسی طرح چٹکتی تھی مگر — جن دنون زلف کا کچھ بوجھ تھا شانون پہ
چاہیے جنکی بلا قید اونھین قید کرو — وان بھی تکلیف شریعت نہین دیوانون پہ



دیکھکر گوہر دندان کو سحر جیتے ہین
اب سے ہے اوقات بسر ہو تو نگے دانون پہ

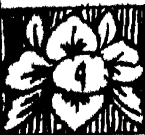


پھیر وسے کپڑے تو ہین وضع مین خلق سے — ہان یہ پوچھو کہ ہوا چاک گریبان کیونکر
وہ بلاتے ہین اگر جانیے کو آنکھون چلون — زندہ پہونچونگا مگر تا در جانان کیونکر
پاون سے قطع ابھی تک ہوا دامن وحشت — ہاتھ سے چاک کیا ہوگا گریبان کیونکر
عاشق زلف کو اتنا بھی نہ پوچھا تجھنے — کیا پڑا پیچ ہوا حال پریشان کیونکر
جان دی تھی غم محبوب مین کانٹا ہوکر — میرے تربت پہ کھلے ہین گل خندان کیونکر
نالہ و آہ و فغان کی تو قسم لے تجھنے — مین یہ کہتا ہون کٹیگی شب ہجران کیونکر
سر کو قدمون پہ جھکا کر مجھے دینے دو — تم بھی دیکھو کہ بپا کرتا ہون طوفان کیونکر
داغ کی پردہ دری کو نہین اوٹھتا ہاتھ — اے جنون چاک کرون اپنا گریبان کیونکر
سات پردے مری آنکھون مین کیا کیا ہین حجاب — دیکھون جی بھر کے تمھین وصل مین جانان کیونکر
رفو عادت ہین نہین حکم نہین ناخونکا — آج اے یار بسر ہو شب ہجران کیونکر
دامن یار ہی مین ہاتھ ابھی الجھا ہے — چاک کرتے ہین یہ دیوانے گریبان کیونکر
عاشق مصحف عارض کا تو ایمان ہے وہ رخ — ایک بوسے پہ اوٹھا لیتے ہین قرآن کیونکر
چھیڑے بلبل شیدا کو چمن مین جاکر — ترک ہو ہنسنے ہنسی ای گل خندان کیونکر
ناصحو جانے بھی دو روز کی بکبک جھک جھک — مینے مانا بھی تو سمجھے دل نادان کیونکر
سر گئے پھوڑ کے سر یار کی چوکھٹ پہ سحر — پھاندتے تھے کبھی دیوار گلستان کیونکر

نزع مین بھی نہ آے یار افسوس | یہی امید سے تھی ہزار افسوس
جو گذرتی ہے ہاے کس سے کہین | اوٹھ گئے سب پہلے غمگسار افسوس
ہلکی ہڈی مین ہے حرارت عشق | جان ہی لیگا یہ بخار افسوس
مرکے جانے کا غم ہے اونکو بہے | کھو دیا مفت کا شکار افسوس
عمر بھر ایک شہر مین گذرے | پھر نہ پہچانا ہمکو یار افسوس
اپنے بیگانے مین تمیز سہی | دشمنونکے ہوے دوستدار افسوس
مرگئے ہم شروع وحشت مین | نہ کھلی ایک بھی بہار افسوس
دل لگی ابتدای عشق مین ہے | عاقبت سے ہے ناکار افسوس
سونا ٹھانے کا نہ بھولے گا | یہ رہیگا تہ مزار افسوس



ای سحر کیسے دل کی خیر تو ہے
آج کسکا ہے بار بار افسوس



جبتک بنیاد ہستی ہے انسان کی ہوس | ہو کسی کا نہی کو تخت سلیمان کی ہوس
یہی نسبتیں وجہ دنیا سبب اور ہے | بے سر و سامان عبث کرتی ہین ساما کی ہوس
شہر کی گلیان انہیں سیر کو کرین کیا کوئی | لیتی ہے بوسہ زلف پریشان کی ہوس
خلق کی مانند گدا کر چکے ترک لباس | مثل گل کسکو یہان ہے جیب و دامان کی ہوس
چار دیوار عناصر کی تو مضبوطی نہین | خام طبعی سے ہے پختہ قصر و ایوان کی ہوس
اور سب آفات دنیا طبیعت سیر ہے | ہو نکلے سیر ہی مین چھپانے کو ہی ویرانکی ہوس
روضۂ شاہ و شہیدان کی زیارت ہو نصیب | اب نہین باقی رہی سیر قصر سلطان کی ہوس
مال کیا ہے ملک گیری جو صلہ پیدا ہو کر | آپ سے اوڑتی ہے اورنگ سلیمان کی ہوس
اہل دولت کی صحبت سے ثابت ہے سحر | تا دم آخر نہین جاتی ہے انسان کی ہوس

ہوس نہ جاہ و حشم کی نہ مال و زر کی تلاش
غزل کی فکر ہے الفاظ با اثر کی تلاش

ستارے ساتوں ہیں چکر میں آسمان ساتوں
کہاں کہاں لئے پھرتی ہے اوس قمر کی تلاش

قریب رگ گردن ہے یار کو پایا
فرشتے سے بھی نہ ہو وہ بشر کی تلاش

کسی کا ساتھ نہ دیگا کوئی دم آخر
نہ ہوگی گور کی منزل میں ہمسفر کی تلاش

ہمارے آنکھوں میں لیں جگہ تمہاری ہے
یہ آج غیر محلے میں کیوں ہے گھر کی تلاش

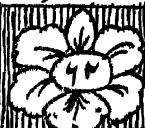
پتا لگا نہ کہیں سر سے تا بپا تک
ہمیشہ زلف رسا کو رہے کمر کی تلاش

تری دہن کیطرح کھو گیا کلام اپنا
یہ چارہ خیر کا ہے دیوان عمر بھر کی تلاش

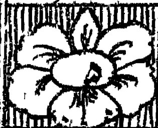
نہیں ہے ہر کس و ناکس خطاب کے قابل
ہماری بزم میں ہو صاحب ہنر کی تلاش

ہمارے چشم گہربار کی ہوئی اب قدر
گراہی کا انکا و رانکو ہی گہر کی تلاش

غرض کہ عمر و روزہ تردد میں کٹی
دہن کا ہمکو تجسس رہا کمر کی تلاش



لگا لیا ہے صبوحی پہ ہمنے واعظ کو
سحر کو روزوں میں ہر روز ہے سحر کی تلاش

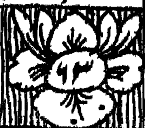


سبکی فکر اوسکو ہے بیکار ہے سبکی تشویش
اور سو حش یہ طبیعت کو ہے جب کی تشویش

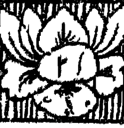
عشق قامت سے بچا شافع محشر مجھکو
کہ یہ صدمہ ہے قیامت کا غضب کی تشویش

جستجو ہی کی تو البتہ رہے ساری عمر
اور نہ دو نیے کسی امر میں کب کی تشویش

خود کہا ہے کہ مری قبر پہ جس شب کو ہو تو
ہو کسی سنکر قرآن کو غضب کی تشویش



دھیان زلفوں کا بندھا ہو گئی دنیا اندھیر
ای سحر کیا میں کہوں آپ سے روز شب کی تشویش



تصور ہے بہشت کا فقط ہی عیش باغ
وہ جنتی تھا جسنے بنایا ہے عیش باغ

واعظ کہ خدا کی لیے کیا ہی عیش باغ
جنت کو چھوڑ بیٹھے میں اپنا ہی عیش باغ

سدقے ہزار شہر وہ صحرا ہے عیش باغ
دیوانی ہین جو کہتے ہین جنگل ہے عیش باغ

ہر دل لگا ہوا ہے یہ جیب ہے زمین
اچھا صنوبروں کا ذخیرا ہے عیش باغ

بہولے سیاں ختن کے چکاروں کو جو گری
آہوی چشم یار کا صحرا ہے عیش باغ

جنت مین اس بہانے سے لیجائینگے مجھے
قدسی کہینگے وہ نظر آتا ہے عیش باغ

پانی کی چشموں سے نہین خالی کوئی جگہ
آئینہ ہر شجر کو دکہاتا ہے عیش باغ

حافظ کے خاتمی باقی پہ دیجیے
شیراز لکھنؤ ہے مصلا ہے عیش باغ

مجنون کی طرح نجد مین کسکی پکار ہے
دیوانی لکھنؤ کی ہین صحرا ہی عیش باغ

پانی ٹپک رہا ہے درختوں سے متصل
آتے نہین جو آپ تو روتا ہی عیش باغ

دار الشفا ہی بارہ دری ہر مریض کو
اپنی تو زندگی کا سہارا ہی عیش باغ

لبریز موتی جھیل ہے آب حیات سے
سبزہ خضر ہے آپ مسیحا ہے عیش باغ

کھچوا ہے شہر مین کا آئینہ دیکھلو
تصویر کا ورق نظر آتا ہے عیش باغ

جلتے ہین مثل طور بزادی جو ای کلیم
وادی ایمن اب نظر آتا ہے عیش باغ

نجم النسا سے کم نہین جو کہین کسی طرح
واللہ بے نظیر ہمارا ہے عیش باغ

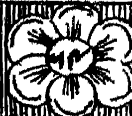
جنت کا حال پوچھتے ہین اعظموں سے لوگ
ہمسے تو کوئی پوچھے کہ کیسا ہی عیش باغ

سہرا ہی سوتیوں کا یہ مینہ کی جھڑی نہین
جمنا اگر دولہن ہے تو دولہا ہے عیش باغ

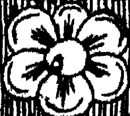
پایا ہے اس زمین نے خلعت بہار سے
کشمیر کا یہ سبز دوشالہ ہے عیش باغ

معشوق سبز رنگ ہر جا بہ قریب ہے
آنکھوں کو سبز باغ دکھاتا ہی عیش باغ

کشتی ہی بہتی ساتھ چلے عیش باغ مین
جمنا ہے بارہ پر لب دریا ہے عیش باغ



شہنو نقیر ہو کے سحر موتی جہیل پر
تمکو پسند سب سے زیادہ ہی عیش باغ



کسو دیار و رنجے آنے نے ملاقات کا لطف
گفتگو بڑھ گئی باقی نہ رہا بات کا لطف

آدمیت نہیں افسوس پریزادوں مین
نہ تواضع کا مزہ ہی نہ مدارات کا لطف

گل مین بو رنگ مین شوخی ہی چمن مین ہے بہار
باغ عالم مین یہ سارا ہی تری ذات کا لطف

بی ثمر سرو ہین کس کام کی اے سرو ران
سچ تو یہ ہے کہ بدو نہین ہے فقط گاتوں کا لطف

مے اگر شیشہ و ساغر مین نہین ہے نہ سہی
ہے ساقی کا کرم سیر خرابات کا لطف +

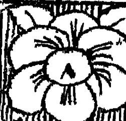
رونق بزم سلیمان ہین پریرو ہم لوگ
پی وہین ہو تمھین کچھ خاک نہین بات کا لطف

حسن کے ننگ تک اگر عاشق گریبان تھے
حسین گرمی مین دکھا دی تمھین برسات کا لطف

دیکھیے ہوتا ہے کیا ہجر جو ہی لیل و نہار
اب نہ وہ دن کی عنایت ہے نہ وہ رات کا لطف



مہربان اشارہ سے تعقید نہ ہونے پائے
ای سحر شعر مین ہے گو کہ اضافات کا لطف



فقط ہے اوسکی عنایت پہ فکر نان موقوف
بس اب تلاش و تجسس جہان نان موقوف

ہمیشہ اوج فلک پہ برستے ہیں ابر کرم
کبھی نہ مطبخ شاہی کا ہو دھوان موقوف

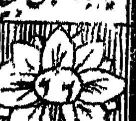
زمین کیطرح اگر خاکسار ہوتا ہے
ستم تو ہیلے کرے اپنے آسمان موقوف

کہیں بہار ہے کہانی حضور نے سن لی
چہٹے ہین بلبلین ہوتی ہین قصہ خوان موقوف

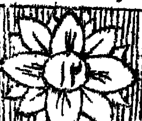
غرض کہ اہل تکبر کا زہ مذہب ہے
سلام ترک ہے تعظیم میہمان موقوف

نہ ہو سیاہ کیا ہے کسی سنرا لی نے
کہ شام سے نہین شیشے کی ہچکیان موقوف

بہیند شبین ہین یہ مضمون نہین کیا باندھ لیا
زبان اہل زمان پہ ہے سب زبان موقوف



بکار ہے ہین فرشتے یہ چاہ بابل کے
سحر خدا کے لیے آہ کا دھوان موقوف



کہتا ہون آج حال علی از صاف صاف
پڑھتا ہوں کچھ غزل ترا اشتہار صاف صاف

کہتا ہی آج منہ یہ گنہگار صاف صاف
باعث کدورتوں کی ہین اشعار صاف صاف

جالی جہروکے بسمین نہین وہ محل نہین
بے روزنون کے کچہ نہین دیوار صاف صاف

ساقی یہ دردِ او کسی کو پلا یئو
مجہ پر جتا جام دے مجہہ ای یار صاف صاف

پرسش کی احتیاج گنہگار سے نہین
لکھے ہین خوب نامہ اخبار صاف صاف

پہلے وہ خط رقیب کا تہا وہ ہی اوٹھ گیا
اب کل سے گالیونکی ہی بوچہار صاف صاف

آنہو خلق کی سب تری دید سے ڈرتے ہین
دہوئی دہلائی آنکھ ہی ای یار صاف صاف

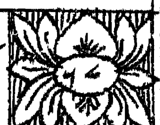
حاصل صفائی قلب ہو گی اگر تجہے
سنہ پر کہین گے محرم اسرار صاف صاف

زلفون مین پیچ ہو نہین گرہ ہاتہ ہی نکین
وہ سینہ صاف صاف وہ رخسار صاف صاف

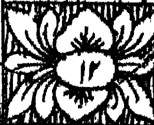
دل دیکہنے کا تمکو عبث اشتیاق ہی
اک آئینہ سا ہوگا دل زار صاف صاف

چہرہ کتابی یار کا دیکہین ہو جن
وصاف کے ورق ہین یہ رخسار صاف صاف

افسوس آدمی نہین ہین کا پیو ہین
سڑکین نفیس کوچہ و بازار صاف صاف



چپکے سے اوٹہکے فکر غزل ہوتی ہی صبح
ہو جو ہوائی صبح ہین اشعار صاف صاف



صبح وصل آئی ہوا بج اور راحت کی خلاف
کوس رحلت بج رہا ہی آج نوبت کی خلاف

تجلی سے چہرہ اونہین بجہا نہی وحشت کے خلاف
صاحب تنہا مخالف لوگ صحبت کے خلاف

کم زیادہ ہو نہین سکتا ہی کچہ تقدیر مین
گو کہ قدرت ہی ادبی لیکن ہی عادت کے خلاف

خاتمہ پر ہانپنے کو تو چہین نہین وہ آنی لگے
قبر پر ہونے لگین باتین وصیت کے خلاف

آدمی سب ایک ہی ہین لیکن طبایع مختلف
جسطرح ہی ایک صورت ایک صورت کی خلاف

کہہ رہی ہیت ستون نہین ہیت کو شہون ہی یہ بگر زینت
چوک کی گلیان ہین سب راہ شریعت کی خلاف

جو اوٹہا تعظیم کو برخاستہ خاطر ہوا
ایک میرا بیٹہنا ہی سارے صحبت کے خلاف

بنض میری دیکھکر نبضین طبیبونکی چھٹین
مجھ مرض مرنے لگے کیونکر یہ حکمت کی خلاف

جی نہین لگتا ہے وحشت مین تمہارے پاس ہے
کون سی وہ بات ہے جو آتی ہے طبیعت خلاف

عشق بت بھی تعلق ہے غرض کتنے کیا
مصلحت بندہ کی ہوتی ہے مشیت کی خلاف

یار کے سکلانے مین ہے صنعت پروردگار
بولنا نقطہ مگر رہے ہے فصاحت کے خلاف

۶۸
دفعتہً ترک محبت کسطرح پریون سے ہو
ای سحر یہ بھی ہی اپنی آدمیت کے خلاف
۱۰

دل تمہین آج تلک تیر نظر سے واقف
آپ کیا ہونگے مرے داغ جگر سے واقف

ایک دن روئیگی گانونکیطرح اور نہ ہے
آسمان کیا نہین نالونکے اثر سے واقف

آپ کیا جانین بھلا حال مرے رونیکا
حضرت نوح تھی کچھ دیدۂ تر سے واقف

چشمکا دربار کے جانے کو نہ بندہ ہو اے خدا
ہم نہ ہون بندش مضمون کمر سے واقف

چشم نرگس کو نہ دکھلائی خدا روز سیاہ
گوش گل ہون نہ پریشان خبر سے واقف

جوش وحشت مین خدا جانے کہان جاتا ہون
خود بدولت سے ملاقات نہ گھر سے واقف

دلکا آئینہ اگر ہم نہ دکھاتے تمکو
آنکھ ہوتی نہ محبت کی نظر سے واقف

آشنا آنکھ نہین وسعت پرچون سے
کان کیا ہونگے تنزل کی خبر سے واقف

شعر کہنے کا نیا کوچہ نکالا ہے تمنے
کبھی واقف نہ تھے اس راہ گذر سے واقف

۶۹
ہفت اقلیم مین مشہور ہے مثل خورشید
کون ایسا ہی نہین ہے جو سحر سے واقف
۱۳

کیون نہیں ہو قوت دل ہم شعرا کی تعریف
وصف بندہ کا تو ہی ہین خدا کی تعریف

کلمہ خیر کی امید بتون سے کیا ہو
منہ کہان ہے جو کرین اہل وفا کی تعریف

آج تک خون سے عاشق کے جو گلنار ہین ہاتھ
کل سی ہوتی تھی اسی رنگ حنا کی تعریف

زلف جاناں کو بڑھا کر شب فرقت تو کیا
شعرا کو غرض آتی ہے بلا کی تعریف

ایک ستی میں سہاں ہنستی ہیں یاروں تو ملے
کیمیا گر نہ سنیں خاک شفا کی تعریف

بات ایسی ہو کہ دشمن بھی کہیں صل علے
کیا اگر دوستوں نے حد سے سوا کی تعریف

لب جان بخش بھی کچھ خضر و سکندر سنتے
منہ پہ کرتے جو کبھی آب بقا کی تعریف

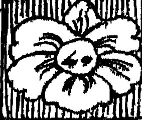
رات کو یار کے کوٹھے پہ عجب جوبن تھا
چاندنی کا کہوں عالم کہ ہوا کی تعریف

چاہیے شاہد مضموں کے لیے بندش چست
جامہ زیبوں میں بھی ہے چست قبا کی تعریف

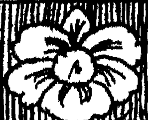
شہر کے لوگ قصیدے لیے نہیں خوش آتے
یہ زمیندار و ہمیں ہی نشو و نما کی تعریف

شعر عالی کو پہنچ جائے جو فکر عالی
آپ سے آپ کریں ذہن رسا کی تعریف

ہم فقیروں نے جہاں شام سے کمل تانا
ذکر صبح و دہے یاں آل عبا کی تعریف



ایک بھی شعر پہ حاسد نے سحر واہ نہ کی
خامشی ہے سخن ہوش ربا کی تعریف



وصل میں یار کا کچھ ڈر ہے نہ اغیار کا خوف
دو گھڑی رات ہے پھر ہے نہ وقت شب تار کا خوف

جوش وحشت میں گریباں سے ہم ڈرتے ہیں
دل پہ غالب ہے بہت ابر و خندار کا خوف

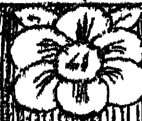
سر تلک کاٹ کے ساقی کی قدم پر رکھ دیں
رہیں ہو جائیں دو کیا ہے ہمیں ہستک کا خوف

دن تو ہر طرح سے سمجھا بجھا میں کٹا
شام سے اور بھی طاری ہے شب تار کا خوف

روزن و رخنہ در بند کیا کرتے ہیں
بیٹھنے دیتا نہیں طالب دیدار کا خوف

جنکا اقبال نہیں ان کو ہے فکر اقبال
اہل اقبال کو دن رات ہے ادبار کا خوف

بوسے لیتے تو کیا روح نہیں قالب میں
مسکراؤ تو نکلتا ہے گنہگار کا خوف



سر کو ٹکراتے ہو عالم وحشت میں سحر
جانکا ڈر ہے نہ کچھ یار کی دیوار کا خوف



نہ میرے گھر پہ نہ اونکی مکان پر موقوف
وصال یار ہے اب اوس جہان پر موقوف

زمین بھی پیسے کے ہمکو فشار ہوگا ضرور
ستم نہین ہے فقط آسمان پر موقوف

شراب جاری ہو یا بند پیوینگے ضرور
کہ میکشی نہین اپنے دکان پہ موقوف

جہان نمک ہین جمکو تکا وہ وہین جاگین گے
فقط یہی تیر کا پلا کمان پر موقوف

ہمارے حصے کا ملتا ہے ہمکو گھر بیٹھے
کسی کا رزق ہو منعم کی خوان پر موقوف

ابھی ملا ہین وہ کوٹھے پہ ہمکو ہے معراج
وصال یار نہین آسمان پر موقوف

وہ آنکھ پھیرین تو پھیرین نگاہ قاتل ہے
چھری کی باڑھ نہین ہے جو سان پر موقوف

ہمارے پانوکی بیڑی ہلی نہ جنبش سے
یہ طاقتین ہین اسی ناتوان پر موقوف

جو کچھ کہ دل کا ہے نقشا وہ منہ پہ ظاہر ہے
ہمارا حال نہین کچھ بیان پر موقوف

گلو بریان کہین بھیجین تو نہ رنگ دیکھوگے
کہ گوشت و خون ہی اسی خاصدان پہ ہے موقوف

غزل کا نے کو زمین تمام بھین اگر پانگے
کہ لطف شعر ہے اپنی زبان پر موقوف

یہ کوہ و دشت مین ہوتا ہے کون گل بوٹے
بہار باغ تو ہے باغبان پر موقوف

وصال گو نہین ہو موت ہی قبول نہین
کہین فراق کے صدمے ہون جان پر موقوف

قریب ہے رنگ کرین سعی ہر جگہ ہو دے
زمین پر ہے نہ کچھ آسمان پر موقوف

نمک کلام مین ہو دل مزہ اوٹھاتا ہے
یہ شاعری نہین کچھ قدردان پہ موقوف

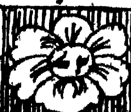
ہزار رند خرابات ہوتے ہین شاعر
مگر بہشت ہے انکی زبان پر موقوف

کہین ہو راہ گلی مین سلام ہو جاتے
ملازمت کو تنگئے مکان پر موقوف

مکان پختہ بناو نہ مقبرہ پختہ
کہ نام نیک نہین کچھ نشان پر موقوف



سحر کرو در روے کے تو ایک بات سے ہے یہ
کشود کار جہان ہو زبان پر موقوف



بیچلا بھاگو بہارا خفقان اور طرف
یہ محل اور ہے چہوٹا وہ مکان اور طرف

کشت امید بہی سرسبز ہوئی پانی
لے اوڑے ابر کو یہ باد خزان اور طرف

کان رکھ کر نہین سنتے ہو ہماری نالے
دہیان سوقت ہی اسی جان جہان اور طرف

اس جگہ آئی ہین ہم سباہ پر اپنے اپنے
پہنچے اور طرف تیر بیغان اور طرف

سونے پاتے نہین اتون کو محلے والے
دہونڈہتے جاتے ہین گراہی کو مکان اور طرف

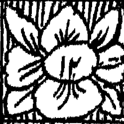
چمن کوچۂ جانان کی ہوا بدلی ہی
دیکھ لو جاتا ہی آہوے تتار ہو اور طرف

بانہ اوٹھائی کہی ڈہونڈھے مزدور کوئی
پہینکیے بہی کہین یہ بار گران اور طرف

اونکی آتی ہی ہوئی درہم و برہم صحبت
عقل و ہوش اور طرف تاب و توان اور طرف



شاعری ختم ہے اس شہر پہ واللہ سحر
فی الحقیقت نہین یہ طرز بیان اور طرف



جو گذرتی ہی وہی کہتے ہین ہم منظر عشق
نام دیوانہ رکھا ہی بجا دفتر عشق

بی مٹی کوچۂ جانانہ سے نہین ہلنے کے
ایک دروازی پہ آ بیٹھے رہی ششدر عشق

پیچ یہ پیچ پڑا جب سے پہنسے گیسو مین
سرگذشت اپنی کہی آپ سے کیا خود سر عشق

جا بر دیوار عناصر کو جلو خانہ کہو
کہ فرح بخش دل شاد مین ہے قیصر عشق

طوق سوسن کا ہی زنجیر ہی لالکون کے
ایک سے ایک یہ بچا رہی ہی غرض لو در عشق

جان معشوق مین اٹکی رہی او بچے نہین دل
کشتئ عمر کو درکار ہے اب لنگر عشق

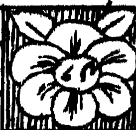
دشت مین قیس ہے یہ شہر مین یہ لیلی ہے
چشم بینا ہو تو ہر شکل ہی بس منظر عشق

جوش وحشت مین علاج خفقان کون کرے
عالم آب دکہلاے جو چشم تر عشق

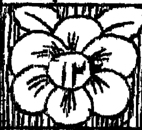
قیس صحرا مین نہین کوہ پہ فرہاد نہین
اپنے دم سے فقط آباد ہوا کشور عشق

شوق بیخود کدہر لیجائے گا دیوانہ پن
بیچلا شہر خموشان کیطرف رہبر عشق

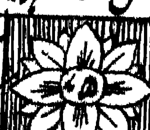
اپنے جامے سے جو باہر ہین ہوا وحشت مین | رہ گیا غالب بیجان کیطرح پیکر عشق



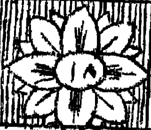
سرفروشون مین سحر نام ہے ہم ہین مثل فرہاد
نام لکھا ہے ہمارا ابھی سر دفتر عشق



نہین ہی آدم خاکی غرور کے لائق | غرور کبر ہے رب غفور کے لائق
سقر خطا کے ہوے جو اعتبار کیا | گناہ گار ہین عفو قصور کے لائق
خدا ہی پار ہو بیڑا جو می پرستون کا | نہین ہے کشتی می تو عبور کے لائق
بہت زیادہ ہوس کر نشان انسان ہے | خدا سے مانگئے لیکن ضرور کے لائق
نکالو حورون کو دور شراب سی بہار | یہ روئی صورتین بزم سرور کے لائق
یہ اوسکی بندہ نوازی یہ شان رحمت ہے | قصور وار ہین جو ر قصور کے لائق
جو دیکھے لولب بام اوسکو واعظو تو کہو | یہ کوٹھا اور تجلے طور کے لائق
کلام تلخ کجا و کجا لب شیرین | وہ بات کہیے جو ہو حضور کے لائق
ہزارون تالی کرو کوئی بھی نہین سنتا | گلے ہی یار کے شور فتور کے لائق
دیا موافق ظرف اوسنے جو دیا جسکو | نہ ہوگا صبر دل ناصبور کے لائق
عمل نصاری کا ہو یا امام مہدی کا | ابھی زمانہ ہے مولا ظہور کے لائق



سحر کی رند خراباتیون سے صحبت ہے
کسی طرح نہین بزم حضور کے لائق



بندہ عشق ہین ہم دیکھتے ہین قدرت عشق | پھیلی ہوئی دنیا کی طرف وحشت عشق
دل مین کیا عرش ہی کیا کعبہ مین کیا دیر مین کیا | جس جگہ دیکھیے موجود ہے یہ حضرت عشق
نور محبوب خدا عرش پہ تھا روز ازل | پہلے پیدائش مخلوق سی تھی خلقت عشق
اوسکے داغ سے ہین خانۂ دل مالا مال | تاقیامت رہے آباد یہ دولت عشق

زرد ہو جاتا ہے منہ پھول ساکا شبابان
خوبصورت کو نہ دکھلائی خدا صورت عشق

عیب ہے اسکا ہنر پردہ در پردے سے
ہمین عزت ہے جو اونکے لیے ذلت عشق

آج کل شوق ہوا ہے اونہین خود بینی کا
آئینہ مجھکو بنادی لایت اے حیرت عشق

کوہ غم سر پہ جو گرتا ہے اوٹھا لیتا ہون
ناتوانون مین کہان ہے زہے طاقت عشق

جسکے جو وضع ہی کہتا ہو اوسی و بنیا لباس
اپنے جامے کے لئے قطع ہوا خلعت عشق

شیشۂ دل مین اوتار ا ہے پریزادو نکو
قاف سی قاف تلک پہونچی ہوا ابتک شہرت عشق

تلخ کامی کا مزہ ہر کسی ناکسی کو نہین
جسکے حصے مین ہو ملتی ہے اوسی نعمت عشق

پاؤن مین پڑ گئی بیڑی جو چھوا گیسو کو
سر و ستا و بپا ہو گئی اک آفت عشق

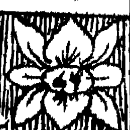
نکلین اس پیچ سے بی ترک محبت کیا خل
قید گیسو کی تو میعاد ہے تا مدت عشق

آپ کو ہم نہین پہچانتے ہین تم کیا ہو
تشنہ ہے سے زیادہ ہے کہین غفلت عشق

خنجر سے سوتے ہین ہم بعد فنا مقتل مین
پاس آتا نہین قاتل بھی ہے یہ ہیبت عشق

دلکشا ہی دل پر داغ ہے اب قیصر باغ
ہر نفس یاد بہاری ہے یہی حضرت عشق

بے محبت نہین دیتا ہے کسی کو کوئی
کام دنیا کا بھی چھٹتا نہین کچھ عشرت عشق




یون تو مدت سے سحر اک خفقان رہتا تھا
اب یہ معشوق لگانے مین مجھے تہمت عشق

ہی تیری ذات بیشک بیگمان لیک
کیا ہے خاک سے اے مہربان پاک

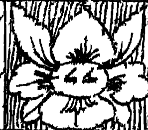
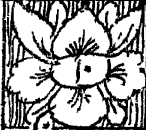
سمجھے جس کو نہ کہہ دوئی مین اغلط
شریعت مین تو ہے آب روان پاک

ہرے گل کا نہ لین یون نام غنچے
کرین شبنم کی کلی سے دہان پاک

تھا یقین لاکھ حماموں مین منعم
نجاست دل کی ہوتی ہے کہان پاک

سر ولا کیگا کہان تک عاشقون کو
زمین بس ہو چکی اے آسمان پاک

تم آب تیغ میں مجھکو ڈبو دو / ترا یہ گند ہوا ای جان پاک
قسم ہم سر پہ جانکی لیں گے / سنادو ہو کر ہو ای سرو روان پاک
ہیں اوٹھ آیا جو خشخاشی سے اوٹھ گئے / کہا اچھا ہوا احسن کہ جان پاک
برجستہ الفاظ فکر دل سے چھٹتے ہیں / ہوئی ہی لاالہ غوطون میں زبان پاک

سحر کا داغ بھی دھو دیجیے گا
کہ ہے ذات امام دو جہان پاک

اوڑتا ہے عاشقونکا تری اردلی میں رنگ / ہولی کا جیسے کھیلتے ہیں ہر گلی میں رنگ
سرخی لبونمیں کیسی ہی چھپتے سے اوچھے / عناب تر کا ہوتا ہے منہ کی کلی میں رنگ
حمام میں جو بالبونکو مل ملکے دھوے / ہوجائے مثل عنبر و دریا کھلی میں رنگ
نکلے ہزار گیروے کپڑے پہن کے ہم / لیکن کبھی جمانہ تمھاری گلی میں رنگ
تاثیر دیکھنا لب رنگین یار کے / کھینچا ہے دم کہ ہو نکلا ہے ہر گلی میں رنگ
ہر ہر قدم پہ ہوتے ہیں اپنے پیلونکو جو / گل سے سوا ہے پانچے کے ہر گلی میں رنگ
رند جیلو او سہار کے زاہد کو لیچلیں / نوروز ہے وہ کھیل ہے ہیں گلی میں رنگ
سرخی گلے سے ہوتی ٹپکتی ہے پان کی / آیا کہاں سے یار کی چنیا کلی میں رنگ
گو فارسی میں وہ سرے اردو کم نہیں / لیکن کہاں طبیعت ناصر علی میں رنگ




ہر کوچہ لکھنو کا ہے گلزار اے سحر
دیکھا نئے طرح کا یہان ہر گلی میں رنگ

عاشق لاجواب ہیں ہم لوگ / ہند میں انتخاب ہیں ہم لوگ
دیں نکیرین کو جواب سوال / ایسے حاضر جواب ہیں ہم لوگ
کیون چھوا زلف کو جہیج پڑا / اپنے ہاتھوں خراب ہیں ہم لوگ

تھا نہ بر دوش مین حباب کی طرح
شکل نقش بر آب ہین ہم لوگ

آن پہونچا قریب وقت زوال
شام سے کے آفتاب ہین ہم لوگ

ای فلک خاک مین ملا نہ ہمین
عہد عالی جناب ہین ہم لوگ

در پہ آئے تو نہ گئے دیوار
غیر کے سد باب ہین ہم لوگ

وحشیون پر قصاص شرع نہین
خلق مین بے حساب ہین ہم لوگ

مفت سم سمجھو ہمکو ہیرے مین
یادگار شباب ہین ہم لوگ

کیون نہ قایل ہون مصحف رخ کے
ای بت اہل کتاب ہین ہم لوگ

گمرہون کو بتائین راہ خضر
سر راہ صواب ہین ہم لوگ

دل سے اچھا سلوک ہنسے کیا
قابل اجتناب ہین ہم لوگ



ماہرو یونکو فیض ہے ہمسے
ای مسیح آفتاب ہین ہم لوگ



حق مین ہمارے زہر ہین خط سے جوان سبزہ رنگ
وہ ہو کبھی کی تھی کاٹ سکتے ہین ہم کنشان سبزہ رنگ

تھا بہت پتی پتی ہی ہمکو نشان سبزہ رنگ
با خط ہوئے بوٹے پر اب ہے گمان سبزہ رنگ

بزم مین گھر سے ہے جیتے ہو نہ تمام دوست مے
شہر چمن مین ہے شوکت شان سبزہ رنگ

موسم نو بہار ہے سر پہ جنون سوار ہے
اپنو گلے کا ہار ہے ایک جوان سبزہ رنگ

عرش پہ کیا یمین ہمین ہیں ہی تو ہی ستین
قصر زمردین نہین خاص مکان سبزہ رنگ

یار سے پر شستہ ہے بانگا تو قیمت ہنسلی اور انکا
سرو کہان ہے لاتکا طرز بیان سبزہ رنگ

سبزہ لوشین مجھ دلہن بھی رونق اس انجمن کی ہے
دلکو ملا پہ حسن کے آئینہ جوان سبزہ رنگ

خاک مین خط ملا دیگا گال بھی گل کیا ہوگا
نہر مین کسلا دیگا عشق تبان سبزہ رنگ

رشک سے پر ہے جو تیرے پاس ہے جھولے
غیرت نخل طور ہے سرو روان سبزہ رنگ

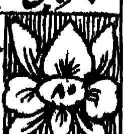
باتین ہین میٹھی کس قدر تری صد نبات و نیشکر
پستی کی لو ہی مگر منہ مین زبان سبزہ رنگ

پھر یہ سبزہ اوگ چلا زہر کا کھانا کھل گیا
بعد فنا نہ چھٹکارا زمہان سبزہ رنگ

بادہ عیش نہ چکھے بے جفا کے لیے
بوسہ ہے نیلا قفس جیسے سرخ دہان سبزہ رنگ

پھولون کے گرد اوٹھ ہین قسمت ہی مین عشق مین
لال پری پہ لوٹ ہین بادہ کشان سبزہ رنگ

سبز خط جو یہ در ہے لطف کنار نہر ہے
ہجر خدا کا قہر ہے ہای بتان سبزہ رنگ




سحر ورنہ اگر ڈٹے اس قدر تاک نہ انیڈی عمر بھر ہو
خاک مین مل گئے سحر لاکھون جوان سبزہ رنگ

کہین ہم نہین آنے جانے کے قابل
کہ دل ہی نہین سنج اوٹھانے کے قابل

فقط ہم تو ہین قابل عفو و رحمت
کوئی ڈھونڈھ لو آزمانے کے قابل

بہت بلبلون نے شاخین نکالین
نہ پائی جگہ آشیانے کے قابل

پڑا ہوا رخت ہستی ہمارا
یہ جوڑا نہین آنے جانے کے قابل

کسی کام کا بھی نہین ہی فلک تو
بجز گور کے شامیانے کے قابل

رہ و رسم الفت سے واقف نہین تم
ابھی تک ہو صاحب سکھانے کے قابل

تصور مین ڈھونڈے ہے اک ایسی صورت
کہ پہلو مین تیرے بٹھانے کے قابل

ہوئین چشم بد دور طیار آنسو
یہ تکیے ہوے آپ سرہانے کے قابل

نہ نکلے حباب ایک جا ہل کے آگے
اگر جمع ہون سب بنانے کے قابل

دریا پہ توڑ کر پاون بیٹھے
نہ آنے کے قابل نہ جانے کے قابل

مین دیوان کرون نذر سلطان عالم
کہ غزلین ہین پیریون کے گانے کے قابل




سحر ہر کہین شعر پڑھتے نہ پھرئیے
یہ دولت نہین یون لٹانے کے قابل

مل آنی کی لائق ہی نہ ہم جانیکے قابل
آہ بیکیفیت کی کون ہین دکھلانی کی قابل

جلوہ مین پلاتا ہے جو جو ساقی دوران
کیا ظرف ہمارا نہیں چھلکانے کے قابل

ناصح کے بلانے جانے پہ سمجھے کوئی اپنے
ہرگز غم فرقت نہیں ہمسے سنبھلنے قابل

وہ بیٹھی ہے دریا پہ تیرے دیکھ دیوانہ
اسکا سر شوریدہ ہے ٹکرانے کے قابل

۸۲ ۱۳

کس نیر سے کہتے ہین جناب شیخ یہ سمجھکے
پر ہم تو نہیں تھا ابھی مرجانیکے قابل

جو کچھ ہو تم ہو کچھ بھی نہیں ای حضور ہم
ہر شی مین دیکھتے ہین تمہارا ظہور ہم

قیدون نے اہل شرع کی دیوانہ کر دیا
کیسے گناہگار بنے بے قصور ہم

یہ ڈھونڈھتے گریبان کسی یہ ڈالے ہین
قابل جلانیکے نہین اے شیخ طور ہم

موسیٰ کی طرح کون چڑھیگا پہاڑ پر
کوشش سے دیکھینگے تجلی جو ہم

یہ جبر اختیار کیا ہے ترے لیے
عفو قصور چاہتے ہین بے قصور ہم

لازم ہی امتحان بھی موافق ہر ایک کے
ان لوگون مین نہین ہین ذرا غیور ہم

جو لوگ لوٹ کے تھے وہ مٹی مین مل گئے
ہین مشت خاک خاک کرین گے غرور ہم

کچھ عیش باغ پر نہین ہے موقوف میکشی
جنت مین بھی پہنچینگے شراب طہور ہم

خاموش آج سوتے ہین کنج مزار مین
اک روز ہونگے باعث شور نشور ہم

تما سبھی آدمی نہین دیکھا ہم آج تک
جوش جنون مین گو کہ پھرے دور دور ہم

کہتے ہین راہ شرع مین اس شرط تھی قدم
میخانے مین بھی جائینگے چھپکر ضرور ہم

اپنے کرم سے باز نہ آئیگا تو کریم
جیسے قصور مین نہین کرتے قصور ہم

۸۴ ۱۰

اک دن وہ تھا کہ رونق محفل تھی ہم سحر
گو اب نہین ہین قابل بزم حضور ہم

چلی ہین جوش جنون مین کدہر نہین معلوم
ادہر راہ لی ہی ملاقات گہر نہین معلوم

مزہ کباب کا ملتا ہے دلکے جلتے ہین
کسے کہو لذت سوز جگر نہین معلوم

خدا سنے گا قیامت کو کیا مری فریاد
کرین گے نالۂ دل کب اثر نہین معلوم

ہماری دل مین ہی ہم خوب جانتی ہین تمہین
ہزارون نام پر مرتے ہین گہر نہین معلوم

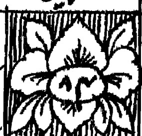
عجب مقام تردد سرای دنیا ہے
کرین گے کوچ کب ای ہمسفر نہین معلوم

تمہین کو ساری خدائی کی باتین آتی ہین
یہ راہ و رسم محبت مگر نہین معلوم

نہ گیسو ہین نہ پتا ہے نہ کوئی جاتا ہین
کچہ آج کل ہمین دلکی خبر نہین معلوم

ہماری جان ہے حاضر ہے دل ہی حاضر ہے
کدہر ہے یار کی مد نظر نہین معلوم

یہ جانتے ہین کہ طوفان نوح آیا تہا
تمہارا حال تو ای چشم تر نہین معلوم



یہ وہ خرابا ہے سب اپنی اپنی راہ یہ ہین
کسی کو حال کسی کا سحر نہین معلوم



سمجہتے خوب ہین ان انکہونکے اشارے ہم
قدیم دیکہنے والون مین ہین تمہارے ہم

شب وصال مین جو سر اٹہے تو ننگ ہجے
پلو یہی سہی تم بیٹہے اور ہارے ہم

یقین ہے شب غم کی گنین گے تارے ہم
جنہی ہی خواب مین افشان کسیکی گیسو پر

کسے پسند ہے فرقت مین سیر قصر و باغ
قدم بہشت مین رکہین شب تمہارے ہم

یہ مال ہے کیا جان تک تو حاضر ہے
زبان سے کہہ چکے اب قول سے ہارے ہم

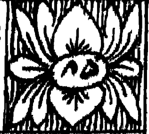
عدم کا کوچ ہی درپیش ہے وحشت ہے
یہان بہی رہنے نہ پائے تمہارے مارے ہم

تمام شہر مین اب آج کل مصحفی تم ہو
پڑے ہین گوشۂ غزلت مین الگ کنارے ہم

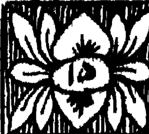
نصیب پہر نہ ہوئی رنج کی سواری راحت
عجب گہڑی تہی کہ عاشق ہوئے تمہارے ہم

ملک سے غائب ہوئی جہان کسکو لیے
پہونچ چکے مین سحر گو ہکے کناری ہم

دو چند چودھوین کی چاند سے ہو پیارے تم | حسین ٹکڑے مین آدھا چاند سارے تم
ہمین تو عشق مین ہی رتبہ اتنا لیلے | تمھین بھی چاہیے دیوانی ہو ہمارے تم
وہ آشنا بنی عزت جسے ڈبونے ہو | جو بحر حسن ہو بیٹھے رہو کنارے تم
نہایت آنکھ سے ٹھنڈی نگاہ پہنچوا ہے | جگر پہ چرکے مین کھاون کرو اشارے تم
ہماری آنکھوں مین اندھیر اک زمانہ ہے | ڈرو خدا سے یہ کیسے ہو ماہ پیارے تم
اگر حضور کو صحبت کا کچھ مزہ ہوتا | نہ جاتے غیر کے گھر مین بھی پکارے تم



نہ رکھو چرخ دنی سے عروج کی امید
جو توڑ لاؤ سحر عرش کی بھی تارے تم



بھولے بیٹھے ہو ابھی اس ستم ایجاد ہمین | مر گئے ہم تو بہت بیجیے گا یاد ہمین
ہے ہمیشہ بھی عاشق جانباز نہین ہٹنے کے | ڈر یہ ہے نہ اوڑے کوئی پریزاد ہمین

قطعہ

ایکدن وہ تھا کہ گھر بیٹھے ہو نکلتا تھا اگال | اب گلوری بھی نہین ہوتی ہے امداد ہمین
ہو گئے یاد فراموش کے چرچے کیا کیا | اب تو سب بھول گئے کچھ بھی نہین یاد ہمین
بات مین بات نکلتی تھی یہ شیشتین جیا | سوجھتی تھی کبھی ایجاد مین ایجاد ہمین
شب فرقت مین تو کوٹھی ہو فلک تا محشر | سر اوٹھانے نہین دیتی ہے یہ افتاد ہمین
یار کہتا ہے کہ منظور خدا وصل نہین | آدمی تجھکو بنایا ہے پریزاد ہمین
ہچکیاں ضعف مین آتی ہین تو دم گھٹتا ہے | باز آئی نہ کرین پھر خدا یاد ہمین
وصل مین بھی ہے خیال شب فرقت موجود | شاد ہوتے نہین دیتا دل ناشاد ہمین
سو وہ فرہاد ہی کیا قیس کا صحرا کیا ہے | ابھی جاتے ہین اگر کیجیے ارشاد ہمین
محفل یار مین آتی تھی ہوسے دیوانے | پیار کرتے تھے کسے یہ بھی نہین یاد ہمین
بیچکے نزع مین جو کچھ کہ ہمین کہنا تھا | آپ اسوقت مین کیا کرتے ہین ارشاد ہمین

لو وہ صحرا کی ہی وحشت مین نہین کھینچتا ہے
کر دیا عشق نے ہر قید سے آزاد ہمین

سرو گلشن کیطرح اپنی جگہ سے ہلتے نہین
بندے سے ہو جائین اگر کیجیے آزاد ہمین



عام کیا جائین بھلا شعر مین یہ خاص پسند
جتنے مرشد ہین سحر کہتے ہین اوستاد ہمین



ہو سبے قبر مین وہ پاس نہین
بندہ اتنا تو بے حواس نہین

ذات مین ہین صفات رحمت کے
آس رکھتے ہین تجھسے یاس نہین

ایک حاجت ضرور رہتے ہے
بھوکھ موجود ہے جو پیاس نہین

میرے باتین وہ سب سمجھتے ہین
حاجت شرح التماس نہین

مسندی ملتا ہے وہ گلابی پوش
تھالا ہے ساونی کا طاس نہین

ان بتون کو نہ جسنے پہچانا
سچ کہون وہ خدا شناس نہین

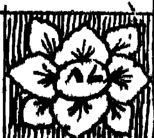
کھل رہا ہے کنول مرے دل کا
دست ساقی مین یہ گلاس نہین

اونچے کرتے نہ پانچے سینچے
حور کی شکل ہے لباس نہین

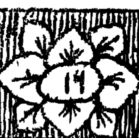
گرد رہتا ہے حلقۂ احباب
فکر کونین آس پاس نہین

جال ہے سب رگونکا جالی لوٹ
جسم کو حاجت لباس نہین

نزع مین سو چکے تو بہ سکے
ہے غضب وقت التماس نہین



جان کیون کھوتے ہو سحر دیکھو
اس گھرانے مین عشق راس نہین



خواب ہی آرام فرمانا سحر خسخانے مین
ٹٹیان ہو گئے کی مین آئی جو خسخانے مین

گر میسر کچھ نہین موقوف مژگانکی ترے
رہتی ہے بارہ مہینے چشم تر خسخانے مین

شکر نعمت چاہیے انسانکو ہنگام عیش
کیا جو مثل شیر بیٹھا جانور خسخانے مین

خس سے بو آنے لگی جنکو پسینے کی آنی لگی
آہ سوزان کا ہو انشا اپنے خفی مین

جو دیا ہے تو نے جسکو وہ ہے آو مین مسا دیے
جسے بیٹر بیٹین خوش ہین مفلس اہل جسجانی مین

میرے پلکون پہ نہ ارہی کے تو بیٹھتی تہ قدم
گرمیان ٹہنڈی نہ کریں القمر خفی مین

فخر کیا زاہد جو جنت سے بہشتی بن گیا
یون تو سقون کا بہی ہوتا ہے گنہ خستخانی مین

گرمیون مین اور سوجہی ہی او نہین گرمی ہی
سب تجھ سے شگوفتے ہین تہر چشم تر خستخانی مین

تیہین بھی ہی جان مردونکو سہاے ای فلک
سوتے ہین عزیزستان نے خبر خستخانی مین

دیکھکر جنکے وہ صحبت کسقدر ٹہرا ہوا
ہوگیا واعظ کو لقوا آنکر خستخانی مین

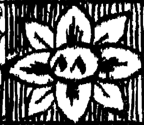
نیند کب آتی ہے دم بہر اوس بت ترسا بغیر
استری تجن کا عالم ہوا گر خستخانی مین

سنہ بکا اہل غفلت کی سکان مین جیب گئے
آئنے ٹٹی کے دیکھے ہین تہ خستخانی مین

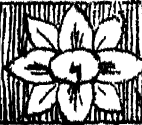
آج تو گنج شہیدان آپکی کرتی مین ہے
ہم بہی مرتے ہین کہ آئین ہی تر خستخانی مین

پہولتے وقت ہی ہنسا بہی تم کی سنکبی کے ہوا
تسری پانی کی مین ہے آتش کی تر خستخانی مین

ایک ہی عشق سے بہی نکلا ہی اپنا آپ مین
ہم بہی تا تا شاہ مین ہین مختصر خستخانی مین



نسخ کا بہی حال احت مین کہا جاتا ہے خوب
کیا سحر کو سو جبتے مین شعر تر خستخانی مین



ساقی بہا ہے دل نا شکیب مین
پیرہن لگی ہوتی ہو تہ بادہ کی جیب مین

ای بت دشمن کو دیکھکے جاتے ہی ہو گریبان
کشتی ہے مین بہا سے ... ایک سفینہ مین

جنکے پلنگ نہ پچھتے ستے اب پچھے ستکا تو نیر
کیا ہی محل پہ سے ہین محد کی تشبیب مین

زہرہ جبین جو ہین تو فلک پر ہی ہی کا باغ
بندہ و ملک نہین ہی جو آئے قریب مین

کمل کے کپڑے ہین کہ قبا ہی ترچنگی
سب کچھ ہی ترتیب عشق ہے جامہ ترتیب مین

وحشت مین لا کہ چاک گریبان کرین سحر
ریب کیشتے ... مین

کو ننگ خلائق ہیں پر تعزیر کے لائق ہیں
اب تو تیری عاشق ہیں فاجر ہیں کہ فاسق ہیں

ایسا ہو پیا ذہب تم یاد آتی ہو شب تم
کو وہ نہ رہے اب تم ہم تو وہی عاشق ہیں

تجھے تیرے صورت کی کیا کیسی ہیں تیرے رخ کے
ذرے تیرے در کے انوار مشارق میں

سحر اکی ہے پیدایش تجھ کی ہی افزایش
وہ لکھتے ہیں فرمایش ہم آپ بیاں ہیں وقائق میں

مجرم ہیں تمھارے ہیں رحمت کے سہارے ہیں
اب گو کہ گنہگارے ہیں اب عفو کے لائق ہیں

کو سامنے جاتا وہ سب سنخ ارادہ ہے
بیٹھے سے سے زیادہ وہ پابند علائق ہیں

فرقت میں ہی یہ عالم ہر دم ہے لبوں پر دم
کہتے ہیں سحر صبح کاذب نہیں صادق میں

سحر خواب عدم سے چونک اٹھا دیوانہ تربت میں
عجب اللہ رے سنتے ہلا یا شانہ تربت میں

ہزاروں سکہ ہائے داغ حسرت پاس ہیں اپنے
گنہگار اور سکے میں لیجائیں گے جرمانہ تربت میں

نہایت سخت ہم سمجھے نشستیں اسکا ہونگی
نہ اپنا پاس آئیگا نہ پھر بیگانہ تربت میں

وہ دولت ملک تھی رنگ کو کری ہی سمجھ سارے
لیکن اب چلے آتے ہیں بیباکانہ تربت میں

عذاب قبر ہی اس کی عزتی باز رکھا ہے
فرشتوں کو نہیں ملتا سر او لیانہ تربت میں

پسہ سینگے اکیلے گور میں ہم تم سہانے گئے
بہت یاد آئیگا وہ عہد بہ تنہا نہ تربت میں

کسی سے وصل کا وعدہ ہوا ہی بعد مرنے کے
نہ اوٹھونگا ہلا او لاکھ پیرا شانہ تربت میں

پیدا ہی گھر سے مہر فاتحہ وہ فتنہ دوراں
قیامت آنے پر ہے اے سحر گھبرا نہ تربت میں

صحت کے شب غم سے ابھی باقی نہیں
لطف اور بھی وصل کا لیتے ہیں تو انا ہی نہیں

گردش افلاک سے نہ اون سکیں کیا تو نہ
سرزمین در دو پر چرخ مینا ہی نہیں

جیتے جی انسان آتے ہیں فرشتے بعد مرگ
گھر یہ کیا ہی گور میں بھی کنج تنہائی نہیں

مرتے ہین لاکہون مگر زندہ نہین ہوتا کوئی
ساحری آنکہون مین ہو لب پہ مسیحائی نہین

جب مین کہتا ہون نکلجاون گا صحرا کی طرف
آپ فرماتے ہین ہنسکر کہ یہ سودائی نہین

میرے ہاتھ مین کہلے رہتے ہین اے کاکل یار
مار گیسو کا تماشا ہے تماشائی نہین

وادی وحشت پہ آہی پہنچ اب تا کہ
آدمی کیسا یہان تو غول صحرائی نہین

٩١ — ٩٢

ہر کس و ناکس ہمارے شعر پڑہتا ہے سحر +
واقعی شہرت سے بدتر کوئی رسوائی نہین

خاطر عشق ہی اب خاطر احباب کہان
جوش وحشت مین کسیکا ادب آداب کہان

کیسے چکر مین خدا جانے پڑین بعد فنا
دورۂ جام کہان حلقۂ احباب کہان

مین جو کہتا ہون کہ من صبر مین آتو جنون
دل بیتاب یہ کہتا ہی مجہے تاب کہان

ہمسے مے کش جو گرو رکہکے پیا چاہین شراب
اس قدر عالم اسباب مین اسباب کہان

تارے کیا دیکہتے مین ہجر مین آنکہین مجہکو
شب غم ہی مری آنکہون مین بہلا خواب کہان

زلف و رخ دیکہنے کو چاہیے آنکہین اے غلط
کور جو ہوا وہی لطف شب مہتاب کہان

خانۂ گور مین ہوگا خفقان اور سوا
سہرے مردے کو لیے جاتے ہین احباب کہان

چشم جوہر کی یہ آنسو مین ہمارے غم مین
تیغ قاتل کو ملے موتیون کی آب کہان

١٣ — ٩٣

قصد ہم جمع ہوئی گردش گردون سی سحر
مرد درویش کہان صحبت نواب کہان

وضع مین فرق جو دیکہین تو محبت نہ کرین
ہم تو بازار مین یوسف کی بہی قیمت نکرین

تو خدا ہو تو کبہی تری عبادت نکرین
گہر ہو کعبہ بہی تو سجدہ کسی صورت نکرین

زہر سمجہین لب شیرین کو اگر بات یہ تمکین
دل بہی راغب ہو تو ہم تو کبہی رغبت نکرین

غیر گہورین اور مخصی نہ ہو یا کرین غیر تجہکو
میری جانب نظر چشم عنایت کرین یا

گو کہ عاشق ہوں مگر ایسا ہوں معشوق مزاج
مین نہ لون بوسہ جب تک مری منت نہ کرین

جوش وحشت مین بہلا کیا ہی ٹہکانا تیکا
اوسنے کہدو یہی ظاہر مری چاہت نہ کرین

عمر بہر کچہ نہ کہا اوسنے کبہی دلکا حال
نزع مین بہی ہی ارادہ کہ وصیت نہ کرین

جائین مسجد مین اوٹہانیکو تکلیف نماز
چین میخانے مین ساقی کی بدولت کرین

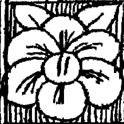
یار کے نام کی تسبیح اگر سکہلا دون
آدمی کیا کہ فرشتے بہی عبادت نہ کرین

مرتے ہین پر یون یہ ہم جو غضب ان پر ہوا
خود فضیحت ہین یہ اور اونکو نصیحت کرین

ایک معشوق ہین وہ اور زمانہ عاشق
کیا کرین وعدہ فردای قیامت نہ کرین

یار کہتا ہی بہت منہ کو نہ دیکہا کرین آپ
چار ہم صورتو ہمین مجہکو نصیحت نہ کرین

سنکہیا کہانے کو منگوائی تو ارشاد ہوا
گہر سے فاضل ہین کہین ایسی جہالت نہ کرین


آدمی ہم ہین پری وہ ہین نہی گی نہ سحر
اس سے پہلے ہی سی ہم ترک محبت نہ کرین


پہانسی کیسی نئی پائی ان گیسوؤں کی جال مین
تلوار پہر بہون پر چلتی ہی آج کل مین

آنکہون مین ہی تصور دل مین خیال تیرا
ہر وقت سامنے ہے موجود ہی بغل مین

بیجا ہی عرض مطلب بیکار ہی دعا ہے
ہوگا وہی ابد تک جو لکہدیا ازل مین

صدمے سے روح کی ہی ایذا بدن کی بہتر
اس دل کی بدلے پہوڑا ہوتا کوئی بغل مین

پرسون مین پرسون تالا رہے ہین آج کل ہے
فردای حشر بہی ہی نزدیک آج کل مین

غصے مین کوئی دیکہے ہمراہ لب کا عالم
موتی سی پس رہے ہین یاقوت کی کہرل مین

کشتہ مین لاش پردہ کیا خوب سو رہی ہو
تکیہ نہین سرہانے ہم نہین بغل مین

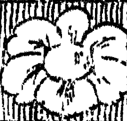
سرخی شراب کی ہی رخسار سیمبر پر
ہی شمع تہر روشن مہتاب کی کنول مین

کہتا ہی وہ پری رو ہمسے تو یہ نہ ہوگا
پہلو مین ہم ہی بیٹہین دل ہی جا ہی بغل مین

شیرین لب جن سے کہو چھپ لطف زبان شیرین ‎ ‎ نرمی کلام میں ہی یا موم ہی شکل نہیں



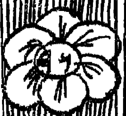
توبہ تحریر ہوئی تھی کیسی دعا سے لبریز
وقت نماز آیا سحر وقت ہو غزل میں



سچ سے ہوتا ہے کیا جب کہ نہ ہو وفا یقین ‎ ‎ آشنا دن کو اور شب کل گھر سے نہیں
صندلے رنگ کا ہے تو مو نیر ہی وحشت میں کھیچ ‎ ‎ لاکھ سر مارا دوا ہی در سے بتی نہیں
داغ دل کو سکے دکھائیں بلبلیں اپنا چمن ‎ ‎ گل کے وہ تیور ہیں آس نہ نظر ملتی نہیں
وصل میں ہی کچھ نہ کچھ باقی ہے وقت کلام ‎ ‎ آپ تو وہ ملکے لیکن کمر ملتی نہیں
نور ایمان نور رخ نور نظر محو ورانہ ‎ ‎ کون سی نعمت ہے جو وقت صحبت ملتی نہیں
ڈھونڈھتے ہیں جس شے کو ممکن ہے ابھی ہم ‎ ‎ ایک عمر گذشتہ ہاں مگر ملتی نہیں
آفتاب بھی ملتا ہی کچھ غصے کا منہ ‎ ‎ چاند سے چندان یہ صورت الغرض ملتی نہیں
صندلے رنگو نکے بازو اپنے تکیے تھے کبھی ‎ ‎ چوب صندل آج پھر درد سر ملتی نہیں
چار اگر ہیں متفق باہم تو دو میں ہی نفاق ‎ ‎ دل ہی آنکھیں ملیں مرضی مگر ملتی نہیں
اس محبت کی نذر ہے جو کوئی تو واقف ‎ ‎ زندگی کی اوسکو لذت عمر بھر ملتی نہیں
گو جئیے لاکھوں برس آخر فنا آخر فنا ‎ ‎ کیا کریں مر جائیں عمر خضر اگر ملتی نہیں
پہونچے دیتے ہیں مہوس و ولے جلد کو ‎ ‎ بے بسیرے اکثر ہی ابی اہل اثر ملتی نہیں
کوہ پر فرہاد پہونچا دشت کو مجنوں گیا ‎ ‎ ہم کہاں ہیں کچھ ہمیں اپنی خبر ملتی نہیں
چار آنکھیں جب ہوئیں جو نگہ ملکا گیا ‎ ‎ بس جبھی تک خیر ہے جب تک نظر ملتی نہیں
آدمی کو کوئی نہ پایا عالم ایجاد میں ‎ ‎ اور اس سفر میں ہوں کہ گرد سفر ملتی نہیں
چاہیے تحصیل سے پیشتر تحصیل علم ‎ ‎ آبرو انسان کو فضل و ہنر ملتی نہیں
ہے غلط یہ قول مستند اشتہا آید کباب ‎ ‎ قاعدہ ہے یہ ترا لذت وقت پر ملتی نہیں

دورۂ شمس و قمر سے ہو گیا ثابت ہمین — نام کو شہرت جہان مین بے سفر ملتی نہین

روضۂ قدس مین کیونکر آکے حاضر ہو غلام — فرصت اسدم بھی نہین یا خیر البشر ملتی نہین



آشنا شاعر نہ ہو جب تک نہین صحبت کا لطف

دل نہین ملتا طبیعت ای سحر ملتی نہین



کم نہین ابروون سے یار آنکھین — دو کیا ہو گئین جو چار آنکھین

وہ گھڑی ہین چمن مین نرگس کے — ایک پتلی ہے اور ہزار آنکھین

کیون تصور مین یار کو گھورا — واقعی ہین قصوروار آنکھین

وہی تیغ نظر کا عالم ہے — اٹھ چکی ہین ہزار بار آنکھین

نام کو اہو سے بیابان ہین — کھیلتی ہین مگر شکار آنکھین

مشق اگر صاف ہو تصور کے — روز دیکھین نیا نکھار آنکھین

دیکھتا ہے وہان کا بھی عالم — وا رہین گی تہ مزار آنکھین

پردہ مد نظر ہے عاشق سے — باندھ دین آنسوؤن کا تار آنکھین

جیسے تشبیہ دی سی نرگس سے — ہو گئے ہین گلے کا ہار آنکھین

لیگئے دل نگاہ دزدیدہ — کیون چراتا ہے اسے نگار آنکھین

نزع مین بھی دکھای راہ مین — کھل گئین وقت احتضار آنکھین

سنہ تو پر سا چمک چکی سنبھلے — نہ دکھا ابر نوبہار آنکھین

داغ دل کا جو آفتاب نہین — کیون جھپکتی ہین بار بار آنکھین

برق کی ہم ہین دیکھنے والے — ابر تکتی ہین یادگار آنکھین



نہین بجھتی سحر لگے دل سے

پھر بہیے ہین اشکبار آنکھین



بعد از فنا بھی چین ملی یہ یقین نہین
کیا گردش آسمان کی زیر زمین نہین

سینے مین آج یہ دل اندوہگین نہین
خالی مکان حسد ہے خلوت نشین نہین

عاشق کہڑی ہوئی ہین کوئی ہمنشین نہین
صحبت کا لطف آپ کو ایسے حسین نہین

تقریر او بھولی بھی ہی میٹھی ہی گفتگو
ان گیسوؤن کے پیچ مین تم تو کہین نہین

ہی اشتیاق حور نہ سودائی پری کا ہے
بیکار اندنون ہین طبیعت کہین نہین

خوش قطع کسقدر ہے قبای برہنگی
دامن نہین ہے جیب نہین آستین نہین

گیسو بال دوش ہین ابرو ہلال چشم
عاشق تو بار خاطر نازک کہین نہین

جنت کو جائین ہم ہے ہوئے عیش باغ کے
ایسا تو اشتیاق بہشت برین نہین

خلاق خیر و شر وہی پروردگار ہے
دشمن کی بھی طرف سی یہان نقص و کین نہین

آنکھین لگی ہین چھت کو ترا انتظار ہے
اپنا ہمین خیال دم واپسین نہین

چوسے ہین ہونٹھ ہانپنے تصور سے یار کے
مسی چھٹی ہوئی ہے کہین ہے کہین نہین

باز آو اب بھی مشق جفا صاف کر چکو
ہین اور بھی تو جان سے جانے والے ہمین نہین

دست جنون الجھ نہ ہو سے دست شکے
دہو کہا تجھے ہوا ہے مری آستین نہین

ہم شکے ہین پہر بھی فلک کو غبار ہے
اک قبر کی زمین ہے سو کہین نہین

دنیا کے رنجون سے بھی آگاہ کیا ہمین آپ نے
دونون ہیون کا عکس ہے یہ مہ جبین نہین

لنگڑا املا تو شکر کیا اس فقیر نے
جہوٹھی گواہی لب نان جوین نہین

مرتے ہین آو پہر عیادت تو دیکھ لین
پہر کیا کرین گے دیکھ کے تم جب ہمین نہین

پوچھو مدد کو قبر مین یا مرتضی علی
کوئی شریک حال دم واپسین نہین



تو ڑو ہزار عرش سے گو تارے تم اے سحر
نکلے ہے آسمان نہ ہم وہ زمین نہین



ہمت مطلب بھی کہنے مین نہین بات کی گون
بغرض کہو نسی آتی ہے ملاقات کے گون

نیند آنکھون مین ہے انگڑائی پر انگڑائی ہے
وصل ہو ونکو تم آیا وہ نہین رات کے گون

دہن تنگ بھی غائب ہے کمر کی صورت
حال دل کس سے کہین جو تو نہین بات کے گون

یار کہتا ہی رہی عاشق و معشوق مزاج
یہ فقیر مست کہ ہے مین ملاقات کے گون

ایسی چیٹیون مین کتب آیا نہین ای عشق تو
آمد و رفت یہان کسکو ہے جنات کی گون

عشق گیسو مین شام سی مر رہتا ہون
دل کج فتنہ لئے وہ لائین مین نہین آنکی گون

حال جیو نہ شب وصل کہی ہے صبح قریب
وقت ای یار نہین حرف حکایات کی گون

99 ہنس کی کہتی ہے مین سحر تیری سخن مین ہی کلام
قدرت اللہ کی ہی بت بھی ہو کے بات کی گون 13

تیری حجابات ہر پڑھ ہی ہے عالم آفتاب روئے
کمر مین بل طبیعت مین کجی سو پیچ گیسو مین

ایسا ہی خدا نے ان بتون کو اپنی صورت پہ
مری مذہب مین سجدہ فرض ہے محراب ابرو مین

وہ تنہا سر کہڑی ہی زندگی کی گون ہوتے
نہ قبضہ تیغ ابرو پر نہ دل اپنی قابو مین

سلام ایک ہے مین یہ شفقت حل نہین ہوتا
سخن ناگفتہ یہ بھی کہہ گئے وہ چشم ابرو مین

لبون کی عکس سے دیتا ہی ہوا قوت کا اگر
بجی رہی کہ سیانے لپیٹا جا پیچ بازو مین

حقیقت مین شاعر بھی بری سعید ہوتے
زبان پر لفظ جو آیا وہی تولا ترازو مین

تو فرقت مین ہین ساماں اچھی کی حاصل
سجا ہی تکیہ پہلو ظفر تکیے مین پہلو مین

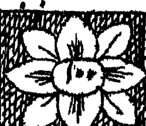
نگاہ رشک گو ہر تن لاغر کا تماشا ہے
مجھے تو دیکھئے دبا ہوا ہون یک آنسو مین

یہ طرف اپنا ہی ہتی بیچے عقل آ رہتی ہے
فلاطون ہوا گر ہو جائے الو لیک جلو مین

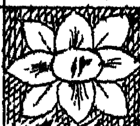
اثر صحبت کا ہوتا ہے سفر کچھ نہ کچھ آخر
نشانی وا سی کی اب تک پریشانی ہی گیسو مین

آور ہے مین حسن کے حرف ایندلون کیا النقد مین
نہ تنہا مین نما ہوری نہ کوئی ہے تماشا گر ہو مین

سہنین ہے کہتے کچہ اپنی ہا س وہ از ادو مشرق مین ۔ فقط اک دل ہی اپنا وہ بہی آوے اور کی قابو مین



ہزار افسوس وقت جان کنی اوسنی بلایا ہے ۔
سحر آنکہون سے چلتا ہین دل ہوتا جو قابو مین



جنون کا جوش ہی فصل بہار کے دن مین ۔ او جائیے ہم مین تمہارے نکہار کے دن مین

خیال گیسو عارض مین دم او سمجہتا ہے ۔ اندہیری راتین ہین کیا انتشار کے دن مین

کہان وہ چہلین جوانی کی دل ہکدر ہے ۔ خزان کی فصل ہے گرد و غبار کی دن مین

ملا نہین ہی کئی دن سے روزگار کا تو ۔ ابہی تو فاضل اسی جان نثار کے دن مین

بس آب رہے اسی لیل و نہار مین عاشق ۔ جو زلف شب ہے تو رخ سد یار کی دن مین

تہو ملوث دنیا ای ہفتہ دوست سب کہے ۔ کہ چند زندگی مستعار کے دن مین

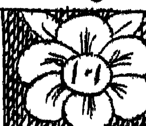
کہا جو چاند رخ صاف کو لگا یاد اغ ۔ کہین جو مہر قیامت تو یار کے دن ہین

ہمیشہ تیر نظر کہاتے اب کیا نالہ ۔ کبہی کبہی تو ہماری بہی وار کے دن مین

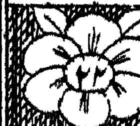
تصور عشق یہ کرتا ہی سنگسار ای بت ۔ بہت گرے ترے زار و نزار کے دن ہین

ہوا جو عشق کے آغاز کا بخیر انجام ۔ تمام ہہتو شب وصل یار کے دن مین

کمال کیا کرے حاصل سرای فانی مین ۔ وہ دن ہین کوچ کی جو اعتبار کے دن مین



سحر کے داغ جگر دیکہا اے مہ بے مہر
خزان رسیدہ چمن کے بہار کی دن مین



اک بندہ ذلیل ترا یا غفور مین ۔ میرا یہ منہ کہ قابل حور و قصور مین

بہتر نا تہا دم حضور کا قبل از ظہور مین ۔ اون روز ون آپ مین بہی نہ تہا حضور مین

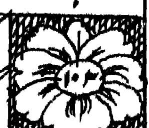
اوٹہا فراز سے جو دم نفخ صور مین ۔ دیکہون گا پہلے چاند سا مکہڑا حضور مین

ظاہر مین پاس بیٹہا ہون لیکن ہون دور مین ۔ ان لوگون مین نہین جو ہین اپنی حضور مین

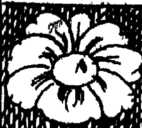
حوروں میں یہ کہونگا اگر ذکر آگیا
کب وصل جاوں کو گرمی صحبت کی تاب ہے
سر جوش ہی فراق میں سامان عیش سے
ہو جاوں جلکے خاک نہ جنبش جگہ سے ہو
سودا یہ سر کو ہے کہ میں اعضا میں پیچ ہیں
بزم بدن میں صاحب دعوی ہر ایک ہے
جو لوگ لوز سکے تھے وہ مٹی میں مل گئے
ملتا ہی آدمی نہیں دیکھا ہی آج تک
مضمون نیا ملا اور مقصود مل گیا
موسی کیطرح کون چڑھیگا پہاڑ پر
قید و فتی اہل شرع کی دیوانہ کر دیا
خاموش آج سوتا ہوں کنج مزار میں
اتنے کرم سے باز نہ آئیگا تو کریم
یہ شہنشدی گریباں کسی پر ہوا سے میں
یہ جبر اختیار کیا ہے ترے لئے
کچھ عیش باغ پر نہیں موقوف میکشی
رکھتا ہوں اور شرع میں اس شرط سے قدم

قطعہ

عاشق تھا اک پری کا وہاں آپ سے دور میں
محفل میں بیٹھتا ہوں بہت مستی سے دور میں
شیشے کے سر سے توڑونگا جام بلور میں
حاصل ہی وہ وقار کہ ہوں کوہ طور میں
دل کو یہ خبط ہے کہ ہوں صدر الصدور میں
لاشی کی فرد ہوں تو فقط ای حضور میں
ہوں مشت خاک خاک کرونگا غرور میں
جوش جنوں میں گو کہ پھرا دور دور میں
غوطے لگا رہا ہوں سیاں بحور میں
گوشے سے دیکھلونگا تجلے طور میں
کیسا گناہگار بنا ہے قصور میں
اک روز ہوں گا باعث شور نشور میں
جیسے قصور میں نہیں کرتا قصور میں
قابل جلانے کے نہیں ای شمع طور میں
عفو قصور چاہتا ہوں بے قصور میں
جنت میں بھی پیونگا شراب طہور میں
میخانی میں بھی جاونگا پہیکر ضرور میں



اک دن وہ تھا کہ رونق محفل تھا ای سحر
گو اب نہیں ہوں قابل بزم حضور میں



وہ کہتے ہیں اپنی گھڑی ہاتھ میں
کہ نالاں ہی دل ہر گھڑی ہاتھ میں

ترا پنجہ ہے پنجۂ آفتاب
خط استوا ہے چھڑی ہاتھ مین

متھیلے حنا کی ہے آئت ہے
ملو مسی دیکھو دھڑی ہاتھ مین

جہان دست رنگین کو دہانے لگے
ہرا اونگلی ہوئی پھلجھڑی ہاتھ مین

نہین ٹوٹتا صنعت ست اگر یہ نا
گریبان ہے دو دو گھڑی ہاتھ مین

دل صاف سے ہے جو اشبہ بہت
تو آئینہ ہے ہر گھڑی ہاتھ مین

کیا چاک بیدر سے گریبان کی طرح
جنون سے ہے طاقت بڑی ہاتھ مین

نشانی او سی زلف پر خم کے ہے
سحر ہی جو شیر ہی چھڑی ہاتھ مین

کسی طرح اب جی بہلتا نہین
سنبھالا بہت دل سنبھلتا نہین

اثر آہ سوزان کا جاتا رہا
کوئی شمع رو اب پگھلتا نہین

کمر بل کی لیتی ہے اون سے ہوا
یہان زلف کا پیچ چلتا نہین

نہال محبت کا حاصل ہے داغ
شجر پھولتا ہے پہ پھلتا نہین

قد راست کو خوب سیدھا کیا
مگر زلف کا بل نکلتا نہین +

غزل مین سناؤن انھین حال دل
کوئی اور پہلو نکلتا نہین

دم نزع گیسو مین اوبھارتی دل
وہ اوٹھ بس ہے دم ہی نکلتا نہین

سحر جسے کیا بلکی لیتی وہ زلف
طبیعت کچھ زور چلتا نہین +

عاشق کامل کی صورت شمع چھپتی نہین
چاہ کی چھپتی محبت کی نظر چھپتی نہین

جیسے صفا کرو اخفا ہو اظہار عشق
کان کے پردے سی سنتے ہین خبر چھپتی نہین

بار ہا چھپکے چاک کر رہ گئے بجلی کی طرح
ہاے اپنے ہی آہ بی اثر چھپتی نہین

لب کہا کسنے کہا اون سے مری نیکا حال ... لعل گواہی دیتا ہی ایسی خبر چھپتی نہین

غیب کے پردے سے ظاہر ہوتی ہین اسرار غیب ... اے صنم یار یک بینون سے کہین چھپتی نہین

لعل لب موج تبسم سے نظر آتی ہین صاف ... آتش مرجان تہ آب گہر چھپتی نہین

خاک تری راہ مین ہوا میں ملتی ہو پر ... صاف طینت کی کدورت ای قمر چھپتی نہین

غیر کرنا دلکی یارب بیتری چھپی نگاہ ... جب طرف کو ہوتی ہے مد نظر چھپتی نہین

یارکی دلکی صفائی ہی کدورت کا سبب ... بات کیسی ہو چھپانیکی مگر چھپتی نہین

۱۰

ارباب بوتل کا ہی نشا ایک تو ڑی مین سحر
لا کہہ دولت کو چھپاؤ یہ مگر چھپتی نہین

۶

باتین ملا اونسے کہتے ہین ہر بار ہاتھہ مین ... آئینہ ہے حجاب کے دیوار ہاتھہ مین

اونکو ذرا ادہری خبرین پہونچتی ہین ... رہتا ہے ابتو پرچہ اخبار ہاتھہ مین

دو ہی قدم مین وادی الفت کو طی کیا ... دریا ہے غم کے پار ہوا چار ہاتھہ مین

نکلا جو کچہ قلم سے ہوا آیہ و حدیث ... ہی شکند لیب قدس کے منقار ہاتھہ مین

کہتا او کچہ گر پاکہ کلاہی مرک سکے ... گجرا کبہی ہوا نہ سزاوار ہاتھہ مین

۱۷

کچہ کہا کے سو رہین سگ لتم کہاتے ہین سحر
یہ سبحہ خاک پاک کا ہے یار ہاتھہ مین

۱۸

ای سحر فرما و جو کچہ یاد ہو ... کان ہین مشتاق کچہ ارشاد ہو

خاک صحن پاک ہین برباد ہو ... چشم تر شہر حسین آباد ہو

جب بنا کوئی ستم ایجاد ہو ... امتحان کو پہلے بندہ یاد ہو

کٹ سکے ہین سر پاچین پاؤ سکے ... کچہ کشیدہ آج ای شمشاد ہو

کیا گروں قدموں پہ سب کے سامنے
او ٹھہ کہڑے ہوں وہ بڑے افتاد ہو

بوسہ لیکر کون مکرے یار سے
سنہ پہ کہدوں صاف جور و داد ہو

سجدہ مین مجنون نے کاٹے ہو چین
خیمہ لیلی کمان استاد ہو

باز آئے ہم نہ دو بوسہ نہ دو
وہ ہمارا دل ہین امداد ہو

زلف مین پہنسا ہی ہی قید فرنگ
دیکہیے کے سال کی میعاد ہو

پاؤن کی مہندی سے ہاتہہ آئی یہ بات
باغ ابراہیم کے شمشاد ہو

دام گیسو ہے بلاے مرغ دل
خود او بچتے ہو نئے صیاد ہو

عرش کے تارے تو یہ ہین سامنے
ای قمر جس وقت جو ارشاد ہو

دل فقط لینے سے مطلب تھا او
داد ہو بیداد ہو فریاد ہو

نام کر جا عالم ایجاد مین
چاہیے ہر بات مین ایجاد ہو

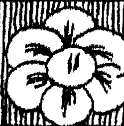
جان آجاے پکارو تم اگر
بول او ٹھون قبر سے ارشاد ہو

زر کا بہی کچہ لطف حاصل کو نہین
ہی بڑی دولت جو استعداد ہو

اب نئی دنیا پرانی ہو گئے
عالم ایجاد او ر ایجاد ہو



سب غزل سن سن کے وہ بولے سحر
ایکا مرشد ہو بڑے اوستاد ہو



آبرو جیسے ای دیدہ تر ہو کہ نہ ہو
قطرہ اشک گراتے ہین گہر ہو کہ نہ ہو

نالہ و زاری سے یہ کہتے ہین خبر ہو کہ نہ ہو
دل ہی گہر چاہیے کہرے مین گذر ہو کہ نہ ہو

نہین ساقی تو نہ ہو گہر مین ہی موجود آج
آفتاب اپنی بغل مین ہے قمر ہو کہ نہ ہو

جیتے جی کوچہ جانان مین رہی ہو کر اپنی
بعد مرنے کے بہی جنت مین گذر ہو کہ نہ ہو

رندی نوش ہین سکتے نہین کچہ پاس اپنے
توشہ راہ بہی ہنگام سفر ہو کہ نہ ہو

ساری محفل کی ہے یہی آنکھ دل روشن یہ
خود بدولت کی ادھر بھی نظر ہو کہ نہ ہو

کام لیتے ہیں اطاعت سے فقط عاشق زار
مول لے لیتے ہیں معشوق کو زر ہو کہ نہ ہو

لب رنگین کا تصور تو بندھا رشتہ ہے
دیدۂ تر میں کوئی لخت جگر ہو کہ نہ ہو

خاکساری کا بھی نسخہ کم از اکسیر نہیں
اہل زر بندہ ہے بے زر تو ہمیں زر ہو کہ نہ ہو

ہم تو قرآن سے ثابت ابھی کر سکتے ہیں
دہن تنگ ہی موجود کمر ہو کہ نہ ہو

کشش عشق ابھی کیسے کہ ظاہر ہو اری
روز آتے ہیں سر شام سحر ہو کہ نہ ہو

ان نگاہوں سے نہ دیکھو بار بار آئینے کو
آتش رشک سے کرتے ہیں دو آنکھیں چار آئینے کو

بعد مرنے کے ہو گیا صورت یہ دیکھا چاہیے
تعجب کرو بنایا ہے لوح مزار آئینے کو

دل کی وہ ہر کرن سے تصور صاف بندہ سکتا نہیں
جیسے ہو کھلاتا ہے دست رعشہ دار آئینے کو

پانی پانی ہوتا ہے آئینہ اوسکے سامنے
حاسد نہیں لاتے ہیں آب آئینہ دار آئینے کو

خلوت و جلوت میں ہر دم سامنا یار کا
ہاتھ کیا آیا ہے پاسے اعتبار آئینے کو

بھولی صورت پہ نہ بھولے منہ لگانا چاہیے
کوئی دکھلا دے میرے دل کا غبار آئینے کو

آپ کو بھی چاہیے اپنے روبرو [illegible]
دور کر اپنا ابھی بے اختیار آئینے کو

میرے دل کی طرح ہی صاف ہے اگر [illegible]
شعلۂ رخ سے بچا پروردگار آئینے کو

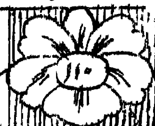
برف سا نہ پانی ہو گی بھا تو اچھا
دست رنگیں میں جو لیتی وہ نگار آئینے کو

دیدۂ حیران تو [illegible] سے نظر بند ہو
روز کھیرین روزہ کھلائیں [illegible] آئینے کو

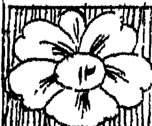
شوق خود بینی نے دل کی تہ میں چھپا یا گیا
بزم جاناں میں کبھی ملتے نہ بار آئینے کو

اعدون کے تفت باتیں شور ہے جل سحر
ایسے ہیں اہل شریعت سنگسار آئینے کو

صاحب خانہ ہم ہیں کہنے کو — آئے ہیں چار دن کے رہنے کو
گھر میں وصل پائیے ہو گا — خاص کہ آپ ملے گا رہنے کو
اسم فرضی ہے نام کو ستہ لمر — نلے وہیں ہو وہیں ہی کہنے کو
قصر تن میں نہ دل لگا ای روح — خانہ عاریت سے رہنے کو
قبر تھی کشتہ تغافل کے — آزمایا تو ہوتا سہنے کو
آئے ہیں ہم جہان فانی میں — داغ او ٹھانے کو رنج سہنے کو
کوئی کہتا نہیں وہاں کا حال — گو ملے ہے زبان کہنے کو
ساتھ ہی دو فرشتوں کے جوڑے — ایک باتیں کہ ایک رہنے کو
قبر کے ساتھ ہے یہ آزادی — گھر بنایا ہے بیٹھ رہنے کو
مرغ دل ہنس سنبلے گرتے ہیں — پہنیں کیا مو نیدل کے گہنے کو

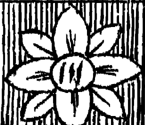


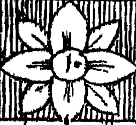
ای ہجر و دل او داغ کہاں
کہ ... یار شعر کہنے



زلف کو او بنانے ہو کیا کرتے ہو — سارا محبت کو گرفتار بلا کرتے ہو
تکیے وعدہ زر ... گذرتے ہو — آپ قیامت تو سر دست بپا کرتے ہو
جو جفا کرتے ہو کہ ... یہ کیا کرتے ہو — کوئی اتنا نہیں کہتا کہ یہ کیا کرتے ہو
سچ کہو گر یہ شبنم یہ بھی تو ہے کبھی — باغ میں خندہ گل پر تو ہنسا کرتے ہو
یا خدا کیسے ہی تھوڑی ہی ہے سجدہ اولٹی ہے — شکر کرنا ہوت تو کہتے ہیں گلا کرتے ہو
امتحان دینا ہی ہو گا جلد ہی کیے — ابھی تو نامہ ... عشق جفا کرتے ہو
پھیلا گل کہا نیکو دستے ہو پھرتی محفل میں — شہر بہر میں تجھے انگشت نما کرتے ہو
ایک بوسے کا کبھی آپ سے شرمندہ ہیں — گالیاں وصل میں البتہ دیا کرتے ہو

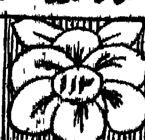
کر دیا خاک جلا کر مجھے ای حضرت عشق — رات دن نالہ جانسوز کیا کرتے ہو
مشق جلنے کی غرض خوب ہم پونہچی ہے — اب یہ عالم ہے کہ بے آگ جلا کرتے ہیں
یہ نہ کہیے گا کہ وہ ہوکے سے لیا تجھکو — ہم کہے کر رکھتے ہیں پہلے سے دغا کرتے ہو

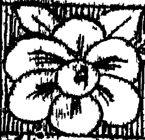




یار کہتا ہے سحر تمکو مری فکر ہے کیا
شعر کے فکر میں دن رات رہا کرتے ہو

پری ہے حور ہے واللہ باللہ — سراپا نور ہے واللہ باللہ
وہی ہوتا ہے جو کرتے ہو صاحب — بشر مجبور ہے واللہ باللہ
جو بیٹھا ٹھوکر کرا پڑے طلب کو — وہی تیمور ہے واللہ باللہ
تمہارے پانچو سنکے کھڑکھڑاہٹ — صدائے صور ہے واللہ باللہ
اگر تم ذکر غیر و نکا اوڑا دو — تو کیا مذکور ہے واللہ باللہ
نہیں کچھ پاس میرا گو ہو نزدیک — یہ تجھسے دور ہے واللہ باللہ
نشانی ہیں تری تیر نظر کی — کلیجا چور ہے واللہ باللہ
تہ چمکا ہیں حباب برق جب تک — غزل بے نور ہے واللہ باللہ
معاذ اللہ زلفوں کی سیاہی — شب دیجور ہے واللہ باللہ





سحر سا ہی غزل وہ سنکے بولے
وہی منظور ہے واللہ باللہ

پھندنے پڑنے سے تو کیا ہیر انجھٹ نامہ — اب تو قاصد کو عنایت ہو عنایت نامہ
انتظار خط جانان میں چلے دنیا سے — تا اسے شوق نے لکھوایا وصیت نامہ
تنک چلے کے عرضی ہی پیمبر کی قسم — نہ سفیر آیا ادہر سے نہ محبت نامہ
وصف قامت میں کیا سنکے لکھے ہیں تجھے — ہیں یہ تاریخ کو وہ کہتے ہیں قیامت نامہ

خط کتابت ہوئی موقوف کہ اب خط آیا
فی الحقیقت وہ لکھین گے کسی صورت نامہ

جدا ساغر کو پڑھو اسکے نصیحت سمجھو
واعظو تم سبھی کرو اپنا نصیحت نامہ

بعد مرنیکے خط آیا ہے طلب کا میرے
قبر پہ پڑھتے ہین سب جا کے زیارت نامہ

یار کا خط نہین آیا کوئی ہندی آ کے
لوٹ ہی بندہ احسان کو دنیا بیٹھا

(۱۱) چند فقرے ہین محسن اپنی پریشانی کے
کس قدر طول ہے مثل شب فرقت نامہ (۸)

اوٹھ گیا ہے یار اپنے زندگانی کا مزہ
بادہ گلرنگ مین ملتا ہے پانیکا مزہ

سچ تو یہ ہے قدر نعمت ہوتی ہے بعد از زوال
پیری مین ڈھلے کوئی پوچھے جوانیکا مزہ

جب ملک دنیا کے گرم و سرد واقف تھے
گرم کھانیکا مزہ تھا سرد پانی کا مزہ

ہو سمجھیا قند مکرر جب پڑھا دو بار شعر
قدر دانون نے سہی پایا قدردانی کا مزہ

ہستی سے جسکے ناحق زندگی ہوتی ہے تلخ
دیکھ لیا اے خضر عمر جاودانی کا مزہ

ایک ساغر بھی کسے ہون ونگری تو جا شکر کر
خواہی غم پر نہین سبھی ہے سیمانی کا مزہ

یا الہی ساقی کو چوسین یا سینے سے لگا کے آ
لوٹ لین عمر روز ایام جوانی کا مزہ

(۱۳) محفل عشرت مین ہر لین محلس غم مین سلام
اے محسن ہر بزم مین ہے شعر خوانی کا مزہ (۱۲)

سیر اس چمن کی چاہیے سرو روانی کے ساتھ
کیا لطف باغ مین جو پھرے باغبانکے ساتھ

صدمے فراق کے نہ اوٹھائین گے کسی طرح
تحلیل روح ہو گئی تن ناتوان کے ساتھ

وحشت تھی جن دنون مین نہایت تھی
ساری زمین ناپ گئی آسمان کے ساتھ

ہم کم کیا ہے کھائین ڈھلو کر شراب مین
کھانے کا کچھ حساب نہین میہمانکے ساتھ

ساقی گلوریان بھی ہون دور شراب مین
سبز سبکا اور لطف ہے آب رواں کے ساتھ

زنجیرین کہڑکہڑ ائین مضمون بہار مین
وہ زور و شور سب گئے تاثیر ان کے ساتھ

وحشت مین سنہ جدھر کو اوٹھا اودھر ہی چلے
پیر و خضر گئے ہین نہ کسی کاروان کے ساتھ

منکر نہ لیتے اپنے عناصر پہونچ گئے
اعمال خوب و زشت ہین روح روان کے ساتھ

اوس شخص کا نام لو گے تو دل بیٹھ جائیگا
ایسی ہنسی نچاہیئے اس ناتوان کے ساتھ

اب آہ مین ملین تو نہی عذر نہ کیجیے
اس وقت ای حضور ہون اک مہربان کے ساتھ

ساقی ہی نوجوان ابھی کم سن ہین مغبچے
چل کر شراب پیجیے پیر مغان کے ساتھ

۱۵ خلعت کی کشتیان یونہین رکھی رہین صحیح
دو گز کفن گیا فقط اس ناتوان کے ساتھ ۲۷

دل دیا اللہ نے صدمے اوٹھانے کے لیے
ہم فقط پیدا ہوئے ہین آزمانے کے لیے

شور محشر کم تھا کچھ نیند اوڑانے کے لئے
آپ بھی آئے لحد پر غل مچانے کے لیے

آپ کی گرمی مین تکلف دیکھنا جیتا دکھے
بتیان حسن کی لگائی ہین پھنسانے کے لیے

جیتے جی کوئی ہوا پرسان نہ میرے حال کا
قبر مین آئے ملک باتین بنانے کے لیے

اپنی اپنے گھر کے پیچھے سر کوئی دیوانہ ہے
بلبلین جلتے ہین تنکے آشیانے کے لیے

آپ کو کھینچ جہان تک کے وہ بڑھتا ہی گیا
تاج شاہی مین جگہ ہی سر اوٹھانے کے لیے

سیاہی پتھر او سکا مزرا منش دیوانو ہے
اہی بتو منہ ور ڈھونڈ ہو نار اوٹھانے کے لیے

خرچ بالائی ملی جاتا ہے دست غیب سے
گنج بادآور ہی اپنی اوڑانے کے لیے

مطبخ شاہی کی حاجی کا نہین ہو کہا فقیر
خوان یغما ہیجدے کھانے کھلانے کے لیے

عشق ہے کیا چیز چاہت کس بلا کا نام ہے
مین تو روتا تھا فقط ان کے ہنسانے کے لیے

حرص کرتی ہی گرفتار بلا آزاد کو
دام مین پھنستا ہے طائر ایک دانے کے لیے

گور مین بھی اون کے ہاتھون چین سے سونے نہ پائے
بیٹھے بٹھلائے چلے آئے اوٹھانے کے لیے

بیٹھکر کرسی پر انسان کو نہیں لازم غرور
پاؤن لٹکائی ہوی بیٹھا ہی جانی کے لیے

جاگتے مین بھی کبھی آکر ہنسا جاتے مجھے
عالم رویا مین آتے ہین رولانیکے لیے

نامہ بر لاوے گلوری مین اگر اونکا اوگال
شہر اسپغول دی دون پان کہانیکی لیے

منعمو اس کوچ مین خیمی کی کچھ حاجت نہین
نزع مین کیون ہی تردد شامیانیکے لیے

کو گنہگارون مین پوچھیے تو جا بیٹھے کبھی
بھولے بیٹھے مین سمجھی ہم یاد آنے کے لیے

محو نا حق کیون گئے مسند ہی لگا کر یاد مین
درد سر کا کم بہانہ تھا نہ آنے کے لیے

اشرفی ہو تو گل اگر نذر دون لیے پہلے ایکدن
کونسا تو تڑا پڑا تیرے خراب ہونیکے لیے

خوبصورت کی مرض بھی خوبصورت ہوتی ہین
درد سر پیدا ہوا صندل لگانیکے لیے

تمکے دو سہی خرامان جب چلا پنجونکے بل
چال کی طاوس گلشن کو سکھانیکے لیے

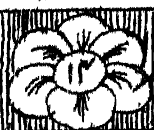
زاہد و پیری مریدی سی نہین کچھ فائدہ
ہاتھہ کیا آیا قدم سارے زمانیکے لیے

حلقہ گیسو کا بندہ ہوا چھوٹتے دیکھا نہین
یار کیا رتبہ ہے کالی جیلخانیکے لیے

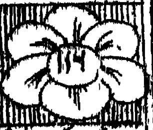
سچ تو یہ ہے مرکے راہبر کاری سا خلقت
دل تو آنے کے لیے ہے جان جانیکے لیے

اہل غم غمزدون کے حال سے واقف مین کیا
مین غزل اپنی نہین دیتا گانیکے لیے

جب چلے ارسال کچھ تحصیل ہے دہر سے
ایک بیگاری ملا تارون او ٹھانیکے لیے



اودھ پری کا آدمی ہر روز آتا ہے سحر
پھر بھی فرمایش نئی غزل ہونیکے گانیکے لیے



بیخ قدرت کو سہو سمجھی نہیں دنیا کوئی
دل مین بیٹھا ہوا ملتا ہی کلیجا کوئی

کیسی یہ ہم ہو بہی صحبت جی سر ہی بعد
جام جم کوئی لیے جاتا ہے مینا کوئی

کسو امیت کا الت گلگونی نہیں غم ہر جا
ہم سبھی نالہ کرین ای بلبل شیدا کوئی

آنکہ سے تیر ہی آنکھ لگا کے سر جاتی ہین
خاک سمجھے تیرے ابرو کا اشارا کوئی

تھی ابھی بزم تصور مین لب جوی وطن
کھل گئی آنکھہ جو دیکھا نہین اپنا کوئی

داغ سینے کے ابھرتے ہی چلی آتی ہین
جیب کیطرح ٹھہرتا نہین سینا کوئی

خط عارض مین دہن حلقۂ گیسو مین کمر
دام صیاد سے چھوٹا نہین عنقا کوئی

چین سے حشر تلک گور مین پھر سوتا ہے
ای تپ ہجر نہ باقی رہی ایذا کوئی

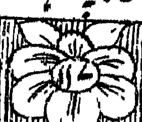
پردۂ غیب بھی چلمن ہے کسی کمرے کے
سبکو تم دیکھو نہ دیکھے تمھین اصلا کوئی

دشت غربت مین خضر تک نہین ملتی مجکو
راہ مقصود بتاتا ہی نہین ایسا کوئی

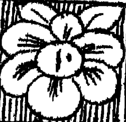
ہم فقیرون کو علاقہ نہ حشم دنیا سے
اپنی محفل مین سکندر ہے نہ دارا کوئی

ای فلک سیر ہی جینے سے طبیعت اپنی
تیرے نخاصے کے بیشک کا نہین ہو کہنا کوئی

آج جو کچھ کہ ہوا کل بھی بہی ہونا ہے
کب یہان مانتا ہی وعدۂ فردا کوئی



توبہ کہتے ہو سحر شعرا اسے کہتے ہین
سیکھے آنکے اور وسے معما کوئی



سو توقف ہی اب توبہ میں تو ہے گھر بھی
آخر مین شب ہجر کچھ آثار سحر بھی

کیفیت ابر اور ہے اسکو نہین کہتا
رونے کو تو آندھی ہین برسے دیدۂ تر بھی

مہتاب پرستو نسے کہو آنکے دیکھین
ایسے مین تو بھی ہی یہان رشک قمر بھی

اس پردے نے ای پردہ نشین رکھ لیا پردہ
عیب بھی پوشیدہ رہے اور ہنر بھی

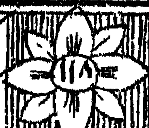
گھر سیکڑون برباد کئے ہی وہی صورت
باقی نہ رہے چاہیے آئینے کا گھر بھی

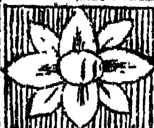
کاجل تلک آنکھو مین نہین صاف ہی دیدہ
مدت سی نہین اپنہ محبت کی نظر بھی

ٹوپی کی کجی دیکھی تھی لفظون کی ہنسی تھے
یہ حادثہ کے ٹپکتی ہی کہ ٹھہری ہی نظر بھی

دانتون کی تصور مین تبدیل ہے مسی لبون کا
لو آنسوؤن سے آنے لگے لخت جگر بھی

صورت کا غرور انکو ہمین عشق کا دعوے
دیکھین تو بھلا ہم بھی ہین وہ رشک قمر بھی





کل صبح کو وہ عاشقوں کو قتل کرینگے
کہدو کہ سر شام سے ملنا ہے سحر ہی

وصل جاناں کا مزہ کچھ نہ اوٹھانے پائے
ہجر ہو کر غم فرقت بھی نہ کھانے پاتے

ہتھکڑی میں کوئی زنجیر ہی ہو اعدا کو
ہاتھ سے سلسلۂ زلف نہ جانے پائے

چاہیے چاندی کے تعویذ سر کش کے لیے
بار احساں سے کبھی سر اوٹھانے پائے

ایسی ساعت میں بہار آئی چمن میں کیسے
کہ خزاں گرد گلشن کے نہ آنے پائے

تو وہ فیاض ہی نہ مانگے دیا تو نے ہمیں
حرف طلب کو زباں پر بھی نہ لانے پائے

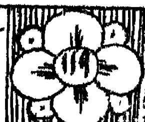
زلف تسکین میں ذرا کان کی سوتی دیکھو
ایسے جالے تو کہاں کالی گھٹا چھانے پائے

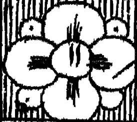
لیے ہماری تب غم میں نہیں پینے کے دوا
دواں گر جاتی ہے بات نہ جانے پائے

جسکے تقدیر میں جو ہی وہی ملتا ہے اوسے
پابند سے گردہ نان تاروں نے دانے پائے

جوش وحشت میں عجب طرح کا استغنا ہے
پھر لیا پیٹ جو زنجیر کے دانے پائے

کس قدر جلد مدد کو مرے سولا پونچھا
کہ نکیرین لحد میں بھی نہ آنے پائے





غیب سے فتح صبوحی ملے جاتا ہے سحر
جب اوٹھے بوتلوں کے دام سرتا قد پائے

وصل میں ایک بھی برسات نہ ہونے پائی
کچھ بھی ساقی کی مدارات نہ ہونے پائی

لیے ہمارے اونہیں چین آتا ہے کیا عشق تھا
تہنیت ای قبلہ حاجات نہ ہونے پائی

دلکو وحشت ہوئی تعریف فقط سے
عمر گزری کہ ملاقات نہ ہونے پائی

وہی دن خوب تھے جب جوش جنوں ہوتا تھا
آہ وہ لطف کی اوقات نہ ہونے پائی

آپ بھی آپ وہ کچھ ہو گئے جب عشق ہوا
نفی ہو مری اثبات نہ ہونے پائی

بعد مرنے کے ہوا گور میں وصل معشوق
جیتے جی کوئی ملاقات نہ ہونے پائی

اس قدر جلد چہلکے گئے کہٹا ساونکی
کیا بری طرح کٹی لہو و لعب مین افسوس
لب شیرین کا ہمین پڑ گیا چسکا ایسا
دم بدم ہوتے گئے اور زیادہ مجرم

قطعہ

اونچی دیوار خرابات نہ ہونے پائی
زندگی صرف عبادات نہ ہونے پائی
کہ زبان تارک لذات نہ ہونے پائی
اون گناہون سے مکافات نہ ہونے پائی

۱۴۰ ہو گیا اپنا وصال آج سر شام سحر
جسکا وعدہ تہا وہی رات نہ ہونے پائی ۲۶

راحت کی خوشی رنج کا کچہ غم نہین رکہتے
فرمانشین ہون سو تیون کے اہل ہدایت
خوش حال وہی ہین کہ جو ہر حال مین خوش ہین
چہلے ہی نشانی کی یہان ہین ان ہین یا
عقبی کی نہ کچہ فکر نہ دنیا کا تردد

طالب ہین کسی شی کا وہ دل ہم نہین رکہتے
آنسو بہی یہان دیدۂ نم نہین رکہتے
غمگین کبہی اپنا دل خرم نہین رکہتے
ہو جائین سلیمان بہی تو خاتم نہین رکہتے
بیفکری وہ ہین فکر دو عالم نہین رکہتے

۱۲۱ ہر چند سمجہ ورکہتے ہین محبوب خدا پر
کچہ حب علی سے بخدا کم نہین رکہتے ۲۵

بہو کی آبرو کہای جہرکے ہاتہ مین تلوار کے
سینے کے داغون پہ عکس انگلین ہین بار کے
یون نہین کرتے اشارے سامنے بیمار کے
داغ آئی ہین صیاح وصل جسم زار کے
تیر ہین تلوار ہین مژگان ابرو یار کے
تیرے ناز ادہی نہ اوٹہین گے مزاج اغیار کے
چاندنی مین لوگی دیکہے ساقی دو وانگو تہا تہ

سفت مین تہی ہوئی قربان ایسے پیار کے
یہ سپر کے پہول چل پیدا کرین تلوار کے
مارڈالا گرمئ شہلا کو آنکہین مار کے
پہول صر جہا ہوئے ہین بہی بار کے
رخنہ و روزن سبہی ثابت ہو گیا دیوار کے
ہم فقط عاشق ہین دار و غہ نہین سرکار کے
شمع مینا ہاتہ مین ہی ہر کنول بہار کے

کوہِ غم سر پر گرا اندوہ سے دونا ہو گئے
پڑ گئے آنکھوں پہ پڑدے دامنِ کہسار کے

دو رخے ہیں ہنس ہوتی جبینی کو آوارہ
الفت دندان میں جب عاجز ہوں ڈیہا بیمار کے

میں وہ کشتہ ہوں مرے نیزہ کا ہر سنگ و ٹال
ڈر یہ ہے قاتل نہ مر جائے پچھاڑ مار کے

کوہِ غم کس سے اٹھیگا ای پری لا غر ہیں
ڈر ہے مر جائیں گے اک دن سایۂ دیوار کے

سبزۂ آغاز سے نفرت ہے اگر غلمان ہیں گر
ہم وہ بلبل ہیں کہ عاشق ہیں گلِ بیمار کے

یوں حیا لیتے ہے نبکیتی کچھ تو بید اگر کمال
اڈھیٹا گا ہیک ہیں اکثر تیغ جوہر دار کے

قطعہ

روشنی کی کچھ نہیں حاجت شب تاریک میں
سامنے روشن ہیں ٹکے شعلۂ رخسار کے

اور تکلف ظاہری بھی ہو اگر مدِ نظر
ہاتھ میں آئینہ کافی ہی کنول پر دار کے

اب وہ سودا تو کہاں اوڑتے ہیں جو چو گھنٹے کے
سہانا جانے کو بہت ہیں اب بھی اک دیوار کے

چاہیے در پردہ سودے کی بت پردہ نشین
سیتے ہیں چاکِ گریباں ڈورے سے زنار کے

پھر کوئی مرتا ہے شاید تو گرفتار ہیں آج
قبر یہ کھدتی ہی کسکے سایۂ دیوار کے

دیکھنے کی فقط طالب ہیں وہ بھی دور سے
حسن سیرت ہو نہ ہو عاشق ہیں صورت دار کے

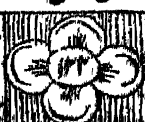
ہو سنبھلے قاتل بتِ طرار کا جلدی نہ کر
دامن آخر کس لیے ہیں زخم دامن دار کے

کھل گئے دیوار در وا اندوہ نمایاں ہو گیا
شہر اوہ سر درد ان سے ہیں چمن بیمار کے

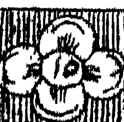
جو لقت وان محبت ہو وہ سب سمجھے یہ غضر
کرتے ہیں اقرار جو در پردہ ہیں انکار کے

لکھنؤ میں آج کل جتنی طبیعتدار ہیں
بندۂ احسان ہیں سب اب فیضِ اثار کے

زحل کا سب فنون میں قدر دانِ باکمال
کیوں نہ ہو قربان جی ال لیسی طبیعتدار کے



دامِ گیسوی سخن کی یہ کشش ہے ای سحر
سے آزاد اور یوں پابند ہوں دربار کے



جب تلک بنیاد ہی گنبد ہفت آسمان ہے
خواب نامدار فلک آستان سرکار کے

مد نظر ہمیشہ تری جستجو سے ہے
مین رک گیا اگرچہ مرے آنسو رواں رہے

غم کھانے مین مزا ہے ہمین کچھ عجب نہ ہو
وہ خوش رہے ہمیشہ الٰہی جہاں رہے

دریوزہ گر کا ور یوز کا بھی ہو وے جی کے ساتھ
ای سرو سیر سبزہ و آب روان سے ہے

صیاد کی بھی دل مین کیا گر وہ بات کی
گو اس چمن مین بلبل بے آشیاں رہے

عاشق سب ایک سے ہین طبیعت مین فرق ہے
اتنا ہمین خیال ہے ہر امتحان سے ہے

رسوا ہو تمام جہان لڑا دین جو عشق مین
ہر ایک کی زبان پہ ترے داستان ہے

یون سخت عشق زمانہ کو یا تو ہمین کا سہے
ضبط رہے کہ دانتون مین گویا زبان ہے

پشت پا ہی ہو دشت نورد مین قیس سے
میدان اٹھا ہاتھ سے ای مہربان ہے

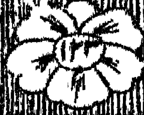
ہمکو بھی رات کی مین کچھ امی آفتاب حسن
دن بھر تو دور دور ہے شب بھر کمان ہے

واسوختون مین ادنی سے ناکی چلی گئی
مشہور مثل شمع ہم آتش زبان ہے

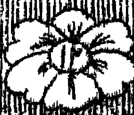
زاہد پڑھے نماز کسوف و خسوف کی
رخسار پر جو گیسوی عنبر نشان ہے

دست سبوسی ہاتھ ملی جلد سے سکشو
جبتک کہ پای خم کا قدم درمیان ہے

رتبہ نہ ہو بلند اگر خاکسار کا
سوی زمین نگون نہ سر آسمان رہے



دنیا مین تمام مرد بہ از مردہ ہے سحر
یون مشق گور کا بھی نہ باقی نشان رہے



ایک ہی پھر دیکھا دل بھی کوئی رندہ ہے
بزم میں سرو چراغان ہے چمن میں نور ہے

حد سے بڑھ کے جانے مین پھر باقی مزہ
او دریا سارے شیرین ہین سمندر شور ہے

سینہ ناریک کے کہتا ہے خفا ہو گوشہ
آج پھر نکلا جنازہ پیر کی گلی مین شور ہے

تقصیر جان و دل تو ہین ایک ہی
ان بیچارا دون مین جو مال مردم خور ہے

پیے مزہ ہو کر لیتے ہین دل کو دست نگر
نکلان مرجان و گوہر وہ بھی جو دریا شور ہے

دو دن تکلیف تکلف ہجر ساقی مین مجھے
رنگ مے کسکو دکھاؤن چشم ساغر کور ہے

سہر گیی ہی پائنچے مین کیا ہوا وقت خرام
تیری پائین باغ مین ای سرو گلشن چور ہے

خم کی خم خالی کئے ساقی مگر سیری نہین
تھر دزدیدہ نظر تھی زخم دلمین چور ہے

بت معرف ہین اسیر مین ہین وہ تیشا کر خدا
شہرون مین شہری ہین اپنی تنکدستی مین شور ہے

زلف ساقی یاد آئی سو گیا عالم سیاہ
کون کہہ اوٹھا چمن مین کیا گھٹا گھنگھور ہے

چھوڑ کی تشبیہ سی بڑھ کر سنر اکوئی نہین
شعر مین باندھا ہوا ہی مضمون کا جو چور ہے

اک غزل تو اور پڑھئے اس زمین مین ای سحر
ہم بھی تو دیکھین طبیعت کو کہ کیسا زور ہے

زندہ مشتر تیرے در مین لحد انکا مستر زور ہے
تیس روزے گنکے جو توڑے برا اتھہر

راجا اندر کے اکھاڑے کی ہین ہم بھی پہلوان
ہاتھہ لانا ای صنم دیکھین تو کیسا زور ہے

سر کے چھپکے مین جو ہے اخلاص ہتو یا بھی مکان
طرہ شمشاد پر قمری کی نہ ہے مور ہے

لڑ چکین آنکھین اب وصل کا پالی سی خوشی
دور کے فرماتی مین ہین یہ سب پیدا دور ہے

سیری ملنے کی خوشی کسکو نہین انگوٹھہ
موت تک مشتاق ہی آغوش کھولی گور ہے

دزد مضمون شعر کا مضمون جو اسکا یا نہین
چشتے بندش طبیعت کا سراسر زور ہے

رنگ جمتا ہی سر دست ان حسینون مین فقط
سر خرو دزد سیہ مین ہی لیکن چور ہے

اب ہین آتی ہی برسون نہین تھی وہ اب ہم
دست و پا مین اپنی تا بوس دل پر زور ہے

ختم ہی جادو بیانی ہی یہ اعجاز سخن
بی دہن گاتی ہین غزلین تیکدہ مین شور ہے

نام روشن چاہیی ای سحر بعد از فنا
ورنہ یہ روز سیہ شمع لحد کا چور ہے

پھر ہے معشوق بیرونی کی یہ بچی زبان +
سب تو کہتے ہین سحر اوسکی زبان پر سور ہے

جوانو شوق الفت آزمائی جسکا جی چاہے
دہرا ہے کوہ غم کا نال اوٹھا جسکا جی چاہے

نشانہ تیر مژگاں کا بنا جسکا جی چاہے
جگر رکہتے نہیں ہو آزمائی جسکا جی چاہے

پڑے ہیں نقش پا کیطرح اوس کوچے کی وہ افتادہ
کوی پرسان نہیں اپنا اوٹہا جسکا جی چاہے

نہیں کچھ لطف صحبت کنج تنہائی میں رہنے میں
اب آئی جسکا جی چاہے نہ آئے جسکا جی چاہے

مثال تیغ دشمن سے بھی آجھک کے ملئے
یہ جوہر ہے اصالت کا کسے جسکا جی چاہے

پسی معشوق پر پہلے تو پابوسی جی ہلکن سے
حنا کیطرح رنگ اپنا جما جسکا جی چاہے

نہ مائل ہوتے پریوں پر نہ جا او حبیب
سڑی سودا دیوانہ بنا جسکا جی چاہے

بگڑنا بھی ہمارا عین بننا ہی جو سیج تو جھو
پریشان مثل گیسو میں بنے جسکا جی چاہے

مقام عشق میں دم مارنے کی جا نہیں ہرگز
نہیں کہتے کہ اف باتیں بنائے جسکا جی چاہے

نہ اوٹھیں گے تمھارے ناز ہم نازک مزاجوں سے
بہت بیٹھے ہیں محفل میں اوٹھا جسکا جی چاہے

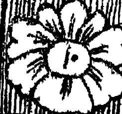
رہے تا زیست عریاں جامہ زیبوں کی محبت میں
اب آکر قبر پر چادر چڑہائے جسکا جی چاہے

اوٹھے گی سرو قد بنکر بگولا خاک بھی میری
لحد پر فاتحہ پڑہنے کو آئی جسکا جی چاہے

نہیں حاضر میں حجت مجمع اغیار میں کہدو
طعام رنج و غم حاضر ہے کہائے جسکا جی چاہے



نہیں مسند خصوصیت ہو جسپر اہل دولت کو
حصیر فقر پر بیٹھا ہوں آئے جسکا جی چاہے



چلے تھے تو مکر ادہر دیکھ لیتے
کہ ہم اور بھی اک نظر دیکھ لیتے

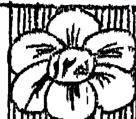
اگر آنکھ میں سات پردے نہ ہوتے
نہ دیکھا تھا جو وہ بشر دیکھ لیتے

کیا کیا غضب مل دیا ہے دغا کو
سپر تھے عیب پہ ہنر دیکھ لیتے

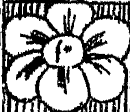
کسی اور کو آزمانا تھا پہلے
ہمارا بھی دل وقت پر دیکھ لیتے

اگر ترک الفت سے مد نظر تھے
ذرا آہ کا بھی اثر دیکھ لیتے

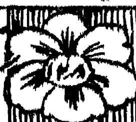
نہ دیکھا جو تجھکو تو عالم تو دیکھا — نہ کچھ دیکھتے ہم اگر دیکھ لیتے
کوئی غیب ہے ایسی صورت نکلتی — کہ عاشق وہان وہ کمر دیکھ لیتے
نہ صحبت کے لائق نہ باتون کے طالب — جھلک یار کی اک نظر دیکھ لیتے
نہ تمنے کیا قتل لاغر سمجھکر — غریبون کا بھی دل جگر دیکھ لیتے



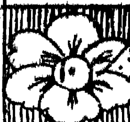
اگر گھورنا تھا تو نہین گھورتا تھا
رقیبون کو پھر اسے سحر دیکھ لیتے



دل لیکی آپ یہ تو نہ ارشاد کیجیے — عرضی کہین لگائیے فریاد کیجیے
چپ بیٹھنے کے سوا نہین ہے مجھکو طاقت — بلبل نہین جو نالہ و فریاد کیجیے
در وا ہے پر چھپکنے نہ دو نگار رقیب کو — اس باب خاص مین کچھ ارشاد کیجیے
قید زندگی عشق سے مر کر ہین چھٹ گئے ہم — پوری کسی طرح تو یہ میعاد کیجیے
راتون کو چپکے آتے تھے سارے جہان سے — ای رشک آفتاب وہ دن یاد کیجیے
یہ بات کیا ہے سبکو دہن مین کلام ہے — مین بھی سنون کچھ آپ تو ارشاد کیجیے
مصور تو ہین کوئی نہین صورت آشنا — کس سے بیان عشق کی روداد کیجیے
بہتر ہی طبیعتین ہین کچھ ایسی جوانکو — کسکو دکھائیے اگر ایجاد کیجیے
دنیا بنی تو خوب نہ پایا مگر ثبات — ایجاد اور عالم ایجاد کیجیے



مشتاق کان رہتے ہین اپنے تو ای نجم
کچھ آج کل کہا ہو تو ارشاد کیجیے



بیخود رہے خودی تو وہان ناپسند ہے — دیوانہ جو بنا ہے وہی عقلمند ہے
چپ چپ ہون حضور مین گستاخ ابھی نہین — ای بت بیان کلیم کا بھی نطق بند ہے
ناسور یا جگر ہے پھپھولا ہی اپنا دل — یہ حال واقعی ہی اب انکے پسند ہے

زلف رسا کو دور نہ سمجھو بلا ہی وہ
دل منزلون ہی کھنچتے ہین ایسی کمند ہے

کھا جبین کو پڑھ کی پکارو ہمارا امام
یہ عاشقون کے اسم نویسی کا ثبت ہے

گلدستہ ہو رہا ہے جو داغ انداز آج
یہ طرح تند رسے جو تمہاری پسند ہے

بعد از فنا ہی اوج ہوا ہر غبار ہی
افتادگان خاک کا رتبہ بلند ہے

عشق کمر مین آپ کو دنیا سی کھو دیا
مین کیا کرون مزاج نزاکت پسند ہے

تنہائی کا رفیق ہی حقہ فراق مین
نالان ہی دل کی ساتھ مراد دردمند ہے

٢٩ ٦

پچھلے سے ہے پکار صبوحی کی ای سحر
دن اتنا چڑھ گیا در میخانہ بند ہے

ہمین کیا جو تربت پہ میلے رہے ہے
یہ سب کچھ ہوا ہم اکیلے رہے ہے

کھو روح کو نکلے قالب سے جلد
اگر رنج دنیا کے جھیلے رہے ہے

وہان سب سے بگڑے اوترتی رہی
سرون پر نہ بانکون کے سیلے رہے ہے

نہ پوچھو ملاقات کیونکر سے تھے
ہزارون طرح کے جھمیلے رہے ہے

انکھین سنے اونکے نکالا ہمین
رہے جب تلک جی یہ کھیلے رہے ہے

٣٠ ٧

سحر زندگی کی تلخ ہو جاسے گی
یہی دن جو کرڑ سے کسیلے رہے ہے

رنج و غم ہجر کے گذر بھی گئے
ابتو بیت وہیان سے اوتر بھی گئے

روز جاتے نہین قدر جانے سے ہے
دوسرے تیسرے اودہر بھی گئے

دو ہی باتون مین طی کیا قصہ
بوسہ بھی لے لیا مکر بھی گئے

ہائے مرجانا ہائے مرجانا
عیب کے ساتھ سب ہنر بھی گئے

کر ادا کی نماز پانچون وقت
نہ ملا یار تو وقت یہ بھی گئے

تیرے آتے ہی جی اوٹھے مرگئے — مرنے والے ہزارون مر ہی گئے
واہ رے پیچ و تاب گیسو کے — بال بکھرے بہی اور سنور ہی گئے
وحشت حشت کو طے کیا ہر طرح — دو ٹکر بہی چلے ٹھہر ہی گئے

٣١ — ١١

پھر وہان یاد عاشقون کی ہوے
کوئی کہتا تو تہا سحر بہی گئے

سحر پھر ہوئی زرد رنگت تمہاری — پھر آئی کسی پر طبیعت تمہارے
بناتے ہو مختار مجبور کر کے — اجی دیکھ لی بس عدالت تمہارے
اگر چل گیا کوئی فقرا ہمارا — تو کہل جائیگی سب حقیقت تمہارے
نہ غیرون سے مطلب ہے جوش جنون مین — نہ پروا ہے حضرت سلامت تمہارے
یہ سرخی ہی نشہ کی ہم جانتے ہین — سفید آنکھ تہی بیمروت تمہارے
جنون مین بہی وہ چار گھیری ہوی ہین — پھر آغاز اوٹھائی ہی صحبت تمہارے
مسیحا تو تہی ہمکو مرنے نہ دیتے — نہ کام آئی صاحب سلامت تمہارے
یہان منحوسیت ہوتی نجل ہے — مبارک ہو تمکو عمارت تمہارے
غریبون کا کیسا مزاج مبارک — یہ پوچھو کہ ٹھہری طبیعت تمہارے
فقط نام ہے سن لو حور و پری کا — نہ سیرت تمہاری نہ صورت تمہارے

سحر ابتو چھوڑو محبت بتون سے
پڑھاپے مین کیا ہے یہ شامت تمہارے

گو نزار و ناتوان تہے لیکن اونہین گران تہے — اک مشت استخوان تہے اور لاکہہ امتحان تہے
کعبے مین بتکدے مین دونون جگہہ کہان تہے — سب دیکھ دیکھ آئے ٹہیکے جہان جہان تہے
جیتے جی مہربان تہے وہ قالب ایک جان تہے — جب مرگئے تو لاکہون قرآن و درمیان تہے

آگی بہی نا توان تہی شکل کر شہان تہے
ابکی حباب لیکن اون وزون پہلوان تہے

حال عدم نہ پوچھو ہم کون تہے کہان تہے
زیر زمین چلے اب بالاے آسمان سے تہے

قدسی سرشت ہین ہم ظاہر مین ہین نہان ہم
اہل بہشت ہین ہم اب کیا کہین کہان تہے

ہم عاشقونکا رتبہ کیا جانے کوے جانا
اب باغ مین مرا یا طاوس بوستان تہے

صحبت پری وشونکی مرغوب ہے نار سے
خلد برین مین جلسے حورونکے درمیان تہے

طاوس کی طرح ہم سو داغ سینکے آئے
کیا خوب باغ تہا وہ جسمین کہ میہمان تہے

وہ منزلونکا سبزہ وہ وقت صبح کا سا
نہرین روان تہین کیا کیا سرو بوستان تہے

دیکہا یہان جو آکر نقشا ہی اور پایا
عالم ہی اور تہا کچہ جن روز مین یہان تہے

پیسے سفر دوران کہنچی سفر کا سامان
جانا وہین ہی جانان جو ہی طرح جہان تہے

پابند ہے کہ خود ہی پر کنی نظر دوی کیا
دو دن کی زندگی پر کیا کیا ہمین گمان تہے

ہلکی مزہ چہون مین آخر کو جان کہوئے
کوہ الم نہ اوٹہا از بسکہ ناتوان تہے

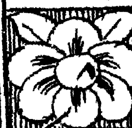
قاتل تری گلی مین پہونچے تو فیصلا تہا
وہ بس یا مر چکے تہے وہ بس بیچ نیم جان تہے

گہر دل مین کر کے دیکہا کچہ اصل غیر نکلے
اللہ اکبر ای بت کیا کیا تمہین گمان تہے

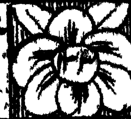
اہل عدم عدم مین پوچہین گے حال تیری
دیکہا تہا خواب سا کچہ دو دن کے میہمان تہے

بیٹہے کی خاکساری حد کی فروتنی ہی
پیوند ہم زمین کی رفعت مین آسمان تہے

بوڑہے ہوئے تو کیا کیا بلوا ہی ہے جوابی
پیری کی آرزو تہی جن روز نوجوان تہے



تیر دعاے مضطر تا عرش پہونچا کیونکر
یہ تو سحر برابر سات آٹہہ آسمان تہے



بس کہہ چکے سخن ہم اب ختم کیجیے
سوتی ہین ہم بہی آپ بہی آرام کیجیے

بعد از قضا مرض عشق سی نجات
اب چلکے غسل خانے مین حمام کیجیے

پیشین کے سامنے جو آئی آگ رات کو *

امید ایک بوسی کی بھی آپ سی نہین

افشای راز عشق کرین ہاو نہین ہم نہین

دنیا کو چھوڑے بیٹھے ہین کہ چھپین کہے

عشق کم مین صورت عشقاقی زرہ گیا

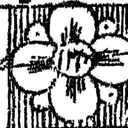
گیسو کا تذکرہ نہ سر شام کیجیے

ہر چند کام قابل انعام کیجیے

اک مرد آدمی کو نہ بدنام کیجیے

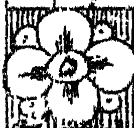
اگر لب ہی تو سب لب بام کیجیے

مثل حیات سے جو آب تو کچھ نام کیجیے



زیبائش ان کی بھی بچی ہے اس طرح ہو تیغ سے

سہیے کیجیے کان تیلام کیجیے



آمد و فت ان پر پیدا و نہین مہر سے

ناجھ مین بھی گرم صحبت ہی عجب ایک سر سے

دوڑ مہ ہو بیسی کرے انسان تحمل کیا

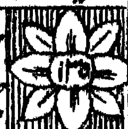
جب مین کہتا ہون کہ مرتا ہون تمہارے عشق مین

دل نہ آیا تھا کہین جب تک بتان سے

جمع ہین سب آج یگانی جالت حیرت سے

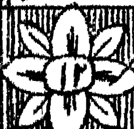
ماہ کامل سب ستارہ و نہین ہے اسیر سے

ہنسکے کہتا ہے وہ قاتل جان کی تو خیر سے



صبر سے مغرقت کے ادھر ہے ہین نہ انھین کے سحر

صبح کے ہوتے ہی اپنا خاتمہ بالخیر ہے



محبت کا کوچہ جہان اور ہے

ابھی اک رمق تن مین جان اور ہے

خط پشت لب مین کچھ آن اور ہے

یہ طرز سخن جہ بیان اور ہے

گذشتہ ہی سنی کہانی مرے

تسلی سے ہفتم فلک پر مین ہم

یہان سے کھول کر سفر کر کہا

زمین اور ہے آسمان اور ہے

ہو مستطور وہ نہین امتحان اور ہے

جو اہر رقم خان کے شان اور ہے

یہ بات اور ہے یہ زبان اور ہے

بناے ہوئے داستان اور ہے

فقط ابتدا اک آسمان اور ہے

مجھے ان بتون پر گمان اور ہے

مکون سی پیر فلک سے کھلا ۔ کہ اس پردے میں اک جوان اور ہے
تمہارے سب انداز قاتل ہیں یار ۔ میں کشتہ ہوں جسکا وہ آن اور ہے
چلے جاتے ہیں رات دن قافلے ۔ زمین کے تلے اک جہان اور ہے
جگہ تیری دل میں ہی یا عرش پر ۔ سوا اسکے کوئی مکان اور ہے



کسی سے لڑی شعر کیونکر سحر
بیان اور ہے یہ زبان اور ہے



ہے سہی سعر نہ ہوئی انگور کے لیے
ہی موت زندگی تیری مخمور کے لیے
قربان اور بہشت کی منزل قبول ہے
وہ دن گئے کہ داغ اوٹھاتے تھے شعور کے
ہمسایہ بھی غم ریست نہوگا جہان میں
محنت سی منزلت ہی یہاں فرع سہی
شانے سے کر کے زلف نی کیا خوب چال کی
اسکو غرور زیبا ہے وہ بے نیاز ہے
منہ سے لگایا جام تو بیوقت کی خبری
رانوں کی مچھلیوں نے تو وارفتہ کر دیا
روزہ نماز فرض ہی ہر چند واعظو
آخر کو ملتی لب جان بخش سے ہوے
آئے ہی سنہ پہ لف وہ ملتی ہیں وقت
پریوں سے کے نار تسبیح اوٹھیں اے سحر

ساقی شراب اک ہی مخمور کے لیے
ملنے سے اور شہرہ ہی مشہور کے لیے
پریان ہزار دن چھوڑی اک حور کے لیے
اب رنج زہر ہے تری رنجور کے لیے
دن سی ہی روشنی شب دیجور کے لیے
کوٹھے تلک عروج ہی مزدور کے لیے
بڑھ کر قدم جو ساقی مخمور کے لیے
یہ بات ابھی نہیں ہت مغرور کے لیے
بوسے لپٹکے نرگس مخمور کے لیے
رتبہ نہیں حضور ستفقور کے لیے
نشہ میں تو معاف ہی مخمور کے لیے
کیا بات اوٹھ رہی تری رنجور کے لیے
لازم دعا ہے عاشق مغفور کے لیے
اک آدمی کو بھیجی مزدور کے لیے

نہ تھی دو دو مقبرے ہین ہر بشر کے لیے
لگی ہین جوڑیان ہر کاروان نظر کے لیے

شراب وصل مین پیتے ہین شعر تر کی لیے
عقیل عیب بہی کرتے ہین تو ہنر کے لیے

جیسا بہی کہو تی زمانے نے مال و زر کے لیے
مرے بزرگ تو خوردون کے آگے تر کی لیے

عجیب صدمہ اوٹھایا ہے دلکے جانے کا
عزیز کرہتے ہین جیسے کسی جگر کے لیے

وہ رند کاہے کو ہی جسکو فکر فردا ہی
یہان تو روز مین کہتے نہین سحر کی لیے

مریض عشق کو رکہکر لحد مین ایسی گئے
کہ آدمی بہی نہ بہیجا کوئی خبر کے لیے

وہ ہم نہین جو اوٹھا بیٹہین ہوا لکی صدمے
عروج مہر سے بار آئے دوپہر کے لیے

قلیل عمر پہ سنگین مکان بناتے ہو
ثبات کونسا ہی سنگ مین شرر کے لیے

کہان یہ آنکہہ کہان وہ پیٹھے پیٹھے دیدے
ہرن چکار رہی کیا رتبہ جانور کے لیے

ابہی تو بال تجربا کیسے ہی خوشی اونکو
قدین خدا سی یون مین بیچ مین کمر کے لیے

حجاب آتا ہی سایل جو پہر کے جاتا ہے
تلاش رہتی ہی پارس کے سنگ در کے لیے

طمع زمانے مین کرتی ہی جاہلونکو خراب
گہرا ہی کانٹون مین صیاد شتر کے لیے

خلاف وضع عروج و کمال دنیا ہے
لیا لیا مہ کامل کو رات بہر کے لیے

وہ پاپچون کو اوٹھا کر چلے جو کوٹھی پہ
پری سے ونکی قدم تخت سے اوتر کے لیے

دماغ یار کو طاقت خدا زیادہ دے
لگا لاکو چہ محبت کا شور و شر کے لیے

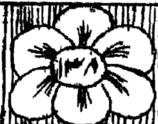
ابہار سینے کا سنوائیگا او نہین نالے
شجر بہین لگتی ہین کٹکے فقط ثمر کے لیے

تکلفات پہ آجائین ہم اگر ای ماہ
بلائین چرخ سی زہرہ کو رات بہر کے لیے

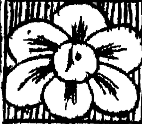
خدا کرے کہین جلدی کسی لای خط کا جواب
ابہی تو لوٹ منگاتا ہون نامہ بر کے لیے

ڈبو یا پہلے تو دریا سے شور مین تو لے
پہر آبرو بہی عنایت ہوی گہر کے لیے

شب فراق مین مل ملکی دو قوت لیے رہ مین
جگر تو دل کے لیے اور دل جگر کے لیے



ابھی امید یہ مرتے ہیں جس میں یار کے
قسم خدا کی بہت ہی کڑا سحر کے لیے

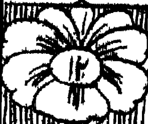


انتہائی الم و نالۂ جانکاہ بھی ہے
روتے روتے مری آنکھیں ہوئیں نرگس سفید
اس جینے کی مبارک ہی مجھے تو جینے سے
گردش چرخ سے تنگ آیا ہوں ہم گشتہ ہے
اٹھ چکے میکدۂ دہر سے پینے والے
پوچھ لو ہم سے محبت کے قرینے سارے
اوس پریزاد کا گھر کس سے چھپا ہے صیاد
غیر کو ساتھ بلانے ہو ہوا کھانے کو
جھوٹی قسمیں تو کوئی سیکھے کے اللہ زبان

ابھی تو تم ہی نہیں ہو کوئی اللہ بھی ہے
سیر دریا کی بھی ہی لطف شب ماہ بھی ہے
ساتھ درگاہ میں یہ بندۂ درگاہ بھی ہے
آخر اس گنبد بے در سے کہیں راہ بھی ہے
بزم جمشید بھی ہے ساقی جمجاہ بھی ہے
یہ فن عشق ہی اس سے کوئی آگاہ بھی ہے
ایک گمراہ وہ گلابی سا سر راہ بھی ہے
یہ نہیں رہیاں کہ ہمراہ ہوا خواہ بھی ہے
تم بابلند بھی ہر بات میں واللہ بھی ہے



نئے مضمون بھی ہیں پر درد بھی اپنا کلام
اے سحر بزم میں اب آہ بھی ہے واہ بھی ہے



وحشت میں ہم خفا ہیں گریبان تنگ سے
وہ بادہ کش ہوں کھینچوں اگر ایک دم شراب
تڑپا کیا ہے دل شب فرقت میں رات بھر
پیمانے سب کے عمر کے لبریز ہو چکے
عضو بدن بھی دشمن جانی ہیں وقت ہے
دنیا کی ہم وسیع مکانوں سے باز آئے
طرز خرام یار یہ رشک کرے گا کیا قدم

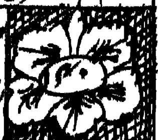
کیا کیا سمند عمر بگڑتا ہے تنگ سے
کشتی ہی کھینچی چلی آئے فرنگ سے
ہو سر بتیر ادھر چل کے گرا ہوں پلنگ سے
آواز آ رہی ہی تری چلتے تنگ سے
بازو کی مچھلیاں نہیں کچھ کم نہنگ سے
ابی منعمو بچا ہے خدا گور تنگ سے
کیونکر چلے گا سرو سہی پای لنگ سے

نازک دماغ یار کی دیکھو تکلفات
پھولون سکے اوٹ دور لگے ہین پلنگ سے

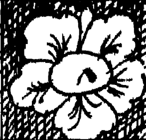
تشہیر کرتی ہی یہان ہین دنیا کی جستجو
تیمور شہر شہر پھرا پاے لنگ سے

آ ہو خلق سے آئے کبابون کے واسطے
تیری لیے شراب منگائی فرنگ سے

نالے کیے جو قبر مین افلاک گر پڑے
قلعے سکے سات برج اوڑ گئے سرنگ سے



صورت نئی دکھاتے ہو ہر شعر مین سحر
تصویر کھینچتے ہو طبیعت کے رنگ سے



بے محل عاشقی سے در گذرے
کہین برچھے لگے جگر گذرے

جان جاوے کہ آبرو کچھ ہو
خیر اک امر اب تو کر گذرے

اوٹھ سکے آدھی رات کو تم تو
کیا کیون کیسے دو پہر گذرے

نہین اوٹھنے کے داغ بے جگر سے
باز آئے ہم اسے قمر گذرے

باغ عالم مین صورت شبنم
روتی ہی روتے رات بھر گذرے

ای بتو کم نہین ہے پتھر سے
بات کوئی گران اگر گذرے

کیا ہو قدر کمال دنیا مین
سیکڑون صاحب ہنر گذرے



نہ کرین گے زبان سے شکوہ
دل پہ جو گذرے ای سحر گذرے



موقوف ہی اب تو پیچھے نوبت سحر ہے
آخر ہین شب ہجر کچھ آثار سحر ہے

کیفیت ابر اور ہے اسکو نہین کہتا
رونے کو تو آنسو ہی ہین مردیدہ تر ہی

جن پہ چلے محب قتل سکے تیغ ادا سے
ای قاتل عشاق کوئی ہاتھ اور بھی ہے

ٹوپی کی کبھی دیکھی تھی سہر کی سنی تھی
یہ حد کی نبکیتی ہے کہ ٹیڑھی ہی نظر ہے

گھر سیکڑون یہ یاد کیے ہو رہی صورت
باقی نہ رہے چاہیے آئینے کا گھر ہے

اس پردہ نے ای پردہ نشین کیا پردہ
سب عیب چھپے پوشیدہ رہے اور ہنر بھی

کاجل تلک آنکھون مین نہین صاف ہی دیدہ
مدت سے نہین اب وہ محبت کی نظر بھی

دانتون کے تصور مین غذا ہے مسی انکا
لو آنسو نہین آئی لگے سخت جگر بھی

صورت کا غرور اوسکو ہمین عشق کا دعوے
دیکھین تو بھلا ہم بھی ہین یا وہ تنگ قمر بھی

مہتاب پرستو نسی کہو آنکے دیکھین
ایسی ہین قمر بھی ہی یہان رشک قمر بھی

۱۴۲
کل صبح کو وہ عاشقون کو قتل کرین گے
کہدو کہ سر شام سے حاضر ہے سحر بھی
۱۴

موقوف ہی خدا پہ توکل کیا ضرور ہے
پھر دشمنون سے بغض و حسد کیا ضرور ہے

ہر حال مین نوشتۂ تقدیر پاس ہے
فرمان خسروی کی سند کیا ضرور ہے

جز نام نیک کچھ نہ رہے گا جہان مین
خود مٹ گئے نشان لحد کیا ضرور ہے

جنگل مین بھی پہونچتا ہی حصہ نصیب کا
لشکر کو روز فکر رسد کیا ضرور ہے

بے گنتی ہو سے لین گے اگر جیت جائینگے
جو ہے سو ہین سو پچاس کی حد کیا ضرور ہے

کسکا سبب مسبب الاسباب اور ہے
تشویش و فکر و کوشش و کد کیا ضرور ہے

ہماری ہی ایک بھی صف مژگان ہزار ہے
غالب جو فوج ہو تو مدد کیا ضرور ہے

سونپیکا شیر اس مہ دولت کو چاہیے
قصر فلک کو برج اسد کیا ضرور ہے

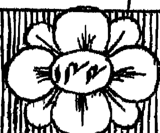
کہتے ہین سب جو ہین کو جنین ہی کہین ہے
ارشاد کچھ نہ سمجھے کہ کد کیا ضرور ہے

پیرو شیون کو چاہیے تقلید اہل شہر
خود مستند ہین ہمکو سند کیا ضرور ہے

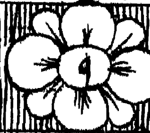
آزاد ہو کے عالم ارواح مین خدا
روح رواں کو قید جسد کیا ضرور ہے

مٹی تو آپ یہ تن خاکی ہی ای سحر
فکر زمین برائی لحد کیا ضرور ہے
۷

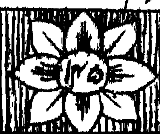
بے اسکے نہ ہوے گی نہ ملاقات ہماری — دن آپ کا ای رشک قمر رات ہمارے
میخانہ میں ہوتے ہین بسر جاکے مہینے — کس لطف سی کٹجاتی ہی برسات ہمارے
اوس جلسے کی لوگون مین جو ہمکو کوئی پوچھے — کہدو کہ او نہین تک سے تھے ملاقات ہمارے
جب کوئی نہ آئیگا تو بلواوگے ہمکو — کام آئی گی آخر کو ملاقات ہمارے
جس شب کا تصور رہتا ہوا زلف کا سودا — دن ہی بھی بڑی کٹنی لگی رات ہمارے
ہم لوگون کو آکر کوئی میخانے مین دیکھے — کس طور سے ہوتی ہی مدارات ہمارے



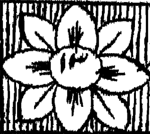
ہمسا بھی گنہگار سحر خلق نہ ہوگا
رندون مین غنیمت ہی غرض ذات ہمارے



وہ ہی سبب آپ سبب کیا ضرور ہے — گھر بیٹھے بھیجنا ہے طلب کیا ضرور ہے
اپنی جگہ تو صاحب محفل کی دل مین ہے — پہلو مین بیٹھنا ہمین اب کیا ضرور ہے
حاصل ہوا کمال فنا ہمت فرار مین — ہر شی کی جب ضرور تھی اب کیا ضرور ہے
تنہائی سحر کا بھی لازم ہی کچھ خیال — ہر روز بزم عیش و طرب کیا ضرور ہے
قابل ہمین ہر عذاب جہنم کے دیو زاد — ہیسے ضعیف پر یہ غضب کیا ضرور ہے
آیا خیال یار مین تعظیم کو اوٹھا — وحشت مین اور پاس ادب کیا ضرور ہے
بجلی نہین چمکتی ہی جب تک گھٹا نہ ہو — رحمت اگر نہین تو غضب کیا ضرور ہے
ہم نے بلاسے تو نہین جانے خدا کی گھر — جانا کہین بغیر طلب کیا ضرور ہے



روشن کیا ہے نام تخلص نے ای سحر
بدنام کو خطاب و لقب کیا ضرور ہے



دیکھی آئینہ رخسار مین صورت تیرے — کھل گئی عشق مجازی سی حقیقت تیرے
تب فرقت مین اوٹھائی ہی وہ لینا ہمنے — شکر کرتے ہین تو ہوتی ہی شکایت تیرے

لا کہہ مین کہدین ہم احسان فراموش نہین
پاس کچہ بندہ آزاد نہین رکہتے ہین
پیچ کرتا نہ کسی عاشق شیدا سے کبہی
وہ نظر آتے ہین جہکو نہ تینگ نکو چراغ
نعانہ بردوش سکہا داغ ہین نگہ ستم
گو ہین خاک نشین تخت نشین یکسان ہین
تخلیہ خلوت دلمین ہے سہان کوئی تو ہے
کانون سہی سنتی ہین اوصاف حمیدہ تیرا
ہر گلستان مین ہی ای عشق فسانہ تیرا
سو چکا ہے دم آخر بہی ہر فرد بشر

سکے داغ جنون پائے بدولت تیرے
نقد دل بہی ہی تو وہ بہی ہی امانت تیرے
کہین الجہے ہوئے ہوتی جو طبیعت تیرے
تیرگی آج کی بل بی شب فرقت تیرے
تیری گردن مین یہ لٹکے کی عمارت تیرے
قصر و منظر ہے تلک ہی یہ امارت تیرے
کہ اوٹہائی ہی کبہی ہمنے بہی محبت تیرے
آج تک آنکہون سے دیکہی نہین صورت تیرے
یا ب پنجم ہی تمام ایک حکایت تیرے
اب کے بیچ جاتی تو کیا کرتی عبادت تیرے

کوچہ یار کی مٹی تن خاک کے ہے سحر
اسی کوچے مین بنیگی کبہی تربت تیرے

پہلے تو لیا دل کیا اتحاد کرکے
پریان یہان ہی ہین جو یہان آن بسینگی
سنتی ہین آج کل ہی بازار گرم اونکا
بوسہ اگر دیا ہی گالی نہ دو تو جانین
ورنہ جفا کو شاید عاشق نہ جانتے
کیا دل ہی ہو فراموش اوسکا رخ کتابی
حصے مین ایک شب بہی ای ماہ ہم نہ آئے
ہے سامنے مرقع یاران رفتگان کا

پہر ترک کی محبت ناحق فساد کرکے
بہیجا ہے ریخ اوٹہانا فکر معاد کرکے
ہم ہول لین سگے قصہ ناحق فساد کرکے
حاصل یہ ریخ دنیا عاشق کو شاد کرکے
دل کو دیا تہا یار سے کیا اعتماد کرکے
ہی دوزخی جو ہووے تو ان کو یاد کرکے
مارا ہمین فلک نے یہان نامراد کرکے
روا اونکو سہلا سحر مین کس کس کو یاد کرکے

حدت بادۂ انگور غضب ہوتی ہے
ہر پیالی او نہین تجا کہ لب ہوتی ہے

ضد بہی ان ماہ جبینونکی غضب ہوتی ہے
شام سے دہن ہی کہ شب ہوتی ہی شب ہوتی ہے

عشق کہتے ہی حسینونکی تجلی سون مین
شعر کیا بات مری قصہ طلب ہوتی ہے

رخصت ہی روز وصال اتنے بہی تین پہر
جسمین مر مرکی بہی تہی وہی شب ہوتی ہے

ابتو پردی کی ملاقات سی دم رکتا ہے
ایسی باتون سی تسلی مجہی کب ہوتی ہے

عشق انسان کو حیوان بنا دیتا ہے
یہ خرابی انہین پونکی سبب ہوتی ہے

سہتے سہتے نہ رہا جائیگا تقصیر معاف
نوجوانی سبب عیش و طرب ہوتی ہے

آدمی آپ مین رہتا نہین اے رشک پری
طرفہ معجون یہ یاقوتی لب ہوتی ہے

زندگی ہی تو بسر عمر گذر جائیگی
کٹ چکی ہجر کی شب صبح بہی اب ہوتی ہے

کچہ نہین سوجہتا ہوجاتی ہے دنیا اندہیر
دن تو دن رات جدائی کی غضب ہوتی ہے

کچہ قباحت مین بہی دخل انکو ہوا ہی شاید
بی سبب کیون مری تصویر طلب ہوتی ہے

راہ مین وصل کی ٹہہری ہی قسم ہی گہر کے
سیج گاڑی جو سر شام طلب ہوتی ہے

جان آئے تن بیجان مین ملاتا تہہ سی نام
اور اعضا مین بہی خاصیت لب ہوتی ہے

نام کی ختم ہی اے رشک قمر غیرت مہر
اقتضائی جو شب مہ مین طلب ہوتی ہے

ہیک ہے پہ نہین موقوف کہین ہی ہی
وہ نہین بیٹہتے ہین جہان بنت عنب ہوتی ہے

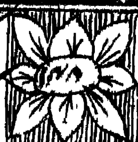
اوڑتے پہرتے ہین فلک روی کی گالونکیطرح
آہ وارفتہ رفتار غضب ہوتی ہے

گالیان دیتے ہین اب صاف لطیفے کیسے
اولٹی سہرا او بہی عاشق سی طلب ہوتی ہے

سرو کو جانشی کی دم مین تو قد تو زر دیا
شعر والون کی تراش ایسی غضب ہوتی ہے

ایسی کہتے ہین تپ سنتے ہین کیسی عاشق
نالہ و آہ سے فرصت ہمین کب ہوتی ہے

داغ فرقت نہین خورشید قیامت کیسے
دن تو کٹتا ہی کسیطرح تہ شب ہوتی ہے

کوس رحلت کے صدا آتی ہی نوبت سے سحر
کیا سری نیند اوچاٹ آخر شب ہوتی ہے

پایا خطاب شاہ سحر شاہ عشق سے
او ترا علم فقیر کو درگاہ عشق سے

نالہ نشان ہی شب فرقت ہی نیل ست
آگاہ تم نہین حشم و جاہ عشق سے

دل کو ذرتن سی بعد فنا ملتی ہی نجات
یوسف کو ہم نکالتے ہین چاہ عشق سے

بوسہ ملا نہ چشم خمارین کا ایک دن
پایا نہ جام ساقی حجاب عشق سے

ناصح بکا کیسے نہین جینے کے ہم جو آب
کیا بات یہ کہ رانده درگاہ عشق سے

چاہت مین کیا گذرتی ہی نیند کیسی ہوتی ہے
دل ٹوٹتا ہی صدمہ جانکاہ عشق سے

دل کھو گیا ہی بھول بھلیا مین زلف کی
یہ بھی بعید تہا خضر راہ عشق سے

تنکا ہی جسم زار مگر ہے وہی وقار
رو کے ہیں ہوے مین کوہ کو ہم گاہ عشق سے

خوبی یہ حسن کی ہی فقط آنکھو نکا ہی حجاب
پردہ تو کیا ہی بندہ درگاہ عشق سے




دل پھر گیا ہے کوچہ جانان سی ای سحر
لایا ہون اس فقیر کو شہراہ عشق سے

تیرے کے ہاتھ یہ گل نیکی دیا خار مجھے
سر دست اور جلایا بت عیار مجھے

وہ خریدار ہون ہر جنس کو سودا ہی مرا
یوسف مصر نے تو کا سر بازار مجھے

قبر پر پیتی ہی دن رات رقیبونکی نشست
اس لیے دفن کیا تہا سر بازار مجھے

کوچہ یار کے جا بیٹھنے کا یہان کسکو دماغ
ضعف سی آپ مین آنا بھی ہی دشوار مجھے

سیکڑون چشم عنایت ہی ادہر ساقی کی
جام ہر دور مین ملتا ہی کئی بار مجھے

بوسہ روی نمکین کا نہین کچھ خبر لیسے
بی مزہ کیون ہوا گر سمجھو نگنوار مجھے

ہشکے کہتے ہین شب وصل و مکس شمع حی
ہاتھ خنجر پہ لگا تا نہ خبردار مجھے

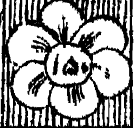
بوسہ لینے پہ تو یوسف عارض کی قسم
یہ نہ ہوگا کبھی کہتے ہیں گنہگار مجھے

بارنے ڈالدیے ہاتھ گلے مین آکر
سحر وصل یہ رخصت کا ملا مار مجھے

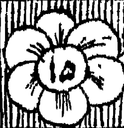
آج تک موت نے ہچکی نہ کبھی آنی تھے
یون تو قاتل نے کیا یاد کئی بار مجھے

زر دنیا سی ملوث نہین ہوتی قانع
تیرا سونے کا بدن ہے تو ہیرا ہی بار مجھے

ابرو ونکا ہے جو سودا مین کٹا جاتا ہون
دیکھنے کو نہین دیتا کوئی تلوار مجھے



اولتا سمجھا ہے جو ناصح بھی تو بانون نہ سحر
سبب وفا یار سے ملنے کا ہے انکار مجھے



سحر سا بھی دیوانہ دنیا مین کم ہے
نہ جینے کی شادی نہ مرنیکا غم ہے

دم نزع ہین یہ اشارون مین باتین
دکھا دو او نہین اب تو آنکھون مین دم ہے

تصور مین گیسو کے کٹتے ہین راتین
یہ سودا ہمین تیرے سر کی قسم ہے

نہ غصہ ہی ہم پر نہ چشم عنایت
نہ برق غضب ہے نہ ابر کرم ہے

سنا ہے کیا حال جنت کا واعظ
مری لکھنو مین بھی باغ ارم ہے

مجھے آنکھون کی گردش کا سمجھے اشارا
چلو میکشو دورہ جام جم ہے

کہان تک لکھونگا پیام زبانے
کہ تحریر موقوف اب یک قلم ہے

شکایت ہے ہو کیا مجھکو باتین بنا کر
یہ شیرین زبانی مری حق مین سم ہے

فلک کسکو رفعت دکھاتا ہی اپنی
یہان کب تمنای جاہ و حشم ہے

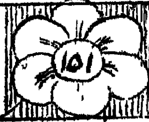
محبت کے کوچے سے تم نابلد ہو
نشیب و فراز اسمین ہر ہر قدم ہے

کس امید پر جان دے کوئی اپنی
خلاف اونکا وعدہ ہے جھوٹھی قسم ہے

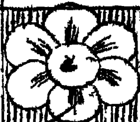
دکھاتا ہون جب سکر داغ حسرت
تو کہتے ہین وہ تو بھی طرفہ رقم ہے

کیا طبع نازک کی جانکر دنیا
غضب ہے غضب ہے ستم ہی ستم ہے

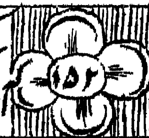
بدا لمدت سے اپنے بیعت ہی مجھکو — مین پیر ہون اوسکا جو ثابت قدم ہے



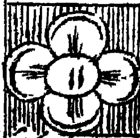
سفیدی ہی بالون کی آثار پیری
سحر صبح ہوتی ہی اب رات کم ہے



کہتے ہین حال جدائی جو کسی شب کیجیے — مختصر کیجیے اس قصے کو مطلب کیجیے
گو بظاہر ہین جدا ایک ہین ہم تم دونو — ربط کا ہی کو ہی اک روح دو قالب کیجیے
وصل موقوف ہی اے جان مع قبر جانی — جان دیدینی کو حاضر ہین ہمین جب کیجیے
سلطنت مل گئی جسوقت پیا جام شراب — رند میکش کی عمل کو ہی مجرب کیجیے
دو پہر کو مین کہون تارے نظر آتے ہین — آپ ای رشک قمر انکو اگر شب کیجیے
بول اوٹھے وہ بت مغرور جو دار آئی — تنگ آ کر شب فرقت مین جو یارب کیجیے



کیجیے فکر سخن شہر خموشان مین سحر
آپ تو خلق مین گویا نہی بڑی اب کیجیے

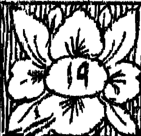


کیا نذر یار کو شب وصلت دکہائیے — ٹہہری جو دل تو داغ محبت دکہائیے
سو رہیے منہ لپیٹکے کنج مزار مین — وہ منہ نہین رہا ہے جو صورت دکہائیے
ناحق مزاج پوچھتے ہین دوست آشنا — کس کس کو داغ فرقت و حسرت دکہائیے
تصویر کھینچئے ہی تصور سے آپکے — پہر پہر کے منہ مجھے دم رخصت دکہائیے
ہوتا ہی ایک جنبش ابرو مین قتل عام — تلوار کو کسا کے اصالت دکہائیے
جور و جفا سے خواب مین آگاہ کیجیے — خوش تھا منون کو خال قیامت دکہائیے
سونیکا ہی بدن تو تمہارا ہمکو کیا — دنیا کی لوگون کو یہ امارت دکہائیے
قابل دکہانے کی ہین اب کہینی کی گون — منہ اونکا دیکھیے نہ یہ صورت دکہائیے
محشر مین جب کہ نامۂ اعمال پیش ہو — سر پھوڑ کر نوشتۂ قسمت دکہائیے

گھبرا رہا ہے دم شب تار فراق مین
آیا ماہ اپنے چاند سی صورت دکھائیے



پریون کا ہے اکھاڑا سحر اپنا لکھنؤ
کیونکر یہان نہ زور طبیعت دکھائیے



صدقے مین تیرے سرو کو آزاد کرینگے
کیا ہمکو جوانان چمن یاد کرینگے

دیکھینگے کسی اور پہ بیداد کرینگے
غیرون پہ وہ بھولے ہین ستم ایجاد کرینگے

ناصح کی سنی ہی نہ سنیگا دل وحشی
ہوگا وہی جو کچھ کہ وہ ارشاد کرینگے

گلگشت مین بلبل سے بلا بجتی ہمارے
سیر چمن حسن خداداد کرینگے

رہی زیر زمین بھی جو یہی گردش افلاک
مردے ہی وہین گور سے فریاد کرینگے

یہ روح لطیف اس تن خاکی مین آتی
کیا جانتے تھے یون ہمین برباد کرینگے

حیران ہون کہ جب عالم ایجاد نہ ہوگا
پھر کسکو دکھائین گی جو ایجاد کرینگے

دولت دنیا کی اوڑانی کو ہمین آمد ہے
اکسیر سے باتین سگے تو برباد کرینگے

بالون کو پریشان کیا زلف مین پھنسکر
ویران ابھی خانۂ صیاد کرینگے

دو روز کی مہمان ہے اے روح نہ گھبرا
آپ قید جسد سے تجھے آزاد کرینگے

پردے کی ملاقات سے بھی وصل سے باز آئے
باتین تو سنینگے یون ہمین شاد کرینگے

کفر اپنے تو مشرب مین ہے معشوق کا شکوہ
اللہ سے کیا ہم تری فریاد کرینگے

اعلی ہے دماغ ایسے تو بلبل نہین ہم
جونی کیطرح نالہ و فریاد کرینگے

بے یار نہ رندون سے پیا جائیگا ساقی
پیدا ابھی شیشے سے پریزاد کرینگے

ظالم کی محبت بھی نہین ظلم سے خالی
سو ہچکیان آئین گی اگر یاد کرینگے

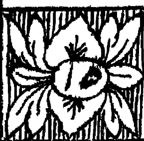
جب مر گئے پھر کون اوٹھاتا ہے کسی کی
جیتے ہین تو کیا کیا نہ وہ بیداد کرینگے

زنجیر جو پہنونگا بپا ہوگی قیامت
دیوانے مین رسوا مجھے جلاد کرینگے

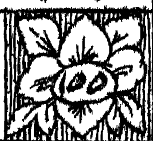
سر شمع کی مانند ہتھیلی پہ دھرا ہے | کب رحم مری حال پہ جلاد کرین گے



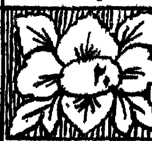
مرقد کو پسند آسکے زمین در جانان
آباد یہان ہم سحر آباد کرین گے



اگر تجہہ عیب کی تائید ہو جائے | تو البتہ کمر سے دید ہو جائے
کرے وحدت جو یکتائی کا دعوی | تو مشرک قابل توحید ہو جائے
مفرح ہی شنانیں آب انگور | تپ غم مین بہوت بہتر یہ ہو جائے
دہن کو نقطۂ موہوم سے کہیے | کلام یار کے تائید ہو جائے
گلے سے آکے ملیجا جلد ساقی | کہ رندون کی بہی گہر مین عید ہو جائے
یہان تک صاف ہو مشق تصور | جب آنکہیں بند کرلون دید ہو جائے
رقیبون کی ہو قید اپنی بلا قید | ذرا دربان پہ بہی تاکید ہو جائے
جبین شانہ کی جہنک دیکہہ واعظ | ابہی دونون جہان کی دید ہو جائے
کرون وہ نالے پہونچین آسمان تک | گمان نغمۂ ناہید ہو جائے
خدا چاہے تو وہ بت مہربان ہو | یہ امر ایسا ہے بے تائید ہو جائے
نہین باقی بدن مین قطرۂ خون | بہار آئی تو پہر تولید ہو جائے
جو خود بینی ہے منظور نظر سے | تو آئینہ پہ محو دید ہو جائے
فصاحت کا اسی پر خاتمہ ہے | کہ موزون شعر بے تعقید ہو جائے
یہ سب موجد تقلد مین ہمارے | کرے ایجاد و تقلید ہو جائے



سحر کا شعر پڑہتے ہو اگر یاد
دہن مین یہ درج مروارید ہو جائے



رخصت کا وقت ہی تجہی ساقی ادکا دے | آخر ہی دور درد شراب وصال دے

عاشق کو جان یار نہیں کسی عزیز ہے
قابو میں دل نہ ہو تو کلیجا نکال دے

منظور روح کو نہیں افشاے راز عشق
آنسو ہمارے شمع سحر کیا مجال دے

نقصان اس کا بھی ہی موجود بد میں
عادت نہیں کہ ایک کو سارے کمال دے

مانگو نکال جا کے کعبے میں بیٹھے ہی تھا
اسد دیر سے بھی بتوں کو نکال دے

آزاد ہم سے کٹتے نہیں بند دل تلک
کیا دین جو قاصد آ کے پیام وصال دے

یہ قابل ہی جہر کو تو تم کا بدن سعید
رو ہی ہیچ کو کوئی کس سے مثال دے

آنکھوں کی تیلیوں سے بھی ہے رنگ یار کو
کہتا ہے اختلاط میں آنکھیں نکال دے

ہم کو ملا کے خاک میں کیا باغ باغ ہے
خلعت زمین کو کیوں نہ فلک سبز شال دے

بیساختہ ہے حسن بناوٹ نہیں پسند
کیا لطف گورے گال پہ کاجل کا خال دے

جو کچھ کہو قبول ہے جبر و جفا بخشش
تلووں سے ملنے کو تجھے آنکھیں غزال دے

وہ ابتدا میں جان بھی ... نکرے
دل لیکے پھر کہیں گے کلیجا نکال دے

دنیا سے ملتفت ہوں ضعیفی میں بال پر
وہ ماہ گئے کسی جوان کو یہ ہیر زال دے

خوش ہوں فعلیوں میں آئی اگر چاندنی میں یہ
کوٹھے پہ چڑھ کے چاند کی ٹوپی اچھال دے

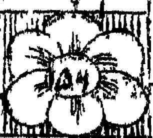
ثابت ہوا یہ سر ته دنبالہ جبر سے
وہ دہن سے زبان چکارہ نکال دے

موقوف آدمی پہ نہ ماہ تمام پر
یہ اسکے دین ہے جسے چاہے کمال دے

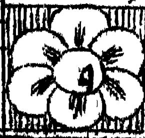
رونے کو ابر بھی اگر آئے مزار پر
بجلی یقین ہے اسی ہنس ہنسکے ٹال دے

دست دعا ہے تیرے درگاہ میں بلند
یا رب ثبات ہاتھ کو یا ذوالجلال دے

عالم کا آپ قول کہیں اجمال سے ہے
کیا ملک میں حشر کے عاشق سوال دے



غم کا نہ رنج ہی نہ خوشی کی ہو تمنا سحر
دو سینے دو آسمان کو جان نازال دے



رنج و غم ہجر کے گذر سب ہی گئے
ابتو بت وہیان سے اوتر بہی گئے

روز جانے مین قدر جاتی ہے
دوسرے تیسرے اودہر بہی گئے

دو ہی باتون مین سطے کیا قصہ
بوسے لیے لیا مکر بہی گئے

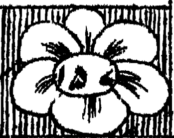
ہاے مرجابا ہاے مرجابا
عیب کے ساتھہ سب ہنر بہی گئے

کواداکی نماز پانچون وقت
نہ ملا یار در پر بہی گئے

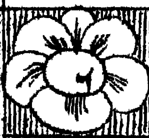
تیرے آتے ہی جی اوٹھے مردے
مرنے والے ہزارون مر بہی گئے

واہ رے پیچ و تاب گیسو کے
بال بکہرے بہی اور سنور بہی گئے

دشت وحشت کو سطے کیا ہر طرح
دو قدم کر ہی چلے شہر بہی گئے



پہر وہان یاد عاشقون کی ہوس
کوی کہتا تو شتا سحر بہی گئے



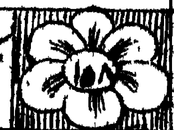
سنین ممکن پری سی جی سے ملے
آدمیت یہ ہو تو سلے سب ہیلے

قصر تن ہی مکان کرانے کا
روح چاہے تو چار دن ٹہلے

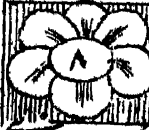
آمد آمد نے مار رکہا ہے
کب تلک کوئی صحن مین سٹہلے

نام او سن گل کا یون شرے بلبل
کرے سکلے گلاب سے سہیلے

پیے سے قد ہے عیش باغ او جا
کیا درختون مین آدمی سب ہیلے



بس یہی تو سنین کہا جاتا
یون تو جو چاہے کچہہ نہ کچہہ کہلے



قاصد تو کہہ چکا تہا عنایت مین حرف ہے
خط کہلتے ہی کہلا کہ حقیقت میں حرف تہا

ہیکار نالے صورت بلبل کہے تو کیا
کس سے کہین گلون کی سماعت مین فرق تہا

چاہے گا کیا جلدی سے ابہی سنین رقیب
یہ یاد رکہو عشق محبت مین حرف ہے

نرگس کو لوگ کہتے ہین چشمک سی یار کے
آنکہین ہین دیکہنے کی بصارت مین فرق ہے

غیبت کرو نہ وعظ مین تم ذکر کی اوسکے غلط
یہ عیب ہے تمہارے شرافت مین فرق ہے

زاہد کا ظرف ہی تہین قابل شراب کے
کیونکر کہون کہ اوسکی عنایت مین فرق ہے

اسکا بہی کچہ عجب نہین چاہیے تو بخش دے
بندے ہین اوسکے گو کہ اطاعت مین فرق ہے



آئی خزان بہار سی رخصت ہوئی سحر
یہ کہیے اب تو آپ کی وحشت مین فرق ہے



نہ کہو عاشق گریبان کی حقیقت کیا ہے
ہو گئی کیا مال ہین نسیان کی حقیقت کیا ہے

طوق لوہے کی کبہی توڑی ہین ان ہاتہون نے
ایک کپڑے کی گریبان کی حقیقت کیا ہے

کنج عزلت سی کہین ہم نہین ملنے والے
اے فلک گردش دوران کی حقیقت کیا ہے

آنکہین ہو واسطے خالق نے عنایت کی ہین
آدمی دیکہے کہ انسان کی حقیقت کیا ہے

ختم ہے لکہنؤ والون پہ یہ مرزا منشی
ہوش مین اہل صفاہان کی حقیقت کیا ہے

نظم رنگین سہی سو انثر ہے رنگین اپنی
بوستان کیا ہے گلستان کی حقیقت کیا ہے

فقر کے بوریے پہ بیٹہتا ہے فخر اپنا
اے پری تخت سلیمان کی حقیقت کیا ہے

باغ مین اوڑکے مین جاؤنگا بہار آگئی تو دو
ایک دیوار گلستان کی حقیقت کیا ہے

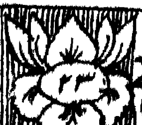
نظر اللہ پہ ہی کیون نہ رہے خاطر جمع
اے بتو زلف پریشان کی حقیقت کیا ہے

آپ سی آئی ہین کیونکر ہون محفل مین ذلیل
لی بلا سے ہو مہمان کی حقیقت کیا ہے

چار آنکہین نہ کرین دیدہ گریان ہیچ حباب
حضرت نوح کی طوفان کی حقیقت کیا ہے



یار کے سکتے کا دیکہو نہ برا مانو سحر
سچ تو ہے عاشق نادان کی حقیقت کیا ہے



دل کب بوسیکا عارض پہ عیان ہوتا ہے
آگ ہو جاتے ہین جب رنگ جہان ہوتا ہا

عشق ابرو بہی عجب کاہش جان ہوتا ہے
حلق پر خنجر کی آب روان ہوتا ہے

دل ہوا سرد مگر گرم ہے آہین ہین ہے
یہ نئی بات ہے کی آگ دہوان ہوتا ہے

ابتدا یہ ہے جنون کی کوئی ہمسے پوچہے
جب بہار آتی ہے پہلے خفقان ہوتا ہے

بار احسان سے جہکے جاتے ہین آیندہ نواز
ظرف سے بڑہکے جو دیتے ہو گران ہوتا ہے

آج نالون مین کہنک ہے یہ نئی بات سنو
دل پہ ٹوٹے ہے شیشے کا گمان ہوتا ہے

کنج عزلت مین بسر کیجیے عنقا کیطرح
آپ جب تک نہ مٹے نام کہان ہوتا ہے

جام کی ساتہہ گلوری ہی دی جا ساقی
لطف سبزیکا لب آبروان ہوتا ہے

سچ تو ہے نالہ موزون کیے او نہین خدا نے کہا
کہ مزہ شعر کا بی عشق کہان ہوتا ہے

حال کچہ شہر خموشان کا کسی سے نہ کہلا
قافلہ یارون کا ہر روز روان ہوتا ہے

بادہ نوشی کی جب آتی ہے بہار ای ساقی
کچہ او نہین روزہ نہین اکثر رمضان ہوتا ہے

گور مین بہی نہین آفات سما و سے نجات
آسمان خاک کے پردہ مین نہان ہوتا ہے

بخت ہے اپنی بگڑنی کا نہ بنے کی خوشی
کیا غضب عاشق بی نام و نشان ہوتا ہے

نسخہ ہی ہے کم از نسخہ اکسیر نہین
ہر برس پیر مغان پہر سے جوان ہوتا ہے

لیلی زلف کی ہم ہی کبہی دیوانے تہے
ذکر مجنون کا نہ چہیڑو خفقان ہوتا ہے

کس سے افشاے محبت کا گلا کرتے ہو
آپ مین عاشق جانباز کہان ہوتا ہے

شاعری چیز ہی کیا شعر کسے کہتے ہین
حال دل ہی اسی پردہ مین بیان ہوتا ہے

ہفت اقلیم مین شہرہ ہو تو اک لطف بہی ہے
ہم میان جیتے ہین مذکور وہان ہوتا ہے

دور ساقی مین ہے میخانی کی بہتی دولت
مغبچہ بڑہتا ہے جو پیر جوان ہوتا ہے

زردی رنگ سے پہچانتے ہین عاشق کو
جو گذرتی ہے کہان اوسکا بیان ہوتا ہے

چاک ہوتا ہے گریبان جو دیتی گل پہ
ماہ نو سے بہی درختون سے عیان ہوتا ہے

دل سوزان کی لیے چاہیے آتش خانہ
آہ سے یار کے گھر سے مین دہوان ہوتا ہے

۱۶۱ یار کہتا ہے سحر دل نہ کہین جلتا ہو
سیاہ کر پھینک گریبان کہ وہ ہوان ہوتا ہے ۱۳

بکار دیکھ چلے اونکا پیار دیکھ چلے
نہین ہی بات کو کچھ اعتبار دیکھ چلے

برے ہین ہم کہ بہلے ہین غرض کہ چلے بھی ہین
ہمارا دل کہو کیسا ہی یار دیکھ چلے

پری ہو یا نچھی ہاتھون مین پڑے ہین اوٹھے ہین
یہی ہی حال تو امیدوار دیکھ چلے

وکہائین کی نہین کیا کیا نہ نرگسی آنکھیں
خزان بہی دیکھو گی جبدن بہار دیکھ چلے

قدم نہ رکھین گے پھر کوچہ محبت مین
بہت نشیب و فراز ایکی بار دیکھ چلے

عجیب بہول بہلیان ہی کوچہ گیسو
حضور حال دل بیقرار دیکھ چلے

پس فنا بہی غرض سر نے ٹہوکرین کہائین
پہر اعجز مرا انکسار دیکھ چلے

شبیہ آدم خاکی ہمنے سمجہا نا
ترا جمال بہی پروردگار دیکھ چلے

ہمین ڈراتی ہو کیا بانکی سیاہی سے
کہ بیتر گی شب انتظار دیکھ چلے

چڑہا وہ نشہ کی عینک تو واعظو سو جہے
ان آنکھون سے تو خمار و یار دیکھ چلے

مہ صیام کی پہلے کو آگیا سامنے
وہ چاند عید کا بہی بادہ خوار دیکھ چلے

فقط ہی حاجت اصلاح قبلہ عالم
سب آب و تاب و رشاہوار دیکھ چلے

۱۶۲ ہوس نہ حور جنان کی نہ اشتیاق پری
سحر ان آنکھون سی کیا کیا نکھار دیکھ چلے ۹

جو ستم کرتی ہو قمری ہی ستم کیا کم ہے
آپ نے اس نوک کا انسان نہو دیکہا کم ہے

داغ حسرت ہین بہت حاصل دنیا کم ہے
پہول اس باغ مین کثرت سی ہین سودا کم ہے

بال بڑہنے کو جو پڑتے ہین مصالح سر مین
آپ سمجھے ہین کہ شاید ابہی سودا کم ہے

کیون بشر نعمت دنیا کی ہوس کرتی ہین
ہاتھ جیسے سی اوٹھاتا ہی امیرونکا سلام
رات بتیس گھڑی حلقہ گیسو لا کھون
کیا غرض انکی بالونکی سیاہی دیکھین
تو سہی پھیری طرح ہاتونکو بھی چین پہرو

روز کھانے کے لیے کیا غم عقبا کم ہے
بندگی کرتی ہو ہمکو تو خدا کیا کم ہے
سیہ ہی زلفون سی شب فرقت یلدا کم ہے
کیا ہمارے شب فرقت کا اندھیرا کم ہے
مشق نالون کی ابھی اے گل رعنا کم ہے

۱۶۳ ۱۰
فائدہ کم ہے قمریون کو زبانین سحر
دیکھ لو آب لب ساحل دریا کم ہے +

غم کھاتے کھاتے ہجر مین لب تک روح بھر گئی
کس زندگی کیواسطے دنیا کی جستجو
رو یا کیے کہ ہجر مین نالے کیا کیے
جلدی قیامت آئی کہین حشر ہو چکے
مرنیکے بعد بھی نہ گیا ضعف کا اثر
بند ہنے لگا جو صاف تصور حضور کا
پوچھا بدلتے خاک بیابان کو یار نے
چوٹی بہت وبال ہے اللہ ری نازکی
پٹی وہان چھٹی یہان جی چھوٹنے لگا

اب زہر کھاتے ہین گلے بھی دلمین ٹھہر گئی
تھوڑی سی رہ گئی ہی بہت سی گذر گئی
اپنی کسو ہماری تو یون ہی گذر گئی
سوئے بہت مزار مین اب نیند بھر گئی
برسون مین اونکی پاس ہماری خبر گئی
بالکل نظر سی آنکھ کے پتلی اتر گئی
شادہ جنون کی وہی ہوئی دردی اوتر گئی
ہمدم سے کلام ہی میری کمر گئے
اچھا ہوا کہ دل کی بلا جان پر گئی

۱۶۴ ۱۱
کمل مین اپنی ہم بھی بسر کرتے ہین سحر
شوکت کے جیسے ایک نمد مین گذر گئی

طرز کمان ابروی معشوق دیدہ ہے
دلکی طرح بہرے سے ہین شیشہ تنگ آ

سب مجھسے کوئی چھپکے تو ہین سمجھون
ساقی بغیر ساغر می آبدیدہ ہے

مسند ہی لگا کی وہ ابھی نکلے ہین پانچ سحر — نقش قدم ہزار ایک گل نو دمیدہ ہے

خونناب اشک ہجر کے ہولے کا رنگ ہے — پکا یہان گلال کا رنگ پریدہ ہے

داغ فراق دیگی دلکو دکھا کے آنکھ — سنئے یہ نقش پای غزال رسیدہ ہے

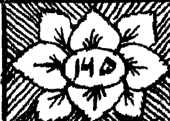
ہوا تنہا کا رنج تو کوئی نہین شریک — راہ فنا مین جو ہی مسافر جریدہ ہے

دست جنون سے جیب مین ٹکڑے پنچے ہوای ہین — جس گل کو دیکھتا ہون گریبان دریدہ ہے

جھکتے ہین خاکسار وہ جو اعلی زمانے مین — دیکھو فلک زمین کی جانب خمیدہ ہے

چھوڑا پس فنا بھی نہ تکیہ فقیر کا — کھنڈی اگر نہین تو بغل مین جریدہ ہے

صحبت کسی کی دیکھ نہین سکتا آسمان — ہم لوگ نوجوان ہین فلک سن رسیدہ ہے



١٦٥

اسقدر زیادہ کوئی نہین خواہش سحر
تو شعر تک غزل ہی پھر آگے قصیدہ ہے



١٠

بات کی پیچ ہی تھا دل سے محبت ہے کسے — تمکو سودا ہے یہان جوشش وحشت ہے کسے

پیروہ ناحق ہی تمنای زیارت ہی کسی — صدقے ای پردہ نشین عید رویت ہے کسے

جوش وحشت مین مرے ساتھ ہی ... — روک کسکی ہی خدا جانی اجازت ہے کسے

شعر موزون ہین کبھی نالہ موزون ہین ... — بات کرنے کی شب ہجر مین مہلت ہے کسے

نہ خوشی کی ہی خوشی ہمکو نہ ہی رنج کا غم — شادی وصل و ملال شب فرقت ہے کسے

شاہ حجاج کا دربار کجا بندہ کجا — بزم یاران خرابات سے فرصت ہے کسے

آج تک یہ نہین معلوم ہی ہم رندونکو — کون ہی مجتہد عصر عدالت ہے کسے

جان شیرین سے کے پڑھے عشق لب شیرین مین — زندگانی کی زمانی مین حلاوت ہے کسے

ای صنم قابل معراج نہین ہر کوٹھے — سچ تو یہ ہے کہ میسر تیری صحبت ہے کسے

مین تو پوچھونگا سحر حشر کے دن قاتل سے — کون شاباش ہی اس وقت ندامت ہے کسے

باتین نہ لگاوٹ کی کرو اے قمر ایسی
دل جان گئے دین گئے نہ سنین کے سحر ایسے

سنتے ہین بہت غم مین نکلتا نہین آنسو
پر کبھی نہ سنا نا کہین اے چشم تر ایسی

کانو سنی ہوین اوٹھتی مین اے گر آنکھو سنی شعلے
دیکھی نہ سنی سوزش و داغ جگر ایسی

پھر صبح شب وصل نہ اللہ دکھائے
بس روز قیامت کے بھی ہوگی سحر ایسی

وہ ایسی جگہ ہے ہین کہ سوا بھی نہین جاتی
کیا فائدہ کہ ان آہ کرین بی اثر ایسی

بی عیب ہی دنیا مین فقط ذات خدا کی
خورشید کا منہ دیسا ہی شکل قمر ایسی

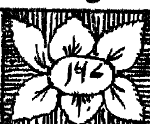
کل اپنے محلے مین پری رو کا گذر تھا
اوڑتی ہوئی سن لیتے ہین ہم بھی خبر ایسی

جیسا کہ ہمارا بدن زار گھلا ہے
شاید کہ تمھاری بھی نہوگی کمر ایسی

آگے بھی رہا کرتا تھا دلکو خفقان سا
اب جیسے کہ وحشت ہی نہ تھی پیشتر ایسی

یہ روز سیہ گیسوے شبگون نے دکھایا
کاہی کو گذرتی تھی کبھی رات بھر ایسی

دندان شکستہ کی طرح پھینکے گئے ہین
دانتون فی تری کھوئی ہی آب گہر ایسی



سنتے ہین کہ دنیا سی کیا کوچ سحر نے
اونکو نہ سنانا متوحش خبر ایسی +



گھٹائین اوٹھ رہی ہین جوش باران رحمت ہے
نظارا چاہیے تو سبزۂ ایکدم نہین جنت وحشت ہے

سہلا ہی یا برا جو کچھ کہ ہی تیری عنایت ہے
کہین بجلی کا گرنا بھی بہ از باران رحمت ہے

تری صورت سی اشباہ ان بتون مین کسکی صورت ہے
پری جینی کی پتلی ہی بشر مٹی کی مورت ہے

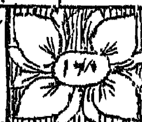
بہار آئی ہی صحرا سبزہ زار باغ جنت ہے
یہ مجنون کا بیابان ہے یہ اپنا دشت وحشت ہے

کہین غم ہی کہین شادی ہی دنیا جاے عبرت ہے
کہین تیجی کی مجلس ہے کہین چوتھی کی صحبت ہے

کئی اجزا ملا کر ایک بت تجھکو بنایا ہے
بدن سونے کا لب یاقوت کی مہندی کی رنگت ہے

زبانین چاہیے اگر ہو تین تو شکر اوسکا ادا کرتے
کرم پر ہے کرم ہر دم عنایت پر عنایت ہے

نہ بکرو نام عاشق پر یہی ہوتا ہی دنیا مین | تمھین ہمسے محبت ہی ہمین تمسے محبت ہے



سحر سے کچھ نہ پوچھو حال اسکے اشتیاقون کا
بھلا کہنا خوش آمد ہے برا کہنے تو غیبت ہے



ستم کرتا کرے سنتے کوئی مرا ابہ سر اور ہے | دیکھ لو آئینے مین اک ماہ پیکر اور ہے

چار دن ان بارہ دریو مین ہی رہ لو غافلو | تہ زمین رہنا ہی ہمیشہ تمکو وہ گھر اور ہے

ہون وہ اعلی ظرف پیجاؤن خم گزر مانگے | پیر بہی باقی ہی کہو نہین کوئی ساغر اور ہے

موت کا آنا ہے بہتر غیر کا آنا سے تھہر | سنگ تربت اور ہے چھاتیکا پتھر اور ہے

نیمچہ کے منہ پہ زری ہے اور خشکی کہان | چاہنے والے کیصورت بندہ پرور اور ہے

آنکھ لڑتے مین اشارہ ہر صفت نشتر کا ہے | ساتھ اپنی فوج کی ایک ایک لشکر اور ہے

آئینہ اوسنے بنایا سے رہ کے ہاتھ یار | وہ سکندر اور تہا میرا سکندر اور ہے

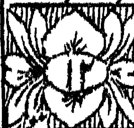
چھو نہین سکتی ہین گیسو کو بلکہ لیتے ہین بہی شب | کہتے ہین بازی گر اس کالی کا منتر اور ہے

راحتین اتنا ہی بین ہین رنج مین انجام مین | کنج مدفن اور ہے آغوش مادر اور ہے

پاس بحر حسن کے یہ ہی سمندر مین بہی تھ | اور ہے زلف معنبر اور عنبر اور ہے



طالب جا کے کیا شاہ اودہ سے ہون سحر
جانتا ہون بادشاہ ہفت کشور اور ہے



کب سی بیٹھی ہین در یار پہ ہم آئے ہوئے | گھر سے نکلے ہی تو اب جاتی ہین گھبرائے ہوئے

کیا حرارت ہی مرے نبض مین سوز غم سے | ہاتھ پہ گل تیری چھلون کے ہین جہائے ہوئے

عشق گیسو مین کوئی پیچ پڑا چاہتا ہے | دلکو الجھن سے ہی کچھ ہم بہی ہین گھبرائے ہوئے

ہر سخن موقع وہر نکتہ مقامے دارد | نہین بنتی وہان بی جو تہے قسم کھائے ہوئے

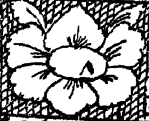
پتلیان آنکھون کے پتھرا گئین سب آئی ہین | ایکدن وہ بہی لے آتے ہین لگے پتھرائے ہوئے

صف مژگان یہ جو ماتھی سی گری ہی شان
طفل ہی کہتے نہین حال وہان کا آکر
دیکھکر چشم یہ جو کڑی ہوے ہین ہرن
بعد مدت میری وحشت نی دکھایا اثر
آپ پکڑے ہوے ہین بال ہین بیٹری ہی
اس جہان گذران مین نہین ہو جای مقیم

فوج ہندانی ہی کیا توڑون کو سلکا ہی
پیر تو بھول گئے دیر ہوے آئے ہوے
گردنین ڈالے ہوے جاتے ہین کترا ای ہوے
کل سی مین دیکھتا ہون وہ بھی ہین گھبرائے ہوے
اور نئواور کمرہے کئی بل کھائے ہوے
ای خضر عمر کی شمشیر کو ٹھکرائے ہوے



آپ پہنتے ہین ہی سحر قید چشم مین نعم
خود بدولت ہی سکے یہ پھیری ہین ٹھیلا ہو کے

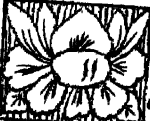


گیا مجنون کا دور اب آج کل اپنا زمانا ہے
محلا ہی نور کا ای ماہ رویا تین ہی کا نانا ہے
حقیقت مین یہ سب ہی ہین معشوق حقیقے ہے
یقین ہی حشر کو پرسش نہین ہو نیکی زید و لئے
لجی کرتا ہے بخت واژگون عدو سیاہی ہے
خیال قد بالا مین ای بر جیو ٹر اتاہو ن
فلک ٹوٹا ہی ہمپر ای تمر تیری جدای مین

ہماری پاون مین بیٹری نہین خلخال باتا ہے
یہ تقریر مسلسل ہے کہ زہرہ کا ترانا ہے
مرض کیسا کہان کی موت ناحق کا بہانا ہے
یہ سنتی ہین خدا کا لا و بالی کارخانا ہے
جہالت ہی بنگیتی بیٹری ہی ٹوپی کا بہانا ہے
سمند فکر کو مضمون گیسو تازیانا ہے
ہماری قبر پر کب آسمانی شامیانا ہے



سحر نا جنس کی صاحب سلامت شوہی اپنی
سلام ان سبکو کرنا زندگی سی ہاتھ اٹھانا ہے



مہندی تلوون مین لگا لو تو تماشا ہو جاے
ادھر و کو ٹھے سے تو عالم تہ و بالا ہو جاے
ترو ر نقشا ہی کہ آنکھون مین چھپا جاتا ہے

جس جگہہ رکھو قدم سونیکا چھاپا ہو جاے
سامنے ارض و سما ایک ہنڈولا ہو جاے
جس ورق پر تری تصویر ہو چھلا ہو جاے

سالکِ چرخ ہوں نالاں جو کبھی تو فی الفور
طائر سدرہ بھی ساون کا پپیہا ہو جاے

عیش بلبل آپ کی آنے سے مرا باغ ہوا
کسیں غنچے دہنکو نہ بلواؤ کہ میلا ہو جاے

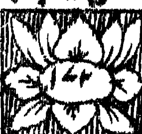
واسطے نازکی کے جبین شکنکو جو کھینچوں دم سرد
کہکشاں ٹھنڈی ہی سڑک ای بت ترسا ہو جاے

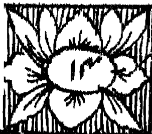
یہ اثر ہی میری وحشت کا وہ دیوانہ ہو جاے
جسپر پڑا نگہ جا ہوں اوسی سودا ہو جاے

بند آنکھیں ہوں مگر روزن دیدہ ہوں
ہیں کلا کا نوں در یار جو تنہا ہو جاے

شعلۂ آہ اگر ہو شب فرقت میں بلند
غیرۂ چرخ بھی ای ماہ ستارا ہو جاے

کفش خانیکو جو احباب سرافراز کریں
آٹھویں روز اسی طرح کا جلسا ہو جاے





چار عنصر لیں ہوں جینے کی تو کیا کم ہیں سحر
کاش اس حیلے سے وہاں ہمارا ہو جا

نالہ کیا ہی اوس بت ترسا کی سامنے
سرولی کھڑی ہی مسیحا کی سامنے

جوش جنوں ہی باعث حجاب کا
پردے پھٹے ہیں دامن صحرا کی سامنے

ساقی ہوا ہوا ہی گھٹے نہ کے
بوا لتیب قلقل مینا کے سامنے

آنکھیں تمہاری دیکھکے جلتے ہیں ستارے
آہو کباب ہوتے ہیں آپکی سامنے

سمجھے ہم اوسکو دو چراغ قمر تھا یہ
تا صبح ہو گئے شب وصل آپکی سامنے

کیا جوش ہی کہ جیسے بیمانی لیے ہوئے
بادل وہ تھی کہ ہیں شیشہ مینا کی سامنے

رکھا جہاں قدم لیے ہیں سودا اپنے
میلا ہوا ہی گرد تیری کف پا کی سامنے

سیر چمن نہ دیکھنے دیگی تمہاری شرم
آنکھیں ہوئیں گی نرگس شہلا کی سامنے

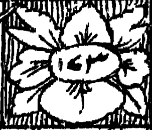
کافی ہے دامن تنہا اذر
دل نے سیر کو چلا کی سامنے

سیر کیجیے اب دہ پردہ شیشی گماں
پیشی تو پیشی شیدا کی سامنے

بیش نظر جو صحبت یار
میلا لگا ہی چشم تماشا کی سامنے

شور قیامت اپنی جنازی کی ساتھ ہے
ڈر ہے چلے نہ آئین وہ گھبرا کی سامنے

دربان سی لڑ رہا ہون کہ جسمین تجھی کہی
پہنچیے حضور اقدس و اعلی کی سامنے



گو پست ہی زمین سحرؔ ہو غزل بلند
پڑھتے ہین شعر شاعر غرا کی سامنے



وصل کے بعد مرگ ٹھہری ہے
اس لیے قبر پر مسہری ہے

برسون گھورا ہی روی تابان کو
جب کہین جا کی آنکھ ٹھہری ہے

تھاہ پائی نہ بحرِ الفت کے
کیا ملاقات اونسنے گہری ہے

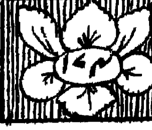
زر ہے پاپوش پر فقیرون کے
زیر پائی یہان سنہری ہے

روز کھٹکتے ہین شکوؤن کے خنجر
خاص کمرے مین اب کچہری ہے

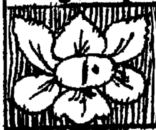
قید گیسو مین دل کا خون کرین
وہ ہین اور صدر کی کچہری ہے

وصل ہے اپتھیا وصال ہے آج
یا جنازہ ہی یا مسہری ہے

لوٹنے کا دہڑ دہڑی کر کے
مسی ہونٹھون پہ گہری گہری ہے



کچھ افاقہ ہے دل کی دہڑکن کو
اب طبیعت سحر کی ٹھہری ہے



انسان بزم رند قدح نوش مین رہے
لیکن یہ چاہیے کہ ذرا ہوش مین رہے

سہولی ہین رقیب کی آغوش مین رہے
کیا خوب کل تو یاد فراموش مین رہے

گیسو وہی کہ جسکی رسائی ہو تا کمر
لیلی وہی جو قیس کے آغوش مین رہے

برق فلک کو توڑ کے خم سے نکل گئی
پانی نہین شراب جو سر جوش مین رہے

تنہا لحد مین رکھ کے احباب چلے گئے
ہم انتظار یار عبا پوش مین رہے

حیران ہون کہ چال مین گرد و تغیر گیا
کیونکر ستارے یار کی پاپوش مین رہے

کس مرتبہ ہی آتش غم سے شعلہ ور
ممکن نہیں کہ آب در گوش میں رہے

کیا تخلیہ تھا شب وصال میں صبح تک
میں آپ میں رہا نہ وہی ہوش میں رہے

پریوں کی کان تمھی بھری ہیں کلام سے
موتی یہ وہ نہیں جو بنا گوش میں رہے

175 11
کہنے میں وصل میں نہ پلا ای سحر شراب
پھر لطف کیا رہا جو نہ ہم ہوش میں رہے

نشۂ جوش جوانی میں یہ بیہوش رہے
وعدہ عالم ارواح فراموش رہے

لوگ آئینے میں تصویر پری کہتے ہیں
جام مے پر بھی کوئی شیشہ کا سرپوش رہے

ہار کر بوسہ نہ دو جیت کی وہاں کو لیلو
آپ سے آپ ہمیں سے نہ اب یاد فراموش رہے

زلف ساقی کا لیا بوسہ تو ہنسکر یہ کہا
بادہ نوش اٹھ گئی محفل سے بلا نوش رہے

عشق بت لاکھ چھپاؤ کوئی چھپ سکتا ہے
وہ عطا پوش نہ جبتک کہ خطا پوش رہے

شمع کہتا ہے پہنا نہیں کچھ کام آتا
غیر ممکن ہی لحد میں یہ تن و پوش رہے

پردہ جبتک نظر آتا نہیں ای پردہ نشین
روشناسوں سے کہاں تک کوئی روپوش رہے

شمع کی طرح جلے ہیں یہ رہا سر اپنا
بزم عالم میں ہمیشہ سے سبکدوش رہے

عہد دولت میں تو سلسلۂ ظلم دراز
زلف جاتی ہے تجھے تا بہ بنا گوش رہے

یاد نہ نگے وہ کہتے ہیں سر محفل اٹھکر
چال کی ہی کہ تری گھر میں یہ پاپوش رہے

176 12
ساری رنگوں میں سحر کو ہی یہی رنگ پسند
ماتم شاہ شہیدان میں سیہ پوش رہے

کیا ستم کرتے ہیں اپنے زمانی ہوا ئے
ناز بیجا بھی اوٹھاتی ہیں اوٹھائے ہوئے

پھر بھی نیند کہاں وصل میں ستا کیسا
حضرت عشق میں آنکھوں کے جگائے ہوئے

قامت یار کو طوبیٰ بھی ستانی میں بلند
کیا ترقی ہیں حقیقت میں بڑھائے ہوئے

سب ہیں کوٹھی پہ شب ماہ میں اک یار نہیں
آج پھر پھر کے نہیں دیکھنے جانیوالے

پہلے یہ طفل حسین کرتی ہیں استادی
آپ سیکھینگے کسی سے نہ سکھانیوالے

ہم شب وصل کی جاگی ہوئے سوئے ہیں ابھی
کون ہوتے ہیں یہ سرافیل جگانیوالے

مرگئے ہم تو بلا سی نہ کرو غم نہ کرو
تم سلامت رہو دیوانہ بنانیوالے

ساقیا دیتا ہی کیا ایک پیالی میں شراب
ایسے کم ظرف نہیں خم کے چڑھانیوالے

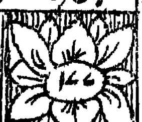
عین حسرت میں بھی لاتے ہم غضب تیور کے
کیا یہ دل نہیں بجلی کی گرانیوالے

اے خضر اپنی ید اللہ کی ہم پیرو ہیں
راہ ظلمات میں ٹھوکر نہیں کھانیوالے

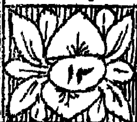
اپنی صحبت میں وہ بلا کرتی ہی بنت رز
باری باری ہی کئی ساقی ہیں پلانیوالے

کم ہیں معشوق سی کیا عاشق معشوق مزاج
اور ہونگی وہ کوئی ناز اٹھانیوالے

توبہ کی ہی تو شراب آپ سی پینے کی نہیں
منتیں کرکی بلالینگے پلانیوالے



ہیچ یاران گذشتہ کا سحر ناحق ہے
وہ نہ آئینگے تو کیا ہم نہیں جانیوالے



معشوقوں کی برعکس ہی ہر بات سحر کی
وہ شام کی پوچھیں تو یہ کہتا ہی سحر کی

کوٹھے پہ چڑھا یا اثر نالۂ دل نے
ہم آئی لگی ہیں یہ سمجھیں کسنے خبر کے

مقبول نماز اپنی ہو کیا عشق صنم میں
سجدی میں ہی آگئی ہی یہ تصویر سر کی

فرمائشیں یہ بیجا کریں ان سیم تنوں کو
کافر ہوا گر اور تمنا بھی ہو زر کی

عالم کا مرقع نہ کرو آب رسیدہ
تصویر نہ کھینچواؤ مرے دیدۂ تر کی

قسمت میں جو ہی ہی تو بہر کیف ملیگی
کیا فائدہ منت سی ملاقات اگر کی

یاد آتی ہیں گور کی تنہائی کی گرمی
ٹٹی جو نئی خس کی ٹٹی آنکھونسی تر کی

آنکھونکی لڑائیاں ہوئیں رنگین جو خون
بڑھکر نظر یارنے تلوار جگر کی

دیوانی نہ ہوتے تو ہنسی کاہے کو جاتی
پہنچی بدن زار پہ ہوتی ہی کمر کی

اب تک جو ملاقات رہی ہم سے نباہی
جس طرح نبا ہجر مین اوقات بسر کی

ابرو کی یہ جنبش ہی کہ تلوار کی جھپک
پتلی کی یہ گردش ہی کہ ادھر ہی سپر کی

۱۶۸

یہ گیروے کپڑے نہین پہنے ہین کسی پر
کچھ خیر سے رنگین طبیعت ہی سحر کی

۱۶۹

سامان عیش سب ہین بس اک شی نہین ہے
کیونکر نہ دل بھر آئی شیشہ مین مے نہین ہے

بوسہ ہین کا ہتسے ہم ملنے تکتے ہین کب سے
کچھ منہ سے بولتے ہو تو منظور ہی نہین ہے

وہ بس نہ ہو سکے باہم بیٹھے مین ای فلک ہم
بستر فقیر کا ہی کچھ بزم کی نہین ہے

ہر استخوان سی پیہم نالے نکل رہے ہین
سنئے تو کان رکھکر آواز نی نہین ہے

فقرا ایسے کوئی فقرا خالی نہین ہی خط کا
کس بات مین تمھاری ای یار پی نہین ہے

سب کچھ دیا ہی اوسنی احسان ہے خدا کا
افسوس ہا ہیں اپنی یہ ولیسی شی نہین ہے

ہم تک آپکے ہین گل باغ مین ارون
موسم بہار کا ہی کچھ فصل دی نہین ہے

تکا تماشا کی ہمکو بیہوش کر دیا ہے
شیشے اکی بہی گلی مین ساقی یہ لی نہین ہے

جب سے گیا ہی جانان بزم بدن ہی ویران
سب کچھ وہی ہین سامان بس اک ہستی نہین ہے

پیرے تو آپ حسرت شیشو نہین کے پھر کہون
می کا شگون تو ہی ہر چند می نہین ہے

قاتل لگا سر دہی اک اور چلتے چلتے
قصہ ابہی ہمارا کچھ خوب طی نہین ہے

دیکھے جو رقص بسمل قاتل بہی لوٹ جاے
ہا ہی گلو سی بہتر مطرب کی نی نہین ہے

۱۷۰

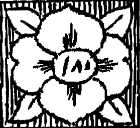
دیکھو کہین سحر سی مدعا ہنسی نہ کرنا
انسان کی طبیعت قابو مین ہی نہین ہے

۱۷۱

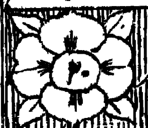
یون تو رویت نہ حسار لی کب میعتی ہی
ہو چودہوین ہوتی ہی جب ہکی طلب ہوتی ہی

کہان دربار سلیمان کہان اک مور ضعیف
جان عالم تو ہین گل بلبل شیدا ہم لوگ
گوش گل کان ہی سن کی غزل حضرت کی
عشق منزل کے لیے زیب ہے افسانۂ عشق
دست قدرت سے عجب مرتبہ ہاتھ آیا ہے
عہد دولت مین بسر کرتے ہین کس عیش سے
کیا گلی نور کی پائی ہین خوش آوازون نے
راگنی ہی یہ گلی ہین کہ پری شیشے مین
شاہ جمجاہ سلیمان ہین پرستان ہی یہ شہر
پانچوین کا کبھی یہ دور کسی دور مین تھا
بیچ مین آئی تو پھر دل کا نکلنا معلوم
لکھنؤ مین رخ محبوب سے دن ہوتا ہے
تو ہین نیر اعظم ہین فلک کے جہان سے
یہ فلک سا نگ ہی شاید کسی مہ طلعت کے

شاعری صحبت اقدس کی شب ہوتی ہے
اور کی آتی ہین چمن مین جو طلب ہوتی ہے
ایسی نکھین کہان بزم طرب ہوتی ہے
صحبت شعر مناسب سے جواب ہوتی ہے
پاؤن رکھنے سے زمین جا ہو بہ ہوتی ہے
ہر گلی مین تھی اک بزم طرب ہوتے ہے
روشنی شعلۂ آواز مین لب ہوش سے
پھیرتی سنکی عیان آخر شب ہوتی ہے
گفتگو پھر بھی یہ شاک غضب ہوتی ہے
بندش ایسی نہ تھی جو رنگی جواب ہوتی ہے
گو کہ گنگی بھی رہائی کا سبب ہوتی ہے
درد و آہ دل عشاق سے شب ہوتی ہے
روشنی اور ستارون مین کب ہوتی ہے
سیر کرتی ہین ثوابت بھی جو شب ہوتی ہے



ایسی قسمت تو کہان روز قدم دیکھی سحر
طرح جب ہوتی ہے اسکی طلب ہوتی ہے



محتسب آتا ہی مجالس مین کیا رکہا ہے
جسم خاکی سے نکلتی نہین جلد ای روح
واعظو اسم بھی سنتے ہین حد سے کوئی
دل کیا جان تلک نذر ہے ای جان خلق

رنگ نور وز سے شیشون مین بھرا رکھا ہے
جیتے جی خاک مین کیون ہمکو ملا رکھا ہے
خیر اک بت سے ہی طبیعت سے بنا رکھا ہے
سر فقط پاۓ عقیدت پہ گرنیکو لگا رکھا ہے

چرخ کجرو نے بہی سیکہی ہین آنکہون کی چالین
صورت نقش قدم ہمکو مٹا رکہا ہے

جستجو جسکی تہی وہ ہی رگ گردن سی قریب
دور کیون جانے لگے گہر مین کیا رکہا ہے

کہین ایسا تو نہو میری طرح تم بہی پہنسو
زلف پیچان کو بہت سر پہ چڑہا رکہا ہے

لعل و مرجان ہی بہی بوی محبت پاتے
مرے ہونٹون مین دونون کو بسا رکہا ہے

کہہ دیا گو مین ابہی چین سی سونا ہلا
پانے فتنۂ محشر کو جگا رکہا ہے

حشر ہونا ہی حشر قیامت مین قیامت ہوگی
فیصلہ اپنا اوسی دن پہ اوٹہا رکہا ہے

دور مین جام سے محروم رہے جاتی ہین
چشم مخمور نے نظرون سے گرا رکہا ہے

جوش وحشت مین ارادہ ہی اولٹا دون تختہ
شور سی سر پہ بیابان کو اوٹہا رکہا ہے

مصرع لب سے کہلا گو نہ دہن کا مضمون
شعر اوستاد کا ہے کچہ تو مزا رکہا ہے

صاف ہو قلب اگر روح کا عالم ہو جاے
خاک مین دل کی کدورت نی ملا رکہا ہے

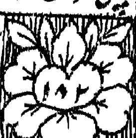
جانتا تہا کہ یہ ہے زلف کی آزادہ کمین
تسمہ اسواسطے قاتل نی لگا رکہا ہے

جام ساقی سی ابہی تک نہین ملنے پایا
ساز پہلے ہی سی مطرب نی ملا رکہا ہے

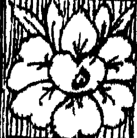
ارہتہ بیچین کیا ہے دل نالان نی بہت
رات سے سارے محلے کو جگا رکہا ہے

ہو چکا حشر نہ پوچہے گئے ہم دیوانے
حق تعالی نے ابہی تک تو بچا رکہا ہے

اپنی غزلون کو محسن کی نہین کچہ حاجت
کونسا لطف ہی جو ہمنے اوٹہا رکہا ہے



آدمیت سے گذر جاؤ گے باز آؤ سحر
اک پری زاد نے دیوانہ بنا رکہا ہے

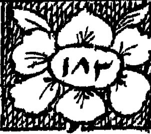


ایک ہو برابر الفت کا گل ضرور ہے
جہوٹون ملون نہ اونسے تو سل ضرور ہے

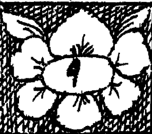
سودا ہی روی یار سے دعوی ہمسری
آئی بہار فصد رگ گل ضرور ہے

ای محتسب صلاح نہین ترک شراب کی
قسم گزک سی کچہ تو تناول ضرور ہے

ٹوٹے نہ تار جام دیا ہے جو ساقیا
یعنی برائے دور تسلسل ضرور ہے



ثابت ہوا یہ گردش افلاک سے ہمیں
ہر ہفت منزلی کو تنزل ضرور ہے



خاموش بیٹھنے سے یہ ثابت ہے آج کے
جو بات کیجیے گا موافق مزاج کے

عاشق فقط نہیں مجھے حکمت میں بھی ہے دخل
اب کیا کبھی خلاف نہ ہوگا مزاج کے

جوشی کہ ہے وہ ہے جو نہیں ہے نہیں بھی ہے
عہد خدا میں بندے ہیں نہیں احتیاج کے

اوس مہر سے ہے وصل خدائی یہ دن کہاں
کل کی ہے بات ہوتی تھی مذکور آج کے

کچھ پوچھیے نہ ہم فقرا کی طمع کا حال
خود بادشاہ وقت ہیں طالب خراج کے

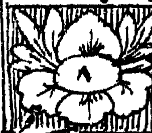
جب آنکھ سے گرے تو پھر اشکوں کا ہیچ کیا
پاپوش میں لگیں کہ وہ موتی ہوں تاج کے

بے عیب ذات اپنی خدا کی ہے اے تو جو
صورت سے اچھے ہو تو برے ہو مزاج کے

عیسی کے ملتجی نہیں ہوتے مریض عشق
قائل دوا کے ہیں نہ مقر ہیں علاج کے



گرمی میں دوپہر کو چلے آتے ہیں سحر
اوٹھتے نہیں مزاج تلون مزاج کے



جان تن میں ہے نہ سینہ میں ہے اب دل باقی
کہیں فرصت ہو سمجھ لیجیے وہ چلبلا

پاس سامان فقیری بھی نہ چھوڑا اے چرخ
ٹوٹے نہ تسمہ بھی نہ رکھا رہی تغافل باقی

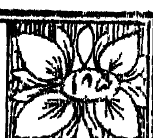
مرحلے عشق کی طے دشت نوردی سے ہوئے
رہ گئی آیا فقط گور کی منزل باقی

آج رندوں کو بھی ہے خم کی صفائی منظور
نہ رہی ڈرد بھی اے ساقی محفل باقی

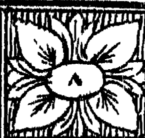
جیب جو آ ما کے تو مجنوں نے اوڑا دی پرزے
سقف میں اب نہ دیے پردہ محمل باقی

گوش گل نالہ بلبل سے بھیانک ہے ہے
جب تلک سینہ عاشق میں ہے دل باقی

دم کا گھٹنا ہے وہی دل کا وہی کٹنا ہے
ہے ابھی سلسلہ طوق و سلاسل باقی



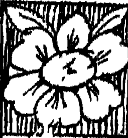
رند میخانی تنک ہین تو ثقہ مسجد تک ❖
ای سحر تم سے ہین ہنے کوئی محل باقی



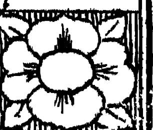
اپتو ہیر روز نہ تم و سیج کی اوقوزونی ہے — ات کل سی ہی تب بجر جیسے دونی ہے
گفتگو ایسی کہان کو کہ ہو صوت ایسی — یوسف مصر کو رتبہ ہین بیرونی ہے
جامہ حسن کیا قطع خدا نے او نیر — آپ سنجیدہ جو ہین قد مین ہی موزونی ہے
غول کے غول چلے آتے ہین پر کے لیے — گھر مین یہ دہوم دہڑکا ہی بحد شونی ہے
عیش باغ تن پر داغ مین ہی وقیح — دل سوزان مرا جو گی ہی دہوان ہونی ہے
کیا فقط دل ہی ہمارا ہے گنہکار دو نین — آنکھہ اونکی بھی شرابی ہے نظر خونی ہے
یاد خال رخ جانان مین ہی غم نیکی — اچھا خاصا دل رنجور ہی افیونی ہے



رات بھر خوب ہی تقریر ہین جیتین کی شب وصل
تم بھی گویا ہو سحر یار بھی افیونی ہے



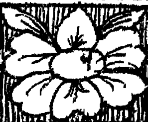
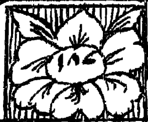
کچہ زمانی سی طبیعت ہی ہٹی جاتی ہی — زندگی موت کے دہڑکو نہین کٹی جاتی ہی
بل پہ بل زلف کو ملتا ہی خدا خیر کری — پیہانسی کیس کی لئی آج بٹی جاتی ہی
نوجوانی پہ اکڑتی ہو ذرا جھک کی چلو — قد تو بڑہتا ہی مگر عمر گھٹی جاتی ہی
حال ان کا ہی جو نہ کچہ میگذرد میگذرد — ہر طرح بیچ مین اوقات کٹی جاتی ہی
پہیر چھیٹ جائیگی ابرو کو ذرا ملنے دو — یہ گلی تو ابھی کشتو نسی پٹی جاتی ہی
بیچسون تک کو بھی مجھسی ہی کو چھیمین گرینز — سر کو ٹکراتا ہون دیوار ہٹی جاتی ہی



دلکو ٹھہرا او شب غم مین سحر صبر کرو
دو گھڑی رات تو باقی ہے کٹی جاتی ہے



تھڈا ہاہی اکہاتی ہیچہ بلبل بس لئی و رج بھر گئی | مکرر | اب نہ ہر کہاتین کی بیپی دیمین ٹھہر گئی

کمل مین ہم بھی اپنے بسر کرتے ہین سحر
شوکت کی جیسی ایک مدین گذر گئی

ہمین کیا جو تربت پہ میلے رہے
کہو روح سے نکلے قالب سے جلد
وہان سب کی بگڑی او ترتی رہتا
نہ پوچھو ملاقات کیونکر سنے
کڑے ین نے او نکی نکالا ہمین

یہ سب کچھ ہوا ہم اکیلے رہے
اگر رنج دنیا کا جھیلے رہے
سرون پر نہ بالون کے میلے رہے
ہزارون طرح کے بکھیلے رہے
رہے جب تلک جی پہ کھیلے رہے




سحر زندگی تلخ ہو جائے گی
یہی دن جو کڑوے کسیلے رہے

نشہ کی سرخی کو زیبا ہے وہ انگبین نور کی
کوٹھی پر رکھی ہی تصویر اوس سراپا نور کے
اپنے ہاتھون سے اگر کھینچے مرا ساقی شراب
سکر اکر وصل مین جب انپے ہی یار

لال یاقوتی کو ڈبیا چاہیے بلور کی
زیبا ہے موسی عمران ہی جو ٹی طور کی
زاہدان شہر سمجھین قیمتان انگور کے
سوج خندہ ہنگنے زنجیر ہوتی چور کی



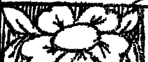

ہو متانت شعر مین اپنے نہ کیونکر ای سحر
مدتون صحبت او ٹھائی ناسخ مغفور کی




رباعیات

رازق فقط آسودہ کو کیا دیتا ہے
کیون سختی ایام سی ڈرتے ہو سحر

جو بھوکہا ہوا اوسکو کھلا دیتا ہے
پتھر کے بھی کیڑے کو خدا دیتا ہے




ولہ

ترکی کے لئے کون عزیزون سے لڑے

جیتے ہین سدا دہر میں جیوکے نہ بڑے

باپ آج مرا بیٹے کو کل مرنا ہے
دو دن کے لیے کون بکھیڑے مین پڑے

ولہ

ای اہل وطن تجھسے وطن چھٹتا ہے
افسوس کہ روح سی بدن چھٹتا ہے
چھٹتا ہے تجھی سے عیش باغ اس سا نہین
بلبل سے بہار مین چمن چھٹتا ہے

ولہ

رشک اور حیا کسی کا پڑے چھوٹے
جو سہی تھی مجھے اپنے چھکے چھوٹے
دل ہار کے ہر چند اوٹھے محفل سے
پھر بھی یہ کہین گے ہم کہ سستے چھوٹے

ولہ

اف کرتے نہین جو وہ عاشق کامل ہین
سو طرح سے گو جان پر غضب نازل ہین
سینے کو بنا دیا ہے تودۂ تیر
کیون جی نہ کہو گے یہ ہمارے دل ہین

ولہ

ناصح امیرون سے پڑا ہے پالا
ہر دم کی خوشامد نے غضب مین ڈالا
یہ آپ تو کہا ہین تحسین کیا ہین گے شکر
رزاق کوئی اور ہے وہ دینے والا

ولہ

کل سے بھی زیادہ آج برہم ہی مزاج
کیا خوب کیا ہمارے وحشت کا علاج
بالفرض رقیب سب ہین اہل مقدور
بندہ بھی تو اس قدر نہین ہے محتاج

ولہ

کیا کیجیے کہ بے تمہارے کیا کرتے ہین
فریاد و نالہ و بکا کرتے ہین
کیا پوچھتے ہو مزاج اقدس کا حال
جیتے ہین شکر ہے دعا کرتے ہین

ولہ

یون کہیے تو خوش ہو کے نہایت ہم آج
گو سر ہم پہ بلا لیا تو بڑے معراج
رکھیے گا نہ ہم سے عاشقی کی امید
ہم لوگ تو خود آپ ہین مشتاق مزاج

ولہ

ہی کون جسے ہم ہین جو رنجور نہین
افلاک گرین زمین پہ کچھ دور نہین
ماتم ہین سیہ پوش ہی ترال دنیا
کالی کفنی ہے شب عاشور نہین

ولہ

ہین مثل حباب اہل نفس ہین کہ نہ ہون
اس بحر مین ہین صورت خس ہم نفسو
اس سال تو چشمون سے بہا لین دریا
معلوم نہین اگلے برس ہون کہ نہ ہون

ولہ

جب اکبر مہ رو کا دم ٹوٹتا ہے
سب کہتے تھے سرور پہ ستم ٹوٹتا ہے
فرماتے تھے شہ کوہ بھی ہو جاتا کاہ
سر پر شبیر کے وہ کوہ الم ٹوٹتا ہے

ولہ

صد چند تھی مہر کی حرارت رن مین
تھی حد سے سوا دھوپ کی شدت رن مین
وہ آگ برستی تھی کہ تپتی تھی زمین
ہر ذرہ تھا خورشید قیامت رن مین

ولہ

مصروف غم شاہ مین ہی ہر ذی ہوش
اشکون کا مری بیٹھنے سے کیونکر ہو جوش
پوشاک کو کیا دیکھتے ہین اہل خلاف
رونے کی نشانی ہے جو ہون آنکھ سیہ پوش

ولہ

خوش رکھتا ہے انسان کو غم شاہ امم
ان اشکون سے تھا سرسبز ہی باغ عالم
پوشاک محرم مین جو ہے سبز اپنی
رونے سے ہرا ہوا ہے نخل ماتم

ولہ ١٦

ریحونکے محرم مین جو افزونی ہے
اس شہر مین دیکھو برکت دونی ہے
ان روزون بیان لاتی مین تشریح حسین
آباد ہے ہند کربلا سونی ہے

ولہ ١٧

معلوم نہ کچھ ہوا محرم افسوس
اچھی سہر کے نہ کرنے پایے ماتم افسوس
تاریخ کی اختلاف نی ہمین قتل کیا
دس دن مین ہی ایک روز ہوا کم افسوس

ولہ ١٨

پرنور محرم مین ہے سارا عالم
جو جہاڑ ہے قندیل فلک سے کھین کم
کثرت سے ہی روشنی کی روشن ہے یہ
از روز ہمین خاموش ہوئی شمع حرم

ولہ ١٩

سراہ یہ عبادات ریائی ہے گناہ
ماتھے کو یہ رگڑا ہے کہ گھسا ہے سیاہ
لوگون کے دکھانے کو نمازین پڑھنا
لاحول ولا قوت الا باللہ

ولہ ٢٠

کہتے تھے حرم ظالمون نے لوٹا ہے
پردیس مین فرزند نبی چھوٹا ہے
بے مہری دوران نے بڑا داغ دیا
اہی ماہ عرب ہم یہ فلک ٹوٹا ہے

ولہ ٢١

شہر بن مین پکارتے تھے بھائی بھائی
پانی یہ ہوئی تھی لڑائی بھائی
عباس ہوے غریق آب آہن
تھے شیر جو دریا کے ترائی بھائی

ولہ ٢٢

توش رو بیسے زہر کا جگر ہوتا ہے
یہ فائدہ رونے سے سحر ہوتا ہے

بنتا ہے یہاں خون کا قطرہ آنسو — طیار وہاں قصر گہر ہوتا ہے

ولہ ٢٣

کیا رتبہ حسینؑ کا ہے اے رب ودود — رحمت کا نزول ہے فرشتوں کا ورود
وا رہتے ہیں ابواب جنان وس دن تک — دوزخ کی بھی ہو جاتی ہیں رستے مسدود

ولہ ٢٤

شیعوں کے یہ مرتبے ہیں ہونیوالے — پائینگے جنان جان کے کھونیوالے
بڑھ جائیگی آبرو خدا کے نزدیک — محشر میں ہنسینگے شہ کے رونیوالے

ولہ ٢٥

کب ہند سے کربلا کو رحلت ہوگی — قسمت میں اگر یہی تو زیارت ہوگی
رہ رہ کے سحر مجھکو یہ آتا ہے خیال — شبیر کے کیا نور کی صورت ہوگی

ولہ ٢٦

سچ ہے نہ کہو کہ قول شاعر ہوگا — دیکھے گا وہ آپ جو مبصر ہوگا
قرآن میں ہی گو کہ ذکر صبر ایوب — دنیا میں حسینؑ سا نہ صابر ہوگا

ولہ ٢٧

کب غم سے نجات بندہ پرور ہوگی — اس نور سے قبر کب منور ہوگی
ہرچند کہ سمجھائیگا نقشا اپنا — مولا کے زیارت تو میسر ہوگی

ولہ ٢٨

اعجاز سے ہیں تمام عالم میں حسینؑ — موجود ہوتے ہیں ہر مجلس ماتم حسین
حسرت نہ رہی خوب سا شیعو رو لو — دس روز کے مہمان ہیں محرم میں حسین

ولہ ٢٩

بی مثل ہو لاجواب ہو ایسے ہو | ہو اور بھی کوئی تو کہو کون ویسے ہو
ہم خوب جانتے ہیں جیسے ہوئے ہیں امین | صاحب ہو بہت خوب غرض جیسے ہو

مخمسات منقبت

ہر ایک درد کی ہے جہان میں دوا علی | مشکل میں کام آتا ہے مشکل کشا علی
شیعوں کا مقتدا ہے علی پیشوا علی | لاریب ہے وصی رسول خدا علی
مثل نبی کے ہے بعد نبی رہنما علی

بے مثل ہے دیار عرب میں نہیں جواب | برحق کہ شہر علم نبی کا علی ہے باب
ہیں مومنوں میں یہ لقب خاص انتخاب | شیر خدا امیر عرب شاہ بوتراب
خیبر شکن امام زمن مرتضی علی

طاقت ہو دل کو نام سے ایسا امام ہے | گویا وہ گنگ ہے جسے انہیں کلام ہے
سامع پہ اوس کے فرض درود و سلام ہے | سچ ہے عصای پیر و جوان ہے وہ نام ہے
گرتے ہوئے سنبھلے جو کہا مرتضی علی

بھائی کسی نبی کے علی سے کہیں بھی تھے | شاگرد ایک آپ کے روح الامین بھی تھے
ملا نظر نبی کے دم آخرین بھی تھے | بھائی بھی تھے قریب بھی تھے جانشین بھی تھے
داماد بھی رسول کے تھے مرتضی علی

ایسا جہان میں اہل کرامات کون تھا | ایسا جہان میں صاحب طاعات کون تھا
ایسا جہان میں محو عبادات کون تھا | ایسا جہان میں تارک لذات کون تھا
کھاتے تھے کچھ نہ نان جوین کے سوا علی

چھٹکی سے پھینکا کلہ اژدر کو پھاڑ کے | انسان کیا کہ دیو کو چھوڑا پچھاڑ کے
بدر و احد میں کیسے لڑے پاؤں گاڑ کے | خندق پہ رکھ دیا در خیبر اوکھاڑ کے

۵ خاقون ہین زور کرنے سے تھے پی انتہا علی

رنگین ہے بن بیہی رشد قدسی سرشت کا
ایمان لاسے دیکھ کے مالک کنشت کا
اور ٹھا ہی رنگ موسم اردی بہشت کا
جبیریل لائے خلد سے حلہ بہشت کا

۶ پہنے اگر حریر جنان کی قبا علی

بعد از نماز اپنی دعا ہی یہ صبح و شام
سن لو طفیل سید مظلوم یا امام
مولا مرے بدل ہی سحر آپ کا غلام
بر آئین مطلب اس ان بیتاب کی تمام

۱ مولا ہی نام آپکا مشکل کشا علی

خمسہ منقبت

بزم آرا ہین جب پیغمبر خدا ہی پاک کے
اطلس گردون بچھے لے بساط خاک کے
آدمی کیا آتی ہین ساری ملک افلاک کے
وصف کرتا ہون وزیر حضرت لولاک کے

۲ نردبان عرش کا محفل مین منبر چاہیے

تیری الفت بھی پیمبر کی برابر چاہیے
اے وصی مصطفے تجھکو نہ کیونکر چاہیے
قلب مین اہل صفا کے نور داور چاہیے
دل مین ہر مومن کے یا مولا ترا گھر چاہیے

۳ یہ جو کعبہ ہی تو اسمین جا ہی حیدر چاہیے

کعبہ مقصود ہی بیشک علی مرتضے
دولت ایمان کی ہے اگی حشمت دنیا ہی کیا
رات دن اپنا سخن تکیہ ہی یا مشکل کشا
بادشاہون کو مبارک سایۂ بال ہما

۴ اپنے سر کو سایۂ دامان حیدر چاہیے

ہین عوض زیر باد شاہ انبیا کے ہم گدا
تخت شاہی سے ہین بہتر ہی اپنا بوریا
جم سے کیخسرو سے دارا سے سوا ہی مرتبا
بادشاہون کو مبارک سایۂ بال ہما

۵ اپنے سر پر سایۂ دامان حیدر چاہیے

مولد حیدر بنا ہی خالق اکبر کا گھر | پاؤن نی جا پائی دوش احمد مختار پر
لے انکو تھی چرخ پر حضرت سی نکر شیر نر | رتبہ عالی علی مرتضی کا دیکھہ کر

ہی زبان پر نعرۂ اللہ اکبر چاہیے

یا د شاہ سو انجے کوئی شاہ والا کم نہین | بند غم شاہ شہیدان اور کوئی غم نہین
بادۂ عشرت کی جو طالب ہوں نہین ہم نہین | احتیاج ساغر فغفور و جام جم نہین

جام کوثر مجھکو یا ساقی کوثر چاہیے

تیرے رتبون سے کوئی بجز ذات حق محرم نہین | عرش اعلی سی زمین قبر والا کم نہین
تشنگی حشر کے دہشت سی دم مین دم نہین | احتیاج ساغر فغفور و جام جم نہین

جام کوثر مجھکو یا ساقی کوثر چاہیے

یا علی تیری زیارت کا نہین طالب ہے کون | مشک آہوی کرامت کا نہین طالب کون
یا علی تیری عنایت کا نہین طالب ہی کون | عنبر دریای رحمت کا نہین طالب ہی کون

ہر غلام مرتضے کو جیب عنبر چاہیے

حب حیدر ہے وہ شی جس سی کہ بیڑا پار ہے | آشنای مردمان دہر سے بیکار ہے
غیر سی طالب دکا ہون مجھی انکار ہے | بار احسان علی مرتضی درکار ہے

بحر عالم مین ہمری کشتی کو لنگر چاہیے

وصف و مرتضی تشنیع سی کا فرنہ کر | رستم دستان تہازال ناتوان پیش نظر
وہ تو وہ ادنی غلاموں مین ہے طاقت اسقدر | ہی جوان حیدری مین زور حیدر کا اثر

فتح شہ اعدای دین کو باب خیبر چاہیے

ہم سحر کیطرح ہین بارہ اماموں کی غلام | رات دن ورد زبان رہتے ہین آقا ومی نام
عشقبازی سی محب پنجتن کو کیا ہی کام | الفت معشوق سی لازم ہی نفرت ای سلام

مومنوں کو الفت آل پیمبر چاہیے

مخمس بر غزل مرزا سلیم ۳

بہت شہرہ ہی محبت کی ای جناب فتاد
شکست توبہ کری ہی یہ وہ خراب افتاد
نظر جو بر رخ ساقی بی حجاب افتاد
ز دست رفت دل و در پی شراب افتاد
فغان کہ مہر سلیمان ز کف در آب افتاد

جہان مین کوئی ہوگا تسا بہی چہوٹا
جو دن کو دن کہو سمجہون مین اسے بجد
اس آج کل نی تری مارا ہمکو قتل کیا
بوعدہ کار فتادہ است عاشقان ترا
گذار قافلہ تشنہ بر سراب افتاد

شب وصال ہی کوئی نہین ہی نامحرم
نہ ہو پسینی پسینی نہ دی خدا کی قسم
چہوٹیگا کون بہلا کس مین اب ہی باقی دم
رخ تو از عرق شرم می برد ہوشم
لطیف تر بود آن گل کہ در گلاب افتاد

بڑی ہی عاشقون مین ہماری کیا ہی سنہ
مرین فراق مین یا جان دین کہ می پرسد
نہی ایک ات کی مہمان کیا فلک نی حسد
گذشت ہجر ہمین تا وصال او چہ کند
چراغ صبحدم و کارم آفتاب افتاد

خدو کہا ہی نہ صدمہ وطن سی چہٹنے کا
کہ کا پہو رمین اسکا مزہ بہی چکہہ دیکہا
سمجہ نہ بہولی گا مرزا سلیم کا کہنا
سلیم ہمند جگر خوار خورد و خون مرا
چہ روز بود کہ راہ سم باین خراب افتاد

مخمس ۴

جہم مین رنگین ادا اسلا ہی قیصر باغ ...
ہر روش سا پرنور کا جلسا ہی قیصر باغ ...
سا منا سلطانعالم کا سبے قیصر باغ ...
سب کو اپنی رنگ پر کہینچا ہی قیصر باغ ...

گیر و ا ہر ایک کا جوڑا ہے قیصر باغ مین

سچ اگر پوچھو تو سب ہین جا نشین عالم پیر — بھرتے ہین الفت کا دم طفل و جوان و پیر
جس گرو کی سب ہین چیلے ہی ہزارون شخص پیر — مرشد کامل ہی فن عشق مین یہ بی نظیر

جو ہے اوسکے رنگ مین ڈوبا ہی تو ہے سبز باغ مین

آن پہونچی فصل گل سبزی کی پہونچی سوئیان — رشک ہی کاشون پہ لونگی کا گلستان آشیان
بوسہ لینے کی ہی گون روی زمین ہی باغبان — سبزۂ نوخیز جانان مین یہ ہی سبزی کہان

دیدہ کے قابل ہے کیا سبزا ہی قیصر باغ مین

در حقیقت آمد ہی حقیقت مین ہوای برشکال — مثل گل خندان ہین سب لالے و بلبل بحال
کیا عجب برسا ہی ہر ابر بہاری اب کی سال — ایک ہی چھینٹی مین دہو جاتی ہی سب گرد ملال

کیا دل پژمردہ کہلتا ہے قیصر باغ مین

پات دہیا سبزہ نے دہو یا دلایا آسمان — تازہ و تر ہی شجر نکہرا ہوا ہر نوجوان
ملک سب شاداب سبزہ لہلہا آیا ہی ان — نہرین جاری ہی ہر طرف لبریز تختہ کیا بیان

تختہ جنت اوترا آیا ہے قیصر باغ مین

ساودی پہولی ہولی چھایا ہوا ابر بہار — آنکہہ اوٹھا کر جس طرف دیکہوا و دہر ہی سبزہ زار
جان تازہ دستی ہین جہونکے ہوا کے بار بار — نرگس بیمار تک ہی رو بصحت ای ہزار

داغ لالہ سے کہ دہو جاتا ہے قیصر باغ مین

فصل ایسی ہی کہ ہو توبہ تصور حال شکست — رات دن رہتی ہی زیر تاک یارونکی نشست
سرو قد تعظیم کو اوٹہتے ہین رندی پرست — آگئی ہی بلبلو بہاری ہو رہا ہی بند دست

ہر روش پر سرو کا پہرا ہے قیصر باغ مین

کوک کوئل کی غضب کی ہی بہاتا ہی لہو — کیا ہی آوازین لگاتا ہے پپیہا وصل

مرغ سا ہو سکتا ہی اسوقت پہ تو بیا ہی جل
دل یہ کہتا ہی بیان سے آب حیات تک نہ لا

٩ دوش ہو جاتا ہے جو جاتا ہے قیصر باغ میں

دیکھکر نرگس میں جو رستے ہے چرخ نیل زرد ہے
ٹھنڈی سانسیں بھرے رہا ہی کب سے آہ سرد ہے
صدمے میں سلطان عالم کی یہ جلسا فرد ہے
دیکھنا بادل کہو دل بادل کی آمد. گرد ہے

١٠ ابر کیا کیا جھومتا آتا ہی قیصر باغ میں

سبزہ رنگوں کا ذخیرہ مجمع اہل سخن
اپنی اوپر شعر خود پڑھتا ہے یار گلبدن
آنکھیں ہین بادام لب عناب ہین پستہ دہن
اک درخت اور اتنی میوی کیوں نہ ہو زیب چمن

١١ ہر شجر ہی غیرت طوبی ہی قیصر باغ میں

سامنا اس باغ میں آتا ہوں جس پہ خضر کا ہی
بوٹیان اکسیر کی ہین یہ اثر خضر کا ہے
ورد مرغان چمن ہر شعر حضرت کا ہی
نوعروسان چمن کی دل میں گھر خضر کا ہے

١٢ واہ کیا کیا نور کا گھر ہی قیصر باغ میں

خوب نظروں میں جو تیری ہی آنکھ معشوق کی
پتی پتی پہ گری ہی آنکھ معشوق کی
ہر شگوفے سے لڑی ہی آنکھ معشوق کی
نونہالون پر پڑی ہی آنکھ معشوق کی

١٣ ہر شجر نرگس کا گلدستہ ہی قیصر باغ میں

دیکھیں کیا عزلت نشین سیر تماشے میں نہیں
کیجیے غیبت کسی کی اپنی عادت میں نہیں
راستی پیشہ ہوے کج بحثی طبیعت میں نہیں
ایسی ہیں جو باتیں ہر گز باغ جنت میں نہیں

١٤ کیجئے دو کہتا ہی واعظ کیا ہی قیصر باغ

باغ کی وسعت تو دیکھو جمع سارا شہر ہے
گلشن فردوس سے کہتے کہ باغ دہر ہے
آنکھ پھر کر پہ پھسلتی ہی صفائی قہر کی
سیڑھیاں کرتے سنگ مرمر کی صفا نہر ہے

١٥ کوثر و تسنیم کا نقشا ہی قیصر باغ میں

نہر کیسی برق وش انکی چھٹری ہی ملاس
آسمان کا عکس ہی پانی مین پیدا بر ملا
ہی زبان صبح پر ہر دم یہ شعر آبدار
ساقیا تجھکو مبارک ہو بطِ مے کا شکار
نہر کا ہے کو ہی اک دریا ہی قیصر باغ مین

صورت سرو لب جو لمعہ کسی ہین بیشمار
ہین ہزاری نور کے ایک ایک لمع مین چار چار
شعلۂ آواز سی روشن ہی چوک پیش یار
آگ پانی مین لگا دیگی صنعت آشکار
چشمۂ خورشید کا جلوا ہی قیصر باغ مین

ای سحر بعد از نماز اپنی دعا ہی صبح و شام
جانِ عالم ہین حقیقت مین خدا رکھے یہ نام
سیر کرنیکو غریبون کی دیا ہی حکم عام
شعر پڑھتے پھرتے ہین رنگین بیان رنگین کلام
ہر چمن مین ڈھیر پھولون کا ہی قیصر باغ مین

خوش ہین سلطان عالم یہ چمن پھولی پھلے
ہر برس سیرین کرین ہم یہ چمن پھولی پھلی
جمع ہون یکرنگ باہم یہ چمن پھولی پھلے
کہتی ہین پریان بھی جھم جھم یہ چمن پھولی پھلے
کیا اکھاڑا راجہ اندر کا ہی قیصر باغ مین

مخمس ۵

دیکھو بہارِ حسن خدا داد باغ مین
کیا سرو قد کھڑے ہین یہ شمشاد باغ مین
نیمہ بھی ہی سحابکا استاد باغ مین
پھرتے ہین صنوبر و شمشاد باغ مین
شاید حضور آئی ہین سجاد باغ مین

لالی کی پلٹنین ہین برابر سجے ہوئی
وردی سیاہ و سرخ نئی قطع کی ہوئی
موج ہوا کی ہاتھون مین کرچین لئے ہوئے
غنچون کی رفلین لئیں چلاتی چڑھے ہوئی
کھولے نشان سوسن آزاد باغ مین

ہر گل ہوا کی گھوڑی پہ ہی آج کل سوار
آگے پری کی ابلق ایام پر سوار

ہے تو نے اپنی رنگ پہ سو رنگ یادگار — کیونکر نہ شاد ہو کی بجا ہی طلسم ہزار

ہین خانہ زاد مرغ چمن زاد باغ مین

گلگشت کو فقط نہین آتی مین کچہ حضور — اک ذات خاص سی متعلق ہین سوا مور

جور و جفا کی گل کو سزا دینی ہی ضرور — گلدستی مین بندہے گا کیا ہی بڑا قصور

اک مشت پر پہ اور بیداد باغ مین

ایسا ہی کوئی کرتا ہی یار آشنا کی ساتہہ — گذری بہار عمر اسی بی وفا کے ساتہہ

باغ جہان مین لایا کہا نسی لگا کی ساتہہ — اولٹی چہری سی ذبح کیا کس ادا کی ساتہہ

سمجہا کہ کون سنتا ہی فریاد باغ مین

جو کچہ کہ ان گلون پہ ستم ہون عجب نہین — جتنے ہنسے ہین اتنی ہی غم ہون عجب نہین

انصاف یہ کتب مین رقم ہون عجب نہین — گلچین کے دونون ہاتہہ قلم ہون عجب نہین

سن لی ہی عندلیب کی فریاد باغ مین

قمری کا طوق سرو کو پہنایا جائے گا — گردن مین ہاتہہ دی کی یہ جوڑا جائے گا

صیاد آج قید مین بٹھلایا جائے گا — سنبل کا گیسو او بجہا ہی سلجھایا جائے گا

نالان بہت ہین مرغ چمن زاد باغ مین

عیسی نفس جو ہی غنیمت ہی اسکا دم — جہونکون سی جان آگئی درختون مین یک قلم

کہتا ہون راست مصحف گل کی بہی قسم — نکلی گلشن کے بچہ طاوس صبح دم

رکہہ دو جو شب کو بیضہ فولاد باغ مین

شوخی سی اسقدر چٹکا ہی پڑتا ہی رنگ گل — وقت خرام جیسے چھلکتا ہی جام مل

کیا بلبلون نی صل علی کا کیا ہے غل — تصویر یار کی ورق گل مین جزو کل +

ہی ہر چمن مرقع بہزاد باغ مین

پھیلا ہی یا نونہالون کا اثر ہر ایک بام | گل کا کٹورا بجتا ہی رہتا ہی صبح و شام
شادی کی گھر مین ہوتی ہی جس طرح دھوم دھام | کھینچا ہی نقشہ گلشن ایجاد کا تمام

کیا کیا ہین بیل بیری کی ایجاد باغ مین

جھولی یہ لطف دیتی ہی سنکے بہار کیا | باغون کی کیا گمک ہی صدا ہی ستار کیا
اک برق وش نے چھیڑا ہی آکر ملار کیا | آتا ہی جھوم جھوم کے ابر بہار کیا

اوترا کیا فلک سے تخت پری زاد باغ مین

انداز نونہالون مین کیا دلبری کی ہین | شمشاد کی جو طرح ہین گیسو پری کی ہین
گلبن ہین مین قہقہی کہ کبک دری کی ہین | انداز آبشار مین خنیاگری کی ہین

بلبل کی کان سنتا ہی فریاد باغ مین

رنگ بہار پھیل رہی ایسا جیسا ہوا | گل کا پیالہ بہتا سے وہ ... پھول کا
شمشاد میوہ تین ہین لب سفر ہا بجا | بنیا ہی مدیر کو تامین سے اودتا ہوا

موبار پیچکی سے ہے اوفتاد باغ مین

اتنا تو ایسا باغ یقین ہی بنا نہ ہو | زاہد کا سیر باغ بھی ایسا ہوا نہ ہو
اک بات مین کہون جو تو زاہد خفا نہ ہو | دوزخ ہی وہ بہشت جہان شاہدا نہ ہو

حیرت سنبل ہی یہان تو پریزاد باغ مین

پھولون کا مسکرانا وہ بلبل کی چہچہے | گل مستی کی سینہ پہ تو پہ کو تاب ہو
نشہ مین تاک اینٹھ رہی مین کمر جھکا کہ | مستہ آنکھو کی آئینے مین دیکھ جاتا ہے

تھتے مین سرو اکڑتے ہین شمشاد باغ مین

تا سرو جو کہ قد بالا سے بڑھ گیا | میدان جیتا خضر سبزہ سے بڑھ گیا
سنبل حسین کا زلف چلیپا سے بڑھ گیا | شمشاد جو چلا تو وہ طوبی سے بڑھ گیا

۱۷ کیا پیش پڑا ہی حسن خداداد باغ مین

کیسے کیا جا سہا ہیں گا تو ہیں یا خیابان — پھولا پھلا رہی یہ چمن زیر آسمان

سبزی او سنبل جعفری لا عمر جاودان — پہرسے یہ حکم یہ ہے آئی آگر خزان

۱۸ باقی نہ یادگی صورت شداد باغ مین

ایکی سیا ایسی مبارک ہوا ای سحر — باغ جہان مین نخل تمنا ہو بار ور

نخل مراد مین سے آیا کرین ثمر — سرسبز یہ چمن سے گل اسکی اہل زر

۱۹ دن رات ہنسکے ہینا سجاد باغ مین

اک رنگ خاص ہی کہ وہ اپنی سخن مین ہے — مشہور دور دور ہون مسکن وطن [illegible]

فانوس مین یہ شمع ہی انور انجمن مین ہے — بلبل کے چہچہے کا تکلف چمن [illegible]

نواب تاجدار کرین یاد باغ مین

واسوخت اول

اب دلمین رنج او ٹھانیکی طاقت نہین رہی — تحلیل روح ہو گئی حالت نہین رہی

وہ ولولی وہ جوش وہ وحشت نہین رہی — وہ دل نہین رہا وہ طبیعت نہین رہی

۲ آہین بھی کھینچیے تو یہان کچھ اثر نہین
آگے جو پیار کرتے تھے آب وہ سحر نہین

کپڑے بھی گیروی نہین رنگا اور ہو گیا — دو دن مین کچھ مزاج کا ڈہنگ اور ہو گیا

سونیکا وقت اور پلنگ اور ہو گیا — آزاد تھا فقیر تہنگ اور ہو گیا

۳ بیڑی ہمارے پاون کی شکر خدا کٹی
قید فرنگ عشق سے چھوٹی بلا کٹی

شکر خدا کہ اتو ذرا جی بحال ہے — برہم مزاج ہی نہ طبیعت [illegible]

واقفگی لی ایسہ یہ ادنی سی چال ہے
غیروان سی رنج ہی نہ او نہین سی ملال ہے

خود بین نہین ہین اونکی طرح خود نما نہین
موجود سب ہے اونکی عنایت سے کیا نہین

ایسا ہوا جو ترک ملاقات ہوگئے
دو چار روز خوب مدارات ہوگئے

اپنی تو ہر طرح بسر اوقات ہوگئی
وہ بات کی کہ شہر مین اک بات ہوگئی

باتین سنا ہین آپ نے ہم چپ نسا کیے
ٹٹی کے پیچھے بیٹھے تھے ہم سنا کیے

ایسا جو جانتے تو ملاقات کرتے ہم
ایسی ہی بات تہی کہ کبھی بات کرتے ہم

ون کو بلاتے جاتے اگر رات کرتے ہم
بے لطفیون سے کیون بسر اوقات کرتے ہم

کہنے کی جا نہین ہے نہ کچھ پوچھو کیا ہوا
جو کچھ ہوا وہ خوب ہوا سب بجا ہوا

ان روزون نام عشق سی کچھ جی ہی ہٹ گیا
صدمے فراق کی نہ اوٹھے جی اولٹ گیا

اچہا ہوا کلیجا زخم کا انگور پٹ گیا
گیسو کی یاد مین تن زار اور لٹ گیا

ہم اور عشق وہم ہین بیجا گمان ہین
دل ہو چکا ضعیف بظاہر جوان ہین

خود آپ مر رہی ہین کسی پر مرین سے گیا
دل بلکہ نہین ہی پاس محبت کرین گے کیا

جی وہ ہین آپ اور کا تہ ... صم ... گیا
وحشی کا تھا جگر کا وہ ہوا اب ڈرین گے کیا

رخصت ہیتے یا دن مین کیا کیا کری سہی
اوکی تو انہین شب فرقت پڑی سہی

کیون جان بجگر بیبون تو بیار گرون نہین
وین تا قمع تا کہتے سر بار گرون نہین

ایسا بھی ہو گیا کبھی ہر بار کون نہین | یوسف بھی ہو تو ہمکو تو ای یار کون نہین

۹
گذرے ہم ایسے عشق سی چاہت سے باز آئی
گھر مین اکیلے بیٹھین گے صحبت سے باز آئی

بیٹھے بٹھائے مفت مین بدنام کون ہو | یون بیقصور مورد الزام کون ہو
کب بوجھتا ہے یار گل اندام کون ہو | جانے بلا سحر ہو کہ تم شام کون ہو

۱۰
شاعر ہو لاجواب اگر اپنے واسطے
علم اپنے واسطے ہے ہنر اپنے واسطے

بیمثل بی نظیر ہو تم ہو کسیکو کیا | پہونچے ہوئے فقیر جو تم ہو کسیکو کیا
اپنے لیے امیر جو تم ہو کسیکو کیا | اک زلف کے اسیر جو تم ہو کسیکو کیا

۱۱
اُلجھوگی آپ پیچ مین تم آپ آؤگی
بوسہ جو لوگے گیسوون کا مار کھاؤگے

سمجھا سکی کوئی کیا ہمین خود عقلمند ہین | کس بات مین خدا کی عنایت سی بند ہین
مضمون کیا بلند ہین رتبے بلند ہین | خود بین اگر ہین یار تو ہم خود پسند ہین

۱۲
شہرے ہین پوچھیے تو زیادہ ہین کم نہین
بالفرض کم بھی ہین تو کچھ اسکا بھی غم نہین

ہر حال مین ہین خوش بخداوہ بشر ہین ہم | لاکھون شبا کی چھوڑ دیے ہین سحر ہین ہم
ہر چند اہل دل ہین مگر بے جگر ہین ہم | ہوجائی حشر بھی تو جدہر ہین ادہر ہین ہم

۱۳
تعریف کر چکی ہین برا کیا بھلا کہین
صحبت کے لوگ خوب ہین ہمکو تو کیا کہین

کہتے تھے تمسے چھوٹی تو جی چھوٹ جائیگا | دامان صبر ہاتھ سے بس چھوٹا جائیگا

نازک بہت ہی شیشۂ دل ٹوٹ جائیگا | سینہ مین ایک آبلہ ہے پھوٹ جائیگا

کچھ بھی ہوا وہ صدمے جدائی کی کیسے تھے
ویسی ہی ہین خدا کی عنایتین جیسے تھے

وحشت وہ اب نہین ہی کہ مین لا کہ کوہ پر | اشکون سہی ٹپک گئی گل داغ جنون پہ اوس
کھتے تھے نہ جائیگا شوق کنار و بوس | گھر اک اوٹھا لیا آپ کے پڑوس

نقشے جمے ہین دل پہ مرے نقش ہی تہا
آپ دلکشا وہی ہی فرح بخش ہی وہی

اوٹھنے کو جی نہ چاہا وہ صحبت ہی اندنون | گھری مین ایک چاند کی صورت ہے اندنون
جنکی ہوئی قدیم محبت سے ہے اندنون | بی گنتی ہو ہی لو یہ اجازت ہے اندنون

کیا چاندنی ہی کوٹھے کے اوپر پلنگ ہے
پیکر شراب لیٹے ہین کچھ اور ڈھنگ ہے

قابل ہی سننے کے شب وصال کی گفتگو | باتین غضب کے اور ہی رغبت کی گفتگو
آشوب ہی عشق و محبت کی گفتگو | دل پر ہی نقش آج کی صحبت کی گفتگو

مین کہہ رہا ہون پیار سے جب کے ہو رہو
ملتا ہے یہ جواب کہ سو رہنے دو دور رہو

باتین غضب کی یاد ہین فقرے ہی غضب کے ہین | یہ لوگ اس زمانے کے ہین اور ڈھب کے ہین
ہر دل عزیز کیون نہ ہون معشوق سب کے ہین | بانی ہیں بانی محفل عیش و طرب کے ہین

ہر دم رہیگا وصل یہ ثابت ہی ڈھنگ سے
نازک یہ ہین اوتر نہین سکتے پلنگ سے

پریان نہ ہون گی قاف مین ایسی تعین ہے | واللہ آدمی تو نہایت حسین ہے

یہ اپنی لکھنؤ کی بھی کیا سرزمین ہے — زیب النسا سی نور جہان سے حسین ہے

۱۹

خود صاحب سخن ہی بہت شعر فہم ہے
لیکن کمال عاشق شیدا سے وہم ہے

ایسا ہی آدمی نہین دیکھا ہی آج تک — آنکھون مین دلین چبھتی ہی وہ نوک پلک
ایسا نہین کہ چاند سا چہرہ ہو پھبی نمک — کوٹھے پہ رکھیے پاون تو پایہ آشنا ہی فلک

۲۰

جاتے ہین پہ فرشتون کے کہنا ہی اب فضول
انسان کی دعا بھی نہین ہوتی ہی قبول

تلوار کی ہی چال زمانہ ہی نیم جان — کشتون کی پشتے ہو گئے رکھا قدم جہان
کہتے ہین یہ چھرے ہیں بچے کوئی نوجوان — جوتے کے گنگرو اور ملاتی ہین ہان ہین

۲۱

غل ہی یہ پھونکا ہی کہ ذرا کہہ کر اسے
چلیے وہ چال کہ بک سی خود لوٹ جائیے

دونون کا جوڑ خوب ہے کیا اوسکی شان ہے — ہم ہین نحیف و زار تو وہ دھان پان ہے
کچھ پوچھیے نہ حال بڑی داستان ہے — کیا کام آپ کو کہین اونکا مکان ہے

۲۲

قاضی ہین آپ شہر کے یا کوتوال ہین
کچھ اور ہے ارادہ تو بیجا خیال ہین

حد سی سوا مزاج مین لاف و گزاف ہے — جو بات ہے وہ ساری جہان کے خلاف ہے
شہرہ خدا کی فضل سی تاکوہ قاف ہے — مذہب یہ ہی کہ خون احبا معاف ہے

۲۳

تلوار سے کلائی صفائی مین کم نہین
اکڑ تاکی مین جو ہاتھ اوٹھا سمجھے ہم نہین

اس جستجو کی وجہ سبب مدعا غرض — سمجھے نہین علاقہ تو اونسی ہی کیا غرض

جو کچھ کہا تھا ہم نے وہی سب ہوا غرض | یہ ابتدا ہی عشق کی تھی انتہا غرض

۲۴
جب تنگ ہو گیا ہوں آپکا گھر ویر ہو گیا
شکر خدا کہ خاتمہ بالخیر ہو گیا

فرمائیے مزاج مبارک کا حال کچھ | سنتے ہیں آپ تو کم ہے ادھر کا خیال کچھ
کچھ بات اور ہی تھی ہوا استمال کچھ | بندی کو تو پسند نہ آئے یہ چال کچھ

۲۵
ہم کیا بدل سکے کہ زمانہ بدل گیا
کیا وقت ہے مزاج تمہارا بدل گیا

صحبت کا رنگ اور ہی کچھ طور اور ہیں | کرتی عنایتیں ہیں نہیں بار اور ہیں
دنیا وہ اب زمانہ نہیں وہ رہا ہے | ان روزوں ہو رہے ستم و جور اور ہیں

۲۶
ہم مشروق کی شکل نہیں ہیں ہم
سیکڑوں پیسے کی بھی قابل نہیں ہیں ہم

گھر سے یہ چار چار پہر کی نشست ہے | صحبت ہیں کوئی ہستا کوئی نام مست ہے
ہم لوگ آتے جاتے نہیں بند و بست ہے | ہم کیا کریں مزاج ہی کیا بات پرست ہے

۲۷
دو چار جتنے لاکھ کے لیے بار بار ہو
اتنا تو ہم کہیں سکے کہ جا لیے وہاں فتح ہو

جو آپ ہیں آپ ہی پہلے ہو تو لے | منت اور سکے لیا نشان کہو تو لے
آخر آگیا آتش عشق میں اس طرح رو گئے | سچ ہی کہ عمر بھر کی کوئی یہیں قید ہو گئے

۲۸
مردم شناس ایسی ہی ہوتی ہیں واہ جی
حاجت روپے کی ہو تو بڑے کیا ہیں چاہ جی

لیکن یہ اختلاط کہاں گفتگو کہاں | یہ خورش مزاجیاں یہ نفاست یہ جو کہا

دل کو پسند پوری کچوری کی بو کہان | عطر حنا یہ بالون مین ای ماہرو کہان

٢٩
زر چیز کچہ نہین ہی محبت ہی چیز ہے
اسکا سے مزہ نہین وہ بی تمیز ہے

اب صاف صاف کہتے ہین ایسا نہ سمجھے تھے
اگر تم اپنے زعم مین کیا کیا نہ سمجھے تھے | معشوق نہ سمجھے تھے تمھین شیدا نہ سمجھے تھے
ایسا مزاج ہوگا یہ اصلا نہ سمجھے تھے

٣٠
اپنی خطا نہین یہ سمجھ کا قصور تھا
کیا دخل اون دنون مین ہمین ای حضور تھا

صحبت جمانے کے لیے کیا اور گہر نہ تھا
سب پر نظر تھی وہان ہمارا گذر نہ تھا | پریون کا اور کوٹھے پہ شاید گذر تھا
یہ خوف تھی کچہ ایسا تمھارا بہی ور نہ تھا

٣١
جی چاہتا تو ہم نہ ہو سکتے وہان تلک
انسان تو وہ ہی کہ گیا اسمان تلک

واقف ابہی نہین ہو ہماری مزاج سے
کچہ بات اور پای گئی اس مزاج سے | بدلین کلاہ گوشہ سلیمان کی تاج سے
کافر ہوا اس گلی مین بہی آئی جو آج سے

٣٢
اپنی جگہ پہ دیکہہ سکین گے نہ غیر کو
جا بیٹھین گے چوک اور ہی رستے سی سیر کو

مشتاق اس قدر نہین بندی جمال کے
تیور ہی اور ہوتی ہین اہل کمال کے | ادہی نظر تو سینکڑون پہ نکال سے
آنکہین نکالیے گا ذرا دیکہہ بہال کے

٣٣
نوکر ہے کون رکھے لو ستانے کے واسطے
عذر دور ڈہونڈہو نازو ادہا کے واسطے

نازک مزاج قابل جور و ستم نہین | نقرا نہین یہ جور نہین ... ہم ...

ہمکو نہین ہی رنج تو ہمکو بہی غم نہین ۔۔ وہ قہر ہی پڑے ہین اور کوئی ادنین ستم نہین

۳۴
جو ہون گرے پڑے وہی گہر ہین پڑے رہین
شامت ہماری ہم جو لگی ہین کہڑے رہین

ان ٹہنڈہی گرمیون سے ہی نفرت الگ الگ ۔۔ سوتنیکے ہی حور گلشن جنت الگ الگ
ہر جا ہیونگی کچہ نہین صحبت الگ الگ ۔۔ ہر ایک سی ہی لذت محبت الگ الگ

۳۵
ہمکو کسیطرح یہ دو عملا نہ بہائے گا
یکتا جو کوئی ہوگا وہ کاہے کو آنے گا

یارونکی ایک یہ بہی حکمت تہی کہ اُنکا عشق ۔۔ پیری مین بہی ہوا ہی کہین نوجوان کا عشق
وارفتہ کر چکا کئے سرو روان کا عشق ۔۔ دنیا کا یون تو شوق ہی سارے جہان کا عشق

۳۶
پابند آدمی نہ عقیدے پری سے کے ہین
اچہا مکان بہی ہو تو عاشق اسی کی ہین

حد ہی سوا کچہ ایسی طبیعت نہ آئی تہی ۔۔ پہلے ہین بیستر یہ صحبت نہ آئی تہی
قامت کی عشق مین تو قیامت آئی تہی ۔۔ بیمار ہجر کی او سہی تہی طاقت نہ آئی تہی

۳۷
انسان ہی تو ہی کبہی ایسا بہی ہوتا ہے
فصد بن بہی کہلتی ہین کبہی سودا بہی ہوتا ہے

فرہاد کا نہ نام لو قرآن درمیان ۔۔ شیرین سی بہی زیادہ ہی شیرین بیان ہماری
پتہر ہو پہار سے وہی ٹہیرے خدا کی شان ۔۔ قربان ایسے عشق کے یہ کیسا امتحان

۳۸
خود بہی ذلیل عاشق غمخوار بہی ذلیل
گل بہی ذلیل بلبل گلزار بہی ذلیل

ہمسا تو آدمی تمہین ملنا محال ہے ۔۔ بیجا ہی اوسکا جو بیہودہ خیال ہے

صورت کا ایک رنگ رہی کیا مجال ہے
ہر آفتاب حسن کو آخر زوال ہے

۳۹
ادنا بہی ہو تو آپ سے بہتر ہے چاہیے
ذرہ بہی ہو تو مہر منور سے چاہیے

اب کیا سبب دنون سے طبیعت اوچاٹ ہے
تلخی مرگ آج کل افیون کی چاٹ ہے
کشتی عمر تیغ تغافل کے گھاٹ ہے
تمسے جدا کیا ہمین کیا خوب کاٹ ہے

۴۰
دشمن ہوا اک جہان کے تم دوست کسکے ہو
تلوار ہو اوسی کی ہو قبضے مین جسکے ہو

اک دن وہ تہا کہ رہتے تھے آٹھون پہر سحر
منہ دیکھنے کو اوٹھتے تھے وقت سحر سحر
جائے نظر تہا گھر مین تمہارے سحر سحر
اندھیر ہی کہ اب نہین آتے نظر سحر

جاگے جو وصل یار مین تقدیر سو گئے
اپنی تو ہر طرح سے غرض صبح ہو گئے

واسوخت دوم

۱
تالمین دم ہی بہت عشق سی جی بیزاری ہے
زندگی تلخ ہی اب روح سی بیزاری ہے
نام لیتے تھی جسکا وہی بیماری ہے
سیکڑون اسمین گئی اب کی مری باری ہے
سخت بیمار ہون یہ سال مجھی بھاری ہے
لکھنو چھوٹتا ہی کوچ کی طیاری ہے

۲
وقت آنست گزین دار فنا در گذریم
کاروان رفتہ و ما نیز براہ سفریم

نہی سیر شام مجھی کوئی دوا راس نہین
گلخنے بنتے ہین لیکن تری بو باس نہین
میرے جینے سے تر ہین کسی پاس نہین
طاقت اوٹھنے کی نہین بھوک نہین پیاس نہین
سب سے نفرت ہی کوئی آس نہین پاس نہین
کیا تعجب ہی کہ تجھکو بھی مرا پاس نہین

٣

از غم عشق تو بیمارم و میدانی تو
وز غم عشق تو بدل دارم و میدانی تو

یہ ستم دیدہ و دلخستہ نہ کر ای ظالم
کیون مرے قتل پہ باندھی ہے کمر ای ظالم
یاد کرتا ہون تجھی آٹھ پہر ای ظالم

اپنی بیماری کی لے جلد خبر ای ظالم
اُڑ گیا آہ کا دنیا سے اثر ای ظالم
تو مجھے بھول گیا دل سے مگر ای ظالم

٤

از چہ با من نشوی یار چہ می پرہیزے
یار شو با من بیمار چہ می پرہیزی

آخر اس ضعف نے یہ شکل بنائی میرے
اب یقینی ہی قضا ہجر مین آئی میرے
حشر کے دن ہی گئی اب تو صفائی میری

نبض چلتی ہی تو بستی ہی کلائی میرے
تمکو منظور ہوئی دل سے جدائی میرے
جیتے جی اب نہین ممکن ہی رسائی میرے

٥

فارغ از عاشق غمناک نمی باید بود
جان من این ہمہ بیباک نمی باید بود

غم نہین ہجر مین دنیا سی گذر جاونگا
اب نہ اس کوچے سی اوٹھونگا نہ گھر جاونگا
در ہی اتنا کہ تیرے دل سے اوتر جاونگا

آپ کے عاشقون مین نام تو کر جاونگا
گو مین عاشق نہین ہون نام تو کر جاونگا
دیکھ لینا مین گلا کاٹ کی مرجاونگا

٦

من اگر کشتہ شوم باعث بدنامی تست
موجب شہرت و بیباکی و خودکامی تست

بے خبر مجھسے ہو تم خاک بسر ہو میرے
دہر کہتا ہے یہ نہ کیون مد نظر ہو میرے
آج مرجاون مین کل موت اگر ہو میرے

مر ہی جاون تو مہینون مین خبر ہو میرے
یہ دعا کیون نہ بھلا آٹھ پہر ہو میرے
آپ فرماتے کس طرح بسر ہو میرے

٧

شرح درماندگی خود چہ تقریر کنم
عاشقم چارۂ من چیست چہ تدبیر کنم

ہجر مین بن نہین پڑتی ہی کوئی بات مجھے
ہر جہنیا مرے سے بیٹھے ہی برسات مجھے
سب تکلف نظر آتی ہین خرافات مجھے
وصل کا دھیان رہا کرتا ہی دن رات مجھے
دی ہی خالق نے عجب طرح کی اوقات مجھے
وصل ہونے کی بتا دو تو کوئی گھات مجھے

٨

مدتی ہست کہ حیرانم و تدبیرم نیست
عاشق بی سر و سامانم و تدبیرم نیست

رات فرقت کی نہ دیکھی تھی بری آج تلک
نہ لگائی تھی یہ ساونکی جھڑی آج تلک
ہمنے کھائی تھی یہ پلکونکی چھری آج تلک
رو کی کاٹی نہ تھی ایک ایک گھڑی آج تلک
نہ سہی تھی بخدا اتنی کڑی آج تلک
یہ مصیبت نہین واللہ پڑی آج تلک

٩

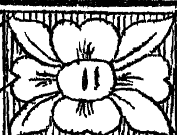
انچہ کردی تو بمن ہیچ ستمگار نکرد
ہیچ سنگین دل و بیدادگر این کار نکرد

کب تلک تمسے جدا رات دن رنجور رہون
کب تلک عاشق نہین آپکی مشہور رہون
کب تلک وصل کی امید مین مسرور رہون
کب تلک ظلم سہون چپ ہون مجبور رہون
کب تلک خالی محبت مین بہلا چور رہون
کب تلک پاس رہین غیر مین مین دور رہون

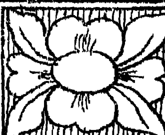
١٠

شرح این آتش جانسوز نگفتن تا کی
سوختم سوختم این سوز نہفتن تا کی

تری صحبت مین کسی کو کبھی بار نہ تھا
سامنے تیرے کبھی عشق کا اظہار نہ تھا
تجھسے ملنے کا کبھی آپ کو انکار نہ تھا
تخلیہ ہوتا تھا دن رات یہ دربار نہ تھا
اس طرح وصل کا ایک ایک سی اقرار نہ تھا
دل کسی اور کا بالون مین گرفتار نہ تھا

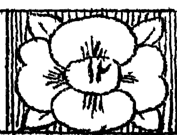


کس درین سلسلهٔ غیر از من دلبند نه بود
یک گرفتار ازین جمله که هستند نه بود

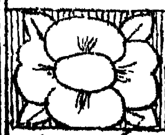


ہمنے مغرور کیا تجھکو بنایا ہے ہمنے
اس قدر درد کیا تجھکو بنایا ہے ہمنے
رنج منظور کیا تجھکو بنایا ہے ہمنے

ای پری حور کیا تجھکو بنایا ہے ہمنے
تشنائیمن چور کیا تجھکو بنایا ہے ہمنے
سب مین مشہور کیا تجھکو بنایا ہے ہمنے

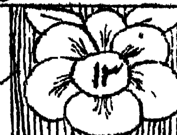


بس که کردم همه جا شرح دل آزاری تو
شهره گشت ز غوغای تماشائی تو

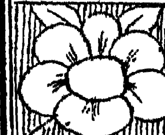


مجھسے دم بھر کی جدائی نہ کبھی ہوتی تھی
لوگون مین میری برائی نہ کبھی ہوتی تھی
نا رساونکی رسائی نہ کبھی ہوتی تھی

رات دن ایسی لڑائی نہ کبھی ہوتی تھی
چھپکے غیرون سی صفائی نہ کبھی ہوتی تھی
گھری مین ساری خدائی نہ کبھی ہوتی تھی

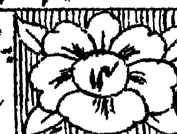


این زمان عاشق سرگشته فراوان داری
کی سر برگ من بی سر و سامان داری

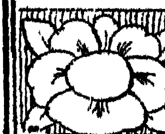


یاد آتی ہین وہ دن تجھمین اکثر ہمکو
جانا ملتا نہ تھا گھر سے تیری باہر ہمکو
ایک بوسہ نہین ہوتا ہے میسر ہمکو

رات دن وصل سی حاصل تھی دم بھر ہمکو
اب نئی رنگ دکھاتا ہے مقدر ہمکو
گالیان ملتی ہین غیرون کی برابر ہمکو



پیشت تو بلند و پایهٔ کمن هر دو یکیست
عزت مدعی و حرمت من هر دو یکیست



تیرے گھر سے نہ تھے آگاہ غلط سمجھے تھے
دی دیا مفت مین دل آہ غلط سمجھے تھے
اب نہین جانی کی او بدراہ غلط سمجھے تھے

باوفا تمہین سمجھے تھے واللہ غلط سمجھے تھے
کیا بری چیز ہی یہ چاہ غلط سمجھے تھے
خیر قصہ ہوا کوتاہ غلط سمجھے تھے

۱۵

جان من سنگدلی دل تو دادن غلط است
چشم امید براه تو کشادن غلط است

روز کی ظلم سہون جان کہان تک کب تک
دل کو وحشت رہی ہر آن کہان تک کب تک
پھرون گلیون مین پریشان کہان تک کب تک

وصل کی بات کا ارمان کہان تک کب تک
ایسی چاہت کی ہی قربان کہان تک کب تک
صاحب اللہ نگہبان کہان تک کب تک

۱۶

چون چنین است پی کار دگر باشم بہ
چند روزی سپے دلدار دگر باشم بہ

خوبصورت ہین زمانی مین ہزارون تمسے
بیمروت ہین زمانی مین ہزارون تمسے
کج طبیعت ہین زمانی مین ہزارون تمسے

صاف رنگت ہین زمانی مین ہزارون تمسے
بی محبت ہین زمانی مین ہزارون تمسے
لوگ آفت ہین زمانی مین ہزارون تمسے

۱۷

نخل نوخیز گلستان جہان بسیار است
گل این باغ بسی سرو روان بسیار است

یہ تو فرمائے صاحب حقیقت کیا ہے
جو کہ کچھ مال نہ ہو اوسکی محبت کیا ہے
بیمزہ رہنے مین نزاکت کے لذت کیا ہے

آپ کیا مال ہین اور آپ کی صورت کیا ہے
بیمروت سے گلا کیا ہی شکایت کیا ہے
آپ کو پیار کرون کیون مری شامت کیا ہے

۱۸

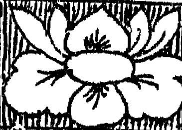
میسرم تا بسجود بت دیگر باشم
بازاگر سجده کنم پیش تو کافر باشم

پیار کرنیکی کی تحسین تمہارے کیا کیا جانو
عشق ہوتا نہین ہوتی ہی قضا کیا جانو
ایسی کمسن ہو بہت نام خدا کیا جانو

بیوفا ہو کسی کہتے ہین وفا کیا جانو
کیونکہ آتی ہی بلا جانی بلا کیا جانو
بی تماشا آدمی ہو تم پیر فزا کیا جانو

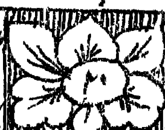


در ره من کشتهٔ شمشیر بلا میداند
سوز من سوختهٔ داغ جفا میداند

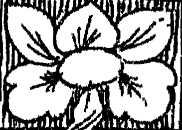


بهت گیا دل تری باتون سی محبت نه رہی
اب وہ چاہت نه رہی اب وہ طبیعت نه رہی
صدمی پر صدمه ہوا ہجر مین حالت نه رہی

دل مین خاک اوڑتی ہی اب نام کو الفت نه رہی
پیار کرنے مین جو لذت تھی وہ لذت نه رہی
اب تری کوچی مین آنی کی بھی طاقت نه رہی

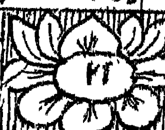


دستی نیست پی عشق تو دویدیم بس است
راه صد بادیه در دو بریدیم بس است

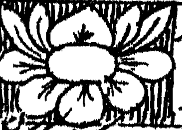


اب کسی اور کو ہم پیار کرینگی واللہ
تیری الفت کا نه اقرار کرینگی واللہ
نام لینی سی تری عار کرین گی واللہ

اب تری ملنی سی انکار کرینگی واللہ
بلکه ہر بات مین تکرار کرین گی واللہ
دل کہین اور گرفتار کرین گی واللہ



چاره انیست ندانم به ازین رای دگر
که دہم جای دگر دل بدل آرای دگر

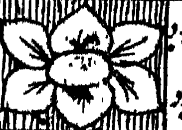


ای پری ایسا جلاؤن که تجھی خاک کرون
ایک کرتی په گریبان کتی چاک کرون
سست کرون تجھی بالکل اوسی چالاک کرون

قطع آگی تیری اوس جور کی پوشاک کرون
سامنی تیری اوسی جیب کی بیباک کرون
تو بھی اپنی طرح تجھکو بھی غمناک کرون

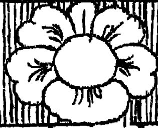


بعد ازین رای من انیست همین خواهد بود
من سر این هستم والبته چنین خواهد بود

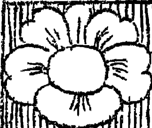


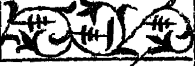
ای صنم تیری سوا اب کوئی تدبیر نہین
دل لگاکر کہین لازم تجھی هون تاخیر نہین
حال جو اپنا ہی قابل تحریر نہین

اس سی بہتر کوئی معشوق کی تعزیر نہین
صاف باتین ہین یه کچھ پیچ کی تقریر نہین
اوسکی تقصیر ہی کچھ آپ کی تقصیر نہین

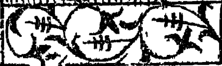


این ندانست که قدر همه یکسان نبود
زاغ را مرتبهٔ مرغ غزل خوان نبود

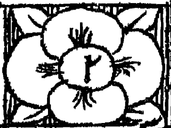




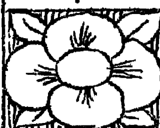
واسوخت سوم



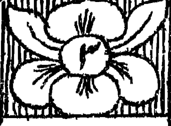
نئی انداز کا واسوخت سناتی ہین تمھین
جسقدر ہمکو ستایا ہے ستاتی ہین تمھین
گرما گرمی یہ طبیعت کی دکھاتی ہین تمھین
دیکھنا باتو نہین کیا تجھے بتاتی ہین تمھین



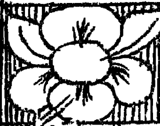
صحبتین گرم ہین جشن مبارک صاحب
ضبط کی تاب نہین چپ رہین کب تک صاحب



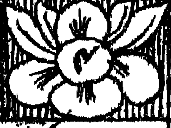
دل بیزار ہین غصے مین بھرے بیٹھے ہین
وہین بیٹھے مین جہان کی خبری بیٹھے ہین
اب تلک آپکی باعث ہی ڈری بیٹھے ہین
اپنی دانست مین سب عمر مری بیٹھے ہین



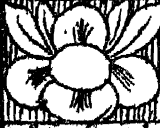
دیکھنا کاٹ سروہی کا دکھا دینگے آج
لال کوٹھے ترے گھر کو بنا دینگے آج



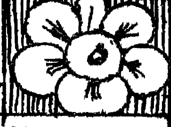
مین بہت رنج مین دو چار کو مارینگے ہم
آپ کیا آپ کے گھر بھر سے تو مارینگے ہم
جتنا غصہ ہے رقیبون پہ اوتارینگے ہم
گالیان دینگے ابھی سبکو پکارینگے ہم



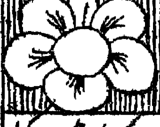
پاس بیٹھو نہ لگاوٹ سی ہو دور ہی تم
دور ہو سامنے سے دور رہے ہو دور ہو



آج سے بات نہ کرنا یہ سبک دیتے ہین
دم محبت کا نہ بھرنا یہ کہے دیتے ہین
بات کرتے ہوسے ڈرنا یہ کہے دیتے ہین
اب ا نہین لوگون پہ مرنا یہ کہے دیتے ہین



خوب صحبت ہی تمھین واہ اسی قابل ہو
اپنے قابل نہین واللہ اسی قابل ہو

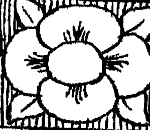


ہائے تمنے معشوق بنایا تمھین عجیب کیا
اوسکے بدلے مین سلوک آپنے کیا خوب کیا

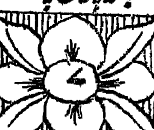
بی حجاب آور وہ ہی ہو کر مجھے محجوب کیا	تمنے جو امر کیا وضع کے معیوب کیا



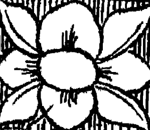
آگے اس طرح کی صحبت نہ رہا کرتی تھی
آگے اس طرح کی رانڈ ہی نہ بہا کرتی تھی



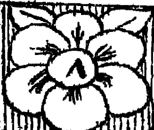
آگے یہ طور نہ تھا اب جو غضب ہوتا ہے	کنسر ایک ایک سے اسم طلب ہوتا ہے
بے پیے چین پیتے تمکو یہ کب ہوتا ہے	نہیں معلوم کہ کون اسکا سبب ہوتا ہے



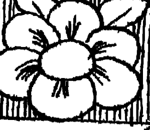
ہیں بڑی غیر ونکی لوگون نے بگاڑا تمکو
جوڑ کر کے مری گھر سے اوکھاڑا تمکو



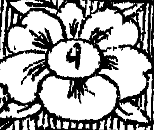
تمہ اسطرح سر افراز نہ ہوتے تھے کبھی	آئنہ دیکھکے سو ناز نہ ہوتے تھے کبھی
فاش اسطرح مری راز نہ ہوتی تھی کبھی	سحر کی باتون سے اعجاز نہ ہوتے تھے کبھی



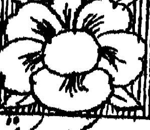
ان دنون میں تری صحبت کا تو یہ رنگ تھا
جوڑ باز ایک نہ تھا ایک حکبت رنگا تھا



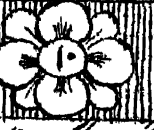
غیر کی بات کمان ذہن نشین ہوتی تھی	ابر ہوتا تھا مگر برق کہین ہوتی ستی
تمہاٹ لو جیندی کی تنہی جب تو ہین ہوتی تھی	فقنا جب کہا کیکو کہتے تھے سنہین ہوتی تھی



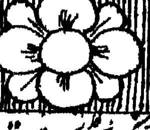
مہین تاڑی کی نہ اسطرح بہر رہتی تھی
ڈبیان یا تو تمون ہی یونہی بہری رہتی تہین



صاف تو یہ ہی یہ تنشا یہ کرنک کاہی کو تھی	صاف تو یہ ہی کمر میں یہ سیجک کاہی کو تھی
صاف تو یہ ہے یہ رنگت میں چمک کاہی کو تھی	صاف تو یہ ہی کہ یہ نوک پلک کاہی کو تھی

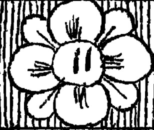


اگلی اس طرح بدن میں کبھی بو باس نہ تھی
ڈھونڈھ لیتے مین جسے آگے تری یاس نہ تھی



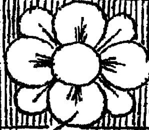
کوہ جو ہم آگے بہی دہنیو ہی میں پڑے رہتے تھے	لوگ اس طرح نہ گھر میں پڑے رہتے تھے

روکنے کے لیے دربان گہر سے تبتے تھے | چاہنے والے نہ گلیون مین اٹھ رہتے تھے

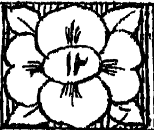


۱۱

آگے اس طرح کسی سے نہ لڑی تھین آنکھین
سب کے آنکھون سے تو آگے بھی بڑی تھین آنکھین

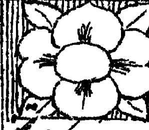


دیکھتا تمکو نہ آتا تھا دکھاتا کیسا | یہ نہ معلوم تھا ہونا ہے نشانہ کیسا
جھوٹھی قسمین کسی کہتے ہین بہانہ کیسا | منہ سے آواز نکلتی نہ تھی گانا کیسا

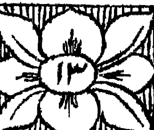


۱۲

دل کے لینے کی کوئی گہات بھی معلوم نہ تھی
بات کرنے کی کوئی بات بھی معلوم نہ تھی

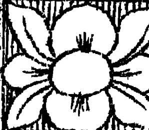


ابتو کیا کیا نئی انداز نکالے تم نے | واہ کیا ڈھونڈھ کے دمساز نکالے تم نے
آشنا سارے دغا باز نکالے تم نے | نئے اعجاز نئے ناز نکالے تم نے

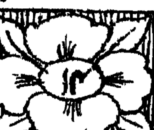


۱۳

نئی طرح دل مین سمائی ہے خدا خیر کرے
نئی طرح وضع بنائی ہے خدا خیر کرے

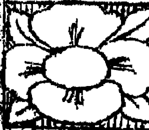


آدمیت سی نہین آپ کو مست دیکھ لیا | پیار کرکے تمھین جس مین برس دیکھ لیا
اب زیادہ نہین بندے کو ہوس دیکھ لیا | خوب سا دیکھ لیا آپ کو بس دیکھ لیا

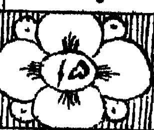


۱۴

اپنی جانب سے ملاقات نبھا مین کب تک
تم مرو اور کسی پر تمھین چاہین کب تک

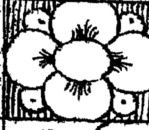


ہو نہ مغرور کہ ہم پر بھی یہی عالم تھا | یاد تو کیجیے کچھ آپ سے بندہ کم تھا
جیسے ہی سج ہو تم مین بھی یون ہی مین یکتا تھا | آج تک کہتے ہین سب لوگ عجائب ہم تنہا



۱۵

جب یون ہی حسن سے مغرور رہے ہم تم دونون
لکھنؤ مین یون ہی مشہور رہے ہم تم دونون



بلکہ رنگ آپکا مدہم تہا مری رنگت سے | آئینے مین نہین ملتا تہا سی صورت سے

آئینہ دو دو پہر دیکھتے تھے حیرت سے | لوگ سب ڈرتے تھے کہہ سکتے نہ تھے دو

16
منہ پہ منہ رکھتے تھے ہم شرم تمھیں آتی تھی
بات کرتے ہوئے رنگت سی اڑی جاتی تھی

خود پریزاد تھے ہم تمکو سمجھتے کیا تھے | سیکڑوں دیتے تھے دم تمکو سمجھتے کیا تھے
کچھ ہمارے رنج کا غم تمکو سمجھتے کیا تھے | روز کرتے تھے ستم تمکو سمجھتے کیا تھے

17
رات بھر وصل میں رکھتے تھے لڑائی تمسے
چھین لیتے تھے خفا ہوکے رضائی تمسے

جاڑا دن روزوں کا کھانا تو ذرا یاد کرو | چھپکے لیٹے ہوئے گانا تو ذرا یاد کرو
رات بھر میرا ستانا تو ذرا یاد کرو | صبح تک پاؤں دبانا تو ذرا یاد کرو

18
یہ تو کچھ بات نہیں بات کوئی یاد نہ ہو
اور سچ کہیے کہ جو ان باتوں نہیں بتاتا وہ تم ہو

یاد تھی رات کا سونا بھی تمھیں بھول گیا | وہ دوپٹے کا بچھونا بھی تمھیں بھول گیا
سینہ پہ لیٹے ہوئے رونا بھی تمھیں بھول گیا | کیا مسہری کا بھگونا بھی تمھیں بھول گیا

19
کیا ہوا غیر کی الفت میں جو بیہوش ہو تم
خود فراموش نہیں وعدہ فراموش ہو تم

اگلی باتوں کو ذرا یاد کرو یاد کرو | مفت برسوں کی ملاقات نہ برباد کرو
ترک منظور ہو بالکل تو وہ ارشاد کرو | پھر نہیں ملنے کے ہم رو او کہ فریاد کرو

20
حشر تک پھر نہ ملیں گے جو خفا ہونگے ہم
وصل ہوگا نہ کبھی ایسے جدا ہونگے ہم

جھوٹ ہم ہی جھوٹ سہی اکھو تمھیں چھیڑتے ہیں | اپنی صورت پہ ہو مغرور تمھیں چھیڑتے ہیں

عاشقون کا ہی یہ دستور تمہین چہیڑتے ہین | ترک بالکل نہین منظور تمہین چہیڑتے ہین

۲۱

اب بہی کچہ بات نہین ہے جو منالو ہمکو
ہمنے جو باتین سنائی ہین سنالو ہمکو

نسکے جلسے کی خبر آئی تہی سرشار تہے ہم | غصہ اس طرح کا تہا روح سے بیزار تہے ہم
کیا ہوا مارنے پر غیر دنکے طیار تہے ہم | آپ مین کا ہیکو تہے نشئے سے ناچار تہے ہم

۲۲

مفت مین آپ سے او بہی ہوئی تقریر ہوے
بشریت تو ہی انسان ہین تقصیر ہوے

رنج اب جانی دو صورت نہ پریشان کرو | کوس لو کاٹ لو جو چاہو تم ایجان کرو
بس اوٹہو بہر خدا وصل کے سامان کرو | دیکہو گہور و نہ بہت اپنی طرف و بیان کرو

۲۳

مجہسے بیفائدہ کی یہ خفگی جانے دو
بس رولایا بہت ایسے تو ستے جانے دو

تم جو ملجاو تو ہو عید ہمارے گہر مین | سجدے کرتے پہرین ایجان اسی ساری گہر مین
ہو چلین وصل کے سامان تمہارے گہر مین | حشر تک ہون نہ رقیبون کے گذارے گہر مین

۲۴

گہر سے نکلین نہ کبہی اپنا جو گہر ہو دلمین
عشق پیدا وہ کرین ہم کہ اثر ہو دلمین

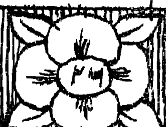
ہمسے ملجا د رقیبون کو خفا ہونے دو | سایہ کی طرح سے دم بہر نہ جدا ہونے دو
اپنے بیمار کی لازم ہے دوا ہونے دو | زندگی تلخ ہی جینے کا مزا ہونے دو

۲۵

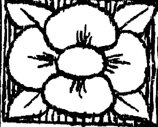
نہین ملنے کے کہین چاہنے والے ہمسے
سارے عالم مین نہین چاہنے والے ہمسے

ہم وہ عاشق ہین اگر تیرا اشارہ ہوجا ئے | مال کیا جان کا دینا بہی گوارا ہوجائے

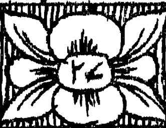
شمع پالشا بھی سب سے کنارہ ہو جائے — چھوڑ دین گھر ترا کوچہ ہمین پیارا ہو جائے



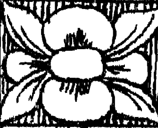
ہم وہ عاشق ہین ہتھیلی پہ ہمیشہ سر ہے
جان مانگو تو اسی وقت کہین حاضر ہے



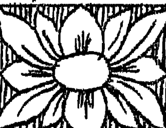
خود گلا کاٹ کے مر جائین اگر مرضی ہو — ابھی کوٹھی سے اوتر جائین اگر مرضی ہو
مر کے اس کوچے سے گھر جائین اگر مرضی ہو — منہ سے جو کہتے ہین کر جائین اگر مرضی ہو



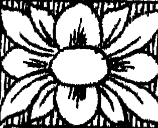
آزما دیکھیے اسمین بھی نہین بند ہین ہم
آپ راضی ہون تو باللہ رضامند ہین ہم



خوب اسوخت کہا آپنے واللہ سحر — اپنے غصے سے کیا خوب انہین آگاہ سحر
رونے ملنے کی نکالی یہ نئی راہ سحر — توڑ کے بند کہی صل علی واہ سحر



دل جلانے کی یہ تدبیر نکالی تمنے
مار رکھنے کی یہ تقریر نکالی تمنے



قصیدہ اول

ہو گئی اور ہی کچھ اب تو ہوائے گلزار — دھوم ہے آئی بہار آئی بہار آئی بہار
باغ مین ہونے لگی خانۂ عشرت طیار — ہر رگ تاک نظر آئی طناب معمار
بارہ دریون مین لگائی گئی جہاڑ آئینے — چلمنین سبز سنہری ہین پڑے گلابی گلنار
جابجا ہونے لگی اطلس و مخمل کے فرش — چھتین سونیکے بنائی گئین سب مینا کار
سرخی کوٹی گئی ہر ایک روش کے اوپر — مہندی کتری گئی چھانٹی گئی سرو گلزار
پہلے سے ہو گئی صاف ہوئی صحن چمن — باغ سے دور ہوئے برگ خزان کی انبار
باغبان مٹھیان ہاتھو مین لیے پھرتے ہین — قد آدم سے نکلنے نہین پاتی اشجار
پھول جتنے ہین مین مصروف بدل ہین گلچین — جتنے صیاد ہین گلشن مین ہین مشغول شکار

ٹھنڈی ٹھنڈی ہے ہوا چھائی ہے گھنگھور گھٹا — زیر تاک انکی سہو تین پڑی ہین میخوار
مینہ برستا ہے جھما جھم کبھی کھلجاتا ہے — کبھی گھر آتی ہے بدلی کبھی پڑتی ہے پھوار
کیاریان ساری ہین لبریز لبالب ہین چمن — باغ سیراب ہین سرسبز ہوئی ہین اشجار
نہرین دریا ہوئی ہین ڈوبی ہین سبزے جوار — نظر آتا نہین اس پار کا سبزہ اوس پار
کوئلین کوکتی ہین بولتے ہین طاؤس — جاتا ہے قرقرونکا شور فلک پر ہر بار
کبھی بیساختہ کرتا ہے پپیہا پی پی — چہچہے اپنے سناتی ہے کبھی بلبل زار
حکم ہوتا ہے یہی باغ کی داروغہ کو — چاندنی کی شب مہتاب مین کھنچے بہار
تھیلیان شیشی کی انگور کی خوشون پہ چڑھین — بادلے اور تمامی سے منڈھے سب اشجار
جا بجا باغ مین اس طرح کی تصویرین ہین — کسی کے پاس ہو بایان کسی کے پاس ستار
دبانون تانون مین بستی ہے یہ موسم ہر — کیون نہ انسانکا دل ہو مدہوشے ہمہ خوشی بار
قہقہے رندونکے ہین شور ہین میخانون مین — جسطرف دیکھئے اب چار طرف ہے یہ پکار
بیعت دست سبو پیر مغان ہوتی ہے — زاہدون نے بھی کیا بادہ کشی کا اقرار
واہ رے رنگ ہوا واہ رے تاثیر بہار — محتسب کہتے تھی جنکو وہ ہوئے ہین میخوار
کہتے ہین پیر مغان کھولکے دل پیو شراب — شیشے کیا مال ہین کہی ہین قرابے طیار
رات دن جشن مین چلتی ہین شرابین نشاط — نہین معشوق سے خالی کوئی آغوش و کنار
نشہ مین چور ہین سب پاس ہی ایک ایک پری — رنج فرقت نہ کسی کو ہے نہ خوف اغیار
دور مین کہتے ہین آباد رہے صحبت یار — بادشاہی کی ہوس ہے نہ خدائی درکار
عیش و عشرت کی جو سامان ہین موجود ہین سب — باغ مین ملتی ہے جو چیز جسے ہو درکار
کرسیان میز شراب اور کبابونکی پلیٹ — شیشہ و جام سبو ساقی مستعد ہین پر یار
گانا ہوتا ہے کہین ناچ کہین ہوتا ہے — کہین باجون کی گمک ہے کہین آواز ستار

کوئی جا باغ مین خالی نہین ان جلسون سے
جسطرف کوئی نہین ہے تو وہان ہی یہ بہار

تالیان پتّے بجاتے ہین صبا ناچتی ہے
گاتی جاتی ہی چمن مین غزل بلبل زار

کیا غزل ہی کہ نہ دیکھی نہ سنی آج تلک
رنگ ہی رنگ ہی ہر شعر مین ہے وصف بہار

گوش گل جسکو سنین دیدۂ نرگس دیکھین
ای سحر سننے کے قابل ہین یہ رنگین اشعار



غزل

یہ چمن دہر مین ہوتی ہی یہ تعظیم بہار
سرو قد سبکو اوٹھاتا ہی ہوئی گلزار

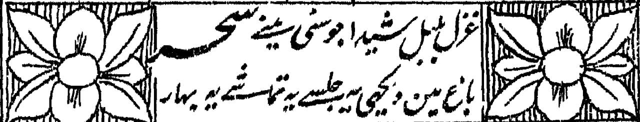
دامن یوسف ابر آج نہین بچنے کا
بڑھتے ہین دست زلیخا کی طرح دست چنار

آسمان ابر بنا باغ مین آنے کے لیے
سیر کرنیکو ہوے سارے ثوابت سیار

روی گلہای چمن سرخ ہین کیون مدام
نشہ زر ہے وہ نشا کہ نہین جسکا اوتار

کون ہی وہ جو نہین محو تماشای چمن
سرو کیا بہول گئے آب روانکو رفتار

ہی عجب طرح کی تاثیر ہوا مین بلبل
کسی معشوق کو عاشق سی نہین ہی انکار



غزل بلبل شیدا جو سنی ہی نے سحر
باغ مین دیکھی ہی جلسے یہ تماشے یہ بہار

بادۂ جام سخن سی ہوئین آنکھین گلنار
طبع رنگین کو ہوا گلشن مضمون درکار

یہ نواب کہا ایسا قصیدہ یہ سنے
جسکے ہر لفظ پہ قربان ہین گل لاکہ ہزار

بوی ہی سر مین ہی یہ خوشبو کہ دردو ملت
مشک نافون کو دیتے ہین ہوا عطار

آج کس لطف سے دیکھی ہی سواری حضور
روش باغ پہ جسطرح پہرے باد بہار

یہ ہوادار نہین تخت سلیمان سے کہین
موج ہی شہپر پرواز ہی اوڑتی ہین کہار

کیا چمکتی ہوئی رنگین بلی ہے وردی
کرتیان بافتی ہین بانات شفق کی گلنار

خوبصورت ہین یہ سب انک پری غیرت حور
پگڑیان شعلۂ خورشید ہین گیسو شب تار

نور کی چال ہی خود نور کی ہین نور بہی — جو کھڑے ہون تو ثوابت ہین چلین تو سیار
کیا سبک خیز ہین مانند ہوا جاتی ہین — راہ خوابیدہ قدم سے نہین ہوتی بیدار
رعد کیطرح سے آواز لگاتی ہین نقیب — جھومتے آتے ہین ہاتھی روشن ابر بہار
خاصے جاتے ہین چمکتے ہوے بجلی کیطرح — انکھہ آہو کی جھپکتی ہی یہان وقت شکار
کیا سواری ہی کہ دریا کیطرح جاتی ہے — کبھی اس پار ہین جاتے تو کبھی ہین اوس پار
دیکھی صحرا مین سواری تو کہی قیس کے روح — شتر اسوار ہین لیلی کیطرح ناقہ سوار
کہکشان ہی فلک پیر کو کہتے ہین فقیر — لیجیو لیجیو جاتا ہے یہ تھیلی بردار
خاصبردار وہ ہر ہین ہی شمع سر طور — غش ہی موسی کیطرح چشم تماشا ہر بار
خاصیون کی ہی غلافون مین عجب عالم ہی — آستینونمین ہی جسطرح میان یار وہی تار
کیا سہاوے ہین جب ابرو کا اشارہ پایا — ٹوک کر جہین لیے ترک فلک کی ہتہیار
توسن عکر کی لو باگ سحر اور طرف — کیون مکدر رہو سواری مین کہ اوڑتا ہی غبار
مثنوی ہی کہین دیکھی ہین قصیدے ایسے — حرف تقریر مسلسل مین نہین ہے بیکار

قصیدہ دوم

ہوتلین لاو براندی کی منائین ساون — آج کل باغ یہ عالم ہی گھٹا پر جوبن
ہای کیا ابر ہی کیا باغ ہی کیا سبزہ ہای — بوندیان پڑتی ہین چلتی ہین عجب سن سن
باغ بہر مین نظر آتی ہین کنول پانی کے — صاف تالاب مین ڈوبے ہوئی شیشو کی چمن
شبہہ ہوتا ہی کہ اوڑتے ہین ہوا مین نکلے — اوڑکے آتے ہین جو منہ دونکیطرف برگ سمن
پانی پتون ہی ٹپکتا ہی شرابور ہین پیڑ — دہو گئی دہانی روشین صاف ہین جیسے خندان
انکھہ ہر بار پہسلتی ہی طبیعت کی طرح — چلتی رانونکا سا عالم ہی جہان تک پہسلین
باعجبان ٹوکتے کرتی ہین کہ پانی کھیلنے — خوف ہی لال کہین ٹہرونکا نہ پہسلے رہ عشق

اسقدر باغ چمن ہے کثرت شبو و سمن
لین جا ہی بھی تو سے کھلتے نہین غنچونکی دہن

انتہا ہی کہ جگہ نالہ بلبل کے نہین
جسطرح سے کہ گلستانمین نہین جای سخن

لعل لب مین شجر ہی مثل عقیق شجری
موتیا پھولا ہی ہونٹون پہ نہین در عدن

دست گلچین مین جو دانہ کوئی ہو جاتا ہے
شاخ انگشت نکل آتی ہی یا شاخ سمن

سو تم بار وری ہی یہ قضا کی دن مین
پیڑ جھکیا سہلتے ہین ان فرو نمین پہ بدن

خوف رہتا ہی یہی شہر کے معشوقونکو
شجر قد مین نہ ہو جائین کسی سبب ذقن

بار وریون مین یہ آتی ہی چمک بجلی کی
شبہ ہوتا ہے کہ سب جھاڑ ہوی ہین روشن

کیا گھٹا چھائی ہے کیا کوند رہی ہی بجلی
جیسے نیلم کے نگینے پہ جڑا ہو کندن +

جسطرف دیکھیے گھنگھور گھٹا چھائی ہے
کئی دن ہو گئی دیکھے نہین سورج کی کرن

وہ دھوان دھار گھٹا ہی وہ اندھیر لگا ہے
شمع سوجھی نہ پتنگونکو اگر ہو روشن

کسقدر چارطرف ابر ہے ماشاء اللہ
چشم بد دور نہین دیکھا ہے ایسا ساون

اسقدر زور سے چلتے ہین ہوا کے جھونکے
پیڑ اسطرح جھکے جاتے ہین جسطرح دولہن

ساری کمرونمین چلی آتی ہی مینہ کی بوچھار
بھیگنے سے نہین باقی کوئی پردہ چلمن

مینہ برسنے کی ہے آواز ہوا کا غل ہے
شور سے سر پہ اوٹھا ہے چمن مرغ چمن

ہر شجر مین قد محبوب کی موزونی ہے
آج گل و برگ پہ ہی سبزہ خط کا جوبن

ابر تاریک ہی سب جھول رہے ہین پتہ
رات کے دھوکے سے لگتے ہین کوئی آئین

جابجا کیاریون مین ناچ رہی ہین طاوس
رنڈیان گاتی ہین ہر پیڑ کے نیچے ساون

کیا گلے نور کے پائین ہین خوش آوازونمے
نور کی صورتین ہین نور کی ہین سبکے بدن

ایسے گاتین نہین جیسیکھے نہ یہ سینہ سیکھے
یہ کمر کوئی نہ دیکھے نہ یہ سب بے ساختہ پن

واہ رے نوک پلک واہ او رہی گرما گرمی
ظلم کی جھانولیان اور ستم کی جتون

سر کے تعویذ قیامت ہین بلا ہین یہ گلے
اونچی چولی ہی غضب قہر ہے یہ نیچی گردن

جوڑی ہر رنگ کی پہنے ہین عروس نیچے
ابر مین رنگ کہتا ہی شفق کا جوبن

صاف بجلی سی چمکتی ہی بنت پچونکی
ہر دو پٹی کی کرن صاف ہی سورج کے کرن

طائفے ناچتے ہین چل رہی ہاہین ورین کلانہ
ارہٹی بیلا بجاتی ہین فرنگی ارگن

باغ نواب کا تا حشر ترو تازہ رہے
جہولین ہی سبال سحر آکی مناتین ساون

بخدا اقبال رہے صورت مضمون بلند
جب تلک سر مین ہی تذکرہ شعر و سخن

مصرعہ قامت انسان ہی زمین پر جبتک
مطلع مہر ہی جبتک کہ فلک پر روشن

قصیدہ سوم

ایک عالم ہی ثنا خوان حسام الدولہ
آج کس پر نہین احسان حسام الدولہ

بخدا قول کا پورا نہین ایسا کوئی
واہ کیا بات ہی قربان حسام الدولہ

بات جو منہ سی کہی ہوگئی پتھر کی لکیر
صادق الوعد فلا مان حسام الدولہ

قبر مین روح ہلالی کی یہی کہتی ہے
سر مرقد ہے دیوان حسام الدولہ

اس مروت کا بھی انسان نہ دیکھا نہ سنا
سارے ہی اوصاف مین شایان حسام الدولہ

منزلت وہ ہی ہی خدا نے جہان مین ایسی
ہی فلک زینہ ایوان حسام الدولہ

کیون نہ حصہ ہو بھلا خاصہ سلطانی مین
اک نہ اک روز ہی مہمان حسام الدولہ

سچ تو یہ ہی کہ یہ نیت کی ہی ساری برکت
ہوگا خالی نہ کبھی خوان حسام الدولہ

جسکا جو ظرف ہی ملتا ہی موافق اسکے
غیب سی ہوتی ہین سامان حسام الدولہ

ہر پریزاد کا دل پیچ مین آجاتا ہی
زلف ہی سلسلہ جنبان حسام الدولہ

فیض و بخشش کا یہ پھل ہی کہ ثمر لاتی ہین
ہر برس سرو گلستان حسام الدولہ

واہ رے فہم و فراست کہ فلاطون سا حکیم
ایک ہی طفل دبستان حسام الدولہ

دبدبہ ایسا ہی آجائی جو دارا بالفرض
چوب سے روک دی دربان حسام الدولہ

کہیں مضمون بلند عرش کی تاریخ نورین | ہم وہ ہین تابع قربان حسام الدولہ
لکھنؤ کی شعرا مین یہ پتا ہی اپنا | وہ شجر بندۂ احسان حسام الدولہ

قصیدہ چہارم

تمام ہند کے تہا جان لکھنؤ اپنا | ہمارا خسرو جمجاہ جان عالم تھا
جہان ہی قالب بیجان کسی مین تھا جان نہین | فراق موت سی بدتر ہی اوس مسیحا کا
اگر ہزار برس کہائیگا فلک گردش | پھر اس صفات کا ہوگا نہ آدمی پیدا
یہ مومنون سی طبیعت مین خاکساری تہی | وہ مہر تھا کہ در بوتراب کا ذرا
مصاحبون مین تھی سب لکھنؤ کی چیدہ لوگ | ہر ایک شہرۂ آفاق و شاعر غرا
ہر ایک تہا ابوالفضل و فیضی و عرفی | نہ ہوگا اکبر اول کا نورتن ایسا
عجب مجمع اہل کمال تہا افسوس | ہزار حیف وہ صحبت فلک نہ دیکہہ سکا
نہ چوتھی کا کہین جلسا نہ چہیجی کی صحبت | جہان مین شادی و غم دونو کا مزا نہ رہا
نہ پانچوان وقت کی نوبت نہ وہ دیوان گجر | نہ توپ چلتی ہی اب ہی غضب کا سناٹا
جہان مین صاحب جمع سہر کی ہی یہ بیقدر | ٹکے ٹکے یہ بکین اصفہانین کیا کیا
صفائی شہر کی ہی صاف صاف ریتی مین | کہ وہ رتون کی مین تیلی یہ سب کا ہی نقشا
یہ انتہا کی صفائی ہوئی ہی گلیونکی | کہ لکہنؤ مین کسیکا قدم نہین جمتا
بہٹکتے پھرتی ہین گم کردہ کار انگیطرح | وہی تھی ہم کہ خضر کو بتاتی تہی رستا
جنہون نے راہ شریعت مین پاون کہا تہا | ایا ادہنون نی تو بھلی ہی کبھی کا رستا
مکان سیکڑون ٹھکون نے کردی مسمار | تمام شہر کا کچھ اور ہوگیا نقشا
کسیکا کہدگیا پشتہ کہین گری دیوار | چبوترا کہین غایب کسیکا دروازا
جو کچھ خریدکو بازار تک گیا کوئی | وہان سے پھر کے جو آیا تو گہر نہ پہچانا

شکار سفت کا اب کھیلتے ہین تیر انداز
یہ حکم ہے کہ نہ ہون چار ایک جا باہم
عجب باغ تھا رشک بہشت بلخ قیصر
نہال قطرہ سے شبنم کی موتیون سے سفید
چمن لطیف لطیف اسکو نفیس نفیس
وہ لال لال گل سرخ وہ لالہ حمیرا
ہوا کی جھونکون مین بی شبنم جان آتی تھی
فلک پہ دانہ انجم سے ہوتی تھی کرنا
لگا کی دانتون سے بی سدا اک پھینک سے
پڑا جب ابر کی رخ صبا پہ غبار چمن
بہار نشو و نما کی بہار مین دیکھے
چمن مین جیسے دیکھی دانتون سیٹیان پہونچے
ہر ایک بات سی تھا جنون جہان لگتی تھی
زمین باغ مین تھا اتنا کا زور نمو
کہ کر پڑی تھی چمن مین عقیق کی تسبیح
صدای نغمہ سی گونجا ہوا تھا سارا باغ
غزل سرای بلبل صدای خندہ گل
صدای ساز و نوای مغنی و مطرب
عجیب رنگ کا میلا تھا واہ رے ایجاد
غرض فقیر سی تا بادشاہ سب یک رنگ

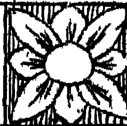
کہ جنگل آہیون کا یہ شہر ہے گویا
وہ دل گئی کہ شب و روز رہتا تھا ہلسا
ہر اک درخت تھا میوہ کا غیرت طوبا
عقیق سرخ کی گل تھی زمرد مین گویا
وہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا اودے اودے
وہ زرد زرد زر گل ہرا ہرا سبزا
حقیقتاً دم عیسی تھی اوس چمن کی ہوا
بہار گل مین جہان چاند کھیت کرتا تھا
چمن کی خاک سی ہوتا تھا موتیا پیدا
بنفشہ قطرہ رخ خال سی ہوا پیدا
شکار فاختہ کو جب وہ سرو قد آیا
ہوا تو باغ لگے صاف ہو گیا سبزا
سبب قند قالب جو عجب ذخیرہ اٹھا
گواہ رکھتا ہون مین شیخ وقت کو اسکا
تو وقعۃ شجری ہو گیا تھا سر دانا
ہر ایک شاخ سی آتی تھی قمری کی صدا
شکست توبہ زہاد و قلقل مینا
وہ کوک کوئلون کی بولنا پپیہون کا
گلے مین کسیکے نہ تھا گیروا بیا جوڑا
روش روش یہ تھی جھمیتی تالا چلا

وہ گھونگھٹون مین محل کی بیگمات گرو مین — وہ جھمکے ریس کے پریون کا تخت پر آنا
پکارتا تھا یہی رعد ساقیا برخیز — بگیر جام کہ ابر بہار آ پہونچا
وہ وہ ہجوم دوام مین واعظ کی کون سنتا تھا — فقط بیان تو بہارا تھا اوسکی رحمت کا
عجب بہار تھی ساون کی کیا جتاتا نگہ — غزل سحر کی یہ گاتی تھی خوش گلو کیا

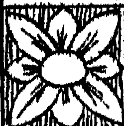


غزل

غزل وہ پڑھتا ہون جسمین ہے رنگ خاص اپنا — چمن مین جسمین ہو ڈنکا مین رنگ بلبل کا
بہار آئی مبارک ہو جشن نوروز سے — پلا دے ساقی چھچھا جام کوثر کا
چمن مین بیٹھکے وصف بہار لکھتا ہون — قلم شراب کی ہو اور گلاب کا تختا
شراب تلکے بکے ہے بہار مین ایکی — نجومی کہتے ہین میزان مین آفتاب آیا
شکار کھیلو بطمی کا چلکے دریا پر — نکل چکا ہی فلک پر سحاب کا خیما
یہ سبزہ لب جو دیکھنا ہی کیا شاداب — کہ غوطہ دیکے نکالی خضر نے سبز عبا
ہوا گھٹا سی اندھیرا جو صحن گلشن مین — تو عندلیبانی باتون کا جھاڑ باندھ دیا
ہجوم گل مین یہ غنچے نہین چٹکتے ہین — چمن مین گل کا کٹورا بجا رہی ہی صبا
جہان بہار مین آنسو گرے تھی جل کے — اوسی زمین پہ ہنستے ہین موتیا پھولا
چمن کے گرد ہون مہندی کی ٹٹیان طیار — گلون پہ ڈالتے ہی آنکھ نرگس شہلا
ہوئی لڑائی زر گل پہ باغبانون مین — دیا شگوفہ سے لو اور تازہ گل پھولا
یہ باغ جسکا ہی نابی شبہ جنتی روضہ سے — حدیث مین ہی کہ دنیا نمونہ عقبا



سحر وہ مرشد کامل ہی خود تو تھے یکرنگ
تمام شہر کو بھی اپنے رنگ پہ کھینچا



غضب ہے یا تو وہ میلے تھے یا یہ ویرانا — مقام ہو کا ہی کوئی نظر نہین آتا

یہ شہر وہ تھا پرستان ایکو سب کہتے تھے — جو قصر تھا وہ اکھاڑا تھا راجہ اندر کا

اوجاڑ اب یہ پرستان بی سلیمان ہے — کہین فراق نصیبون کی ہو تبدل رونا

خوشی ہو عید کی نکلے کہین وہ عید کا چاند — دوبارہ روی ہمایون کا پہر نظارا

صدا وہ ڈفلی کی کانون سی ہین نہین آئی — چلین سلامی کی تو پین خدا کری ایسا

سٹرک پہ باد بہاری جہک کی پہر نکلے — شگفتہ غنچہ دل ہون بہار وہی بیلا

ہر ایک کو پہ چمین میلا اوسی طرح پہر ہو — خدا سے زور کسیکا نہین سوای دعا

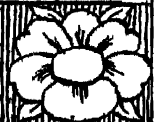
مقام عجز ہی دم مارنے کی جا یہ نہین — جو کچہ فلک نی دکہایا وہ آنکہو نسی دیکہا

خدا ہی جانی نظر کسکی لگ گئی ایسی — ہنسی بہی آتی تہی روی جسقدر رنجیدا

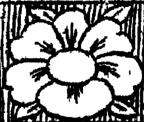
زمین پاؤنکے نیچے سے نکلی جاتی ہے — مگر سفر سے بندہی ہی قدم نہین جمتا

رئیس شہر تو سب اپنی اپنی حال مین ہین — نہین ہے آج کوئی اپنا روکنے والا

نہین قصور کسیکا یہہ خوبی اعمال — مقام شکر ہے لازم نہین گلا شکوا



سمجہ وہ شہر یہ ہے دل دکھا دیا تمنے
اب آگی سننے کی طاقت نہین رہی خدا



کوئی قصیدہ رنگین پڑہو کہ جی سنبھلے — وہ نذر دولے سے جسکا ہو مرتبہ اعلا

وہ کون ہی کہ جناب منور الدولہ — وزیر ایسا نہ آگے ہوا نہ اب ہوگا

برب کعبہ خورش آمدے من نہین کہتا — زمانہ کا ہی یہی قول ایک مجہی کیا

امیر و ابن امیر و وزیر ابن وزیر — محب شیعہ و زوار سید الشہدا

صفائی قلب سے یکسان ہی ظاہر و باطن — غبار و زنگ سی ہی پاک آئینہ دل کا

جمال مہر کا مریخ کا جلال ملا — کمال ماہ کا پایا تو عرش کا رتبا

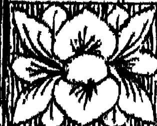
زیادہ وصف کیجیے تعریف جسقدر کم ہے — کہ ایک ذات مین لاکہون صفات ہین پیدا

ملک خصال فلک بارگاہ کیوان سپہر
وقار و شوکت و جاہ و جلال عظمت و شان
غریب پروری و عدل گستری و کرم
فروتنی و تواضع و انکساری و تدبر
نصیب دیدہ و فتح و نصرت و اقبال
ملازمون مین ہین کس کس کمال کی کامل
قمر کے پاس ستاری ہین جیسے شمع کی گرد
جبین کو مطلع خورشید لوگ کہتے ہین
تمہاری کیجی مین ہین پا مژہ تہ ابرو
خدا کی نام کی سمرن ہے ہات مین مدام
یہی ہی آج تلک وجہ سرخروئی کی
پر انکا بہی ہر چند اک زمانہ تہا
جہان مین نام ہی مانند حاتم طا سے
مگر شنیدہ و دیدہ کا فرق ظاہر ہے
کچہ التفات نہین جاہ دنیوی کی طرف
یہ مال سے سمجہے ذرا منصب وزارت کو
عجب کام کیا راستے مین کبہی کے
پکڑ کے قید کیا ڈاکوونکے افسر کو
خوشی تہا آئی فزرا مسند وزارت پہ
سلامی توپ کی اہل فرنگ دیتے ہین

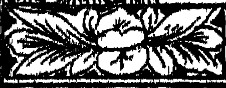
قمر رکاب ہے انجم سپاہ نام خدا
شکوہ و حشمت و دولت عطا و جود و سخا
بجری و عنایات مین کہون کیا کیا
بقدر دانی و جوہر شناسی یکتا
بیان کی نہین حاجت جبین سے ہین ہویدا
مصاحبون مین ہین مثل ... بی ...
قریب گل کی عنادل حضور مین سیدا
کہ آفتاب ہی ماتہی پہ سجدہ کا گہٹا
ضیا ہی عارض انور ہی نور کا ٹیکا
غرض وظیفے سے خالی کبہی نہین دیکہا
بہت شباب مین پابوس ہو چکی ہی جہا
عجب وزیر تہی ہم مثل جعفر و یحیا
ولایتون مین ہین ضرب المثل جود و سخا
اور ہمین سنا فقط انکو نہین انکو دیکہا
جہان مین نہ کوئی ہوگا ایسا بی پروا
کہ لکہ ... کے دید بادشاہ اودہ کو ...
عرب مین مرسوم ہوئی اور ہند مین شہرا
وہ دید و دون مین تہا لاکہون کو ادہ دسوا
زبا خدایہ ہمیشہ حضور کا ...
بہادری و شجاعت کا ہی جو آوازا

جہاں میں آیۂ رحمت ہو سو شوکت لیے — برا ہی راحت عالم اوٹھا لی یہ ایذا
کہاں سے ہو سکے کہاں تک بیاں تحریر — ہزاروں کوس تھا کر فکر ہوئے کہ کہتا
تمام کے بندہ کے سیوا ایسے ہوتی ہیں — جو خیر خواہ خلائق کہوں تو ہی زیبا
شکار شیر میں اوس فیل مست کو مارا — مسافروں کا وہ کرتے تھے دلال تھا گویا
وہاں ہی شیر خدا نے بچا لیا آکر — کہ شہر شب کے نمودار خود ہوئے ہویدا
رنعل کی گولیاں فیل سیہ پہ پڑتے تھیں — کہاں تھا شب تار و شہاب ثاقب کا
برنگ ابر سیہ جہوٹتا تھا صحرا میں — کہ جار زور فلک کو تیر کا مینہ برسا
حضور خود میں بندوق سے لگاتے تھے — نشانہ رات کو بہی آپ سے نہیں بچتا
چراغ گل نہ ہو گو ہے اور گل اوڑ جاتے — تہ کہتے کر لیسے نشانے یہ دل ہو ہوا
نقطہ ہی دسنے ملاتی کہ پڑ گئے گولے — پلک کے آنکھ میں مرغ نگاہ جا نہ سکا
پڑے جو گولی ہوا اوس کے دم گلگشت — تو مرغ نکہت گل باغ میں پھڑکنے لگا
شکار رعب کیا صید گاہ عالم میں — برا ہی نام ہی کوئی نہ جانور چھوٹا
رعایا ہی جو بڑا سے کا عہد دولت میں — اوٹھا دیا ہے ہر اک قوت ہی دار کا جلوا
نمک میں ہی یہ اثر ہے حضور عالی کی — جہاں شیا کوئی تو کر ہوا ہرن مارا
بنی کی سو قت میں نہ ہوتی جو آپ تھا طرسے — شکار آہوی کعبہ حلال ہو جاتا
بچھا ہی فیل سواری کو جیسے ابر بہار — جب ہر کو نکلے سواری سنا کہ میں برسا
نہ ہے وقار کہ کوہ وقار یا تہی ہے — یہ سر بلند ہی فیل فلک کی ٹکر کا
حضور جلوہ نما ہیں جو اسپ تازی پہ — فلک پہ عیسی مریم ہیں طور پر موسا
کہاں ہوتا ہے خوش خرام سبز رنگ کو — کہ کوہ طور پہ موسی نے رکھ دیا ہی عصا
چمک میں ہی جل شرین ہی صاف اسمجھ — عیاں ہی ہو وہ نج ہیں یہ نور کا جلوا

نہیں ہے جھول ہیں سلمی کا پھول زر رشتہ | طلوع مہر ہے دامان طور سے گویا
طلائی حوضی کو کہتے ہیں دیکھ کے لوگ | یہ کوہ قاف پہ جاتا ہی تخت پریونکا
شب وصال ہی جیسا نہیں طلا میں شب بجز | زر سہلی جھول پہ بھی چاندنی کا ہے وہ سہ کا
یقین ہوتا ہے اب دانتونکی سفیدی پے | دو نہر شیر روان بیستون پہ ہیں گویا
سیاہ ہی ہاتھی ہیں ہی چشم مست جادو کے | چلا تو ابر بہار کے گیا تو کوہ ہوا
جلو سا عید میں جیسے ہو تخت طاؤسی | جلو میں ہاتھی کی آگے ہی وہ کتل جا
اسی سے کہتے ہیں اب طے دریا کو دریائی | کہ موج رم سے حقیقت میں بحر قدم دیا
عجب طلسم کا گھوڑا ہی بیتیطیر کی طرح | اگر کہوں عمل طے ارض ہے نہ زیبا
نسیم شہر میں وشت و جبل میں تند ہوا | روش پہ باد بہاری سڑک پہ باد صبا
پری جمال ہی گھوڑے ہیں او سیت | بجا ہی نام جو ہمدم حضور نے رکھا
پھرے ادھر پہ وہ لکے اگر لگام نہ ہو | اصیل تیز رو خوش خرام شایستہ
کبھی سواری میں حاجت ہوئی نہ چابک کی | برائے نام اسی کافی ہی ساز چابک کا
پھری آنکھ کبھی گرم رو پہ صورت برق | سمند ناز کے مانند بارہا چمکا +
بس اب عنان کمیت قلم سحر رو کو | سمند طبع تو منہ زور ہے نہیں رکتا
زمین شعر میں ہرچند ہی بڑی وسعت | مگر دعا پہ کروں خاتمہ قصیدے کا
جہاں میں جب تلک اسپ فلک پھرے آئیں | ہی دست رعد میں جبتک کہ برق کا کوڑا
ہی نیزہ دار فلک کا بھی نام تا روشن | پھرے یہ ابلق ایام جب تلک کا وا

سوار اسپ مضامیں جو ہی میرا ممدوح
الٰہی اس پہ ہو سایہ سوار دلدل کا

قصیدہ پنجم

تراوت آئی ہے آنکھوں میں دیکھکر باران ‏— ہرا ہرا نظر آتا ہے سبزہ مژگان

بہار مین ہی یہ نشو و نمائی باغ جہان ‏— کہ خار خشک بھی ہین نشتر رگ باران

بہار آگئی شبر کی سوئیان چھوٹین ‏— گڑ ہین سگے واں صحرا پہ گل خندان

یقین ہے کہ درخت چنار پیدا ہو ‏— چمن مین پھینکیے کوئی جو دانۂ ریحان

پڑے جو اوس کے رخ فشا پہ غبار چمن ‏— تو نکلے خاک کے دانہ سے گیسو ہی پیچان

عیان ہو سطح رستان پہ تجلّی نوارہ ‏— ملے جو گرد بیتی مین گوہر غلطان

یقین ہی کہ کرن آفتاب کی پہوٹے ‏— خرام مین جو گری زلف یار سے افشان

پڑے جو پچھ طاوس باغ بیضے مین ‏— یقین ہے کہ وہ مین پہوٹنے لگین کلیان

عجیب شان ہی آئی ہین ابر کے ٹکڑے ‏— جلوس عید مین جیسے روان ہو تخت روان

چمن ہر ایک اکھاڑا ہے راجہ اندر کا ‏— ہوا کے جھونکو نے کیا کیا او ترقی ہے پریان

چمن مین بیٹھکے وصف نمو جو لکھنے لگون ‏— مری قلم سے نکلنے لگے خط ریحان

قطعہ

ہوا مین ہی یہ ترو تازگی کچھ ابکی برس ‏— کیا جو باغ ہرے ہو گئے نئے قلیان

خمیرے مین ہی فرنگی محل کی یہ تاثیر ‏— کہ منہ سے چھٹکے نبا بر عیش باغ جہان

قصیدہ ششم

ابھی ہوا چلے بنارس سے اڑا لا بادل ‏— چاہیے ہندوی سو سج کے لیے لنکا بادل

کام کر نہین ہوتا کی اندھیرے مین خلل ‏— باغبانو نکو جو بجلی نہ دکھاتے مشعل

صحن گلزار ہے پہولون سے معطر ایسا ‏— شرم سے عطر مین ڈوبی ہی زمین صندل

تم یان کرتے ہین مستی مین جو چلتے ہی ہوا ‏— ٹوٹا جاتے نہ کہین سرو چمن کے بوتل

ابھی فلک با عمیر ہم سہر جو کبھی آتے نہ ‏— جو کشش کی ہی نہین پنبہ مینا بادل

باغ مین ٹکے نہالون پہ چمکی ہی کلی ‏— بار ہا شہرون سے بھی لیتے ہین پانی بادل

نشہ برسنے مین جو دونی نظر آتی ہی بہار
چشم نرگس یہ سمجھتی ہی کہ مین ہون شل

دو قدم قطع کرے ابر بہاری تو روا
باغ مین پانے کے جاوے رہو اگر مستقل

روشنی صاف ہین ایسی کہ بیٹھے ہی ہوا
پہول جاتین نہ سکے کھینچے ہیر سنبل و سنبل

آنکھین نرگس کی ہی ہر وقت سکا کرتی ہین
آتش گل سے اگر گرم ہی بلبل کی بغل

آپ نہ آئیگی خزان اور نہ جائیگی بہار
باغ کو گہیرے ہوے چار طرف ہین بادل

دمبدم رعد کی آواز چلی آتی ہے
شیشہ و جام ہی خالی نہ ہے دست بغل

آج تو خوب ہی جی کھول کی پی جیا رو
کل خدا جانے نکرو دیکھ لیا جائے گا کل

وجد کرتے ہین ستکسار کی آواز ملن پہ
دل زہرہ بہی یہ کہتا ہے کہ پاؤن کو چل

قہقہے رند ہنسی کے نا وش مین جاتے ہین
لگیا اب تو وشتون کی عبادت مین خلل

ہو گئی جا بہ زاہد کو بہی تاثیر ش مد
کر دیا باجین کی آواز نے دلکو بیکل

مدرسون سے نکل آئی ہین مدرس ساری
ودو نیچے جو رشتے وہ عمل جو بیٹھے تھی عمل

مل گئے آکے رندون مین لگے پینے شراب
عقل جاتی رہی نشہ نے بنایا مہمل

واہ کیا شعر تحریر ہین کہ بقول عرفی
بلبل آمد بہ بلبل یہ تمنا سے غزل

قطعہ

آب تو تاب ایسی ہی سبزہ مین ٹہرتی نہین آنکھ
نہر ہیرا کی نظر آتی ہی زمرد کی کہرل

عکس گلزار چمن پانیمین یون ہین جیسے
ورق سیم و طلا کشتیمین جوتی ہین حل

ہمکو پیڑونکے تہالون مین نہاتے ہین لال
سو کہتے سے کہتے ہوجاتی ہین بالکل بیل

اثر باد بہاری سے بنے ابر بہار
منہ برسنے مین اگر ادڑہ کی نکلو کل

اس قدر شوق تماشای چمن ہی سبکو
نیم رخ کھینچیے تصویر تو ہو مستقبل

صندلی رنگ ہوا چہرہ چڑہا مین تیوری
بڑہ ہیے بہر حسن جبین صورت شاخ صندل

قوت نامیہ ایسی ہی کہ پڑ پھٹتے ہین — کسی مین سے پھول کہین بوٹے کسی مین کونپل

کس قدر کیاریون مین جمع ہین گلہای فرنگ — یہ پرے ون کی لیے ہوتی ہی شایستہ بغل

کیون نہ حیوانی ہون انسان مجھ ایسے لیکے — دامن باد بہاری ہی پری کا آنچل

ابتو باتونمین نکلتی ہین ہزارون شاخین — باغبانون مین جو ہوتی ہی کبھی توتول

قصیدہ ہفتم

یہ دہوم دہام سے آئی ہی ابکی سال بہار — کہ باغ خلد مین پہنچے ہین نالہ ہای ہزار

یہ انتہا کی ترو تازگی ہوا مین ہے — ہوے ہین سبز جنگل مین جلد رستہ اشجار

نمو کے فیض سے پتھر ہوا و بھلے سبزہ — کھرل مین جگال کے پانی چھپے زنگار

الاچی دانی کو رکہدے جو کوئی گلشن مین — نمو کی فیض سے شاخ نبات ہو بسیار

عجب نہین ہے اگر عمر باغبان بڑہ جاے — کہ مثل آب بقا ہے طراوت گلزار

گھٹا مین یون شرر افشان ہین نالۂ بلبل — شب برات مین جسطرح چھوٹتے ہین انار

تمام پتے درختون کی برگ عشرت مین — ہوا سے آتی ہی آواز جہانجھ کی ہر بار

قصیدہ ہشتم

رند و بہار سے گئے پتا ہوے خزان — جمنا بھی جامنون کی شرکے سے ہو روان

سرسبز عیش باغ ہوا دل ہرے ہوے — ہٹنے لگے نکہار جہان دیکہیے وہان

سنتے ہین ہوتی جہیل مین پانی بہی آگیا — پتہ اندیان بھی ہونے لگین بہر امتحان

کیا کیا ہرے ہین سرو قد نکی بدن ہرے — پتے ہین نور تن اور تیرتے ہین اندویان

ہر کوچے مین بہار نے سادگی کی ہے — کیا کیا درخت سیچتے پھرتے ہین باغبان

کیا باغ عیش باغ ہی بیشک بہشت ہے — جائے کبھی بہار نہ آئے کبھی خزان

بلبل کو وصل گل ہے تو قمری کو وصل سرو — عیسیٰ وہی چمن مین نہ گلچین نہ باغبان

بلبلا ہر ایک طوطے ہے مشتاق وصل گل
اب تو بقول حضرت سودا یہ رنگ ہے
پہرتے ہیں عیش باغ میں لالہ باغ باغ ہے
یہ باغ سبز وہ ہے دکہاؤں جو غنچہ ہو
خوشبو و شگفتہ رنگ چمن میں جما لیا
شفاف کوہ و دشت ہیں آئینے کی طرح
واعظا کی ریش تک تو ہی رنگین خضاب سے
ابر چمن نے سب گناہوں کو دہو دیا
پیمان حال کون ہی کس سے کہے کوئی
کس حال میں پہنسا ہی کس عندلیب کو
چہرے شگفتہ ہیں غنچوں پہ بہار ہے
نیرنگی جہان نے دکہایا ہی زور رنگ
کچھ اس بہار میں ہمیں وحشت زیادہ ہے
ہمکو بہار باغ مبارک ہو بلبلو
پہنچیں تو قطعہ سجا رہتے ہے جنت مکان ملک
کیا کیا ہتی عنایت شاہی فقیر پر
رہتا ہے ہمکو شغل ہمارا جسے جا عیش باغ
دو پہول ساتہ اونکی کوئی توڑ لائیگا
جوش جنون میں کانونکا ٹہہر افسوس ہے
زندگی پہرتی رہی بدلی گہری رہی

ابر بہار اسکے پڑا ہو بکا ہے وہاں
بہشتے جو زرد تہے وہ ہوئے شاخ زعفران
ہر ایک سرو قمری کی بغل میں ہی نوجوان
تم کیا کہو دوڑے آئیں تمہارے فرشتہ عنوان
دیوار باغ ہو گئیں مہندی کی ٹٹیاں
چہا ہوا ہی زمین پہ گویا کہ سب آسمان
دہوپ کی ٹٹیاں ہی ہیں مہندی کی ٹٹیاں
مجرم تو ہیں پرست نہ سکھلیں نہ باغبان
صیاد کے ستم نہیں اپنے قابل بیان
سنکر رہی او جان کی پہینکا ہی آشیان
کیا کیا حجاب ہیں گل و بلبل کے درمیان
سچ کسی کی دیکھ نہیں سکتا آسمان
سنتے ہیں دل ہی یوسف گم گشتہ کا روان
اب شعر خوانیاں وہ کہاں اب سحر کہاں
ہر پر زرد جاتے ہیں گل معشوق کی دامان
چہیڑو نہ ذکر طول نہ ہو جاوے داستان
تکلیف سیر ہمکو نہ دیں یار مہربان
جاتے ہیں سنجہ تیس کو دیکے سو ارمغان
گہر کی کہنچی ہوئی ہوا جا کو لوٹ جان
ہمکو جدا دکہلاے نہ اب رہ آسمان

ونیلگون تامیونکا نہ باقی رہے نشان
قربان اس عروج باغ کی صدقے مزاج کے
کچھ تجھکو شرم بھی نہیں آتی ہوائی فلک
فرہاد کوہ پر ہے نہ مجنون ہے دشت مین
وہ دشت ہے جہان نہین ملتے خضر تلک
ہر گام پر صدا جرس دل کی ہے یہی
چھوڑو نہ لکھنؤ کو خدا کے لیے سپہر
بہلا وجی کو لوگون مین بس آدمی بنو
رہتے ہو زیر سایۂ نواب نامدار
ہمسایگی کے شرعاً و عرفاً حقوق ہین
صاحب تمہارا اور عریضہ پڑا رہے
ایسا امیر ابن امیر اور کون ہے
خیر الامور اوسطہا پر عمل کیا
ہیں اگر وزیر دوم تو بجا ہے یہ
شاہ اودھ نے مصلح سلطان دیا خطاب
ہو جا سیاہ غنچہ سوسن سے کم نہین
اس پوچھی مین جو زلف معنبر کو دیکھے
تار شعاع تسمے ہین تکیے ہین نور کے
شہر سبا کی سیر کا آئے اگر خیال
تختے مین دو ترارے اگر اسکے دیکھ لے

دو چار اور بھی ہیں فلک سے جو قدردان
اعلیٰ سے سرو مہربان ادنی سی گدیان
آخر یہ سحر ہگیا ہمین تو کہان کہان
دل پر جو کچھ گذرتی ہے کس سے کرون بیان
جاتے کہان ہین منزل مقصود سے گذر کہان
کچھ خبر ہے یہ دشت کہان تم یہان کہان
روون کی زندگی نہ کرو شفقت ارکان
اپنی بھی تمکو قدر نہیں فخر شاعران
اور سنئے ثریا وہ کون ہے صاحب کا قدردان
اس پر یہ طرہ ہے کہ قدیمی ہون مدح خوان
چاہو تو دستخط ہون ابھی لاکھ عرضیان
مردم شناس صاحب اخلاق نکتہ دان
رکھا قدم جو راہ توسط کے درمیان
رتبہ ملا کسی متوسط کو یہ کہان
کرسی وہ دی کہ پست ہوا مہر آسمان
مثل قبائے گل ہین کہارونکی کرتیان
مجنون کو صاف محمل لیلےٰ کا ہو گمان
باد سحر کے جھونکے ہین وکٹوری گھوڑیان
تخت پری ہوا اوڑے وہ گھوڑا ہی زیر ران
رہ جای رقص بھول کے طاوس آسمان

حاجت نہین ہے چابک و مہمیز کی کبھی
گھوڑون مین سوار کو کافی ہے ایک ران

شپیکون سے کرشمے ہین مین اٹھائین
پہونچی ہے دلکشا کی سڑک تا بہ کہکشان

راکب سی مدعی سے جو ہو لعبت شیرین
مرکب کبھی جھپک کے یہان ہے کبھی وہان

گھوڑا نہین عمل ہے کوئی طی ارض کا
مانا اسپ بےنظیر ہے لیکن یہان کہان

بیشک سمند ناز جو پامال دل کرے
ممکن نہین کہ خاطر نازک کو ہو گران

سرپٹ مین گرد کو بھی نہ پہونچا سمند تک
چالاکیون کے باب مین قاصر رہی زبان

نالی مین عاشقونکے چھینٹے قبور مین +
تختے کی طرح لوٹتے ہین آٹھون آسمان

ہاتھی بھی طور سونڈ عصا ہی کلیم ہے
ہر موج کی ہی چمک کہ تجلے سے بیگمان

مانند ابر آتا ہے کیا جھوم جھوم کے
جاتا ہے جب ادھر سے اوٹھی توپ کا دھوان

زینے پہ رکھا پاؤن فلک پر گیا دماغ
بام وصال یار کی گویا ہین سیڑھیان

سیمرغ کوہ قاف مین طاؤس ہو گیا
سدرہ پہ آج کل تو اگایا ہے آشیان

جا ہے ادب ہی یہ شب معراج اگر کہون
نواب دیکھتے ہین مگر سیر دو جہان

کیا لطف ہی سحر بھی خواہی نہ ہو گئی
مضمون بلند ہے تو ہین بالائے آسمان

پھر اور پاس بیٹھ کے سوجھے گی دور کی
پہونچیگا اپنی فکر کا گھوڑا کہان کہان

پھر دلکشا مین ہین کبھی جو لکھی ہین کیسے
ہر روز نظم ہوگی نئی ایک داستان

تاریخ ہر محل پہ غزل ہر مقام پہ
ترجیع بند خمسے قصیدے رباعیان

حاضر ہین بس رکاب ظفر انتساب مین
موجود ہین سواری اقدس شاہ جہان

اپنی بغل مین اپنا قلمدان آپ ہین
رفیقون کے سرور مین ہے شیرین زبان

چھوڑین خدا نخواستہ کیون گھر کو ہم
زاغون مین جاے بلبل شیدا ہوئی کہان

ہوتی ہی اب ملازمت بادشاہ ہند
اب دیر کچھ نہین ہے خدا ہو جو مہربان

ممدوح میرا ساتھ مجھے لیکے جائیگا
اسکے صلے مین خلعت شاہی کا ہی گمان

خوش ہوین گے شعر سنکے بہت بادشاہ بھی
جنت مکان کی طرح سے قدردان میان

نواب نامدار ہو دنیا کے عیش ہون
جی چاہتا ہے جیسا اوسے کیا کرین بیان

اللہ جانتا ہے تمنا ولی جو ہے
کہنا نہ چاہیے اوسے لوگون کے درمیان

سارا قصیدہ ہی نئی انداز مین تمام
عرضی کی احتیاج نہین بہر نکتہ دان

سو سو تکلفات مین ایک ایک شعر مین
ترکیب لفظ و معنی و رنگینی بیان

فردوسی زبان ہو حقیقت مین ای سحر
دہوئی دہلائی کوثر جنت کی ہی یہان

موقوف اسکا لطف ہے اپنی زبان پہ
تصنیف را مصنف نیکو کند بیان

قصیدہ نہم

ہون وہ شاعر کہ نہین ہے کوئی ہمسر میرا
شعر ہین مطلع خورشید تخلص ہی سحر

آسمان ہین مری غزلون کے زمینین ساری
عرش سا ہے طبع سے لے در مضمون اختر

طایر قدس ہین مرغان مضامین میرے
دیکہکر ہوتی ہی حیران ہیان عقل بشر

نور الفاظ سے ہے خط شعاعی تحریر
دائرے ہالۂ مہتاب ہین نقطے ہین قمر

دونون عالم کے ہین مضمون مرے غزلون مین
جلد دیوان کی ہے دفتر کونین مگر

میرے شعرون کو حسود دیکہ نہین سکتے ہین
مطلع مہر ہین کب ان پہ ٹہرتی ہی نظر

ابر نیسان ہی دہوان دہار طبیعت اپنی
قافیے بولتے ہین رعد کے مانند اگر

میرا اوستاد ہے مشہور خدای معنی
شاعری مین مجھے کہتے ہین سخن پیغمبر

میرا منکر ہے حقیقت مین خدا کا منکر
اور منکر ہے جو اللہ کا وہ ہے اکفر

شعر ہوتے نہین اعجاز ہوا کرتے ہین
جتنے مشرک ہین وہ کہتے ہین کہ ساحر ہی سحر

توسن فکر ہی گویا کہ براق جنت
شب گیسوی سخن ہی شب معراج اگر

آدمی کیا فقط اپنا کلمہ پڑھتے ہیں
ہو جو اعجاز سخن ہاتھ میں لیوین مہر

شعر سنتے کو بیان سرو روان آتی میں
ایک اعجاز مرا یہ ہے کہ چلتے ہیں شجر

اپنے قبضہ میں ہے ہر بحر و زمین اشعار
ہون سکندر کیطرح بادشہ بحر و بر

ہاتھی مرا سبحت روان طبع روان نیا ہیں
شہپر طائر مضمون شعلے ہیں چنور

زادۂ طبع کی کثرت سے ہے لشکر طیار
نام کہتے ہیں جسے ہے وہ نشان لشکر

ساتھ ہیں پانچ وزیر اپنے حواس خمسہ
انسے ہی نظم و نسق ملک سخن میں یکسر

در دولت علم کا رکھتا ہون خزانہ بیشل
زر دنیا نہیں کچھ مال مرے پیش نظر

شاہ اقلیم قناعت ہون فقیر ایسا ہون
بوریا تخت ہے کمل کی ہے ٹوپی افسر

خوب اس تاج سے دنیا میں کسی کی تاج نہیں
بخت واژون سے کوئی خیر نہیں ہے بہتر

قصیدہ در ذم شہر آشوب

گردش چرخ سے ابتر ہے زمانیکا حال
قدر تہ خاک ہیں پستی سے ہجوم اقبال

ہیں عطارد کیطرح اہل قلم چکر میں
صورت بدر ہیں گردش میں تمام اہل کمال

شادی نایاب ہے یگانہ ہے جہان میں عنقا
ناچنا طالعون کا صورت زہرہ ہے محال

نیستی سہیلی ہے اب شہر میں کنگلو کیطرح
لوگ واقف نہیں دینے سے بجز حرف سوال

دینے والا نہیں ملتا ہے کوئی زندہ نگین
جمع ہیں قبر میں حاتم کے خزانون کنگال

مدتون سے نہیں دیکھی ہے پیسے کی صورت
لوگ سب بھول گئے سبز تھی نکہت یا لال

لال کہتا ہے کوئی کوئی بتاتا ہے سبز
رات دن رہتی ہے انمین یہی قیل و قال

شہر میں بدلے کے پیسے دیکھنے کو جاتے ہیں
چوک میں پوچھتے پھرتے ہیں کہان ہے ٹکسال

ہیں جو کچھ اہل دول انکو بھی رہتی ہے فکر
ہاتھ آجائے کسی طرح سے قارون کا مال

کھو دیا کرتا ہے جوا نمین سے خوش ہوتی ہیں
نقش یہ کہتے ہیں مفلس ہیں تمام اہل عیال

آمد و رفت نقش جو ہی دیکھو تو کبھو
نام کیا لوں میں انہیں آپ سے ہیں کوئی صاحب
لے گیا اونکے لئے ایک قصیدہ کہکر
چوبداروں نے کہا دیکھ کے میری صورت
کیا کہیں آپ کے گھر میں نہیں کہنے کی جگہ
کپڑے کیسے کہ کفن تک نہیں بچتی آپ سے
ڈرتا ڈرتا ہوا اندر تو گیا میں لیکن
دیکھتا کیا ہوں کہ بیٹھے ہوے ہیں میں حضور
بیٹھنے جاتے ہی کہا قبلہ و کعبہ مجرا
مجھکو نفرت ہوئی سمجھا میں برا آتو ہی
جانے کی شرم سے بیٹھے وہ قصیدہ تو پڑھا
سن چکے سارا قصیدہ تو یہ ارشاد کیا
لی تمیز سکا امیروں سے کے تو یہ عالم ہے
جتنے سب بے دم ہیں وہ ہمدم ہیں تکلف دیکھو
رات دن جتنے اوچھلتے ہی عجب صحبت ہے
ٹما ٹہا سے رہا کرتی ہی صحبت ہر دم

تھی یہ ادنا سا دل تنگ کی تنگی کا کمال
بندہ تہا اونکے ملاقات کا مشتاق کمال
ڈیوڑھی پر جا کے کیا آگے جو بیٹھنے کا خیال
آپ کہوں اور وہ جھکے آتی ہیں دو شالا رومال
یہ بڑا موذی ہے قبلہ یہ بڑا ہے چنڈال
تم تو زندہ ہو یہ لی لیتا ہی مردوں کا مال
پہرے پر کہکے گیا اپنا دو شالا رومال
جیسے دوکان میں بیٹھے کوئی بنیا بقال
آپ کہنے لگے اچھا ہی طبیعت کا حال
کہ کہا آپ نے جواب اور کہا میرا سوال
کیا کہوں میں کہ جو کچھ مجھکو ہوا رنج و ملال
آپ نے خوب پڑھا حضرت میر کا احوال
کیا کریں اور کہاں جائیں بھلا اہل کمال
پیشتر سب جنکو سمجھتے ہیں وہ ہیں ناک کے بال
دھول دھپے کے سوا اور نہیں کوئی خیال
یہ جبکے تجھکو تو مصاحب ہیں کہاں اہل کمال

اشعار

چودھویں تاریخ ہی پر نور ہے باغ جہاں
کو ٹھیوں پر نور سے دیوار و در پر نور ہے
ہو تیرے سکے پھول تارے شگفتہ ہیں نور سے

کیا چاند چہرہ کہ جسکے ہیں اہل دل کے مکاں
جس روش کو دیکھیے بیٹھی نظر آتی ہے ملک
چاندنی پھولی ہوئی ہی اچھا بن کی ٹوٹی ہے ان

بانکے کوٹھیکے اوپر چوکیوں کا فرش ہے | چاندنی کملیٹ کی ہے غیرت ایران

رقعہ برای طلب تنخواہ

دبیر آسمان سے بھی ہوا افضل | بڑے منشی ہو لالہ رام جی مل
تمہارے نثر نے جاری کیا ہے | سخن میں روح طغرا کی ہے بیکل
کریگا ٹیک چند آکر سرے ٹیک | برہمن لالہ گنگا پرشاد اول
ہے یا دھو رام یا پچھمی نراین | یوں ہیں فقرے میں رکھیں رام جی مل
سبھی سی شخص سے اور فرزند ا | ہمیشہ وعدہ تنخواہ سے کل

قسم گنگا کی تمکو صاف کہدو
دو دینے کا ٹھہرا کہ منگل

مناجات

غش کر گیا کلیم کی صورت حضور میں | کھو بیٹھا نور آنکھوں کا اک برق طور میں
کس جرم کی سزا ہے کہ ہوں بیقصور میں | طالب تری کرم کا ہوں اب یا غفور میں

پاؤں ترے جناب سے آنکھوں کا نور میں
دیکھوں امام مہدی دین کا ظہور میں

یارب نبی کی نور منور کے واسطے | یارب جناب فاطمہ طاہرہ کے واسطے
اور نور چشم ساقی کوثر کے واسطے | تسکین کچھ تو ہو دل مضطر کے واسطے

پاؤں تری جناب سے آنکھوں کا نور میں
دیکھوں امام مہدی دین کا ظہور میں

یارب جناب حضرت شبیر کے لیے | اور تشنگی اصغر بے شیر کے لیے
رنج و ملال عابد دلگیر کے لیے | لازم ہے عفو اب مری تقصیر کے لیے

یاون تری جناب سے آنکھونکا نور مین
دیکھون امام مہدی دین کا ظہور مین

تجھکو قسم ہے اپنے ہی جاہ و جلال کے
تجھکو قسم ہے اپنے پیمبر کے آل کی
تجھکو قسم نبی و فرشتہ خصال کی
دیوار ہوگیا ہون مین گرد ملال کے

یاون تری جناب سے آنکھونکا نور مین
دیکھون امام مہدی دین کا ظہور مین

تحریر مٹ سکے نہ کسی بی نصیب کی
حیران یہان ہے عقل کحال و طبیب کی
صورت بہی اب نظر نہین آتی قریب کی
کھلجائین آنکھین سن کے کسی دن غریب کی

یاون تری جناب سے آنکھونکا نور مین
دیکھون امام مہدی دین کا ظہور مین

اپنے حبیب کے گل رخسار کی قسم
یعقوب کے بہی دیدۂ خونبار کی قسم
یارب اوسی کی نرگس بیمار کی قسم
ایوب کے بہی صبر دل زار کی قسم

یاون تری جناب سے آنکھونکا نور مین
دیکھون امام مہدی دین کا ظہور مین

از بسکہ اس مرض سے مین اتنا ہون اب ملول
یارب پیے نبی دیدے نائب رسول
حد سے زیادہ کھینچا ہی اب اس مرض نے طول
اپنے کرم سے جلد دعا کر مری قبول

یاون تری جناب سے آنکھونکا نور مین
دیکھون امام مہدی دین کا ظہور مین

تمت



بسم اللہ الرحمن الرحیم

پلا مجھکو ساقی کوثر شراب ‏— شرابا طہورا اطہر شراب
شراب بہشتی سی بھر دی گلاس ‏— پلا ساقی حور پیکر شراب
زمرد کی بوتل ہو ہیرے کا کاگ ‏— نظر آئے یاقوت احمر شراب
گلاس ایک موتی کا بھر بھر کو دے ‏— صفائی مین ہو آب گوہر شراب
گمان خندۂ گل کا قلقل پہ ہو ‏— کری مغز جان کو معطر شراب
مکدر ہے دل صاف کر دے اسے ‏— پلادے مصفا مطہر شراب
بھر دن مست ہو کر دم پنج تن ‏— پیون ایکدم پانچ کنٹر شراب
ضرور اپنی ساقی سی مانگین گے ہم ‏— چھلکے گی لب حوض کوثر شراب
کرو وصف باران رحمت سحر ‏— چھکے خوب صد شکر بیکر شراب
گلستان پہ عالم ہی کیا آج گل ‏— زہی صنعت باغبان ازل
نگاہون مین سارا جہان سبز ہے ‏— زمین سبز ہے آسمان سبز ہے
چمن مین ظہور اوسکی قدرت کا ہی ‏— کہ ہر گل الگ اپنی صورت کا ہے
وہ گل ہین ہی یو آب ہی رنگ مین ‏— وہ گویا ہی بلبل کی آہنگ مین

وہی درد قمری کی کوکو مین ہے
وہی حسن سرو لب جو مین ہے

کہین شور شیشے کی قلقل کا ہے
چمن مین کہین نغمہ بلبل کا ہے

عجب سیر ہے قابل دید ہے
یہ نشو و نما اوسکی تائید سے ہے

کیا چاند نے کہیت زیر فلک
نمو کا ہوا شہرہ گردون تلک

ہوا اندنون کے یہ مرطوب ہے
کرن مہر کی پستی دوب ہے

فلک پر اگر پہونچے خاک چمن
ستارون سی ہوجائے روپہلی کرن

یہ رحمت کی اوس ذات مین ہین صفات
فلک سے برستا ہے آب حیات

دم عیسوی ہے چمن کے ہوا
کہ جان آئے جب کوئی جھونکا چلا

یہ کچھ ابر کرم سے تعجب نہین
اگر ہن برسنے لگے ہر کہین

یہ شمہ اوسی کی عنایت کا ہے
زمین پر نزول ابر رحمت کا ہے

کئی ابر کے ٹکڑے آئے ہین کیا
یہ بادل بہی اوسنے بنائے ہین کیا

فلک پر کہین صورت ابرو کی ہے
کہین صاف تصویر گیسو کی ہے

کہین نقشہ خال رخسار ہے
کشیدہ کہین قامت یار ہے

کہین زلف لیلی کی تصویر ہے
کہین پای مجنون کی زنجیر ہے

گھٹا پر ہے عالم عجب نور کا
اوٹھا ہے دہوان آتش طور کا

گھٹا ہی کہ زہرہ نے کہولے ہین بال
دہنک ہی کہ موباف ہی لال لال

سیہ ابر مغرب سی ایسا اوٹھا
مین سمجھا کہ کعبے کا پردہ اوٹھا

جہکے آکی ساقی کے سر پر گھٹا
بنی اب تو زلف معنبر گھٹا

گھٹا کالی کالی دہنک لال لال
کنہیا کے ابرو پہ جیسے گلال

گھٹا اور بجلی یہ ہے آج جوٹ
ہی آبی دوپٹے مین بجلی کی گوٹ

افلاک پر نہین پارہ ہای سحاب — یہ ہین نافہ آہوے آفتاب
گگنا مین سیاہی یہ ہوتی ہی کب — پریشان ہوئی ہے مگر زلف شب
بہار است بی می حرام ست زیستن — براحوال زہاد باید گریست
انہین لطف گلگشت اصلا نہین — کبھی رقص طاؤس دیکھا نہین
کتابون مین مذکور اسکا کہان — بہشت سخن کا سنو اب بیان —
عجب باغ سلطان عالم کا ہے — وہ موتی ہی جو قطرہ شبنم کا ہے
فلک تاک ہے باغ پر نور کا — یہ پروین بہی خوشہ ہی انگور کا
فلک پر فقط ایک ہی کہکشان — بہت ایسی ایسی ہین نہرین یہان
نہال تمنا ہین اسکے درخت — اوترتی ہین کمرون سے پریونکی تخت
عجب برج ہین منظر شاہ مین — اوترتی ہی زہرہ شب ماہ مین
عجب فیض حضرت نی تاثیر کے — کہ ہر پتی بوٹی ہے اکسیر کے
درختون مین پایا حسن و انداز کیا — اکڑتے ہین طاؤس طناز کیا —
فزون تیر سے کوک کویل کی ہے — نہ پوچھو جو حالت مری دل کی ہے
پپیہے بہی کیتنے خوش آواز ہین — یہ رنگین فقرے خدا ساز ہین —
نئی تورٹے لیتی ہے باد صبا — شگوفون مین ہی گنگہرونکی صدا
بجاتے ہین کیا تالیان برگ گل — سناتے ندی جسمین بلبل کا غل
ملائم یہ پتے کہ موم درخت — یہ چمن راجا اندر کی سوگی کا تخت
مبارک ہو رندو پہر آئے بہار — پہران روز رون جوبن یہ ہی سبزہ زار
ہوئی کشت امید سر سبز پہر — مہینون سے اس دن کے تہی منتظر
برابر شب و روز کا ہے حساب — کہ اب برج میزان مین ہی آفتاب

نہ گرمی نہ سردی عجب فصل ہے — کہ ہر وقت کیفیت وصل ہے
بہار آئی پھر دل ہوے باغ باغ — چلے غول کے غول پھر عیش باغ
قرابین بانون پہ چلنے لگے — بھوون پر سروہی نکلنے لگے
مژہ کے اشارے غضب کر گئے — یہ چھری مار کے لوگ مر مر گئے
مرا دشت وحشت مرا عیش باغ — اسی باغ کے پھول مین ہی لگی داغ
عجب ایک دشت جنون خیز ہے — یہ بھولا ہے جو فتنہ انگیز ہے
اسی باغ کی مہندی لاتی ہی رنگ — یہین آنکر لڑتے مین خانہ جنگ
اسی باغ مین نرگس بیمار ہے — اسی کی ہوا آہ بیمار ہے
اسی باغ کی ہی گھٹا دود آہ — اسی مین چمکتی ہے برق نگاہ
اسی باغ کا حوض ہے چشم تر — اسی کے ہین گلبرگ لخت جگر
نقط ڈوب مرنے کو ہے موتی جھیل — جو کودا وہ پونہچا سر سلسبیل
ہزارون پہ ہے عالم بیستون — یہ سرخی ہے فرہاد کی جو ہی خون
دل داغدار اسکا طاوس ہے — اسی کی زمین جا ہے افسوس ہے
نہ مجنون نہ فرہاد تقریر ہین — اسی باغ کی دونون تصویر ہین
عجب تختہ و پیچ پر بے نظیر — خضر بیٹھے جمنا پہ ہو کر فقیر
جھکے شاخ جو طوق گردن ہوے — بہار جہان آکے جوگن ہوے
عجب کیا جو زہرہ الاپے بہار — تعجب نہین رعد چھیڑے ملار

ساقی نامہ

پلا ایسے موسم مین ساقی شراب — چلے آج کل کی بہی باقی شراب
مہینا ہے ساون کا برسات ہے — جھڑی منہ کی از روز و دن رات ہے
حقیقت مین جو بن یہ سب ہے عیش باغ — گھٹا اسکے دہوتی ہے لالی کا داغ

مہیا ہیں سامان عیش و طرب … کچھ احباب ہیں منتخب منتخب
عجب اپنی صحبت ہی نکھری ہوئی … بلا زلف ساقی ہے بکھری ہوئی
سجھایا ہے اچھا محبت کا جال … سے ہے کوئی محفل سے یہ کیا مجال
عجب سیر دیکھیے عالم آب ہے … خدا جانے سچ ہے کہ یہ خواب ہے
طبیعت کو ہے آج کل ولولہ … ضروری ہے کچھ شعر کا مشغلہ
یہ موقع نہیں چپکے رہنے کا ہی … یہی وقت تو شعر کہنے کا ہی
بہار یہ اشعار رنگین کہوں … مری نذر سلطان عالم کو دوں
کہ حضرت ہیں خود شاعر بےنظیر … پسند آئے شاید یہ نظم فقیر
پسند آئیگی گو کہ قابل نہیں … کہ حضرت کا کوئی مقابل نہیں
حقیقت میں ہی سحر و افسون بیان … یہ کوثر کی دھوئی ہوئی ہی زبان
عجب روزمرہ ہی ہر دل پسند … مضامین عالی ہیں شوکت پسند
نیا شعر کہنے کا انداز ہے … کرامت ہے افسون ہے اعجاز ہے
نرالی ہی طرز بیان سخن … غزل روح کی شعر جان سخن
کروڑوں کہے شعر موزوں نئے … نکالے ہزاروں ہیں مضمون نئے
تسلسل ہے گیسو کا تقریر میں … یہاں پھنستے ہیں دام تحریر میں
طبیعت کا سب سی نیا رنگ ہے … گل اندام کہتے ہیں کیا رنگ ہے
مرصع ہے واللہ سارا کلام … سنا ہے کلام بلاغت نظام
سخن گو سخن فہم مردم شناس … پری آدمی ہو جو آ بیٹھے پاس
یہ فیض طبیعت خداداد ہے … زمین شعر کی اختر آباد ہے
احبا بھی بولے کہ بحمد خدا … کرو نظم سب حال گذرا ہوا

یہ جلسہ بھی ہے آج کا یادگار — کہان تم کہان ہم کہان یہ بہار
غنیمت شمر صحبت دوستان — کہ گل پنج روز است در بوستان
مصر ہو کے احباب نے بھی کہا — طبیعت کو بھی شوق پیدا ہوا
ہوا قلزم فکر مین غوطہ زن — نکالے اوسی وقت دُرِّ سخن
کہے شعر حضرت کے اقبال سے — یہان تک نہ چھوٹا مری چال سے
مرا رتبہ خسرو سے کیا کم ہوا — کہ مداح سلطان عالم ہوا
اثر یہ فقط فیض حضرت کا ہے — کہ جو شعر ہے وہ قیامت کا ہے
نہ قصہ ہے کوئی نہ کچھ داستان — تراشی ہی کیا لکھنو کی زبان
فقط روزمرہ ہے مضمون نہین — کہ معلوم ہوتا ہے موزون نہین
سنا جسنے اوسکو یہ دہوکا ہوا — کوئی باتین کرتا ہے بیٹھا ہوا
نہ باقی رہی مثنوی کی ہوس — زیادہ تکلف تکلف سے ہے بس
وہ فقرے ہین جو دل کو مرغوب ہین — اشارے کنائے بہت خوب ہین
رہ عشق کی ہین یہ چالین نئے — نئی بندشین ہین مثالین نئے
یہ اونچی ہی چھیتے ہین اوستاد کے — وضو ڈھیلے ہوتے ہین نقاد کے
اوکھڑ جائین کشتو وہ یہ ہین وہ جوڑ — فلاطون یہ چلجائے سمجھے نہ توڑ
یہ وہ دق ہی سب دق رہین دم گھٹین — مسیحا بھی دیکھے تو نبضین چھٹین
خضر راہ بھولے ہین اس راہ مین — گرے ہین بہت یوسف اس چاہ مین
وہ دریا ہے یہ ڈوبے مرتے ہین لوگ — یہان سوکھے گھاٹون اوترتے ہین لوگ
وہ طوفان ہی عزت ڈبوتا ہی عشق — خدا کا غضب ہو تو ہوتا ہی عشق
عجب نسخہ ہی طرفہ معجون ہے — نیا شعر ہے تازہ مضمون ہے

اسی شیشے مین وہ پری بند ہے | خراج اور وہ جسکا اسپند ہے

یہ عاشق کو دیتا ہے بھر بھر کے نئے | یہ سنوانا ہے روز مرے سنئے

نہین رہتی اس عشق مین آبرو | یہ سنئے پریزادونکی گفتگو

یہان جان شیرین ہی فیونکی جائیگی | یہان ساہ جی کا اولٹتا ہی ٹاٹ

بھلا آدمی کی تو کیا اصل ہے | پر ایزادون کو خواہش وصل ہے

مرے قہقہون پر نہ جانا کہین | ہنسانا کہین ہے رلانا کہین

یہان کوئی جہانسون مین آتا نہین | کوئی ایسون کو منہ لگاتا نہین

کہین اور ہے یہ زمین گر میان | ابی چاندنی کے حوالے روان

تیکے فاقون مین سکیے ہو سچ کہو | ذرا چوپٹ کو بند رکھا کرو

کہین منہ کی کھلوائیگی یہ زبان | کہین جان کا کہنا کہوئیگی جان

کہین لالی پڑ جائین گے جان کے | کہان جان ہے جان پہچان کے

کسی اور ہی سے رہی یہ حکت | کہین اور ہی چہانٹیے یہ لعنت

مرا مغز یکباب کی کیون کہا گئے | یہان میر ملتے کہان آ گئے

غرض عشق مین ہین یہ رسوائیان | زمین سخت ہی دور ہے آسمان

خدا جانے کس دل کا ایجاد ہے | فلک پہٹ پڑے ایسی افتاد ہے

یہ شہر محبت کا بازار ہے | یہان جو ہے جسکا خریدار ہے

یہان سکہ داغ کا ہے چلن | یہان بکتے ہین کربلا کے کفن

اسی چوک کا ہے وہ کمرا انیا | کہ بنتا ہی عشاق کا مقبرا

اسی کی دوکانون مین بکتا ہی زہر | یہان سکے دلال ڈہاتے ہین قہر

یہان بکتے ہین مرغ دلکی کباب | یہان ڈہلتی ہے خون جگر کی شراب

اسی چوک سی سول لٹیے مین جوگ | اسی پاٹے نالے پہ لٹتے ہین لوگ
اسی چوک مین تیغ کی ہے سرا | عدم کا مسافر ہوا جو گیا
ہمی سے ملا چھاتیون کا نشان | لٹی کیسی کیسی متعل کی دوکان
نظر جب پڑی جا کے بادام پہ | وہی آنکھہ یاد آئے ہر گام پہ
اودہر بیتی دیکھے اودہر پس گئے | وہین وہ ڈہونڈتے ڈہونڈتے گہس گئے
یہان فتنے کے گھوڑے پر جو چڑہا | لیا سیدہا نخاس کا راستا
وہان توسن ناز پھرتے ہین روز | ہزارون سوار آ کے گرتے ہین روز
یہ وہ خاص بازار ایجاد ہے | کہ تصویر حیرت سے بہزاد ہے
سوجا ہے ہر ایک اسکی سے گلے | کھلاتے ہی گل پانچی کی سے گلے
ہر اک آئینہ یار جانے کا ہے | تو چہرکا تو بہی جان فشانیکا ہے
چراغ لٹکے ہین شعلہ رخ سے یار | اندہیری گلی کوئی زلف نگار
اسی شہر مین ہے فرنگی محل | فرنگی کو گیسو سے ملتا ہی گل
اسی شہر مین پتلی جادو کی ہین | یہین تو حکیم آنکہ جو کی ہین
اسی شہر کا نام ہے دور دور | اسی شہر کا ایک ٹیلا ہے طور
وہ خراد ہے گفتگو دلخراش | شرمین جاتے ہین کندہ ناتراش
نہایا جہان جا کے حمام مین | پرادہ ہوا میل اندام مین
اسی شہر کا نام ہے لکھنو | اسی شہر کی سحر ہے گفتگو
عجب شہر ہے کچھ عجب لوگ ہین | بہت ہین مگر منتخب لوگ ہین
کمالات مین فرد ہر ماہرو | پسینون مین عطر محبت کی بو
پٹہے بامروت ہین سے وضعدار | کرین جان تک آشنا پر نثار

بڑے سے بانکی مضبوط و لڑکے کڑے
غرض ایک سی ساری چھوٹی بڑے

مروت کے پتلے محبت کیے لوگ
حقیقت مین قابل زیارت کی لوگ

نفیس انکی پوشاک صورت نفیس
طبیعت نفیس اور صحبت نفیس

نیا روز مرہ نئے گفتگو —
ہمیشہ نئی بات کے جستجو +

جسے دیکھو بشاش بشاش ہے
غرض یہ کہ ہر ایک خوش باش ہے

جہان تک یہ مردون کا ہے مبتلا
نہین فکر شعر و سخن کے سوا

نہ عقبی کا کچھ غم نہ فکر معاش
شب و روز معشوقون کی تلاش

زمانہ ہے شاعر حکمت رنگ ہے
چھایا ہوا یارون کا رنگ ہے

نئی صحبتین روز جلسے نئے
اوٹھے لطف ہر ہر غزل سے نئے

جلاتے ہین پریونکو واسوخت سے
کہین گنجفے مین فقط سوخت سے

کوئی سوز پڑھکر رلا دیتا ہی +
کوئی منہ بناکر ہنسا دیتا ہے +

حقیقت مین یہ لوگ پیدا کہان
نئی روز فقرے نئے گرمیان

پھٹکتا نہین رنج انکے پاس
کبھی غرہ محرم نہ دیکھا اوداس

یہ سب یون تو ہر فن کے مشتاق ہین
خصوصاً فن عشق مین طاق ہین

اسی شہر مین ہے وہ لوہے کا پل
کہون سایہ شہپر عقل کل

نہ رہتی کبھی گومتی جوش مین
نہ رہتے اگر پل کے آغوش مین

درون پر ہی عکس شفق کی جھپک
کمانی ہے ہر ایک قوس فلک

کہون گومتی کو جو دریا پرے
تو ہی تیغ ابرو پل آسے ہے

نہاتے ہین جس گھاٹ وہ آشنا
بہم کہتے ہین دیکھنا دیکھنا

پل آہنی پر ہے کیا آج روپ
سمندر کا گھڑیال کہتا ہی وہ ہوت

سیاہی سے ہر دو یہ ہے احتمال — گھٹا مین نظر آ رہا ہے ہلال
یہ پل ہے بھلا کسکو باور ہوا — جہاز فلک کو بھی لنگر ہوا
یہ پل بحر عالم مین ہے یادگار — جھکا پانی پینے کو ابر بہار
کٹہرون نے وہ زور پیدا کیا — کہ خندق سکندر سے پنجہ کیا
بیابون سے باہر ہے اسکے شکوہ — کہ لوہے مین ہے جوہر تیغ کوہ
حبابون نے کی سرکشی کی خطا — پل آہنی بن کی آرا چلا -
یہ صنعت نہ بقراط پہچانتا — فلاطون بھی اس لوہی کو مانتا
ارسطو اگر دیکھتا اسکی شان — یہی کہتا قاصر ہے میری زبان
اسی جا یہ بس عقل کی گل ہی شمع — بخارات ارضی ہین دریا پہ جمع
یہ پل ہے غضب کا یہ دریا ہی قہر — کرامت سے کے حضرت مین جادو کا شہر
کے وصف مین پل کی طبع روان — کہ یاد آگئے مجھکو جنت مکان
کہین دیکھی ہین ایسی بھی بادشاہ — ہوا ہے نہ ہوگا خدا ہے گواہ
عبادت مین وزرات مصروف تھے — وزیرون پہ سب کام موقوف تھی
سخاوت کی ہی ایک دونی یہ بات — کبھی لاکہ جاتی تھی خمس و زکات
عطا سکہ نقد ایمان کیے — ہزارون ہین ہندو مسلمان کیے
جگناتھ نے آنکے کلمہ پڑھا — مسلمان جبکہ فرنگی ہوا
نصاری فقط کیا اکیلے ہوے — گرو ہندونکے بھی چیلے ہوے
زر ملک عمال کہا کہا سے گئے — ہوے چیلے جب قید مین آگئے
گئے حاضری سے کے درگاہ کو — تبرہ کہا سے و تماشاہ کو
لیے ساتھ بارہ اماموں کے نام — کیا مجتہد کو ادب سے سلام

نہا کر نئے شیشۂ پاک صاف ہوئی باقی ہفت سالہ معاف
خطاب ایک فوراً عنایت ہوا پھر اگلی نظامت کا خلعت ہوا
سنا ہے یہ پرہیزگار کا حال یا ئین سلطنت فکر اکل حلال
یہان تک تو تھا خوف روز حساب کہ جاسے کا تھا خرچ مہر جناب
خدا بخشے جنت مکان کو سحر ملین باغ جنت مین قصر گھر
کیا یاد مجھکو قصیدہ سنا وہ تھا پانچ سو شعر سے بھی سوا
زبان مبارک سے تعریف کی کہا بس یہ خوبی ہے تصنیف کی
مین ہر بار تسلیم کو خم ہوا کھلا غنچۂ دل یہ عالم ہوا
بڑی دیر تک یہ عنایت رہے ان آنکھون کو حاصل زیارت رہے
بجالایا آداب رخصت ہوا مجھے سرفرازی کا خلعت ہوا
غزل روز اوس دن سے جانے لگی نئی روز فرمایش آنے لگے
جب آتا تھا محفل مین بیت السرور غزل گائی جاتی تھی اسنے ضرور
عنایت کبھی گا تونکو ہوے کبھی وہ غزل باجے والونکو دی
رہا سال دو سال یہ اتفاق دکھایا مقدر نے آخر فراق
نہ کام آتے افسوس جان سحر گئے خلد کو قدردان سحر
ہوا جب سے جنت مکانکا وصال طبیعت کو رہتی ہے وحشت کمال
نہین پوچھتا کوئی رشک قمر کہ تم کون ہو شام ہو یا سحر
نجات ایکدن آخر اس غم سے ہے اب امید سلطان عالم سے ہے
دعا ہے کہ جب تک یہ عالم رہے یہی دور سلطان عالم رہے
رہے دورۂ شاہ عالی مقام نہ ہو جب تلک دور گردون تمام

درخشان رہے آفتاب حشم ✦ کرین عید نوروز ہر روز ہم

ہمیشہ ترے اقبال ہو نیا ملک قبضے مین ہر سال ہو

سلامت رہے شاہ بیدار بخت حقیقت مین ہی رونق تاج و تخت

زیارت کدورت کو کرتی ہی صاف مرا عرض کرنا نہین ہے خلاف

قسم کھائے ایسے اقبال کے سواری پیادون کی ہے پالکی

متقر ہے عدالت کا سارا جہان مٹا ہی دیا نام نوشیروان

خوش آمدسی یہ عرض کرتا نہین سکندر کو دارا کو رتبا نہین

یہ سیرت یہ صورت یہ محفل کہان خزانہ ہوا ہی تو یہ دل کہان

عجب طرح کے ولولے دل مین ہین کہ جب دیکھیے عشق منزل مین ہین

پریزادون کے دل بھی قابو مین ہین نئے پیچ حضرت کے گیسو مین ہین

ہویدا ہی چشم و ابرو سے ہے کہ عقدہ الگ ہر پری رو سے ہے

کہون زلف تسکین کو شام اودہ تسلسل سے ہے انتظام اودہ

ختن کوئی حلقہ ہی کوئی تتار ہوا لکھنؤ کی ہے اب مشکبار

پہنسے ہین حسین پیان وہ پہندا ہی لف گریبان قیصر کا فتیلہ ہے زلف

فدا جام جم چشم پر نور پر کہ سب حال عالم ہے پیش نظر

یہ چشم مروت تو دیکھے نہین کہ آنکھ آگے مجرم کے اوٹھتے نہین

انہین آنکھون پر پردہ داری ہی ختم گھرانی یہ سب وضعداری ہی ختم

قیامت سیا نخل قامت نے کی گلستان مین طرفہ حکایت سنی

صنوبر پہ سایہ جو کل پڑ گیا زمین مین خجالت سے گڑ گڑ گیا

بدل مین جو حضرت علام علی وظیفہ ہے دن رات نام علی

زبان مبارک پر ہی یہہ سخن ٭ دم عیسوی ہی دم تیغ تن
ادا دل سے کرتے ہین فرض خدا ٭ کہ ہوتی نہین پنجگانہ قضا
خوانین کو یہ حکم حضرت کا ہے ٭ کہ وقت سحر وقت غفلت کا ہے
اگر استراحت مین پاؤ جسے ٭ تو پانی چھڑک کر جگا دو اسے
اوسی طرح ہی مجتہد کو ثبات ٭ اوسی طرح پاتے ہین خمس و زکات
ہزارون ہین اس فیض سے کامیاب ٭ نہین دخل ہو مدعی سد باب
زمانے کی دولت خزانے مین ہے ٭ لٹانے کا شہرہ زمانے مین ہے
خوش اخلاق و خوش وضع و خوش اعتقاد ٭ سنا جسکو مومن کیا اتحاد
رفیقون کو بے انتہا زر دیا ٭ امیر کبیر آن مین کر دیا
کیا خاک سے پاک ایک ایک کو ٭ عنایت کی املاک ایک ایک کو
خطاب ایسے ایسے دیے جانثار کر ٭ کہ گمنام بھی ہو گئے نام ور
عنایت وہ کین نوکری نوکریان ٭ نہ پہونچے سلیمان کا تخت روان
دیے سبکو چاندی کے وہ شادمان ٭ ہوئی جنسے دونی سواری کی شان
تکلف یہ اس سن مین پیدا کیا ٭ کہ ہر فن مین ایجاد اپنا کیا
یہ عالم جو پریون کے عالم کا ہی ٭ سب ایجاد سلطان عالم کا ہے
مکان ایسے ایسے بنائے کہ واہ ٭ پھسلتی ہے دیوار و در پر نگاہ
مکانون کے برجون پہ کیا نور ہے ٭ جو ہر کوٹھے پہ جلوۂ طور ہے
بھڑک ہی سوا آتش طور سے ٭ غش آجائے موسی کو بھی دور سے
جلو خانے مین دخل حکمت نہین ٭ کہ رفعت مین گردون ہے اسکے زمین
میان بارہ برجون کی ہی قید کیا ٭ عجب قبہ نور مین جا بجا

سواری کا بادِ بہاری ہے نام ‌ ‌ گذر ہے جلو خانے مین صبح و شام

ختن کے ہرن دلکشائین جو یہ آئین ‌ ‌ مشرک دیکھکر چوکڑی بھول جائین

چکارے مین رہنے کے اوڑتے ہوے ‌ ‌ یہ حضرت کی آنکھین ہین دیکھے ہوے

عجب لوگ بادِ بہاری کے مین ‌ ‌ یہ گلدستے سب ایک کیاری کی ہین

ملازم سنے ہوتے جاتے ہین لوگ ‌ ‌ کہ رستون سے چن چن کے آتے ہین لوگ

کبھی سو جو بانکا اکھٹا ہوا ‌ ‌ وہ طیار تر چہار رسالا ہوا

قواعد سنئے اور بولی الگ ‌ ‌ جبھی ایک جا ٹوٹے ٹولے الگ

عجب کام کرتے ہین پیدل کی ساتھ ‌ ‌ قواعد مین رہجائین گورے کے ہاتھ

قواعد مین ایجاد کیا کیا کیے ‌ ‌ بڑے صاحب آ آ کے دیکھا کیے

سواروں کی برچھین چمکتی ہوئی + ‌ ‌ پڑی آنکھ جنپر چپکتی ہوئی +

طپنچے تنبورون مین تصویر کے ‌ ‌ کرین توڑ سے جب یہ سوتیر کے

رسالی ہین دریا تو کیا ہین موج ‌ ‌ کنارہ کریگی کیون نہ دشمن کی فوج

سوارون ہین ہین ایسے نہنگ ‌ ‌ نگلجائین دشمن کو تہکام جنگ

سواروں کے ہرسو بڑے کے پیچے ‌ ‌ وہ گھوڑے کہ انسان دیکھا کرے

قدم باز شایستہ و خوش خرام ‌ ‌ اشارہ ہو کافی جو ٹوٹے لگام

وہ نقرئی ہین لکھے ہین جنکا لقب ‌ ‌ میان کیا کہ ایران مین منتخب

اگر معرکے مین ہو یہ چپی کا کام ‌ ‌ یہ تازی کرین دم مین ترکی تمام

رسالون کی ڈنکو نکے ہی یہ صدا ‌ ‌ طفیل سوار براق اسے خدا

سوارون کی جاری یہ پھرتی رہی ‌ ‌ حرم کی سلامین اوڑتے ہے

سلامت رہے بادشاہ جرے ‌ ‌ ظفریاب ہو یہ سیاہ جرے

سے ملا لشکر بہری کو شکست

عجب دم ہے دنیا مین یہ دم بدم
نہ ہووے گا اوس روز کا بھی گمان
رفیقون سے کیا عقدۂ دل ہوے
عجب وقت سے جلوہ فرما ہوے
سر شاہ پر تاج رکھا گیا
فلک سے کیا دیکھکر اوج وجاہ
زمین آسمان دونو سے زمین پر نظیر
حقیقت تھی جشن جمشید کے
تھی لاکہ شعلے پہ پڑتی تھی تہاپ
پہنچے اوس جا بلکہ شہرت ہوئی
بچھین اور بچھے سرمین جوشنہائیان
ملک فوق ہوے ایسے تابین اور جبین
لگا دے گئے سب اپنے نورت کے
تھے پتان پر پیرہون کے تہی اورچہ
لگاتے تھے نورکی کاتیان
چلین گت بدن کو سکتی ہوئے
دوپٹے کا آنچل جو منہ پہ لیا
دو شالہ ہٹا ناچنے مین جہان
گھٹا ہوگئے پیٹے چہوٹے ہٹے

کرین ہفت اقلیم کا بندوبست
ابھی دور سلطان عالم سے ہے
سنو جشن اول کا مجھسے بیان
فرح بخش مین آکے داخل ہوے
کہ یہ ساز و سامان مہیا ہوے
تو نذرین ہوئین ناچ ہونے لگا
شہ ہے وارث تاج و تخت و کلاہ
ہوے عزت ملک و تاج و سریر
صدا تھی وہان زمزمہ نغمہ کی
فلک کو بھی نوبت بجاتا تھا آپ
ہوا شور محشر یہ نوبت ہوے
لگی ناچنے لو ہے آسمان
سکتے دیتے تھے گھونگرو وہ پہیرو ین
وہ سواف برق سر نور کے
وہ چمکی کی تیلی وہ اطلس کی کورٹ
ستارے سینے او بہری ہوئی چہاتیان
غضب تھین وہ کمرین لچکتی ہوئے
تو دامن مین خورشید محشر لیا
تڑپنے لگین کانون کی بجلیان
قد خم دو شالون کے چھٹنے ہوے

پھرے سیار تبلا کے جو ناز سے — چلی راگنی پردۂ ساز سے

جہاں تان توڑی کی ختم ہوگیا — وہ سم حق مین شور یکے سم ہوگیا

وہ گھنگرو یہ کہتے تھے ہر گام پر — نہ موقوف ہو ناچ آٹھون پہر

کسی رقص مین پاؤن تھمنے نہ پائے — صدا رنگ کا رنگ جمنے نہ پائے

وہ ایک ایک بڑھ بڑھ کے توڑا لیا — کہ انعام توڑے پہ توڑا لیا

کوئی پہنے تھے سر تئے پیشواز — پھٹے جبکے دامن پہ سبزہ نماز

عروس چمن صدقے ہو باس پر — کئے صاف سب ہاتھہ بر گاس پر

وہ جھنکی سجاتے کہ دل ملگیا — طپنچہ دیا او یہ چپل گیا

جواہر کے ٹکڑے تھے ٹپونکے بول — کہ ہیرا لئے بیٹھے تھے تان لعل

سنی جو گیا راگنی بے نظیر — گیا جسنے نجم النسا کو فقیر

سناتے تھے دھرا کوئی برمحل — کوئی گاتی تھی یہ سحر کی غزل

غزل

مبارک ہو کیا جشن شاہانہ ہے — فرح بخش کوٹھی پری خانہ ہے

ہے دورہ جام چشم پر سے — سلامت رہے جسکا میخانہ ہے

کبھی آنکھ جسے بھی ملجائے گی — ملیگا جو قسمت مین پیمانہ ہے

یہ گل اپنی کیونکر ہون اے بلبلو — چمن کا تو سبزہ بھی بیگانہ ہے

میرا شیشۂ دل نہ توڑے کہین — تری چال مین طرز مستانہ ہے

دکھادینگے محشر مین خط جبین — یہان بھی معافی کا پروانہ ہے

پلا جلد تل چھٹ سے ساقی کہین — نیا دور ہے بزم شاہانہ ہے

مبارک ہو شاہ اودھ کو یہ بزم — سحر جشن جمشید افسانہ ہے

غزل گانے لگا کچھ عجب رنگ تھا
یہ ساون کا بھی قافیہ تنگ تھا

جنون خیمۂ جنگلے سے دل خون ہوا
غزل سنکے جنگلی بھی مجنون ہوا

بجاتے تھے ڈہاڑھی اس انداز سے
کہ آواز آتی تھی ہر ساز سے

یہی دیس پردیس دکھلاتا ہے
وہ جنگلا ہی جو شہر چھڑواتا ہے

کلاونت کوئی جگہ پہ بین سے تھے
وہ کندہ میون پہ رکھے ہوی بین تھے

او ہنہین لگا نیکی چیز و خیمن تھا کہا
غزل ٹپا ٹھمری ترانہ خیال

سمندر کی تھی پاٹ آواز دن مین
وہ موجین تھین یا تار سازونمین تھے

اگر دیسی تان ایک لیتے میان
لہو تہو کا کرتے میان پان خان

بجاتے تھے چینی عجب جلترنگ
فرنگی بجاتے تھے ارگن کا رنگ

کہین سیلا بجتا تھا وہ لاجواب
سکلے ولکے کہیلتے تھے اور نا تھا جواب

جبھی تھین سلامی کی سب پلٹنین
عجب رو رویان تھین عجب پلٹنین

کرون ورزیونکی مین تعریف کیا
کہ سہولا ہوا تختہ لالی کا تھا

وہ چاندیکا پتھر سا دریا کا پاٹ
وہ لوہے کا پل سنگ مرمر کا گھاٹ

کنہارون پہ یہ عالم لگا سوت روپ
وہ نکہری ہوی چاندنی جیسے دہوپ

کنارون پہ بیٹھا شہزادہ ہر اور تو وہین
کہین بارہ دریان کہین گول در

تماشی کی ہر برج پہ جھنڈیان
چمک کا یہ عالم کہ برق طپان

وہ رہ رہ کے توپونکا بھرنا وہ میلے کی دھوم
تماشائیون کا سڑک پر ہجوم

وہ سیر چراغان وہ آب روان
وہ آپس مین احباب سے گرمیان

کوئی کہتا تھا ہی دوالی کی رات
غنیمت ہی سلطان عالم کی ذات

چراغون کا ہی عکس پانی کی لاگ
لگائی ہی حضرت نے پانی مین آگ

عجب ذات سلطان عالم کی ہے | یہ سب کچھ تجلی تھا اسی دم کی سے
وہ حضرت کی آمد سواری کا لطف | سلامی مین تھا بیانڈ ماریکا لطف
وہ توپون کا چلنا وہ غبار رنگا | ہوائی سی وہ ٹوٹنا تارون کا
وہ بجری دہوین دہوین کے جہاز | نہ ہونگے سمندر مین ایسی جہاز
دو شالون کے چھوٹے ہوے بادبان | کسی پر تو نوبت کسی پر نشان
وہ جھیلے کے بجرے پہ ڈنکا ترم | صدا تھی یہ ہر چوب پر دم بدم
ہمارا عجب شاہ جمجاہ ہے | عمل جسکا ماہی سے تا ماہ ہی
چھاتے تھے مانجھی الگ اپنا رنگ | بجاتے تھے ڈاندو نے کیا جلترنگ
وہ تختہ بنا تھا ارم کا چمن | سجے تھے وہ کوٹھے کہ جیسے دلہن
کنول جابجا جھاڑ آئینے ہانڈیان | قرینے سے سب جسکا موقع جہان
مہینون رہا جشن سرکار مین | نئی عید تھے روز دربار مین
منخلع ہوے اہل دربار سب | مزے لوٹتے تھے نمکخوار سب
معافی کی فرمان جاری ہوے | جو لاگی تھی باون ہزاری ہوے
سلامی کی توپین چلین چار سو | ڈھنڈھورا پھرا شہر مین کو بکو
ہوئی عزت تاج و تخت و کلاہ | کہ سلطان عالم ہوے بادشاہ
قدیمی نمکخوار ہے یہ سحر | نہین گو کہ حضرت کو میری خبر
فراموش اب ذہن حضرت سے ہون | ملازم مین ہر چند مدت سے ہون
قصیدہ بھی سابق مین گذرا مرا | مشرف زیارت سی بھی ہو چکا
جدا ہون جو قدمون سے یہ شاق ہے | یہ دل پھر زیارت کا مشتاق ہے
تمنا یہی ہر وقت حاضر رہون | کسی دم نہ خدمت سی غافل رہون

تصور ہے حضرت ہی کے دھیان میں
یہ سب کچھ ہیں عشق منزل میں ہیں

یہی آرزو ہے ہوا خواہ کی
تو تاریخ موزون کرے شاہ کی

شب و روز ہے یہ دعای فقیر
سے آئے طفیل جناب امیر

الٰہی بحق شہنشاہ طوس
مبارک ہو ہر سال جشن جلوس

زمانے کا یارب کوئی غم نہ ہو
کبھی محفل عیش برہم نہ ہو

قیامت تک اختر کا شہرہ رہے
شب ماہ میں رقص زہرہ رہے

خدا رکھے اس شہر کی خیر کو
عجب باغ فردوس ہے سیر کو

عجب جم ہے دنیا میں یہ دم رہے
یہی دور سلطان عالم رہے

تمت

قطعہ تاریخ طبع کلیات نتیجہ فکر شاعر شیرین زبان شیخ محمد جان متخلص بہ شاد

جب کلیات نظم سحر معدن سخن
مطبوع کارنامۂ رونق فزا ہوا

منقوش لوح تازہ بہار حسین طراز
جدول ہر ایک خط شعاعی سے پُر ضیا

زیب نگین مہر سلیمان ہر ایک نقطہ
ہر ایک سطر زلف پری سی حسین سوا

ہر نظم سلک گوہر مضمون آبدار
مرغوب خاص و عام تمامیت کبریا

مطلع ہر ایک مطلع والفجر والعصر
مقطع ہر ایک مقطع والشمس والضحیٰ

مصرع ہر ایک مصرع سرو قد حبیب
ہر بیت بیت ابروی معشوق خوش ادا

معنی طراز صورت مانی ہر اک غزل
ہر ایک بند بستہ دلون کا گرہ کشا

ہر قطعہ وہ کہ جامہ خوبی ہو جس پہ قطع
ہر چار بیت چار حد رکن اربعا

ہر نسخہ عروس سخن ہے
مستزاد مسدسون کی صفا سے ہرا بھرا

ہر مثنوی ہی ریاض سخن گلستان کلام
اشعار ہر قصیدہ گل مدحت و ثنا

تاریخ سال ختم و شروع اک نئی کہی
(تاریخ یہ کہی کہ ریاض سخن چھپا)

۱۲۹۶

التماس

[illegible]

و مشتاقان کلام رنگین پر مبرہن ہو

کہ ایک مدت سے راقم کو تلاش نظم روح پرور کلام موزون

گرانمایہ شاعر رنگین بیان فصیح اللسان جناب شیخ امان علی مرحوم

متخلص بہ سحر تھی الحمد للہ کہ بتائید احباب تمنا پوری ہوئی باحسن اسلوب کلیات کی

ترتیب دی کی ریاض سحر نام رکھا الغرض بفرح طبع شائقین چھاپ سے

مشتہر کیا اور آئندہ جو غزل و اشعار ہاتھ آئینگے بہنگام طبع ثانی شامل

کلیات کئے جاوینگے اب حسب منشاء قانون نمبر ۲۵ ۱۸۶۷ء درخواست

رجسٹری کی ہے حفظ حقوق بمشقت ترتیب و صحت کی فکر ہوئی ہے پس

بخدمت طالبان سخن سنج و ہمیشگان مرغوب مرنج التماس ہے کہ

جسقدر نسخے مطلوب ہوں مطبع کارنامہ واقع گولہ گنج متعلقہ شہر

لکھنؤ سے طلب فرمائیں بے اجازت راقم چھاپنے

کا خیال نہ لائیں کہ نقصان اٹھائیں گے

برسولان بلاغ باشد و بس

فقط

سنہ ۱۲۹۱ ہجری



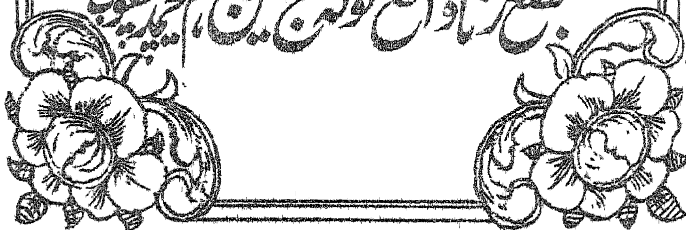
بفضل خالق آسمان و زمین خلاق سخن آفرین

کلام دلفریب بے ہمتا مطبوع طبائع شعرا گل سرسبد گلشن لکھنؤ مسمی بہ

غنچۂ آرزو ۱۲۷۲ھ

نتیجۂ فکر رسا افصح الفصحا جناب میر وزیر علی مغفور متخلص بہ صبا

مطبع کارنامہ واقع گولہ گنج میں باہتمام محمد یعقوب چھپا



بتوفیق خدای سخن تازگی بخش مضامین کہن



در مطبع کارنامہ لکھنؤ باہتمام محمد یعقوب طبع شد





آبرو کی جو صفاتِ فقر اسی پیدا
صورتِ وصل ہوئی ذات خدا سی پیدا

نفسِ امارہ سی کیون زیر ہوا جاتا ہی
زور کر روح مین تقلیل غذا سی پیدا

اور ہی حال زمانی کا نظر آئیگا
آگہی کر تو ذرا فقر و فنا سی پیدا

گوشِ دل سی نہ سنا غافلی مین یوسف نی
تھی زلیخا کی صدا بانگِ درا سی پیدا

چار دن کی لئی کیا کیا ہوا دنیا مین
خاک سی آب سی آتش سی ہوا سی پیدا

رتبۂ دیر و حرم گبر و مسلمان سمجھی
منزلت اپنی تہ کی ذہنِ رسا سی پیدا

اوٹھ گیا دیدۂ دل سی جو دوئی کا پردا
ایک ہی تو ہوا ارض و سما سی پیدا

آئینہ بنگی رخِ یار کا جلوہ دیکھا
خوبصورت ہوئی اس دل کی صفا سی پیدا

کھل گئی عمرِ دو روزہ کی حقیقت جبدم
ایک سا حال کیا شاہ و گدا سی پیدا

الفتِ کعبۂ مقصود کی صورت بگڑی
شکل محراب ہوئی دستِ دعا سی پیدا

ای جنون جذب کا عالم جو کبھی کھلاتا
جلوۂ یار ہو ہمسر چاکِ قبا سی پیدا

نکہ دنیا ہی فنی سی نہ یہہ عالم ہوتا — پیشتر ہم نہ ہوئی ارض و سما سی پیدا

٢ ای صبا دیکھ کے جلوہ چمن عالم کا — حالت وجد ہی ہر موج ہوا سی پیدا ١٩

دیوان

نہایت جوش پہ دریا ہی اپنی طبع موزون کا — جہان مین شور ہے طوفان آب مضمون کا
نہوتا ادی جنون گر پاس ہمکو روح مجنون کا — پتا ملتا نہ دامن کیطرح دامان ہامون کا
امید بیم مین حال دل ہر دم دگرگون ہے — کبھی ہر رہی موسی کا کبھی بندہ ہے فرعونکا
صفائی ہوگئی شب کی بت خورشید طلعت سے — خدا کی فضل سی کیا معرکہ مارا ہی گردونکا
نہ کیون کیفیت اشراق ہم مستونکو حاصل ہو — ہراک خم اپنی میخانی مین سینہ ہی فلاطونکا
حرارہ جب مرا داغ جنون لاتا ہی صحرا مین — بگولی ڈھونڈھتی پھرتی ہین سایہ بید مجنونکا
ہوائی وہ ہم مستو نسی ان روز دیگانہ — خدا حافظ ہے ساقی کشتی صہبا گلابون کا
مین شاعر ہون مرا ایجان اپنی دم نکلتا ہے — بہت اعلی ہی یہہ مصرع تمہاری قد موزونکا
شب تاریک ہی روز روشن اپنی نظر و نمین — برا اندھیر ہی سودا ہوا ہے زلف شبگون کا
حقیقت مین لہو او رکر پڑا دامان قاتل پہ — قضانی لکھہ دیا شنجرف سی محضر مری خونکا
وہ قیس مست مین ہر وقت کیفیت مین رہتی ہین — کبھی ظرہ ہی سبز ہی کا کبھی گیسو ہی لیلی کا
ملایا خاک مین گردون نے کس کس نام آورکو — نشان ملتا نہین ہے قبر جمشید و فریدون کا
ہمارا سوز دل کیونکر نہ روشن ہو زمانی پہ — کہ خورشید فلک تارا ہی اپنی بخت واژونکا
صفا حاصل ہوئی ہی الفت دندان جانان سے — بغل مین دل نہین قطرہ ہی آب در مکنون کا
بلند و پست عالم ایک ہی چشم حقیقت مین — حصیر فقر ہم پایہ بنا تخت فریدون کا
ہمیشہ گی گریبان مین سر رو زہ بیتابی مری — بدل جائیگا عالم چار دن مین بعد ہستونکا
دل سودا زدہ اپنا نہ چھوٹیگا نہ چھوٹیگا — ہر اک حلقہ ہی کالا لا جیلی زلف شبگونکا

لب جانبخشا ہین انہین سی جاہتی ہین | مسیحا دیکھکر کشتہ تری آنکھون کی افسون کا

صبا حیران ہین ہم اک بت خود بین کی ہاتھون سے
ہمیشہ آئینہ رہتا ہی اپنی طبع مفتون کا

ای صبا جذب یہ جب دم دل ناشاد آیا | اپنی آغوش مین اُڑکر وہ پریزاد آیا
محو ابرو کے لیے خنجر فولاد آیا | ذبح کرنا بھی نہ تجھکو مری جلاد آیا
سرکشی پر جو وہ سرو ستم ایجاد آیا | پاس اُسکے گھٹتا ہوا شمشاد آیا
چشم سے بسکہ بن گیا مین حیرت سے | دیکھا اک بت کا وہ عالم کہ خدا یاد آیا
دم آغاز جنون طوق گلوگیر ہوا | نل چھانی بھی نہ پای تھی کہ حداد آیا
کٹ گئی ماری خجالت کی جولان چمن | باڑہ پر قد جو ترا او ستم ایجاد آیا
عاشقون سی نہ رہا کوئی زمانہ خالی | کبھی وامق کبھی مجنون کبھی فرہاد آیا
دل مین اک درد اٹھا آنکھون مین آنسو بھر آئے | بیٹھے بیٹھے ہمین کیا جانیے کیا یاد آیا
رو دیے غربت مین ہجوم گل صحرائی پہ | چمن سیر یاران وطن یاد آیا
مژہ یار کے نشتر نے کیا سودائی | خون فاسد کیطرح جوش پہ [illegible]
بن گیا خال جبین کوکب بخت یوسف | کس ترقی پہ ترا حسن خداداد آیا
عارض صاف کا کھینچا نہ گیا جب نقشہ | آئینہ لیکی تری سامنے [illegible] آیا

بیت ہستی کی صبا [illegible] روشن
خواجہ آتش سا [illegible] استاد آیا

توسن طبع کو کرتا ہون مین کوڑا کیا کیا | [illegible] دام پہ پڑتا ہی [illegible] گیا
اہل دولت سی کوئی نزع مین اپنا [illegible] | [illegible] کیا کیا لیا اسوقت مین چھوڑا کیا
[illegible] سی ہی اف اف شہنشاہی ہی | [illegible] رہ رہ کے چمکتا ہی [illegible] چھوڑا کیا

پیچ و تاب دل عاشق کی نہ چھوڑا زلف نے
زلف کو یار نے دھر و ہاتھ کے مروڑا کیا کیا

کیسا کیسا نہ کیا آکی خزان نے برباد
زرد گل کا سنو باغ مین توڑا کیا کیا

مرگئی پہ نہ دیا اونکو کفن گردون نے
زندگی مین جو پہنتے سے ہے جوڑا کیا کیا

کیون نہ ہو جاینگی پانی مین ہزارون دریا
ہمنے رو رو کے ہی دامن کو نچوڑا کیا کیا

طاقت ضعف سے ہم نفس پہ غالب آئے
لنگر اس دشمن شہ زور کا توڑا کیا کیا

سیکڑون مین جو جھوٹی لکھی قسمت لی یار
نخنت غم سے سر شوریدہ کو پھوڑا کیا کیا

شرم سے سر اوٹھایا نہ تیغ کو لگی
باغ مین گل کو صبا نے بھی جھنجھوڑا کیا کیا

حال ونیکا جو لکھتا ہون تیری دوری مین
چشم پر آب پہ طوفان ہی جوڑا کیا کیا

دلکو سیتا ہوا صاف جگر سے گذرا
ایک تیر نگہہ یار نے توڑا کیا کیا

حلق زاہد کا جو روزہ [illegible] خشک ہوا
دامن تر مرا لیکی نچوڑا کیا کیا

بار بار رہے [illegible] صدمے
آئینی سے بھی ہے منہ [illegible] موڑا کیا کیا

ہاتھ عشاق [illegible] تیغ نچا
ہمنے بیوہ چمن حسن ہی توڑا کیا کیا

اوسکے جلے [illegible]
ہاتھ [illegible] سلیمان نے مروڑا کیا کیا

۵

ہے جلو دار صبا خاک جہت آوارہ کی
[illegible] کت لائیگا اوس ترک کا گھوڑا کیا کیا

۲۴

آیا جو [illegible] کل تو بے حساب ہوگا
ہم ہون سگے یار [illegible] ہوگا

نالون سے [illegible] انقلاب ہوگا
دم بھر مین آسمان کا عالم خراب ہوگا

دکھلا [illegible] عالم
مناسطرف کبھی تو [illegible] آفتاب ہوگا

اے زاہد ریائی دیکھی نماز تیری
نیت اگر یہی ہے تو کیا ثواب ہوگا

[illegible]
مرا مراد [illegible] حجاب ہوگا

وہ مست ہین اونہو رکہتی نہین ہین ساغر — مغرب سی یہان نمایان جب آفتاب ہوگا

ای زود رنج تجہپر جو لوگ جان دینگی — رہ رہگئی تربتون مین اونپر عذاب ہوگا

خون سیاوش اکدن دکہلائیگا جزائی — اس ظلم کا عوض ای افراسیاب ہوگا

تو نقد دل کو لیکر نکراتو ہی ٹہہرجا — روز حساب میری تیری حساب ہوگا

اللہ رے اونکا غصہ اتنا نہین سمجہتے — کیونکر کوئی جئیگا جب یون عتاب ہوگا

داغ جگر کو لیکہ جائین گر ہم جو ای دل — جنت مین حور یونکو رہنا عذاب ہوگا

کیا سیر ہوگی وہ مہ لایا اگر حرارہ — چہرہ جو تمتمایا تو آفتاب ہوگا

وہ رند ہون مین زاہد آئیگی جسکے کانون — اوس روز بہی یہہ بندہ مست شراب ہوگا

برسات ہی اور بہارین جاتی ہی برق وش کی — چہایا ہوا چمن پر کیسا سحاب ہوگا

ای مہروش تو کیونکر پردہ مین چہپ سکیگا — ابر تنک کی صورت منہ پر نقاب ہوگا

ای چرخ پیر اب تو یہ حال ہی ستم کا — کیا ہوگا جن دنون مین تیرا شباب ہوگا

ای شیخجی تمہارا پانیان قدم مین لغزش — زاہد کا گر عمامہ ہی مین شراب ہوگا

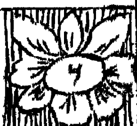
دہوئیگا اپنی تلوی وہ بت جو سنگ پاسے — شیرین کا بی ستون پر نقشہ خراب ہوگا

زلفون کا عشق کیونکر اونسی بیان کیجو تکا — حال دل پریشان گونگی کا خواب ہوگا

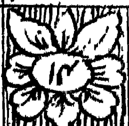
سرگشتگی مین سیرا کیا ساتہہ دیکیگا — ای آسمان ٹہہر جا ناحق خراب ہوگا

فرقت مین ضبط نالہ ہمسے نہو سکیگا — قابو مین دل نہوگا جب اضطراب ہوگا

لکہتے تہی کیا خبر تہی یہہ کون جانتا تہا — لیلی کی ساتہہ پڑہ کر مجنون خراب ہوگا



ایمان تم صبا کا اوسوقت دیکہہ لینا
آنکہون مین دم لبون پر یا بوتراب ہوگا



اونکی رفتار سی دل کا عجب احوال ہوا — زندہ گیا پیسکیا مٹی ہوا پامال ہوا

دست وحشت کا علاقہ مجھے آسان ہوا
داغ سودا صفت نیر اقبال ہوا

اس کہجھڑی سے آہی کہین چھٹکارا ہوتا
عشق گیسو سے ہوا جان کا جنجال ہوا

نظر لطف نہ کی تونے مری رونے پہ
طفل اشک ای سہ غیبی نہ خوش اقبال ہوا

ہین وہ صوفی جو کبھی نالہ ناقوس سنا
وجد کرنے لگے ہم دل کا عجب حال ہوا

پڑ گیا اپنے مری پیچ مین لانیکا بال
کیا پریشان تری گیسوؤنکا حال ہوا

دولت فقر ہوا ای منعم اور کھلی ہے
فخر کیا ہے جو دوشالہ ہوا رومال ہوا

اپنی قسمت کا نوشتہ جو دکھایا ہمنے
حشر کی روز غلط نامہ اعمال ہوا

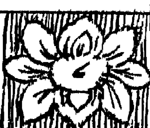
آسمان نے مجھے محروم شہادت رکھا
تیغ قاتل کے لیے بخت سیہ ڈھال ہوا

لوگ کہنے لگے کندن پہ چڑہا ہے مینا
سبزہ خط سے وہ مخرش رنگ اگال ہوا

تیغ حسن ای گل تر ہو گئی خون آلودہ
مجھپہ غصے مین ترا منہ جو بہت لال ہوا

طائر دل کے لیے آپ نے صیادی کی
رشتہ دام بلا زلف کا ہر بال ہوا

لا مکان تک کہین ٹھہرا نہ سراپای خیال
مزرع سبز فلک پیچ مین پامال ہوا



ای صبا آب رعایت نکرین لفظونکی
زر گل پایا جو گلچین نے تو کیا مال ہوا



آپ کو یار نے عشاق سے آشنا کھینچا
حشر تک وعدہ دیدار نے عرصا کھینچا

جب کہ کاوش ہوئی آپ مین تو ہم رندون نے
دست ساقی طرف گردن مینا کھینچا

جذب دل سے ہی عاشق کی تم آگاہ نہین
آہ کھینچو کی جو مین نے کبھی نالا کھینچا

نکلا اندا سے ہین سرگشتہ اجل کی تمہو
پاؤن کا دم صفت خار کف پا کھینچا

دست بردار ہونا تہا تمھین عاشق سے
تا تہ بیمار سے ای رشک مسیحا کھینچا

کھینچی تصویر مصور نے جو مجھہ گریان کی
چشم پر آب کا نقشہ لب دریا کھینچا

واہ کیا زور نزاکت ہی تری انگلی نی
چھلا بھی تو نی اوٹھائی ہی کہ چھلا کھینچا

کشتۂ زلف کو تشہیر کیا قاتل نے
باندھ کر پاؤن مین رسی مرا لاشا کھینچا

مانگ کر یار سی بوسہ مین پڑا جھگڑے مین
تھوڑی سی بات نی کیسی طول بہت سا کھینچا

وصل ہووی تو جو تھا یار کمان ابرو سے
اثر تیر دعا کے لیے چلا کھینچا

کسقدر بزم مین اغیار سے مل کر بیٹھے
کیا تمسکنے مین مجہی آپ نی بیجا کھینچا

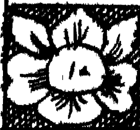
جذب الفت نی نہ دکھلائی کچھ اپنی تاثیر
ہاتھ سے دامن یوسف جو زلیخا کھینچا

حرف ایمان پر آیا نہوا وصل صنم
خط قسمت نہ مٹا ماتھی پہ قشقا کھینچا

بوسۂ سبزۂ خط دیکے گنہگار کیا
تو نے کانٹوں مین مجھے ای گل رعنا کھینچا



ای صبا پاؤن نہ اوٹھتے تھے چمن سی آگے
وحشت وحشت نی ہمین جانب صحرا کھینچا



دل سے جان بہت بیباک نکلا
بڑا قاتل بڑا سفاک نکلا

صنوبر قد کسی مین خاک نکلا
وہ سرو قد چمن کی ناک نکلا

فرشتون کو کیا مات آدمی نے
قیامت کا یہ مشت خاک نکلا

اوڑا دی قید مذہب دل سی ہمنی
قفس سے طائر ادراک نکلا

محبت سے کھلا حال زمانہ
یہ دل لوح طلسم خاک نکلا

نکل آئی فلک کی دور سے روح
بہنور سے خوب یہ تیراک نکلا

وہ پژمردہ تنہا فصل گل جو آئی
چمن سی ضرورت خاشاک نکلا

تمنا انگن مین دل کو جانا تھا
غزال بستۂ فتراک نکلا *

مرے ہم آرزو اونکی بر آئے
ہمارا حوصلہ کیا خاک نکلا

جنون مین باغ عالم کو جو دیکھا
عجب صحرائے وحشت ناک نکلا

نکلتی ہے بدن سی جسطرح روح
تری گھر سے مین یون غمناک نکلا

تمھاری قد سی کچھہ کم سے ٹھرا
صنوبر تو بہت کاواک نکلا

ہماری سادہ لوحی کام آئے
حساب روز محشر پاک نکلا

ترارہ بھرتی ہی پہونچا عدم مین
سمند عمر کیا چالاک نکلا

بھری لڑکون نی دامن پتھرون سے
جہان تیرا گریبان چاک نکلا

مٹایا دور ساقی محتسب نے
عدو جمشید کا ضحاک نکلا

٦ صبا ہم حشر کو مجرم جو نکلے
شفاعت کو شہ لولاک نکلا ١٤

خودپرستی کا جو سودا ہوگیا
آپ مین اپنا تماشا ہوگیا

داغ غم دل سی ہویدا ہوگیا
مشرق خورشید ذرا ہوگیا

دیکھکر اوس بت کو سکتا ہوگیا
مین بہت محو تماشا ہوگیا

جب مجھی اپنی حقیقت کھل گئی
جز سی کل قطرہ سی دریا ہوگیا

کھو گیا ایسا طریق عشق مین
خود نہین معلوم مین کیا ہوگیا

دی دیا دل یار کو مٹی کے مول
مفت اس یوسف کا سودا ہوگیا

ٹاٹ کا ٹکڑا لباس فقر مین
قاقم و سنجاب و دیبا ہوگیا

دین و دنیا کا بکھیڑا چھوڑ کر
دونون عالم مین مین یکتا ہوگیا

طوطی خط کے سبب گیسوی یار
شہپر پرواز عنقا ہوگیا

ای صنم تیری نگہہ کی تیر سے
شرع مین زاہد کے رتقا ہوگیا

اپنی یوسف کی مین شوق دید مین
مردم چشم زلیخا ہوگیا

رونق بزم بتان بندہ ہوا
داغ دل شمع کلیسا ہوگیا

دیدہ کے قابل مری حیرت ہوئی
یار بھی محو تماشا ہو گیا

چاندنی کی سیر اور غیروں کی ساتھ
ای قمر یہہ کیا طریقہ ہو گیا

منزلت دل کو جو کعبی کی ملے
سنگ اسود داغ سودا ہو گیا

جان شیرین ہاتہہ نے کس سختی سی دے
نیمچہ قاتل کا دونا ہو گیا

دیکھکر شب کو رخ پر نور یار
شمع کا شعلہ پتنگا ہو گیا

کھینچ کر تصویر روی یار کے
اور ہی مانی کا نقشا ہو گیا

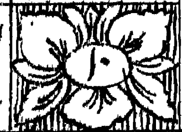
لے اوڑا تجھکو ترا حسن شباب
ابتو عالم ہی نرالا ہو گیا

روتے روتے چشم نابینا ہوئے
یہہ کنوان ٹوٹا تو اندھا ہو گیا

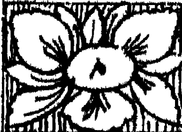
ضعف کے بڑھنے سے ہمکو ای جنون
خانۂ زنجیر صحرا ہو گیا

جای عبرت ہی جہان بی ثبات
دیکھتی ہی دیکھتی کیا ہو گیا

کیون چڑہا منہہ پر مین تیغ یاس کی
مفت مین خون تمنا ہو گیا



ای صبا یہہ ہی لکھا تقدیر کا
ہمسے اور اوسنے بچلکا ہو گیا



شعر مین یار کو ہمنی جو چھلاوا باندھا
زلف کو شوخی رم آہوی صحرا باندھا

عشق گیسو مین یہہ مضمون جنون نے باندھا
دل کو مغز سر آمادۂ سودا باندھا

ہمنے تار نظر دیدۂ وحدت مین سے
کلیہ یہہ ہی کہ شیرازۂ اجزا باندھا

جسسے لاغر کو بنایا ہدف تیر نگاہ
یارنے بال سے باریک نشانا باندھا

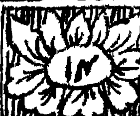
حسن نے چاند کا ہالی مین دکھایا عالم
خوبرویون نے تری گرد جو حلقا باندھا

جامۂ یار کی بو آئی نہ صبا نے جو شبو
تکمۂ غنچۂ گل باغ مین کھولا باندھا

طائر عقل کو معذور رکھا ناہد نے
پر پرواز مین تسبیح کا ڈورا باندھا



ای صبا قلعۂ ہستی سی جو دم ٹہرایا
بڑھ سکے دو چار قدم موت کا آگا باندھا



یہہ ہی نشان عشق کدورت مآل کا
شاکی ہون گردش فلک بد خصال کا
ہی بی ثباتی دور مے پرتگال کا
عاشق ہزارون یون تو ہوئی صاحب حشم
جمشید اپنی وقت کا ہون مین فقیر مست
کوچہ مین گردش نگہہ یار سی پیا
آتی ہی کسکو نیند مری آنکھ مین کیف مین
جہہ مست کی ہین حال پہ کیا کیا عنایتین
شبنم جو گرتی ہی تو اوٹھاتا ہی آفتاب
میری گروتی مجھی سحر اٹہا گئی
طوبی کی سر بتے سے دو بالا ہو مرتبہ
ہوکر اسیر یاس عدم سی ہم آئی ہین
پیغام وصل پر وہ مری بوٹیان اڑائین

تربت ہماری ڈہیر سے گرد ملال کا
آئی شب فراق گیا دن وصال کا
جام بلور ہاتہہ پہ شعلہ ہی رال کا
چہرہ مگر بحال رہا خال خال کا
جام جہان نما ہی پیالہ سفال کا
تل تل ہو کی بہگیا چشم غزال کا
سنکر فسانہ یار کی حسن و جمال کا
ساقی کا مین غلام ہون بندہ کلال کا
پرسان نہین وہ عاشق گریان کو حال کا
حاصل ہوا زوال مین رتبہ کمال کا
سایہ پڑے جو سرو پہ اوس نونہال کا
رشتہ نہین حیات کا دو راہی چال کا
دانتون سی دین جواب زبان سوال کا



شانی کیطرح سی دل صد چاک ای صبا
بند ہوا ہی اونکے گیسوؤن کی بال بال کا



عشق کا غم نہ گیا حسن کا غمزہ نہ گیا
ہوئی تشخیص مری دلکی نہ عیسی سے بھی
وہیان تھا ہمکو وہ جبین کی سفر سے

میرا رونا نہ گیا آپ کا ہنسنا نہ گیا
عرش تک چرخ چہارم سی مسیحا نہ گیا
چار انگل کا ہی پڑا کبھی لکھا نہ گیا

کوئی جانان مین رکھی ضعف نے طاقت مجھے
مثل نقش کف پا بیٹھ کی اوٹھا نہ گیا

ہم وہ مے کش ہین کہ دم اپنا اوٹھا ہو [illegible]
ہاتھ ساقی کا جو تا گردن مینا گیا

چھوڑ کر مجھکو تڑپتا وہ سد بار اگھر کو
حال میرا مری بیرحم سے دیکھا نہ گیا

اوس شہ حسن کی ہین تابع فرمان عشق و شوق
حکم محفل کا ہوا شمع کو پروانہ گیا

صحبت مے نہ رہی عشرت وصلت نہ رہی
پاس سی یار گیا ہاتھ سے پیمانہ گیا

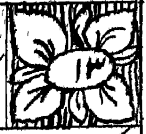
مثل دیوانہ بہت شاہد آبی کف لائی
وہ پری سیر کو جس دن لب دریا نہ گیا

ہو گیا رشک سی اپنا دل حیران [illegible]
رو برو اونکے جو آئینہ گیا شانہ گیا

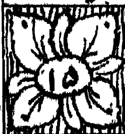
کچھ بھی ای دل ہی اثر عشق [illegible]
کوئی نالہ طرف عالم بالا نہ گیا

خاکساری مین ہمیشہ مین رہا سرگشتہ
کون سی جا صفت خاک کف پا نہ گیا

لاغری نی مجھے سایہ جو بنایا تو کیا
چڑھ کی دیوار پہ گھر مین تری اوترا نہ گیا



اے صبا گوشۂ زندان مین مکدر مین رہا
خاک اوڑاتا طرف دامن صحرا نہ گیا



توڑ کر سینہ ہمارا دل مضطر توڑا
نگہ یار نے برچھی کے برابر توڑا

یار نے آکے مری نعش پہ زیور توڑا
باندھا تار آنسوؤں کا رشتۂ گوہر توڑا

زہر سے مطلب نہیں مجھ مست کو اے اہل دل
دیکھ لی رکھ کی بط مے کی برابر توڑا

کہکشان بانگ ہی شیشہ چاندی خال اختر مین
نالہ ہی تیری گلی مین مہ انور توڑا

سر مین کوچۂ جانان کی چھوڑاتی مجھے
آسمان غم کا فلک نی مری سر توڑا

سرکشی نفس کی موقوف ہوئی فرقت مین
ضعف نی زور کیا دیو کا لشکر توڑا

نہ پڑھا یار نے احوال شکستہ میرا
خط کی پرزے کیے بازو ہی کبوتر توڑا

راس آئی ہی مجھی گولی کا نشانہ بنتا
لا می سفاک پیالی کی برابر توڑا

دیکھنے والون کی محفل مین نہ کیون آن توڑا
رقص مین لی جو وہ رقاص ستمگر توڑا

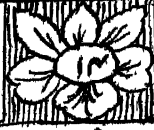
سرہ یار مین ہم دیکے سبکدوش ہوئے
کوہ تیجی کٹوا کی بڑا پاون کا لنگر توڑا

نشہ مین وہ لب میگون جو ہمین یاد آئی
خشت خم سی لب جام مئی احمر توڑا

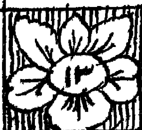
محتسب آنہ تعلی یہ گرا کر مے کو
جام توڑا کہ فلک سی کوئی اختر توڑا

چشم تر مین کبھی ہو گی نہ کمی اشکونکی
موتیون کا نہین ڈالیگا سمندر توڑا

خوف کھی کی جا ہی نہ چھیڑو دل سوزانکو
آگ بھیلی جو کسی نے کہین اخگر توڑا



ای صبا وہ در مقصد ترا بر لائینگی
پر جبریل نی جنکی سے لگے گوھر توڑا



قلقل شیشہ ہی بلبل کی صدا سی پیدا
نشہ ہوتا ہی گلستان کی ہوا سی پیدا

گرد غم کا ہی سبب جرم ہوا سی پیدا
آنہ ہیان ہوتی ہین تحریکہ ہوا سی پیدا

سرخ پوشاک او تارا ابھی گلی سی تجاہل
خون ہوتا ہی مزار شہدا سی پیدا

بار الفت کا سنبھالا نہین جاتا مجھسے
سرگرانی ہی مری لغزش پا سی پیدا

ذہن یار کا مضمون جو نکالا ہمنے
واہ کیا بات ہوئی فکر رسا سی پیدا

عارض یار مین منہ صاف نظر آتا ہے
صورت آینہ ہی جوش صفا سی پیدا

سنبل باغ جنان سی ہون پشیمان یہین
سلسلہ ہو جو تری زلف رسا سی پیدا

شرمگین آنکھون کی بوسی لیی گستاخی سے
گدگدی دل مین ہوئی اونکی حیا سی پیدا

پھر رہی دولی ہون پھر رہی گلگشت چمن
پھر وہی جوش ہو تاثیر ہوا سی پیدا

رنگ خون شہدا کا نہ چھپا تجاہل
کی لگاوٹ تری ہاتھون حنا سی پیدا

لو مبارک ہو تماشای چمن بلبل کو
آمد فصل بہاری ہی ہوا سی پیدا

کوہی قاتل ہین ہمین شوق شہادت لایا
پشتہ کھو ہوئی راہ قضا سی پیدا



ای صبا ہجر مین گلگشت سی دم رکتا ہی
خفقان کیون نہو بلبل کی صدا سی پیدا



کبھی وحشت مین جو مین چاک گریبان کرتا
کوہ فرہاد سی مجنون سی بیابان نکلا

ملک الموت نی بھی ہنسکی ہمارا کیا دی
دم ہمارا تری زانو پہ جو ای جان نکلا

مشکل ایسی ہوئی جامہ دری مین ہمکو
تا بدامن مری ہاتھونسی گریبان نکلا

چشم سفاک مین سرمی کا نہین تھا حالہ
عاشقون پہ ہی نشانِ صف مژگان نکلا

الفت کوچۂ جانان نے کیا خانہ خراب
برہمن دیر سی کعبہ سی مسلمان نکلا

دیکھ غم روز جدائی کا نہ سرسی اوترا
سایہ کی طرح مری گھر سی پریخوان نکلا

میری اشعار سی مضمون رخ یار کھلا
بی احادیث نہین مطلب قرآن نکلا

روز و شب فرقت جانان مین بسر کی ہمنے
تجھسے کچھ کام نہ ای گردش دوران نکلا

آستین ہر گھڑی چڑھتی ہی مری وحشت مین
دست وحشت بھی برابر رستم دستان نکلا

ہی بلبل ہے ای گل دل پرداغ اپنا
آئینہ چہرہ رون سی کیا چمنستان نکلا

شب مہتاب کو حیرت ہے عاشقون کی قبر پر
جانب گور غریبان جو وہ خندان نکلا

جوش وحشت مین ہی ہم جامۂ عریانی پہنے
برہنہ کتم عدم سے ہر اک انسان نکلا

حال ہو رتپ فرقت کا مجھ احباب روشن
شمع سان رشتۂ جان رشتۂ سوزان نکلا

وہ رتبہ ہجر مین اعلے ہوئی ادنی ادنی
ایک اک مور بھی رتبی مین سلیمان نکلا

خلق کیون دولت دنیا پہ گری پڑتی ہی
گنج کس قدر تہِ گنج شہیدان نکلا

قول معصوم ہی انسان کی اجل ہی قضا ہی
دشمن جان جسی سمجھی تھی نگہبان نکلا

خندہ ہی محل انسان کا ہی باعث تقصیر
بد نما ہی جو لبون سی سر دندان نکلا

بسکہ نالی سی پریشان چمن ہی کیا
ای صبا پر نہ بخار دل نالان نکلا

۱۶ ۱۴

عازم وحشت جنون ہوگی مین کہ سی اوٹھا
پھر بہار آئی قدم پھر نئے سر سے اوٹھا

عمر بھر دل نہ مرا یار کے گھر سے اوٹھا
بیٹھا دیوار کی نیچے جو مین در سے اوٹھا

جوش گل مادہ بہاری کی اثر سے اوٹھا
بار صد بار ہرا کی شاخ شجر سی اوٹھا

گیسو اونکی جو رخ رشک قمر سے اوٹھا
پردۂ ظلمت شب روی سحر سی اوٹھا

سبب رحمت حق ہوگیا مین تر دامن
ابر چھایا جو دھوان نار سقر سے اوٹھا

ہمنشین ملک عدم کو گئے سیلے کی طرح
جا کی پونہچا وہین جو یار ایدہر سی اوٹھا

ہوگیا عالم بالا سے بھی بالا پانی
جبکہ طوفان مری دیدۂ تر سے اوٹھا

کوہ غم چرخ ستمگر نی مری سر مارا
بار جب گاو زمین کی نہ کمر سے اوٹھا

عشق گیسو نے پچھوڑا دل پر داغ اپنا
بیٹھ کر سانپ نہ گنجینۂ زر سی اوٹھا

جاتی ہی وصل کی شب کی مجھے سرسام ہوا
درد سر نالۂ مرغان سحر سے اوٹھا

پڑ گئی دھوم زمانے مین قیامت آئی
فتنہ ایسا مری نالون کی اثر سی اوٹھا

ہجر ساقی مین جو یاد آئی مجھی بادہ کشی
ابر کی طرح دھوان داغ جگر سی اوٹھا

۱۷
گریۂ الفت دندان مین **صبا** ڈوب گیا
آج طوفان نیا آب گہر سے اوٹھا
۱۳

بیچکر کمان مین اونکی نظر سی نکل گیا
اک تیر تہا کہ صاف جگر سی نکل گیا

خود رفتگی ہی ختم حقیقت جو وا ہوئی
دروازہ کھل گیا تو مین گھر سی نکل گیا

محو جمال رہگئی ہم کچھ خبر نہین +
آیا کدہر سی یار کدہر سی نکل گیا

کیسا ہوا ہوا میرے رونیکو دیکھکر
دامان ابر دیدۂ تر سے نکل گیا

رونے سے پھر یار مین تسکین ہوگئی
دل کا بخار دیدۂ تر سی نکل گیا

آخر گیا اندھیر شب وصل نی مجھے
دم پہلے بانگ مرغ سحر سے نکل گیا

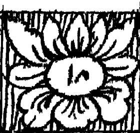
آہون نے مجھکو آتش غم سی نجات دی
مانند دود نار سقر سے نکل گیا

دکھلایا ناتوانی نی گھر یار کا مجھے
مثل نگاہ روزن در سے نکل گیا

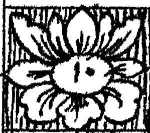
ساقی کی چشم مست نی ایسی ہوئین اوڑے
شعلہ سا ایک آتش تر سی نکل گیا

جوبن سی ڈھل چلی ہین کمان لٹک کی چال
وہ پیچ اونکے موی کمر سے نکل گیا

اوس گل کی داغ عشق نی ایسا کیا گداز
گھل گھل کی مغز شمع کی سر سی نکل گیا



مشکل ہی ای صبا پہ کرو جبر اختیار
رہی خیر دل جو عشق کی شر سی نکل گیا



سرکش کوئی ہو کبھی برپا نہین ہوتا
انجام برے کام کا اچھا نہین ہوتا

سیمبر ہین یار ہو پیدا نہین ہوتا
وہ عقدۂ لاحل ہی کہ جو وا نہین ہوتا

ساقی تری سب دیکھہ لی تعظیم تواضع
خم جام کی آگی سر مینا نہین ہوتا

رہی دیدہ کی قابل مری اشکونکی روانی
سہا دون کا یہ سیلاب دریا نہین ہوتا

معدوم ہوئی جاتے ہین ہم فکر کی مارے
مضمون کمر یار کا پیدا نہین ہوتا

گردش سی زمانہ کبھی خالی نہین رہتا
کسدن تہ و بالا یہ ہنڈولا نہین ہوتا

کسطرح سی ہم جان فدا کرتی ہین تم پہ
سہہ دل نہین ہوتا یہ کلیجہ نہین ہوتا

ناصح سے یہ کہتے ہین تری زلف کی وحشی
بی مغز وہ خود ہی جسی سودا نہین ہوتا

نادان ہین جو کہتی ہین امید کسی سے
بجز ذات خدا کوئی کسیکا نہین ہوتا



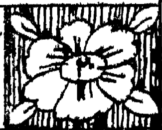
ہوتی ہین صبا سینے مین ٹکڑی مری دلکی
پہلو مین جو وہ چاند کا ٹکڑا نہین ہوتا



بزم قاتل سی نہ بیٹھونگا مین زنہار جدا
شمع سان سر مری گردن سی ہو تا بار جدا

رخ دلدار سی ہو گیسوی دلدار جدا
روز روشن ہے جدا اور شب تار جدا

وحشت وحشت میں مرے ساتھ سے کیا کیا نکلے | پاؤں پر پڑ گئی ہوئی آبلوں سے خار جدا
کیونکر اے حور پری ہی میں تجھے لکھنؤ میں | چشمۂ نور جدا ہی یا کرۂ نار جدا
مار سنہری ہی کوئی کوئی کمند عیار | پیچ کرتا ہی تری زلف کا ہر تار جدا
دیکھیے آج وہ تشریف کہاں فرماتے ہیں | ہم سے وعدہ ہی جدا غیر سے اقرار جدا
دانت مدت سے مرا ناوک قاتل پہ تھا | دہن زخم سے کیا ہو لب سوفار جدا
گرد کلفت جو پڑی گوشۂ غربت کو چھوڑ | میان سے زنگ میں ہوتی نہیں تلوار جدا
مجھکو ڈر ہے نہ کہیں چاند گہن میں آ جائے | زلف شبگون رخ روشن سے کہیں یار جدا
ساتھ چھوڑوں میں تمہارا یہ نہیں ممکن ہے | غیر مانگو کہیں ہوتی ہیں وفادار جدا
حال دل کیا میں کہوں پاس ہے تیرے آگے | ایک دم یار سے ہوتی نہیں اغیار جدا
دور سے ابروی قاتل کا اشارہ ہے مجھے | پاس سے چاہیے دیوانی کی تلوار جدا

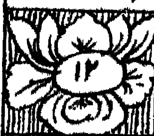

جان کی ساتھ صبا عشق بتوں کا رکھو
مثل شہ رگ کی گلی سے نہ ہو زنہار جدا


غیر سے ہنستا ہے جانا ہی میرا | دیو سے خوش ہی سلیمان میرا
کون ہو جامہ دری کا مانع | ہاتھ سے لڑ ہی گریبان میرا
پا ہی جاناں میں لگاتا ہوں حنا | ہاتھ ہی پنجۂ مرجان میرا
خط کی سودی میں ہوا ہوں لاغر | خانۂ مور ہی زندان میرا
کیا بنایا ہی بتوں نے مجھکو | نام رکھا ہے مسلمان میرا
فیض باران کرم سے تیرے | دھو گیا نامۂ عصیان میرا
ہر بگولی پہ ہی مجنون کا گمان | کیا جنون زا ہی بیابان میرا
ہڈیاں کیوں نہ گور میں جائیں | میہمان ہے سگ جانان میرا

آئینہ بھی ہی ترا محو جمال — صاف ہی دیدۂ حیران میرا
صید ہی آہوی مضمون اسکا — کلک ہی شیر نیستان میرا
ابتو صاحب کی ہوئی خاطر جمع — سن چکے حال پریشان میرا
گل مقصود کا سودا ہی نہ تجھے — صحن گلشن ہی بیابان میرا
سحر وصل کی مانگون جو دعا — بہو رگردی شب ہجران میرا



بوسہ دیکر وہ صنم کہتے ہین +
یاد رکھیے گا یہ احسان میرا



اشک افتادہ نظر آتی ہین سارے دریا — سیل گریہ نے یہ نظرون سے اوتاری دریا
دیکھیں گر دری اشکون کی شراری دریا — خشک برسات مین ہون خوف سے ماری دریا
دونون چشمون سے مری اشک بہا کرتی ہین یا — موج زن رہتا ہی دریا کی کناری دریا
رغبت اوس ترک کو چھلی کی کبابون سے ہی — آتش شوق سے سینچی نہ بگھاری دریا
کام اشکون کی روانی سے نہ نکلا آخر — جستجو ہی در مقصود مین ہاری دریا
جسکو عزت دی اوسی پہر نہ کری بی عزت — کلہ سرنہ حبابون کی اوتاری دریا
ساتھ غیرونکے وہان تم تو نہانے کو گئی — روی یہان ہم غم فرقت مین تمہاری دریا
حاصل گوہر مقصود ہی تیرے تجھے — دیدۂ تر کے بدولت ہی اجاری دریا
آنکہ سے مجھکو بلاتا نہین وہ قلزم حسن — چشم گرداب سے کرتا ہی اشاری دریا
بار الفت کو جو لی سر پہ تو نکلے کیسک — تاقیامت نکر کوہ جو دیا رسے دریا
جسطرح روتا ہون نظر آتا ہی پانی پانی — دم گریہ مری آنکھونسے ہین تاری دریا



فرقت یار مین کیا سیر کرین دریا کی +
ای صبا دیدۂ گریان ہین ہماری دریا



شام سی حال عجب تا بسحر ہم نے کیا
کس خرابی سی شب غم کو بسر ہم نی کیا

ناتوانی مین جو روکی دم اپنا توڑا
سبھی ہم قلعۂ فولاد کو سر ہم نی کیا

بیستون پر کبھی ٹھہری کبھی ناخن کو چھو
کون سی جا نہین جنت مین گذر ہم نی کیا

پونچھا بادہ کشی مین لب گلگون اوس کی
پنبۂ شیشۂ می کو گل تر ہم نے کیا

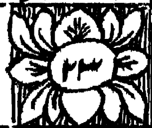
مہر کیطرح سی تہر گئی گلہای چمن
صبح ہم نالہ جو ای مرغ سحر ہم نی کیا

خرد سالی ہی مین بازیچۂ ہستی سی چلے
اشک کیطرح سی طفلی مین سفر ہم نی کیا

پردۂ دل مین ہوا چادر مہ کا عالم
جب تصور ترا ای رشک قمر ہم نے کیا

طپش عشق سی گھر دلمین کیا اون نے
آگ کیطرح جسے پتھر مین گذر ہم نے کیا

شیشۂ می کی لیے شیشۂ دل کو توڑا
پھر ساغر کے لیے کاسۂ سر ہم نی کیا



ای صبا کیکے اغیار کا جی چھوٹ گیا
تیغ سفاک سی جیدم نہ حذر ہم نے کیا



خوبرویون سی دل صاف نہ ہوا
آئینہ صورت آشنا نہ ہوا

وہ پری مجھہ مقید کا نہ ہوا
نقش جب نقش بوریا نہ ہوا

قبل تخصیص چاہیے تعمیم
بعد یوسف ترا زمانہ ہوا

بوسۂ خال یار کے بسیر ہوئی
ہمکو خرمن یہ ایک دانہ ہوا

کس طرح سے ہوئی جنونکو فروغ
اسپ چوبی چراغ پا نہ ہوا

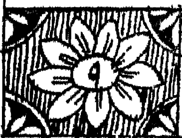
دہن زخم سبے زبان رہا
شکر قاتل کا کچھ ادا نہ ہوا

شب ہجر آئی روز وصل گیا
منقلب عیش کا زمانہ ہوا

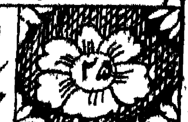
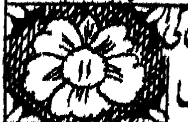
غوض ہی سر جس مین چھپا
فکر کیا ہے دہن ہوا نہ ہوا

ان بتون سے سوای نقصان کچھ
خاک بھی ہمکو فائدہ نہ ہوا

اونکا تیر نگہ ... ہے — ساتھ نے جو ہوا التفات نہ ہوا
رہ گئی حسن و عشق میں اک لاگ — آج تک قصت فیصلا نہ ہوا


مر گیا میں خیال میں جن کے
وہ میان میرا او نہیں فرہ ہوا


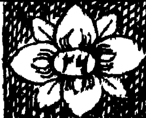
ہجر میں تڑپا ہوں میں صورت بسمل کیا کیا — دیکھنی کو تری لوٹا ہی مرا دل کیا کیا
داغ لالی کو چمن میں دیے کیسے کیسے — شمع کو اوسنے جلایا سر محفل کیا کیا
وعدہ وصل نے تسکین دی کیسی کیسی — درد فرقت میں رہی ہم متحمل کیا کیا
عشق کو عاشقون کی دلبری کہا کس طرح — جن کو شیشی میں اوتار لیے حائل کیا کیا
ہجر میں جان بچی وصل ہی اوس نے ختم ہوا — میری اللہ نی مل کی مری مشکل کیا کیا
میکدہ بزم طرب ہو گی تری اوٹھنے سے — کف افسوس ملین گی نہ چلا جل کیا کیا
نقش پا جو ہی مرا ہی وہ لہو کا چشمہ — خون رولاتی ہے مجھے دوری منزل کیا کیا
چاندنی رات میں بجز دیتے ہیں جو کھٹی یہ — داغ کھاتا ہے فلک پر مہ کامل کیا کیا


ای صبا جا مدری دیکھنی کو مجنون کی
چاک لیلی نے کیا پردہ محمل کیا کیا


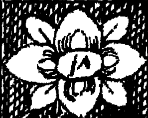
دکھائی رندون کو نیرنگی شراب گھٹا — پی گزک کری طاوس کو کباب گھٹا
کبھہ آئینہ ہوا کبھہ دیدہ پر آب گھٹا — کبھی بڑھا کبھی دریا ہی اضطراب گھٹا
عزیز آئی نہ رونی کو میرے تربت پر — سیاہی اشک ہوئی داخل ثواب گھٹا
نہیں ہے حاجیون کو میکشی کی کیفیت — گئی حرم کو تو ہو گی بہت خراب گھٹا
سفر ہی باغ جہان گزر آتشین ہی برق — فراق میں ہی مری جان کو عذاب گھٹا
تمہاری زلف نہ گرد اناف تک پہنچی — ہوئی نہ چشمہ حیوان سے فیض یاب گھٹا

زوال حسن کی سودای زلف کو کهویا
ہوای سرد ہی باد سموم کا جهونکا
فراق یار مین بیکار سب ہین ای ساقی
کسی کا منه ته زلف سیاه یاد آیا

بڑها خط آپ کا تو نرخ مشکناب گهٹا
جو خاک آب تو انمری ہی بی شراب گهٹا
پیاله شیشه گزک میکده شراب گهٹا
کبهی جو آگئی بالاے آفتاب گهٹا



تری کمر کی لچک پر تڑپتی ہی بجلی
ہوای زلف مین کهاتی ہی پیچ و تاب گهٹا



نه چهوڑیگا جو سونا بدل کی کروٹ کا
کلام آگیا ساقی سے جب کاوٹ کا
ہوا ہین شیفته گیسوی یار کی لٹ کا
شهید عشق کی مٹی بہت خراب ہوئی
بغیر یار مین گلگشت مین ہلاک ہوا
چمن مین دیکهه کی تمکو بہت اکڑتا ہی
کسی نے معرکهٔ عشق مین نه ساتهه دیا
نه یار ہین مین کبهی وه لف چهوڑتی ہین
بغیر یار ہی پینا حرام ای ساقی
ہماری دوستی کو مار سیاه بنتے ہے
مٹا سکین گی نه ہرگز مری دوستی ہی
پڑیگا سامنا نرخ کا تری جدای گگرد
پڑی ہین عشق کی کهٹراگ مین ہم ای مطرب
شراب عیش کدورت تال ہوتی ہے

تو سر ہی بندیکا اور پایه ہی جهپٹ کا
زمین په ہاتهه سی جام شراب دی پٹکا
اوٹهایا پیچ پڑا پڑگیا بڑا جهٹکا
نه تیکهی کا مرا مرده ہوا نه مرگهٹ کا
زمل پڑی کوئی غنچه جو باغ مین چٹکا
لگاؤ سر و مرا ای جان ہاتهه پالٹ کا
ہمارا سایه رہا ہمسے تیر بهر ہٹکا
کمر مین باندهتی ہین پہلے کهینچکر پٹکا
لنڈها دی مار کی ٹهوکر شراب کا مٹکا
تمهاری زلف کا ادنی سہ ایک ہی لٹکا
مین خوب جانتا ہون چال آپ کی ہٹ کا
بنی گا خرمن گل ڈهیر کوڑی کرکٹ کا
کسی خیال ہی دہرت ترانه تروٹ کا
اخیر دور مین چلتا ہی جام تلچهٹ کا

ملایا خاک مین کیا اپنی نفس سرکش کو — اوٹھا کی ہنسی فلک کو زمین پہ دی ٹپکا
عروس گل پہ ستی کا گمان ہوتا ہی — فراق یار مین سنبھل و ہوان ہی گمسکا
شراب صاف مبارک زلال نوشون کو — نفیر مست ہون مین مستحق ہون تلچھٹ کا



بغیر یار کی رلوایا باغ مین مجھکو ؛
چراغ گل مری آنکھون مین ای جھپاکٹ کا



جلوہ ہی ہر اک رنگ مین ای یار تمھارا — اک نور سے کیا مختلف آثار تمھارا
ہوتا نہ پیتا یہ جو خریدار تمھارا — رونق نہ پکڑتا کبھی بازار تمھارا
دل ہو مری قابو مین جو ای یار تمھارا — سایہ بھی نہ دیکھین کبھی اغیار تمھارا
کس یاس سی ہی کہتا ہو نہین اونسی تم رخصت — لوجاو تم اللہ نگہدار تمھارا
تلوار کو جب دیکھتا ہی سر پہ جھپکتی — جلاد یہ ہنستا ہے گنہگار تمھارا
طعمہ جو دیا تمنے مری طائر دل کا — شہباز نظر ہوگیا طیار تمھارا
اے شعلہ سامان سواری پہ نہ بھولو — اوڑ جائیگا اک روز ہوادار تمھارا
ہوتی ہی نہین شربت دیدار سی سیری — پیاسا ہے بہت تشنۂ دیدار تمھارا
ای پردہ نشین تم مری آنکھون مین چھپو — منظور نہین ہی ہر روزن دیوار تمھارا
تم قتل کروگے جو مجھے تیغ نگہ سے — منہ دیکھکے رہجائے گی تلوار تمھارا
ہو مدنظر تیر نگہ کا جو لگانا — تو وہ ہی ہر ایک کماندار تمھارا
بوسے لب شیرین کی عنایت نہین ہوتے — پرہیز مین مرجائے گا بیمار تمھارا
لہراتا ہی دل کو رخ رنگین کا خط سبز — ہر سبزہ ہمیشہ ہے گلزار تمھارا
مغرور بہت حسن پہ تھے خط نکل آیا — اللہ نے توڑا بت پندار تمھارا
وصل ایکطرف ایک بھی بوسہ نہین ملتا — کیا یاد کریگا کوئی ای یار تمھارا



فریاد بتوں کی جو صبا حشر کو کرتی
اللہ بھی ہوتا نہ طرفدار تمہارا



یار گل اندام سے پہلو جو خالی ہو گیا
سو کہہ کر میں شکل تصویر نہالی ہو گیا

جب سے عیش وصل مضمون خیالی ہو گیا
نالۂ موزون یہاں مصراع حالی ہو گیا

قتل فرقت میں میں نہ لاابالی ہو گیا
منہہ سے روہی کا لب جام سفالی ہو گیا

جان دیکر جنگ ہفتاد و دو ملت سے چھٹے
فتح پائی قلعہ ہستی جو خالی ہو گیا

رقص جب کرنے لگے ہم مست وحدت یار کر
شیشۂ دل شمع فانوس خیالی ہو گیا

دی مری اشعار نے زینت مجھی ای گلچین
گہ شوارہ ہر ذرہ مضمون عالی ہو گیا

ہو گیا میں قتل اونکا نام لیکر پیار سے
مجھکو سیفی یار کا اسم جلالی ہو گیا

چرخ مینائی نے مستو لینے تنگ ظرفی کیا
ٹھیکرا جام شراب پرتگالی ہو گیا

قتل مجھکو یار نے حسن تواضع سے کیا
قامت خم گشتہ شمشیر ہلالی ہو گیا

مثل ماہ چاردہ روشن گری سے حال ای
داغ دل کا باعث صاحب کمالی ہو گیا

سیکڑوں غمزے جو اک ساغر کو دینے میں گئے
عاشق ساقی میں رندلاوبالی ہو گیا

فصل گل میں ہاتھ سے جاتا رہا اپنا مزاج
جوش سودا باعث بے اعتدالی ہو گیا

پھر میں کیفیت گلزار مجھکو سیم ہوئی
جام ہر لالے کا افیون کی پیالی ہو گیا

مل دیا منہ جو اونکے چاند سے منہ پر گلال
تیغ خون آشام ابروی ہلالی ہو گیا

کی جو اوس گل نے بہاری باغ دیوانہ تھی
مصرع تر اپنا مرا کا خشک سالی ہو گیا

برطرف غم کر دیا دکھلا کے اونسے صاد چشم
چہرۂ عشاق کو حکم بحالی ہو گیا

کھو دی دورہ چرخ نے کیفیت روز وصال
ایک دم میں ساغر لبریز خالی ہو گیا

معتقد ہو جاتی صبا مرا مرتضی اللہ کا
شیر جسکی معجزے سے شیر قالی ہو گیا

ہوای یار مین کیا دل کو اضطراب رہا
چکور چاند کے خاطر بہت خراب رہا

تپ فراق مین یہہ حال اضطراب رہا
کہ ضعف سی صفت موجۂ سراب رہا

ہمیشہ کوششِ دنیا مین اضطراب رہا
بہت خراب دلِ خانمان خراب رہا

ہوئی تھی جس سی چکاچوند چشم موسیٰ کو
ہماری آنکھہ کا تارا وہ آفتاب رہا

نہ برشکال مین جب تک شراب پلوائے
بلا کی طرح سی سر پر مری سحاب رہا

ہم اپنی حال سے روتی ہین اب ضعیفی مین
خوشا وہ عہد کہ طفلی رہی شباب رہا

نہ مستفیض ہوئی آب تیغ قاتل سے
ہمیشہ بار بہ دریای اضطراب رہا

فروغ داغ محبت کبھی نہ پائیگا
عبث جہان مین جلنے کو آفتاب رہا

رہا دماغ مین گیسوی یار کا سودا
برنگ خواب پریشان مرا شباب رہا

وہ بادہ نوش تھی پیری مین بھی تو جسکی
شراب خم مین رہی شیشی [illegible]

ملا دی خاک مین کیون دل کی منزلت تو نے
یہہ وہ مکان ہی جو عرش کا جواب رہا

ہر اک مقام پہ نشو و نما ہی دل کی
تو جس مین پہول رہا بحر مین حباب رہا

غلط گیا نسا عشقِ مصحفِ رخ یار
نہ وہ کتاب رہی اور نہ وہ حساب رہا

ہمیشہ قلزم ہستی مین صورت [illegible]
کبھی تو موج رہا اور کبھی حباب رہا

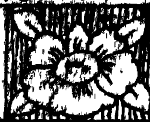
یہہ وہ فلک ہی کہ جسکی سبب سے عالم مین
نہ ایک حال پہ دور روز ماہتاب رہا

خوشی وہ کون سی وہی جسکی بعد غم نہ ہوا
ہمیشہ سر پہ فلک پر سر حساب رہا

ق

عجب طرح کی حوادث ہین بحر ہستی مین
ہر اک کا حال یہان مثل نقش آب رہا

کمہ لیکی وہ ہین موج ہا گیی موجود
جہان خدا سرا و شاہی ہو ہی حباب رہا



برنگ موج ہوای صبا ہوی تھی خلق
رہی جہان مین جبدم تک اضطراب رہا



کیون اونکی چال دیکھی جو یہ حال ہوگیا — مین آپ اپنی ہاتھہ سی پامال ہوگیا

کچھہ تیس سی بھی بڑہ کی مرا حال ہوگیا — کس قہر کا جنون مجھی امسال ہوگیا

مین بدنصیب غیر خوش اقبال ہوگیا — یہہ آپ کی مزاج کا کیا حال ہوگیا

مژدہ سنا ازل کو جو بلبل کی عشق کا — ماری خوشی کی چہرۂ گل لال ہوگیا

دریا سہا مری غرق انفعال کا — کاغذ کی ناو نامۂ اعمال ہوگیا

ہم پیسگئی خرام پہ تو یار نی کہا — پاپوش سی اگر کوئی پامال ہوگیا

آنکھون تلی نیچی سہر گئی تصویر زلف یار — جب تار آنسوونکا بندھا جال ہوگیا

پیری مین اپنا نفس عدو اور سم ہوا — یوجی اپنا جو سانپ کہن سال ہوگیا

ساقی تری کرم سی تسلی مری ہوئی — جام شراب تیرا اقبال ہوگیا

اللہ ری تیری ای بت کافر صفائی تن — زنار صاف آئینہ کا بال ہوگیا

مجھسی فضول خرچ کی ہتھی جو چڑھ گیا — دو دن مین آسمان بھی کنگال ہوگیا

لی لیگی ہمکو پیار سی آغوش مین مین — کیا غم عدو جو چرخ بد افعال ہوگیا



روئی جو یاد گیسوی جانان مین اے صبا
دامان ابر سیاہ کی رومال ہوگیا



بنی ہی تیری زلف سایا ہمارا — نیا رنگ لایا ہی سودا ہمارا

پڑھی پایہ غیرون مین نامہ ہمارا — یہہ قسمت ہماری یہہ لکھا ہمارا

فقیرانہ معبود کی ہی عبادت — یہی بوریا ہی مصلا ہمارا

ہوا اسکی گلبانگ سی ہمکو ظاہر — اوڑایا ہی بلبل نی نالہ ہمارا

نیا سوانگ لائی ہین عشق صنم مین — ذرا کوئی دیکھی تماشا ہمارا

نکل جائیگی سب کجی آسمان کی — کبھی تو پھری گا زمانا ہمارا

وہ میکش تھی ساقی کی الفت کی مارا ق
نہ خم سبو وقف لاشا ہمارا

دلایا گیا فاتحہ جام ہی پر
ہوا میکدے مین پیالہ ہمارا

شب ہجر مین عرش تک ہل رہا ہی
بہت دور جاتا ہے نالہ ہمارا

ہوئی صورت آئنہ جب صفائی
ہوا خود وہ محو تماشا ہمارا

ترے ہاتھ سے واشد دل نہو گی
کھلے گا نہ تجھ سے معما ہمارا

فقیر اک سبھی وقت کا ہمکو جو پایا
ہوا سے ہوا اڑا وہ چیلا ہمارا

کدورت نہین اپنی طبع روان مین
بہت صاف بہتا ہی دریا ہمارا

نہ کی منصفے دہر مین ان بتون نے
رہا روز محشر پہ قضیا ہمارا

سنی گا نہ وہ بت رقیبون کی نالے
رہے گا سدا دل بالا ہمارا


صبا چشم پر آب بادل نہین ہے
نہ جائے گا برباد رونا ہمارا


واعظ کی بین ضرور ڈرانے سے ڈر گیا
جام شراب ناشتہ ہی ساقی کدھر گیا

سو بار جیتے جی مین محشر گذر گیا
ابتک نہ آیا خوب مرا نامہ بر گیا

عیسی کا دم تری لب جان بخش پر گیا
جبسے خضر سبزۂ عارض پہ مر گیا

بلبل کہان بہار کہان باغبان کہان
وہ دن گذر گئے وہ زمانہ گذر گیا

تیری شب چہاردہم کے بناؤ سے
دو دن مین ماہتاب کا کچھہ منہ اوتر گیا

ابرو سے ایک طفل حسین نے کیا ملا
کھایا وہ نیمچہ کہ جگر تک اوتر گیا

جھوٹون کا بادشاہ کہون ای صنم تجھے
سچ یہ کمال ہی کہ بات کہی اور مکر گیا

تازہ دماغ جان گلہ نفت سے ہوا
سامان کیا گیا کہ بڑا دور سے گیا

ایسی ہوا چلی مری آہون کی رات کو
سب آسمان پہ خرمن انجم بکھر گیا

ایسی لگن کی قطع نیند اگئی ہمین — دل سی ہماری جا بہ ہستی اوتر گیا

کی جیہ جاگ کر تری زیور کی عشق مین — سونا تمام رات کا ای سیمبر گیا

صورت ہماری دیدۂ حیرانکی بیچ ملی — آئینہ صاف اونکی نظر سی اوتر گیا

محضر ہماری خون کا ہوگا بہ حشر کو — اچھا ہوا لہو تری دامن مین بھر گیا

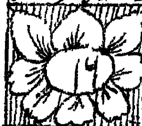
اچھا ہوا جو ہوگئی وحدت پرست ہم — فتنہ گیا فساد گیا شور و شر گیا

کعبہ کی سمت سجدہ کیا دل کو چھوڑ کر — تو کس طرف تھا دھیان ہمارا کدہر گیا

مثل حباب بحر جہان مین دم لیا — اک موج تھا کہ مین ادہر آیا اودہر گیا



پہر سیر لالہ زار کو ہم ای صبا چلے
آئی بہار داغ جنون پہر ابھر گیا



دیر و حرم مین معتقد و معتبر ہوا — کیا کیا تری طرف سی مرد لعین گمرہ ہوا

بی یار بوی گل سی مجہی درد سر ہوا — نالی سی عندلیب کی ٹکڑی جگر ہوا

بندہ کسی کی یاد مین جب چشم تر ہوا — گرداب بیچ ڈوبتی کا دستگیر ہوا

پیدا ہوئی ہین ہم جو عرفان کے واسطے — اس آفتاب کی لئی دور قمر ہوا

جنس وفا کی بو نہین بازار دہر مین — بیوقت اپنا اس گذر مین گذر ہوا

عشق جب مری رونی پہ سینچ آ — اشکون کا تار موجۂ آب گہر ہوا

بعداز فنا پتا دہن یار کا ملا — کیا سازوار ملک عدم کا سفر ہوا

آغاز عشق ہی ہین ہمین موت آگئی — آگاہ بھی نہ حال سی وہ بی خبر ہوا

ہم رند دختِ رز کو نہ چھوڑینگی سیا قبا — صوفی دی یار خیر جو قاضی سی شر ہوا

اندہا کیا مجھی شب مہتاب ہجر نی — آنکھون کا نور پنبۂ داغ قمر ہوا

آگاہ خاک سی ہوا اوسکی حال سی — جبتک نہ اپنی حال سی مین بی خبر ہوا

نوع دگر کر دنگاہین نقشہ جہان کا
ابکی عدم کی سمت سی آنا اگر ہوا

زاہد ہی تہی رہی جو سدا قیل وقال مین
مستون مین کوئی بہی نہ کسی سی خبر ہوا

نالی کیطرح آگی نہ عشاق گرد ہتی
عالم ہی ابتدا اور ترا ای قمر ہوا

سیر چمن سی خوب جلی ہم فراق مین
ہر گل برنگ شعلہ نار سقر ہوا

۴۳ دیکھا جو سوی جنس شہادت مین ای صبا
قاتل کی ساتھ ساتھ مین سر بیچ کر ہوا ۱۹

دار ہر دم جو یہ نہین تیغ جفا کا ہوگا
یہہ تو کہیے کوئی مر جائیگا تو کیا ہوگا

کون ہوگا جو نہ مجروح تیغ تیرا ہوگا
سیر کو آپ جو نکلین گی تماشا ہوگا

خوف عقبی نہ اگر ای سگ دنیا ہوگا
یہہ تو دنیا ہی تو عقبی مین تباہ کیا ہوگا

عشق کی ہاتھ ہی افسردگی غم مین فروغ
بجھ گیا دل تو چراغ ید بیضا ہوگا

الفت زلف مین سودا جو ہمارا چمکا
اختر بخت چراغ شب یلدا ہوگا

کشتی مے کیطرف دیکھ رہا ہی ساقی
لہراتی ہی تو خیمہ لب دریا ہوگا

بیقراری شب غم مین بچپن کی کیونکر
کوئی دم بہر کو جو سنبھلے تو سنبھالا ہوگا

وہ بہی دن ہوگا کہ پہلو مین تو ہوگا ہمکنار
ہاتھ مین بادہ گلگون کا پیالا ہوگا

یہ مزاجی دل بیمار کی لاحول ولا
روگ لایا تو بہت دق وہ مسیحا ہوگا

گرد غم صیقل دل کی لیے ہوگی اکسیر
خاک مین ملکی یہہ آئینہ مصفا ہوگا

یا ربی ڈہب رخ ادہر ناوک مژگان کا لگے
دیکہی دیکہی غربال کلیجا ہوگا

رہجب ساقی مین ترقی جو ہوئی رونیکی
ابر گردون پہ برنگ کف دریا ہوگا

موسم گل مین ہر اک رنگ نیا لائیگا
خفقان یار کو ہوگا مجھے سودا ہوگا

ہی طلب یعنی جو ہوئی کعبہ مقصد کی تلاش
دیدۂ غول ہر اک آبلۂ پا ہوگا

ای جنون بن گئین یادگی رگین مجنون — مین وہ لاغر ہون کہ مجنون بھی تو آیا ہوگا
جم گیا رنگ جو ساقی کا بہار گل مین — در پہ میخانے کی زاہد کا مصلا ہوگا
دسترس ہوگا جو ای بت تہ تری قد تک — ہاتھ ہوگا مرا اور عرش کا پایا ہوگا
دیکھ پچھتائیگا تو کیون مجھی تڑپاتا ہی — آفت آئینگی زمانہ تہ و بالا ہوگا

۳۵ — ۱۴

باغ عالم مین جو آہو تکا یہی عالم ہی
ای صبا اور ہی کچھ رنگ ہوا کا ہوگا

بزم جہان سی عیش بہار اوٹھالیا — کیا قہر ہی ہمین نہ خدایا اوٹھالیا
عقبیٰ کی سمت سی جو دل اپنا اوٹھالیا — کیا لطف تو نے ای سگ دنیا اوٹھالیا
وہ مست ہین کہ مار لیا آسمان کو — جب ہاتھ مین شراب کا شیشا اوٹھالیا
میرے جنون کا حال جو لیلی نے کہدیا — مجنون نے دشت سی محمل اپنا اوٹھالیا
آمد سنی جو باغ مین اوس بادہ خوار کی — گل نی پیالہ سرو نے مینا اوٹھالیا
روز ازل کھلا جو کتب خانہ بہار — سوسن نے دس ورق کا رسالا اوٹھالیا
اب تو وفا کہین بھی نہین ہی جہان مین — وہ حرف اس ورق سی خدایا اوٹھالیا
کو عالم کو دیکھیے اور تجھ کو دیکھیے — کیا بار تو نی ای دل شیدا اوٹھالیا
بربار چھوڑا جو ہوا مجھ غریب کا — اپنا بھی آسمان نے خیما اوٹھالیا
اب بھی کسو کہ خاک کشش عشق مین نہین — کیون بزم غیر سی ہمین کھینچا اوٹھالیا
حلقہ ملا کمند کا عیار ہو گیا — جب آدمی نی ہاتھ مین کنشا اوٹھالیا
ای خاک اوس صنم کی کوچی کی اکسیر ہو گئی — کیا کیا برہمنون نی شوالا اوٹھالیا
وہ رند مین ازل کو جو مستی مین گر پڑے — سمٹے چھپٹ کی ساغر صہبا اوٹھالیا
خود بنا ری فراق سی گا بیہوش ہو گئے — کیفیون نے رنگ خون جگر کا اوٹھالیا

غضب ہی مری جگر و دل کا حوصلہ
دونون نی ملک عشق کا ٹھیکا لیا

یہ اشکبار ہوتی نہ دبی آسمان سی
کشتی کا بوجھ صورت دریا اوٹھا لیا

دیو فلک کی واسطے صہبا نی بٹھا دیے
کیا شب فراق کا صدما اوٹھا لیا

ہی اپنی داغ پر اوس کی نقاب کا بہانا
نمونہ ہی ٹکیہ آفتاب کا بہانا

ہمارا زخم جگر دیکھنے وہی قاتل کو
نکالی تیغ سی رخنہ حباب کا بہانا

خدا کیواسطے جام شراب لا ساقی
جگر کی داغ پہ رکھہ آفتاب کا بہانا

وہ کہاتی ہین مری انکھین کہ بہا نا جن
روئی کا ہوتا ہی سحاب کا بہانا

جو حشر ہو تو جہنم کا داغ گھونٹ کو
ضرور ہی مری فرد حساب کا بہانا

یہ ضعف ہی جو ٹکڑا کتان کا ہاتھہ لگی
بتاہین داغ دل ماہتاب کا بہانا

بتون کی داغ محبت سی یہ دل تھا
ہوا مری لیی آیا عذاب کا بہانا

یہ ہی مری لب روشن کا زخم ابھی آج
کرنکا صوف ہوا آفتاب کا بہانا

یہ ہی داغ جہالت کا اس سی جانیے
بیمار ہی ہاتھہ لگا ہی کتاب کا بہانا

مجھے اشکبار کا داغ او علاج ابھی آج
ابھی دکھائیگا تیرا حباب کا بہانا

خیال حلقہ زلف پری ہی سودے مین
جنون کی داغ پہ ہی مشکناب کا بہانا

یہ حال داغ جگر حشر کو بیان ہوگا
رہی گواہ مری اضطراب کا بہانا

وہ اشکبار ہون پھوڑا جو دل کا ستائے
یہ پھوٹا بتا ہی چشم پر آب کا بہانا

عجب مرض کی دوا ہی پری تر رخسار
یہی ہی داغ جنون شباب کا بہانا

ہم اپنی داغ جگر کا اگر علاج کرین
مسیح لاتی ابھی آفتاب کا بہانا

وہ رند ہون مین جگالی جو لی تو دل نی کہا
ہوا یہی زخم پہ جام شراب کا بہانا

دیا ہے دوری ساقی نے داغ ابھی جو | پینا شراب کا ہم کو ہوا اب کا چھاتا

صبا کی داغ جگر نے یہہ گل کھلایا ہے
کہ بنگیا ہے کٹورا گلاب کا چھاتا

آئی ای گلعذار کیا کہنا | خوب آئی بہار کیا کہنا
مہندی ملکے ہے چوٹ مرجان پر | ہاتھ لاتا نگار کیا کہنا
مجھسے عاشق کی اور یون نفرین | واہ شاباش یار کیا کہنا
برق بھی درکنار رہ جاتے | ہان دل بے قرار کیا کہنا
لاکھ بار امتحان عشق کیا | نہ کہا ایک بار کیا کہنا
بحث گریہ مین ابر بول گیا | دیدہ اشکبار کیا کہنا
مین تو روتا ہون آپ ہنستے ہین | یہی ہوتا ہے پیار کیا کہنا
سختی عشق سہین نے ای دل | واہ رے بردبار کیا کہنا
مر گئے ہم مگر نہ رحم آیا | وہی تیور ہین یار کیا کہنا
خار خار غم دل پر درد | چیخ کر ای ہزار کیا کہنا
کہہ تو للکار لین رقیبون کو | بات رکھے ہے نگار کیا کہنا
جوش الفت مین اور ضبط ای دل | جبر بے اختیار کیا کہنا
یون تو جو گل ہے خوب ہی لیکن | تیرا ای گلعذار کیا کہنا

۳۸
ای صبا دعوی انا الحق ہے
خوب سوچے ہوشیار کیا کہنا
۱۵

ترے جہین مین نہ ادھر آئیگا | ابھی کچھ سن مین ڈرجاتی ہے
آج وعدے پہ ضرور آئیگا | سیہ کو کام نہ فرماتی گا

عالی عاشق کی جو سن پائیگا / ہوش اوڑ جائینگے گھبرائیگا

یار اسدم نہ اگر آئیگا / ڈھونڈھینگی تو نہ پھر پائیگا

سیر ہر روز چمن کی کیسی / کچھہ نہ کچھہ رنگ گل لائیگا

ساتھہ چھوڑینگے نہ سایئے کیطرح / ہم بھی جاوینگے جدہر جائیگا

بیتکلف ہی ملاقات کا لطف / کبھی تکلیف نہ فرمائیگا

کچھہ جو ہنسیے تو وہ فرماتے ہین / کہین روتے ہوئے گھر جائیگا

چشم حسرت سے جو دیکھینگی ہم / آنکھہ جھپک جائیگی شرمائیگا

چھو نہ جائے مرے آہونکی ہوا / پھول کی طرح سے کمہلائیگا

دیکھہ کر سبزۂ خط آئینے مین / زلف کی طرح سے لہرائیگا

آج اندھیرا ہے اگر وصل نہو / رات آتی ہی کہان جائیگا

آپکو غیر بہت دیکھتے ہین / ایک دن دیکھیے پچتائیگا

بیقراری دل عاشق پر / دل تڑپ جائیگا ہل جائیگا

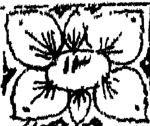
لیلیٰ زلف کو دیکھین جھکر / ہمکو مجنون تو نہ ٹھہرائیگا

حال دل راہ مین سن لیجیے گا / منہہ اوٹھائے نہ چلے جائیگا

نزع مین صلح کی باتین کیسی / ملک الموت سے لڑ جائیگا



ای صبا کوئی ہو کعبہ ہو کہ دیر / دل جدہر جائے اودہر جائیگا



عطر پیر بعد فنا آئیگا / بے محل پاؤن نہ پھیلائیگا

لاکھہ مہر وصل کا وعدہ لیکن / وقت پر صاف نکل جائیگا

جاتے ہین ہم تجھکو تو فرماتے ہین / جا وفی تو نہ کہین چھپائیگا

سرہوئی اسکے طبع سے آپ +
زلف تسکین سے خطا پائیے گا

نکرین آپ وفا ہمکو کیا +
بیوفا آپ ہی کہلائیے گا

اوٹھ گیا دل سے وہ دوئی کا پردا
چھپ کی اب آپ کہان جائیے گا

کہا شان صاف بنی گارستہ
آپ توسن کو جو چمکائیے گا

رنگ لائیگی نزاکت بڑھکر
پھول کے بار سے پچتائیے گا

کیا کرین وصف دہن ڈرتے ہین
منہہ مین جو آئیگا فرمائیے گا

زلف کو ہاتھ لگائین گے جو ہم
بیڑیان پاؤن مین پہنائیے گا

دیکھین رغبت سی تو کہتا ہے وہ شوخ
کوئی جلوا ہے کہ کہا جائیے گا

کیا کیا عشق نے کیون حضرت دل
ہم نہ کہتے تھے کہ پچتائیے گا

آپ چلتے تو ہین اٹھکے یہان سے
کوئی آفت نہ کہین لائیے گا



ای صبا عشق پر یہ ویران مین
اذیت سے گذر جائیگا



بڑہایا آبروی دل سی وہ رتبہ تصور کا
خم گردون بنا ہے پیلا تجھ تفکر کا

خرام ناز کا جلوہ ہوا باعث تحیر کا
بنا ہے نقش پائی یار آئینہ منہ نور کا

یہہ ممکن ہی نہین ہی صورت مقصود پیدا ہو
لگایا جب مکان دلمین آئینہ تصور کا

تلاش کعبۂ مقصد مین کیا کیا ٹہوکرین کہائین
گری ہر دو دو قدم پر ہم ارادہ باندہ کر تہم کا

دعا بہی تیرہ عاشق کی نہین مقبول ہوتی ہے
ہوا اسد اکبر جال یہہ پہنچا تک سر کا

کہلا پردہ کچھ ای دل جاتی زندگانی کا
گریبان بنگیا گرداب دریای تفکر کا

نہ ہی پیدہ وہ جو جہنجلا کے پہتے عاشق کے
تمہارا کیا بگاڑا تھا جو طفل اشک کر گر کا

کیا وہ زار ہمکو اشتیاق دید جانان نے
تن لاغر بنا موئی مژہ چشم تصور کا

سبکدوشی سی رہنا چاہیی ہی باغ عالم مین
برنگ بوی گل اکدن سفر درپیش ہی ہرکا

سیہ بختون کی ابر غم مین یون آنسو ٹپکتی ہین
شب تاریک مین جیسی کہ عالم ہو تقاطر کا

اگر منظور ہی دیو فلک سی کشتیان لڑنا
جوانو زال دنیا سی رہی موقع تنفر کا

سر محفل بٹھاکر چاہنی والونکو رلوایا
تماشا کا نکالا آپ نے بی تال و بی سر کا

بگولی کی طرح ہر دم جگر سی آہ اوٹھتی ہی
کہین کیا خاک ہم احوال اس دل کی تکدر کا

ہماری بہی طالع ہمین ہیہات نا کو لاگی
پی گاذ مین گرداب ہوگا بر نشان کہرکا

ہوای وصل و آب اشک و سوز ہجر و گرد غم
یہہ ہی اک ایک جزو ہم عاشقونکی چار عنصر کا

دیا ہی ہمنی اپنی نقد دل پر اختیار اونکو
تغلب کا تصرف کا تبدل کا تغیر کا

نہ رستم ہی نہ برزو ہی نہ سنجر ہی نہ تیمور ہی
کیا تیغ اجل نی خاتمہ کس کس بہادر کا



یقین ہی زندہ در گور ای صبا ہو جائینگی ہم تو
یہی عالم اگر چندی رہا دل کی تکدر کا +



دل صاف سو آئینہ رو نظر آیا
سب کچھہ نظر آیا جو ہمین تو نظر آیا

افعی بلا یار کا گیسو نظر آیا
آنکھون مین جگایا ہوا جادو نظر آیا

گلشن مین نہ جب ساقی دلجو نظر آیا
سرو لب جو آہ لب جو نظر آیا

حورون کی طرف لاکہہ ہو زاہد کی توجہ
کہلجائینگی آنکھین جو کبھی تو نظر آیا

چکرائینگی افلاک بہت ہم فقرا سی
جسدم اثر نعرۂ یاہو نظر آیا

اب دامن نظارہ ہی اور خار مژہ سی
اے وحشت دل لی وہ پری رو نظر آیا

سودای محبت مین طبیعت کو تولا
تیر نگہہ یار ترازو نظر آیا

اک تال سیہ بہی تری آنکھونکی قرین سی
اچھی رہی ترکون مین بھی ہندو نظر آیا

کس حسن سی اے رندونکا جام نگہہ پیچ
ہر کاسہ کی خال لب جو نظر آیا

مرجائینگے گھبرا کی تری زلف کی وحشی
سودے مین اگر فرق سر مو نظر آیا

کس شوخ کی آنکھون کی تصور نے رلایا
تار اشکون کا موج رم آہو نظر آیا

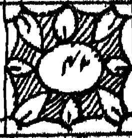
وہ روز خلائق ستی ہم اعمال جو تولے
اوترا ہوا شاہین ترازو نظر آیا

بیتابی دل نی بغل گور جھکا ئی
آرام نہ ہرگز کسی پہلو نظر آیا

دیکھا نہ تا ہوش نے ابھی تن و جان کا
ہم بھول گئی آپ کو جب تو نظر آیا

حوران جنان کو بھی کبھی دیکھ ہی لینگے
پریون ستی تو ابھی یا پری تو نظر آیا

سیکش مجھی ساقی کی نظارے نی بنایا
بجلے ستی کمر ابر سا گیسو نظر آیا



جو بات ہی سر مذہب ملت سی جدا ہے
دیکھا تو صبا سب سے الگ تو نظر آیا



پستی ستی اوج خاک مین ملکے بدل گیا
ذرے سے لو نصیب کا اختر بدل گیا

سوقوف دلبری ہوئی دلبر بدل گیا
وہ مہراب کہان سر انور بدل گیا

آتی ہی فصل گل کی جنون ہو گیا پن
بدلی جو رت مزاج برابر بدل گیا

روئیگی جاہی قصر فریدون کو دیکھکر
کنج لحد نصیب ہوا گھر بدل گیا

ساقی نی شب کو لی وہ تعلی کی دور مین
خم آسمان ستی ماہ ستی ساغر بدل گیا

خود بینی کا رواج کبھی پیشتر نہ تھا
آئین آئینے سے سکندر بدل گیا

ساقی کی بھول چوک ستی ہم رند لٹ گئے
جام جہان نما ستی جو ساغر بدل گیا

گذری شب وصال قیامت بپا ہوئی
جیب سحر ستی دامن محشر بدل گیا

اک بت ستی چھوٹ کر جو ملے دوسرے ستی دل
یہہ جان لی کہ آینے کا گھر بدل گیا

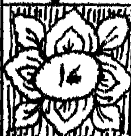
ایوس باد شاہ حسن کو نامہ جو لے گیا
شہباز بنکر آیا کبوتر بدل گیا

تل بیٹھے آپ وہ جب برہمن کی بت پرچہ
صدقے کے پتلے ستی بت آذر بدل گیا

رتبہ مری جنون کا کھلا روز حشر کو | زنجیر پای عرش سے لنگر بدل گیا
آئی زلف کس حساب مین خط کا ورق ہے | سرکار حسن یار کا دفتر بدل گیا
یکسان رہا نہ ٹھاٹھ کسیکا جہان مین | کون آگی پیتری نہ یہان پر بدل گیا



اب ای صبا وہ لطف نہین جانبین مین
یہ دل بدل گیا کہ وہ دلبر بدل گیا

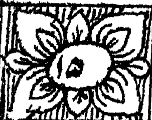


پیادہ پا مین جوان سوی لالہ زار ہوا | بہار آتی ہی سر پر جنون سوار ہوا
پی نجات جو مرکر مین اشکبار ہوا | سفینہ نوح کا ہر تختہ مزار ہوا
چمن مین جب مری ہمراہ وہ نگار ہوا | گلون کو داغ ہوا بلبلون کو خار ہوا
ترقیان ہوئین مرنی پہ خاکسار ہو کے | چراغ مہر ہر اک ذرہ غبار ہوا
مٹادیا مری کو وقار نے مجھکو | پڑا وہ بوجھ کہ ہفت آسمان پہ بار ہوا
نہ روز حشر بھی جب اپنی داد کو پہنچا | خدا کے سامنے وہ بت بھی شرمسار ہوا
بنا کی گیسوؤنکو تم تو دام وار سنے | ہمارا طائر دل مفت مین شکار ہوا
بہا کی اشک محبت مین فتنہ زائی کی | یہ طفل باعث آشوب روزگار ہوا
سموم غم نے نیا لالہ زار کھلایا | عجب بہار ہوئی دل جو داغدار ہوا
وہ خاکسار تھا مین لاکھ آندھیان آئین | زمین ہی خاک نہ اونچا مرا غبار ہوا
ہوئی شہید جو الفت مین لالہ رو ہو کے | سدا بہار مین میلہ سر مزار ہوا
نگاہ دیکھ کے مجبور وہ ترک نی کھینچا | لگا وہ تیر کلیجے سے وار پار ہوا
وہ ناقبول تمام کبھی ہوا جو شوق جناب | تو گل فشان نہ چراغ سر مزار ہوا
بڑا خلاف کیا او ستمگرا کی سعی مین | مین بادہ خوار ہوا شیخ روزہ دار ہوا
مزا چکھاتی ہی تو تمکو جبر کرنی کا | خدا گواہ ہے دل پر نہ اختیار ہوا

یہ کس حسین کی الفت نی مجھکو خاک کیا | کہ غازۂ رخ یوسف مرا غبار ہوا



غم فراق یہ کس غیرت چمن کا تہا
کہ دود آہ صبا ابر نو بہار ہوا



ہم نزع مین رہے نہ وہ آیا غضب کیا
مرتے ہی منہ کو منہہ نہ دکھایا غضب کیا

دلکی طرف مین دیکھہ کے کہتا ہون عشق مین
اس چاند کو یہ داغ لگایا غضب کیا

ترسا کیا مین نشہ مین بجلی کیطرح سے
ابرا کی میکدے پہ نہ چہایا غضب کیا

طرہ نگاہ یار ہوئے برق طور پہ
سرمہ جب انکہڑیون مین کہلایا غضب کیا

کروبیان عرش نہ گہبرا گئی سے تو
نالون کو تہتہو نہین اوڑایا غضب کیا

دل نی جو کچھہ کہا وہ کیا مین نی عمر بہر
کچھہ دہیان مین کسیکو نہ لایا غضب کیا

تا زلف عجب بلا کرہ خاک پر ہوئے
کیون تم نی گیسوونکو بڑہایا غضب کیا

جام شراب کی شوخی محتسب تو قدر
رندونکا کیا چراغ بجہایا غضب کیا

عمر دو روزہ مین نہ کوئی کام بن پڑا
رہ رہ کے آسمان نے مٹایا غضب کیا

گل کی طرح کیا نہ گریبان چاک چاک
آئی بہار رنگ نہ لایا غضب کیا

کوتاہ ہمتی مری ذہن رسائی کی
حال مزاج یار نہ پایا غضب کیا

ترسے پہر سکے ہفت فلک صورت حباب
طوفان آنسوون نے اوٹھایا غضب کیا

ہنسنا نہ تہا تمہین ہی ادنی پری کبھو
سوتے ہوئے کو اور رولایا غضب کیا

آنکھیں لڑا ہین یار سی کیون مین بزم مین
نظرون مین دشمنون کی سمایا غضب کیا



دنیا کی کاروبار مین تم ای صبا رہے
ہمتی کا کام کچھہ نہ بنایا غضب کیا



بیکیا حسین سے دل مردہ بت پرفن کیسا | رہ گئی دیکھہ کے منہ شیخ و برہمن کیسا

چھیڑ کر دل کو وہ سن لیتی ہین شیون کیسا
کوک دیتی ہین تو بجتا ہی یہ ارگن کیسا

نقد دل ہای چورا کر بیٹھے پرمن کیسا
چپکا بیٹھا ہی جھکائی ہوی گردن کیسا

یہ جوانی تو عجب سی قیامت لائی
یاد ایام کہ گذرے لڑکپن کیسا

فوج اندوہ و الم ٹوٹ پڑی دشمن کی
اندہین ہوتین سب قتل بڑا رن کیسا

تھا صحرائی جنون کفر قدا ماندہ ہوئے
رہ گیا پھٹ کے گریبان سے دامن کیسا

گرد کی طرح تری ساتھ ہین ای شہسوار
بیٹھا صورتِ نقشِ سمِ توسن کیسا

نالۂ دل مری سنکر وہ صنم کہتا ہے
پھنک رہا ہی کہین ناقوس برہمن کیسا

جب وہ تھا ابر تو وہ ساقی کا کرم یاد آیا
ہای رتے مجھے گذرا ہے یہ ساون کیسا

دل ہی کچھ جانتا ہی عشق تری جلتا ہے
آپ کیا جانین کلیجے مین ہی روزن کیسا

جھونکے چلنے لگے سموم جو ہوئے غم کے
رہ گیا بجھ کے چراغِ دلِ روشن کیسا

ای ہوس جو ملی خاک درِ جانان مجھے
ایک چٹکی مین بس قلب ہی کندن کیسا

دوستانہ مجھسے کہتے ہین خبردار رہو
ای جوانو فلک پیر بھی دشمن کیسا

گیسوے یار سے کس کس کو گزند پہنچی
اونکی کاٹا کیا یہ افعیِ رہزن کیسا

دیکھکر حال رقیبوں کا بھی دل جلتا ہے
پھنک رہا ہی تپِ فرقت سی مرا تن کیسا

خاک پر لوٹتی ہین طائرِ بسمل ہین ہم
آشیانہ کسی کہتے ہین نشیمن کیسا

راگ لاتا ہی خضر وان سے زمانہ پس مرگ
بیجا عرس دگرنہ سر مدفن کیسا

ساقیا آج چلی دور لب جو چھلک
دیکھ وہ ابر اوٹھا ہی سوی گلشن کیسا

شب غم کی چمن دہر مین اندھیر کیا
ہر ستارہ ہی برنگ گل سوسن کیسا

آہ بھی ہم تو فق پی خرمن ہستی رقیب
پھر نہ کہیے لگا کہ تو بھی ہی جلی بن کیسا

نالی کرتا ہون تو شرما کی وہ فرماتی ہے
یہ بھی کچھ بات ہی چپ رہو شیون کیسا

خامشی کی سمجھی کچھہ قدر نہین او غافل
دیکھہ تو بولتی ہین بت کو بدن کیسا

جلوۂ کوچۂ جانان سے ترقی پکڑی
خاک مین ملگیا سب وادی ایمن کیسا

طلب جام پہ ساقی نے دیا سخت جواب
شیشۂ دل پہ پڑا بار سی ٹراگن کیسا

بجھہ چلا تھا شب فرقت مین چراغ ہستی
کام آیا تری تصویر کا روغن کیسا

مرگئی پر نہین تکلیف احبا منظور
خم سی لاش گڑی جاتی ہی مدفن کیسا

۲۴۶

صدمۂ باد خزان کی متحمل نہ ہوئے
چل بسی آپ **صبا** چھوڑ کی گلشن کیسا

۸

خلاف بلبل گلشن سی یہہ زمانہ ہوا
کہ پنجۂ ملک الموت آشیانہ ہوا

بہار آتی ہی ساقی کا یہ زمانہ ہوا
تمام میکدون مین جشن خسروانہ ہوا

پہار عشق پہ طرہ ہوئی ہوای بہار
سمند ہوش پہ کس وہ مین تازیانہ ہوا

پسینہ آپ آب ہوئی انفعال عصیان سے
کہ تن پہ ہر بن مو مشک کا دانہ ہوا

عجیب وقت پہ کام آیا آہ کا گھوڑا
جب اوکھڑا ابلق ایام تازیانہ ہوا

پھڑک کی رہگیا آخر ہمارا طائر روح
خیال زلف کا افعی آشیانہ ہوا

یہہ تحفہ وہی کہ جسکی سبب سی اے منعم
زمین کی تحت مین قارونکا خزانہ ہوا

یہہ مرغ روح پھنسا کیا عذاب دنیا مین
اسیر دام الم پھر آب و دانہ ہوا

داغ جنون دماغ پریشان مین رہگیا
دامن مین خار چاک گریبان مین رہگیا

جب دو قدم جنون مین مراساتھ ہو گیا
پھیلا کی پاون قیس بیابان مین رہگیا

ابروی یار سے جو بہت منفعل ہوا
منہ ڈال کر ہلال گریبان مین رہگیا

تقلید ہو سکی نہ تمھارے خرام کی
طاوس لڑکھڑا کی گلستان مین رہگیا

آئی بہار اور نہ چھوٹا مین ای جنون
کیسا تڑپ کی خانہ زندان مین گیا

تو وہ قضا نے ناوک جلاد کا کیا
مین ڈھیر ہو کے گنج شہیدان مین گیا

۴۴
کیا چاہ تہ پڑا مری یوسف پر ای صبا
دل گر کے اوسکے چاہ زنخدان مین رہ گیا
۶

حسن نے کچھ کنہ عشق جو دیکھا ہوتا
دست یوسف مین گریبان زلیخا ہوتا

نقشہ مجہہ رند کا مانی نے جو کھینچا ہوتا
جام اک ہاتھہ مین اک ہاتھہ مین مینا ہوتا

آبرو دلکی کدورت نے نہ جانی ورنہ
یہہ وہ قطرہ ہی جو بڑہ جاتا تو دریا ہوتا

وہ غمین ہون کہ مجھے دیکھکے سب کہتے ہین
غم نہ ہوتی تو کوئی رنج نہ پیدا ہوتا

خاک اڑاتا جو مری دشت جنون مین مجنون
ہر بگولے سے عیان ناقہ لیلا ہوتا

۴۵
ای صبا اوسسے ملاقات جو کرتے تھی تمہین
حرف مطلب کا زبان سی نہ نکالا ہوتا
۶

آنکھون سے جب نہان رخ دلدار ہو گیا
تار نگاہ آنسوؤن کا تار ہو گیا

پیش نظر جو وہ گل رخسار ہو گیا
مرغ نگاہ بلبل گلزار ہو گیا

ای سرو خوشخرام چلے کس روش سے تم
طاؤس باغ عاشق رفتار ہو گیا

مستی مین زلف یار کے جب لہر آگئی
بوتل کا منہ بھی مین مار ہو گیا

روتی جو مثل ابر غم کوہکن مین ہم
دریا کا پاٹ دامن کہسار ہو گیا

۵۰
اظہار عشق ضعف مین ہمسے نہ ہو سکا
لانا لبون پر آہ کا دشوار ہو گیا
۴

کہین معشوق کہین عاشق کامل دیکھا
تجھکو ہر بزم مین ای رونق محفل

پہر پہر آیا صفت طائر بسمل دیکھا
پھیر کر یار نے پہلو جو مرا دل دیکھا

تا تہہ داوس بت کی نہ گردہ مین جا ال دیکھا ۔ حوصلہ تنگ ترا ای کشش دل دیکھا
کھل گیا قیس کے دعوای انا لیلا سی ۔ ہمنی پردہ ترا ای صاحب محمل دیکھا

ولہ

مین دیکھہ دیکھکو جو رخ یار رہگیا ۔ کچھ سوچ سوچ کر وہ ستمگار رہگیا
تیر نگاہ یار نے دم بکر دیا عنا ۔ آنکھین پھرا کی آہوی تاتار رہگیا
آئی شب فراق مین ابرو جو تیری یاد ۔ قاتل مین ڈہونڈ ڈہونڈ کی تلوار رہگیا

ولہ

ساغر ہماری عمر کا لبریز ہوگیا ۔ جب دو قدم پہ خانہ خمار رہگیا
خون دل سی رنگ اشکونکا سبدل ہوگیا ۔ جب رکھا آنکھونپہ دامن لال لال ہوگیا
آیا اپنی پاس وہ ماہ دو ہفتہ شہر سے ۔ ای جنون لی دن سی پھر جنگل مین منگل ہوگیا
وہ جلا کر مجھکو مردم کی نگاہون مین کبھی ۔ دود شمع آہ سی آنکھونمین کا جل ہوگیا
نرگس مخمور جانان تک رسائی ہوگئی ۔ حلقہ گیسو می گلگون کی جو تل ہوگیا

ولہ

پرتو فگن جو عارض پرنور ہوگیا ۔ کافور نور صاعقہ طور ہوگیا



اوس بادشاہ حسن کا سایہ جو پڑگیا
ہر سرو لنگ باغ مین تیمور ہوگیا



موجد گلشن ہی تاثیر بیان عندلیب ۔ ہی نمو ی نخل گل نوک زبان عندلیب
اوڑ گیا گلشن سے نام آشیان عندلیب ۔ تیر ہی باد خزان بہر نشان عندلیب
فصل گل گی جاتی ہی نکلی ہی جان عندلیب ۔ کیون نہ ہر برگ خزان ہو نوحہ خوان عندلیب
باغ مین جاتی رہی تاب توان عندلیب ۔ ہای لوٹا ہی خزان نی کاروان عندلیب
الفت گل ہی اسہاری خزان عندلیب ۔ ایک صورت پر ہی رنگ بوستان عندلیب
بوی گل ہی توسن عمر روان عندلیب ۔ یہ سواران چمن ہین ہمرہان عندلیب
جو رگ گلچین عشق گل [illegible] ۔ ہای کہ آفت مین پہنسی ہی اکیلی جان عندلیب

سیر گلشن میں یہ دل سی ہی منظور نظر
چشم نرگس ہی گل داغ نہان عندلیب

وحشت دل میں ہی میان حاصل بہار حسن و عشق
شکل گل خندان ہوئین نالان لبان عندلیب

باغ میں صیاد اور گلچین سے قصہ ہو گیا
ختم گیا کچھ آج رنگ داستان عندلیب

کہکشان قشقہ ہی ہر گل نیر اقبال ہی
ہی زمین صحن گلشن آسمان عندلیب

چند روزہ حسن کی ہی مہربانی عشق پر
گل چمن میں چار دن ہی میہمان عندلیب

کام آتی ہین بدونکی نیک بعد مرگ بھی
طعمۂ زاغ و زغن ہین استخوان عندلیب

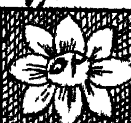
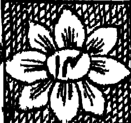
باغ کی خانہ خرابی دیکھکر سودا ہوا
تنکے چنتا ہون مین پھر آشیان عندلیب

بند ایسا ہو گیا سنکر ہماری ہچکیے
بنگیا چاک قفس زخم دہان عندلیب

آنکلتا ہی پی گلگشت جب وہ لالہ رو
باغ میں ہوتا ہی ہر گل یگان عندلیب

دیکھکر ای غیرت گلشن تری عاشق کا خون
رنگ لائی گل برای امتحان عندلیب

منکشف اہل چمن پر ہو گل معنی عشق
ہون اگر مفہوم الفاظ زبان عندلیب


پھول جاتی ہی زبان ماری خوشی کی ای صبا
جوش گل ہی کیون نہو غنچہ دہان عندلیب


کاسۂ کیوں صبح جام سی ہی زینت شب
صحبت دختر رز ہی پی کیفیت شب

کہکشان مانگ ہی ہر بال میں ہی ظلمت شب
یار کی زلف پریشان میں ہی حسرت شب

بیچ میں چاند پہر لاکہ پہر کتنے ہین
دو گھڑی وصل میں ٹھہری یہ نہین شان و شب

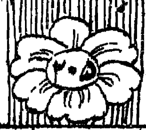
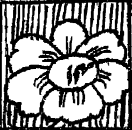
ہر بن مو سی صدا آتی ہی توبہ توبہ
مین سیہ کار جو کرتا ہون قضا طاعت شب

پہنے اوس مہر درخشان نے جو کالی کرتی
غیرت پیرہن صبح ہوا خلعت شب

نام روشن سمجھے گر تا ہی جو تو کر لے غافل
شمع سان بزم جہان مین ہی فقط مہلت شب

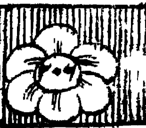
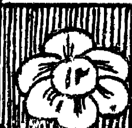
کف افسوس ملا مین تو نالی شب تا
فرقت یار میں ہی سینہ پہ نوبت شب

ذرا تیغ قاتل کے آگے تو آئے | پتا دو رہے سی ہلاتی ہی بجلی
دکھاتی ہین ہم جو تڑپ آہ دل کی | تو رہ رہکے کیا تلملاتی ہے بجلی
خیال رخ ہین ہی جو اک برق وش کا | قیامت کے جلوی دکھاتی ہی بجلی

صبا آہ دل سے مگر ہمسری کے
تھپیڑے ہوا کی جو کھاتی ہی بجلے

یہہ ٹکرایا سر اپنا اونکے در سے | کہ سر پکڑے ہوئے نکلے وہ گھر سے
حسد آیا حشر کو رسوا انکر نا | کہے رکھتا ہی بندہ پیشتر سے
یہہ شوق منزل مقصد ہوا ہے | بڑھے جاتے ہین کوسون آہ بر سے
امید و بیم ہین رکھا ہے لاکر | بنا کر آدمی کو خیر و شر سے
ملائے خاک ہین میری جوانی | خدا سمجھے بت بیداد گر سے
غضب کے ہین تری مژگان بجیلی | نہ کیونکر نوک کی لین نیشتر سے
ہی اک مدت سی شوق قتل انکی | رہین ہین جو رنگ کر تیغ دو سر سے
وہ مجرم ہون مرا جانا جو ہوگا | جلیگا خلد ای واعظ سقر سے
لب شیرین کا بوسہ دیکے ای یار | مرا منہہ بھر دیا تمنے شکر سے
ہم ای قاتل نہایت سخت جان ہین | چھری جاتی رہے گی بارہ پر سے
خرابی مزرع ہستی پر آئے | پڑا پالا جو اک بیداد گر سے
بشر غافل ہی دنیا مین اجل سے | اجل غافل نہین ہرگز بشر سے
بت خورشید رو پر جان دی ہے | حنوط اپنا ہو کا نور سحر سے

غم شہ مین صبا آنسو بہا کر
جہنم کو بجھا آب گہر سے

زاہد عبث نہ منتظر حور عین ہے
اچھا رہے جو محو بتان حسین ہے

دل کی صفا سے رونق بزم یقین ہے
آئینہ جمال جہان آفرین ہے

مرنا جو دیکھے تری بیمار عشق کا
عیسی کو داغ تا نفس واپسین ہے

ای ترک تجھکو روز مبارک ہو قتل عام
کتنے تلک لہو مین بھرے آستین ہے

سرکشتگی وہ ہی کہ جو ہون فن بعد مرگ
گردش مین آسمان کی برابر زمین ہے

دل کو لگا دیا ہے لب شیرین یار سے
یہہ وہ مگس نہین کہ جو بی انگبین ہے

کتنے ہی لوگ نقش قدم دکھا کے تجھکو
اس شوخ انک پر عجب ہوا دل کا نگین ہے

نکلے جو روح تھا وہ تن ہو گیا خراب
ممکن نہین مکان سجل بے مکین ہے

پروانون کا ہجوم تھا شمع حیا تک
احباب گرد تا نفس واپسین ہے

بوسے کے مانگنے پہ نہ یون منہ سے تھو تھو ہے
یہہ ناز جا کی ادہی ای نازنین ہے

ای قیس پیرہن کو نہ یون چاک چاک کر
کچھہ تو حجاب لیلی پردہ نشین ہے

رکھیے نہ دس طرح کا لباس ای صبا کبھی
لالے کی طرح سے فقط اک پوستین ہے

ہم تو ہے کعبے کی طرف صرف سنا دیتے ہی
کعبہ دل مین نہان قبلہ حاجات ہے

ان بتون سے کہ نہ اگر جینے عبادت ہے
دل لگی حورون سے ہر کیون ملاقات ہے

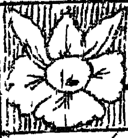
غیر ممکن ہے کہ صبح شب فرقت ہو تجھے
خاتمہ ہی کوئی دو چار گھڑی رات ہے

دل کی بیتابی ہی حالہ ہم اگر کر بیٹھیں
یہہ تو فرمائیے پھر آپ کی کیا بات ہے

رنج دنیا سبب راحت عقبی ٹھہرے
وہی اچھے ہے جو مورد آفات رہے

جھونک دی تجھسے بلانوش کو خم کی خم
بول بالا ترا ای پیر خرابات رہے

سات پردہ مین ہے جب تک کہ وہ چھپ بیٹھی
آنکھہ یہہ سر سے خورشید ہی ذرات ہے




شیخ صاحب کبھی عقبیٰ کا بھی دھیان آتا ہے
کچھ وہاں کے بھی لیے کشف و کرامات رہے

ہاتھ اٹھا جو ساقی عالی مقام سے
سرمست آفتاب ہوا ایک جام سے

اسبے نوشی رندی پا گئی ماہ تمام سے
گیسو سیاہ ہی شب یلدا کی شام سے

ہم بھی ضرور رکھتے کسی کام سے لیے
فرصت نہ آسمان کو ملی اپنے کام سے

مملو ہوا ہے بادۂ الفت سے ظرف دل
ساقی شراب دیکھ چھلکتی ہے جام سے

نو و آئے کچھ غرض جو اگر بادشاہ کو
اوٹھے گا یہ فقیر نہ اپنے مقام سے

کیسے اسیر لشکر اندوہ و غم ہے
غافل ہو جب کہ دل ہی ہو بے انتظام سے

اہل ہوس کی طائر ہیں کہ نہ حال پوچھئے
کنج قفس میں جا پھنسا جو چھوٹا جو دام سے

ساقی خدا کرے رہے آباد میکدہ
خم سے سبو سے رطل سے شیشے سے جام سے

بیداد کرکے یار نے کھویا فروغ حسن
تیغ نگہ خراب ہوئی قتل عام سے

اللہ رے جو لیلی محمل نشین سے
دل پک گیا ہے قیس کے سودائے خام سے

وہ عندلیب ہوں کہ مری حال زار پر
آنسو ٹپکتے ہیں ہر چشم دام سے

بعد فنا بھی ہے جو ہمیں فوج آرزو
اوٹھیں گے روز حشر بڑے اختشام سے

پروانوں میں چراغ ہو ہاں میں عجب
گھبرائے نہ عاشقوں کے ازدحام سے

غیروں نے آستان صنم سے اوٹھا دیا
ٹکرائیں جا کے سر در بیت الحرام سے

زاہد تری نماز تجھے ساز وار ہو
در گذرے ہم رکوع و سجود و قیام سے

ہو جائے یار ابھی محبت کا امتحاں
موجود ہوں میں کھینچ تو خنجر نیام سے





ہم کیا ہیں ای صبا جو نہ ہوں ہم پہ آفتیں
محفوظ انبیا نہ رہے اتہام سے

ان بتوں کو جذبۂ دل سے اتارا چاہیے
کافروں کو تیغ میں لا کر نکھارا چاہیے

سرو کو ای سرو خوش قد خوب جھاڑا چاہیے
قمریوں کا گلشن ہستی اوجاڑا چاہیے

تنگ ہیں بازیچۂ ہستی سے ہم اے اشک الطفل
اس گھروندے کو کسی صورت بگاڑا چاہیے

فصل گل آئی ہے پھر دور دور جام ہے
پھر وہی خم چاہیے ساقی کا اکھاڑا چاہیے

ہو چکی ہم قتل اور سفاک غصہ ہو چکا
رحم کی جا ہے کہیں لاش گاڑا چاہیے

زاہدو مجمع سے ہم رندوں کی یاں بیگانگی ہو گیا
جا ہی کوثر پر یہ نہیں تو ماریگا یہ مارا چاہیے

خاک پائی قیس مجھیں کھینچنے والے ہیں
ای جنون ابکی تو ایسا ہی اتارا چاہیے

آمد آمد لگ رہی ہے باغ میں اوس سرو کی
باغبان شمشاد کو جڑ سے اوکھاڑا چاہیے

ساقیا اب کی بڑی زوروں پہ ہیں ہم بھی مست
چلکے واعظ کو سر منبر اتارا چاہیے

تیرا دامن ای بت گل پیرہن اور دست غیر
دونوں ہاتھوں سے گریباں اپنا پھاڑا چاہیے

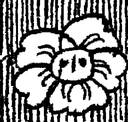
کم نہیں ای دل متاع حسن سے جنس کمال
چشم یوسف سے خریداروں کو تاڑا چاہیے

آستاں پر بیٹھ کر ہم مر گئے ہیں ای صنم
لاش اوٹھانیکو ترے در کا کواڑا چاہیے

چرخ سرکش دور ہم سے کھینچتا ہی آہ
ہاں مرے نالو ذرا اسکو لتاڑا چاہیے

خاک ایسی زندگی پر جو کدورت میں کٹی
گرد کلفت جام مستی سے جھاڑا چاہیے

تیری آگی جیب و دامن کی حقیقت ای جنون
دامن محشر بھی ہاتھ آئی تو پھاڑا چاہیے



ای صبا کچھ مس نہیں تمکو لباس فقر سے
ایک مخمل میں بسر جای جاڑا چاہیے



آپ اپنی بیوفائی دیکھیے
ہمسے اور ایسی برائی دیکھیے

بات پھر ہمسے بنائی دیکھیے
پھر وہی مطلب بر آئی دیکھیے

آئنہ اوس بت کو دکھلا کر کہا
اور صورت ہاتھ آئی دیکھیے

عرش کی زنجیر پر طرہ ہوا
نالۂ دل کی رسائی دیکھیے

ہم اسیران طلسم خاک ہین
کیا ہوتا وقت رہائی دیکھیے

مار ڈالا منہہ چھپا کر آپ سے
موت کس پر دیمین آئی دیکھیے

آمد آمد موسم گل کی ہوئی
پھر طبیعت گدگدائی دیکھیے

داغ دل تارا ہی چشم مہر کا
عشق کی جلوہ نمائی دیکھیے

میری جانب یون نظر کرنا نہ تھا
آپ نے بجلی گرائی دیکھیے

پھینکیے ہاتھون سے پہولون کی چھڑے
میری گل خوردہ کلائی دیکھیے

چشم پوشی اس قدر اچھی نہین
ابتو جان آنکھون مین آئی دیکھیے

ایک دن رو رو کے طوفان لائینگے
اس قدر نا آشنائی دیکھیے

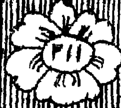
واہ رے سرمہ لگانا آپ کا
شاخ نرگس ہے سلائی دیکھیے

صاف ہے آئینۂ اسکندری
اس مری دل کی صفائی دیکھیے

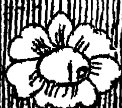
دیر ہوتی ہے ہمارے قتل مین
یہہ نہین اچھی جھکائی دیکھیے

لائیے بلوائیے جام شراب
دیکھیے بدلی وہ آئی دیکھیے

مر گئے لیکن نہ راز دل کھلا
آہ بھی لب تک نہ آئی دیکھیے



وہ نہ آنا تہا نہ آئے اے صبا
رفتہ رفتہ موت آئی دیکھیے



نفس نمرودی کیا ہوتا ہے
شرک موجود ہے کیا ہوتا ہے

کشف مقصود ہے کیا ہوتا ہے
حال مفقود ہی کیا ہوتا ہے

سجدے ہوتے ہین کسے او غافل
کون معبود ہے کیا ہوتا ہے

چھوڑ دنیا سے دنی کا پیچھا
اس سے کیا سود ہے کیا ہوتا ہے

ہست و بود تن خاکی اک دن / نیست نابود ہی کیا ہونا ہے

صاف ہوتا کہ ہوا از خود رفتہ / راہ مسدود ہے کیا ہونا ہے

دیکھیے حشر کو کیسے گذرے / روز مشہود ہے کیا ہونا ہے

چاہیے مسجد اقصے مین نماز / دیر مسجود ہے کیا ہونا ہے

من و سلوا جسے ہم سمجھے ہین / زہر آلود ہے کیا ہونا ہے

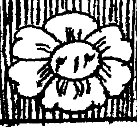
گرمی عشق و نہال ہستی / آتش و عود ہے کیا ہونا ہے

جوہر روح تن خاکی مین / کیا گل اندود ہے کیا ہونا ہے

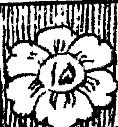
دولت فقر مقدر پر ہے / سعی بے سود ہی کیا ہونا ہے

جو کہ منصور کے پیش آیا تھا / وہی موجود ہے کیا ہونا ہے

خود پرستی کی بری ہی صورت / عبد معبود ہے کیا ہونا ہے



ای صبا دیکھیے وہ پردہ نشین / کس سے خوشنود ہے کیا ہونا ہے



دل پر داغ باغ کسکا ہے / دیدہ تر ایاغ کسکا ہے

میکدہ صحن باغ کسکا ہے / ساغر گل ایاغ کسکا ہے

داغ چمکا چلی نسیم بہار / یہہ ہوا مین چراغ کسکا ہے

کیون کہین زلف یار کو سنبل / یان پریشان دماغ کسکا ہے

دل پر داغ کی یہی ہی بہار / نہ کھلے خانہ باغ کسکا ہے

ناصحا معتبر کیون پھراتا ہے / چل ترا سا دماغ کسکا ہے

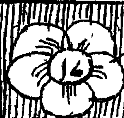
چار عنصر کی سب تماشے ہین / واہ یہہ چار باغ کسکا ہے

عرش اعلی پہ فکر عالی ہے / ہمنے پایا سراغ کسکا ہے

کسکا مسکن ہے ہی سینہ عارف — دل روشن چراغ کسکا ہے
جیب گل کس پہ چاک رہتا ہے — دل مین لالہ کی داغ کسکا ہے
دین و دنیا کو ترک کر بیٹھے — اور نام انفراغ کسکا ہے
ای جنون تیرے واسطے سب مین — باغ کسکا ہی راغ کسکا ہے
ق
نا یاد رہے تراعالم — دیکھہ ہیہ دل مین داغ کسکا ہے
ہر دو اور بھی ہین دنیا مین — یون فلک پر دماغ کسکا ہے



ای صبا اس زمین مین ایسی شعر
ایسا حاصلے دماغ کسکا ہے



کبھی نہ قدر ہوئی یہہ ملال لیکے چلے — سحر مین ساتھہ ہم اپنا کمال لیکی چلے
دل حزین کرہ خاک کا جواب تہا — تری گلی سی یہ گرد ملال لیکے چلے
بھلا کی آپ نی خوب آبرو ہماری کی — جبین پہ عرق انفعال لیکے چلے
جواب محکمۂ حشر مین نہ بن پڑتا — مقدمات نہ ہی انفصال لیکی چلے
زبان خار سی کیا جانی کیا ہوا آزرد — عدم کو باغ سی گل گوش مال لیکی چلے
عدم مین ہوم او ٹھینگے وہ اندیشے — جہان بھر سے یہہ گرد ملال لیکی چلے
طریق فقر مین غربت نشان ای فقرا — عجیب صورت جاہ و جلال لیکی چلے
عدم کی راہ مین جانا پڑیگا خالی ہاتھہ — یہہ وہ سفر نہین جسمین کہ مال لیکی چلے
ہماری پاس سی مین نزع مین گل او بھی چلے — یہہ اور داغ دم انتقال لیکی چلے
نباہ و یا غم فرقت نی ضعف سی پرکاہ — جسد ہر کو چاہے ہوا وصال لیکی چلے
عدم سی خوب چلے صیدگاہ عالم کو — کہ نفس شوم سا کتا معال لیکی چلے
جو مر سکی جائین تو وہ راہ پڑیگا — جنازہ چار قدم کیا مجال لیکی چلے

بلا ہی عشق میں جھو نہ سینہ دل وحشی سمجھکے
کہیں نہ شیر کی منہ پہ غزال لیکی چلے

خضر و قمر بتوں سی ہمیں بحث آپڑی
نہ سر کی طرف اسے تو سنبھال لیکے چلے

بتوں سی حشر کے دن خیر اب سمجھیں گے
خدا گواہ ہی دل کا جو حال لیکی چلے

بہار آئی ہوا اور درد و رندوں کا
شراب بھیجنے تھیلیاں کلال لیکی چلے

صفائی دل کا صبا حال کھل گیا دم نزع
سیہ آئینہ تو عدیم المثال لیکے چلے

بہار آئی آلہی چمن ہری ہو جاے
یہ زرد زرد ہر اک شی ہری بھری ہو جاے

کبوتر اوڑکے جو پہونچے وہاں نہ بری ہو جاے
جوان ماہ جولائی پیمبری ہو جاے

یہ نقد دل کہیں ملیٹ نہ ای پری ہو جاے
پر کہہ لیا تمھیں کھوٹی ہو تم کھری ہو جاے

غزال دل ابھی اوڑنے لگے پری ہو جاے
اگر وہ سار تری تیر کے سرے ہو جاے

پڑی جو دیو سیا یہ ترا پری ہو جاے
فسون چشم سی گو سالہ ساحری ہو جاے

کبھی نہ آئینہ دل کا تمھیں دکھاؤنگا
تم ایک ہو کہیں صورت نہ دوسری ہو جاے

ہم اپنی صبر کا تو امتحان کرتے ہین
جو ہونی ہو وہ اسی دم ستمگری ہو جاے

محیط عشق میں انسان مشت خاک ہے گیا
پہاڑ ہو تو وہ گھل گھل کی کنکری ہو جاے

کہاں تلک کوئی ناقوس وار چلاے
بتو خدا کے لیے بندہ پروری ہو جاے

مآل کار تجھے کچھ بھی ہی وہیاں ای گوش
نہ ٹھوکروں سی کہیں چور کھوپری ہو جاے

وہ خود غلط ہوں مرا نام اگر لکھا جاے
تمام دفتر عالم کی ابتری ہو جاے

نہ ہی ترقی دریائی حسن عارض یار
حباب چشمہ خورشید خاوری ہو جاے

گناہ الفت چشم بتان ہی عالمگیر
تمام دہر تہ کاجل کی کوٹھری ہو جاے

ہم ایک دم میں اوڑا دیں دہویں میں عیب نگیں
اگر ذرا مدد چرخ چنبری ہو جاے

غبار آئے نہ پائے دل مصفا پر
یہہ آئینہ ہے نہ سد سکندری ہو جائے

وہ سخت جان ہوں کہیں گر پڑی ہے تیغ تری
چٹانی سنگ نرا پارہ و وردی ہو جائے

چلکتا ہی ہی تری زلف عنبریں ای دوست
کہیں نہ مشک کو دعوای ہمسری ہو جائے

چھوئی جو وہ لب طرفی کو تو جان پڑ جائے
وہ منہہ لگا سے تو بنت العنب پری ہو جائے

حلوی طبع چھوڑا وی اگر نگاہوں سے
ملائکہ سی فلک پر برادری ہو جائے

وہ موتیوں کو ملاتی ہیں اپنی دانتوں سے
غریق آب خجالت نہ جوہری ہو جائے

اگر یہی کمر یار کی نزاکت ہے
وبال جان نہ کہیں لف عنبری ہو جائے

وہ اشکبار ہیں کھل کر اگر روتیں
زمانہ صورت حد سکندری ہو جائے

وہ بت منہہ ہی اور آنکھوں میں جان آئی ہے
خدا دکھائی تو دیدار آخری ہو جائے

جنون ساختہ ہی عنبر پہ پڑیان پہنے
تو یار سی بھی وہ ناجنگ زرگری ہو جائے

چڑھا جو دار پہ منصور یہ اشارہ تھا
قدم زمیں پہ نہ رکھی جو خود سری ہو جائے

صبا تم ایک ہی آتش زبان ہو چپ بھی رہو
چراغ پا کہیں سنکر نہ الوری ہو جائے

سر سے شیشے غم ساقی میں سراسر توڑے
ہونٹھ دانتوں سے چبائے لب ساغر توڑے

دل عشاق کا نہ گلچیں ستمگر توڑے
ہاتھ ہوں خشک اگر ہی جو گل تر توڑے

جبر یار کا ہر زخم ہرا دیتا ہے
چار دیوار عناصر میں عجب در توڑے

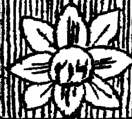
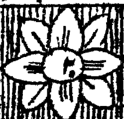
عشق کی ضرب سے جان کا جہنکار ہے آہ
سوت فوج الم و درد کا لنگر توڑے

ضعف سی نو قوت ساقی میں ہیں معتمد تن
پتھروں سی کوئی یہہ شیشہ و ساغر توڑے

چل گیا جو برا آ گئے وہ لالچ میں
غیر سے توڑ لیا اونکو دکھا کر تیور توڑے

آج کو رستم دستان ہوا دنیا میں
خوب ہی دست جنوں پاؤں کے لنگر توڑے

زینے کیا خوب کئے بام حقیقت کی ثبوت — تینی چڑھ چڑھکی جواے واعظو منبر توڑے
سرو کو سہو نک ہی شمشاد کو جڑ سی کاٹے — وہ سہی قد نہ مگر دل کا صنوبر توڑے
محو صورت ہو معنی سی اگر واقف ہی — اپنے آئینے کو پتہر سے سکندر توڑے
عاشقونکے لیے شمشیر ادا کافی ہے — سخت جانو نپہ عبث یار نے خنجر توڑے
منزل گور مین منعم کی نہ زر کام آیا — لیگیا خاک نہ صندوق مین بھر کر توڑے
خاطر مین چاہیے اپسمین مسلمانونکو — تہر سی دل جو برادر کا برادر توڑے
آہین کرتا ہون تو کہتے ہین ملک گھبرا کر — یہہ ہوا کشتی گردون کا نہ لنگر توڑے
آتش حرص کہین ہی بت پندار کہین — آگ زردشت بجہاے صنم آذر توڑے
سختی ورسے کیا خوف دل عاشق کو — یہہ وہ شیشہ ہی جو گر جاے تو پتہر توڑے


واعظ شہر کو رہ رہکے جلایا کیا کیا — روزے رکھہ رکھہ کے صبا نے رمضان بھر توڑے


عکس پرتو مکو پری کا جو گمان ہوتا ہے — آئینہ دیکھ کے کیا کیا خفقان ہوتا ہے
عشق رخ کاشف اسرار نہان ہوتا ہے — یہہ ورق لوح طلسم دو جہان ہوتا ہے
دود دل عشق کی خامی سی عیان ہوتا ہے — ہیزم تر کو جلاؤ تو دھوان ہوتا ہے
روح سکلی تن خاکی سی تو معلوم ہوا — تجہسے خالی تری رہنی کا مکان ہوتا ہے
حسرت دید نہ پوچھو شب تنہائی کی — دیکھتا تہا کہ دم آنکھون سے روان ہوتا ہے
تو وہ یوسف ہی جو چاہی تو زلیخا کی طرح — نئی سر سے فلک پیر جوان ہوتا ہے
رنگ لاے ہے عجب ہتی یہ پڑے رستے مین — موسم گل مین ہمین ہوش کہان ہوتا ہے
عشق جانسوز سے بڑھکر نہ جہنم ہوگا — سب سے پہلے یہ گنہگار روان ہوتا ہے
آہین کرتا ہون تو گھبرا کے وہ کہتا ہی مین — گھر کسی کا کہین جلتا ہی دھوان ہوتا ہے

تیری وحشت کا جو وہ رنگ دکھاتی ہے
نام سے ہو سہم گل کی خفقان ہوتا ہے

بعد مرنے کے بھی ہم وحشت نورد وں کا غبار
ہمرہ قافلۂ ریگ رواں ہوتا ہے

زلف اوس حور کی گلشن میں جو بناتی ہے
سنبلستان بھی در زنخ کا دیوان ہوتا ہے

شوق دیدار میں طاقت نہیں گویائی کی
حالت دلکا اشارے ہی سے بیان ہوتا ہے

خاکساروں میں نہی ہی عشق کی دولت پائی
انہیں ویرانوں میں آ گنج نہان ہوتا ہے

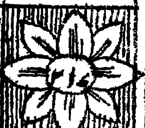
یار ہے تو رخ شفاف کی دیوانی میں
زلف چھپتی ہے او ٹھا خفقان ہوتا ہے

جام می ساغر خورشید سے بڑہ نکلا
آسمان معتقد پیر مغان ہوتا ہے

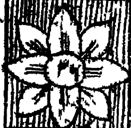
مجرم عشق ترحم کا سزاوار نہین
ہای کس پاس سی سر ہو نگران ہوتا ہے

واعظوں سی کوئی تعریف سنی حور ن کے
مسجدوں میں تو قیامت کا بیان ہوتا ہے

دوش احباب پہ جاتا ہی جنازہ پس مرگ
یہہ وہ بیڑا ہی کہ ہاتھوں پہ چلان ہوتا ہے



آئین بھرتے ہین صبا آپ خدا خیر کرے
اس ہوا سے چمن زیست خزان ہوتا ہے



نالوں کا اذن ہو دل مجبور کے لیے
ہو جاتی حکم نفخ فی الصور کے لیے

آمین بھرین جو اوس بت پرنور کے لیے
آندھی چلے چراغ سر طور کے لیے

گدڑی درست کی جو تری عور کے لیے
لتی قبا ہی قیصر و فغفور کے لیے

کہتے ہین سب ترے رخ پرنور کے لیے
زیبا تہا یہ چراغ سر طور کے لیے

آنکھین صبا یہ آب ہین اوس نعم کی تیر
افسردہ دل ہین آتش مقصور کے لیے

ملتا ہے گلگون سی دل اوس نعم کی تیر
ہر پہول مین مٹھاس ہی زنبور کے لیے

پہر دعا ہی وصل نمازین پڑھا کئے
اللہ سے جھکے ہین مغرور کے لیے

دنیا کی سب لباس ہین اور نگی اداسے
کہلے بہشت کی ہین تری عور کے لیے

کیا رنگ پر ہی اوس بت پرنور کا شباب
قشقل بہار ہی شجر طور کی سی لیے

ہلتا ہی عرش نالہ بی اختیار سے
اتنی تو بات ہی دل مجبور کی سی لیے

کشتی پری خونکی وہ عاشق مزاج تھی
جنت مین جا کی لوٹ گئی حور کی سی لیے

سمجھے ہے سم اوسکو قریب گ گلو
کعبے کے سمت رخ نہ کیا اور کے لیے

ای ابر نو بہار ہو رندونکی آبرو
موتی کی آب چاہیی انگور کے کے لیے

ہو حق سی صوفیونکی ہمین حال کھل گیا
تا حشر جوش ہی ہی منصور کے سی لیے

منظور اوسکو بزم جہان کا فروغ تھا
روشن چراغ حسن کیا نور کی سی لیے

بنت العنب پری تھی توجہ نہ کی مگر
زاہد پہ چین سعار رہا حور کی سی لیے

جامہ دری عشق ہی بھر حجاب حسن
عریان ہی قیس لیلی مستور کے سی لیے

ہیہہ اجواب پرسش روز سوال کا
کیا اختیار بندۂ مجبور کی سی لیے

رہا ہنکی پیچ پانچ کا سب حال کھل گیا
سر پر عمامہ باندہ لیا زور کے سی لیے

راغب ہی صید دل پہ عقاب نگاہ یار
طیار شاہ باز ہی عصفور کی سی لیے

تازہ اس آب چاہ سی ہم اترنکا ہی زخم
بہتا ضرور چاہیی ناسور کے سی لیے

کافور تیری کشتۂ الفت کا ای پری
غازہ ہوا جبان مین رخ حور کی سی لیے

دیکھا گیا نہ حال جو درد فراق کا
عیسی نے رو دیا تری رنجور کے سی لیے

کیفیت غرور نہین خاکسار مین
ییہ محا ہی کاسۂ سر فغفور کی سی لیے

حسن صبیح یار پہ شہر کا ہوا ہی نم
آ ہی دل ہی جنجنہ کا زنبور کی سی لیے

وہ تیرہ روز ہون دل صد چاک ای صبا
شانہ ہی گیسوی شب دیجور کے سی لیے

پیدا غ ہی خورشید لب بام نہین ہے
خون پا ہی عاشق شفق شام نہین ہے

جب تک نہ جلوں جان کو آرام نہیں ہے
پروانہ ہوں جلنے کی سوا کام نہیں ہے

زاہد کو سر زلف سیہ فام نہیں ہے
مومن ہی توجہ طرف شام نہیں ہے

یہ جان اور اب عاشق ناکام نہیں ہے
جیتا رہا گر صبح تو کیا شام نہیں ہے

انسان ہو زاہد تو پھنسے زلف صنم میں
یہ دام ہی صید دو دام نہیں ہے

ہر فصل میں داغ غم الفت کا سزا ہے
اس نخل کا میوہ تو کبھی خام نہیں ہے

بادہ ہو نہ رقیبوں کی تو دین میں آگے
سیدہ بھی تو ایسا کوئی گمنام نہیں ہے

آئے ہیں دم نزع وہ اغیار کو لیکر
کیا کہیے کہ کچھ کہنے کا ہنگام نہیں ہے

میخانہ عالم میں غنیمت ہے یہ دم
اتنا بھی کوئی رندی آشام نہیں ہے

ظالم ہی وہ بیداد کے ہنسنے کی غرض ہے
روئے کوئی تڑپے کوئی کچھ کام نہیں ہے

کشتہ تری قامت کا ہوں محشور نہ ہونگا
دفتر میں قیامت کے مرا نام نہیں ہے

بیچین وہ ہوتا ہے جو لیتا ہے سواری
اے ابلق ایام تو خوش گام نہیں ہے

عاشق ہوں مجھے کوچۂ جاناں کی غرض ہے
واعظ تری جنت سے مجھے کام نہیں ہے

مدہوش ہیں جس شوخ کی ہوش ربا کرتی ہیں باتیں
گویا کہ تری زبان سے ہمیں کچھ کام نہیں ہے

عاشق ہوں میں بیتابی دل کام ہی مرا
جب تک نہ میں تڑپوں مجھے آرام نہیں ہے

حال دل عاشق پہ تبسم کر اے یار
رو دینکی ہی جا ہنسنے کا ہنگام نہیں ہے

وہ بلبل نالاں ہیں کہ نالوں سے ہمارے
گلشن میں چمن دہر میں کہرام نہیں ہے

اوس نرگس فتان سے ہی بخشش کی توقع
پھوٹا تو ہوا دیدۂ بادام نہیں ہے

خونریز ہوا ہے وہ صنم حکم قضا سے
جلاد کبھی مورد الزام نہیں ہے

عریاں ہوا گر کعبہ مقصد کا ہے سودا
اس حج کے لیے جامۂ احرام نہیں ہے

اللہ رے اوس ترک پریرو کی محبت
کچھ جان کا ہوش ای دل ناکام نہیں ہے



شبنم کی طرح ہم ہیں صبا باغ جہان بیچ
رو نیکے سوا اور ہمین کام نہین ہے



ای جنون ترک نہو الفت مژگان ہمسے
نوک کی لیتی تھی پیہ خار بیابان ہمسے

ای ہوس تمنے کیا خوب ہی نمارت ہمکو
نہ لیے تھے کبھی بستر ویران ہمسے

ننگ دیکھے تو کوئی آکی بہار گل مین
کیا موافق ہی ہوا نا چمنستان ہمسے

آنکھہ لڑتی ہی ہوئی آپ کی تیور میلے
دیکھیے کر گئی گھونگھٹ صف مژگان ہمسے

حفظ جان کیلیے ہم سورۂ والفجر ہین
لاگ رکھتی ہی بلائی شب ہجران ہمسے

تیرے ہی گلشن کو فقط اک تف دل بابتی ہی
راگ لانا نہ کہین بلبل نالان ہمسے

ہر کہ پڑتی ہی اوہ تختہ جلا دینگے غیرت کی ہم
جب سمجھنا ہو سمجھ لیں سر میدان ہمسے

اپس ہر چاہے ہمارے نہ چراغ جان پہ
روسے دیتے ہو کچھ ای شمع شبستان ہمسے

گوش گل کو نہ کہین باغبین چہدہ ہم تیری
بحث نالہ نکر ای بلبل نالان ہمسے

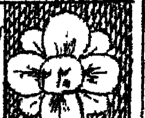
ہیر اکسا جائینگے اوڑ جائینگے دل کی
نہ چھپاو نہ چھپا و لب دندان ہمسے

گھر ہمارا نہین دوزخ سی زیادہ ٹھہرا
تھر کالا لارے حرارہ تب ہجران ہمسے

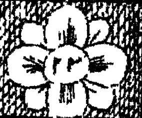
دیدہ داغ جنون سی یہ جلی کیب پہ ٹھکر
چار آنکھین تو کرین غول بیابان ہمسے

گھر بلا کر ہمین غیرت سے نکلواتی ہو
میزبان آپسے ہوں اور یوں مہمان ہمسے

پھر چلے جاہین صحرا کی طرف ای بہار
پھر ہوا جوش جنون دست گریبان ہمسے



ای صبا ہم بھی رہ آئند ہی مین بقول ناسخ
اوڑکے جائیگا کہان تخت سلیمان ہمسے



ہنسنے والے تھے نہ نادان کہ جاں ہوا
خاک بھی ہمسے نہ مکانو نکے بنانیوالے

گل سراپا تری جلونکے ہین کہانیوالے
جامۂ تن کو ہین پھولون تیت بسانیوالے

اودھر کے سپاہی کہ ادھر آئے ہین جانیوالے
جگر و دل مین تڑپ کر نکل آنیوالے

ایک اک سرو ہی شاید چمن عالم کا
خاک مین مل گئی کیا کیا سر اوٹھانیوالے

کوئی غصے مین تری آنکھونکی تیور دیکھے
شیر بنکر ہی آہو مین ڈرانیوالے

حال تھا روکا قرآن کو لیکر دیکھین
اژدھا بنکے جب بیٹھے مین خزانیوالے

شعلہ زا ہو گئے نالے تو قیامت آئی
دونون عالم مین ہین اک آگ لگانیوالے

مر گئی عاشق نالان تو کہا اوس بت نے
سو گئے فتنۂ محشر کے جگانیوالے

منہ تو تھا غیسے ترے دم مرا گھبراتا ہے
چپکے ہو جا مری باتونکے بنانیوالے

شب غم مین مرے نالون سے لگی دل پر چوٹ
چھاتی کوٹا کیے گھڑیال بجانیوالے

دیکھیے تیوری چڑھائی تو ہی تقصیر معاف
گدگدا کر ہی ہنساتے ہین ہنسانیوالے

سکہ بٹھلائینگے بازار قیامت مین ضرور
درہم داغ محبت کی بھنانیوالے

حال دل کہیے تو کس طرح سے کہہ سکتے ہین
تم سلامت رہو الفت کی جتانیوالے

عاشقون سے کوئی دیکھے تو حسینونکا سلوک
یہی مرشد ہین فقیرونکی ستانیوالے

نشہ ہی مین کبابونکا مزا کیا جانین
بد مزا لوگ غم حشر کے کھانیوالے

تھہری بحر جہان مین در مقصد کی تلاش
قعر دوزخ مین ہین غوطے لگانیوالے

تری آئینۂ رخسار کی مشتاق ہی دوست
منہ نہین پھر قیامت کو دکھانیوالے

حال دل شب کو جو کہنے کو گئے فرمایا
لیجیے آئے مرے نیند اوڑانیوالے

مر گئے بر سر گناہونکی گران باری ہے
بیٹھے جاتے ہین جنازے کے اوٹھانیوالے

طایر دل کوئی اس دام سے چھوٹ سکتا ہے
گیسوے یار بلا کی ہین پھنسانیوالے

صبح محشر تری مشتاق تجھے دیکھینگے
ذرے ہی خورشید سے ہین آنکھ لڑانیوالے

کوچۂ عشق کی راہین کوئی ہمسے پوچھے
خضر کیا جانین غریب اگلے زمانیوالے



ای صبا حشر اوٹھا ہم رندیہ کہتے اوٹھے
المدد ساغر کوثر کے پلانیوالے



دل ہمارا کشتۂ نیرنگ ہے
آہ مین قوس قزح کا رنگ ہے

ہر جگہ تیرا نرالا ڈھنگ ہے
آپ ہی گوہر مین گلمین رنگ ہے

باغ ہی ہم بیت جنون کا ڈھنگ ہے
نکہت گل کھائے رنگا رنگ ہے

چھیڑتا ہی کیون سمند عمر کو
عرصۂ ہستی نہایت تنگ ہے

خاک اوڑاتی پھرتی ہی باد خزان
آج کل سی چمن کا رنگ ہے

رو رہے ہین کس صنم کی دھیان مین
آب گریہ آبروی گنگ ہے

پردۂ الفت سے لپٹے نہین
قیس عریان کس قدر بی ننگ ہے

چومتا ہی بت کو کس پر برہمن
سنگ اسود بھی تو آخر سنگ ہے

دیکھیو صورت کدورت کی نہین
صاف دل آئینہ بی زنگ ہے

لقد دل پرپیچ آخر پڑ گیا
گیسوی جانان بڑا سرہنگ ہے

جان لیکر خاک پہونچین جسم غیر
شہر دل کا سیکڑون فرسنگ ہے

قطرہ زن ہی کاروان اشک غم
نالۂ دل مین صدای زنگ ہے

ہنس رہین کو حسنہ دلدار پر
رات دن کی آسمان سی جنگ ہے

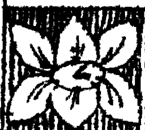
خط سبز اوس لب دہن کا دیکھکر
خضر اپنی زندگی سے تنگ ہے

شکر تھوڑا سا بھی گر ہو فراغ
آسمان فی دن شدا دل تنگ ہے

جام جمشیدی پلادی ساقیا
اشتیاق عالم نیرنگ ہے



بلبلین گل پر فدا ہم یار پر
ای صبا یہ اپنا اپنا رنگ ہے



شب غم اور بخت تیرہ ہے
ای فلک کون سہہ وطیرہ ہے

آدمی ہون کہ نہ وطیرہ ہے
گہہ صغیرہ ہی گہہ کبیرہ ہے

لو نہالان باغ حسن ہی یہ
چمن خلد کا ذخیرہ ہے

لب شیرین یار کے آگے
قند گڑ ہے تو شہد شیرہ ہے

رنگ لایا ہے انتظار اون کا
آنکھ کا حل مفید زیرہ ہے

دیکھ کر آئینہ وہ کہتے ہین
چشم مہر جمال خیرہ ہے

٢٢٣ — بحر غم سے صبا نجات ملے ◆
اس غزل کی زمین جزیرہ ہے ◆ — ہ

لڑ گئی اپنی نظر اوسکی رخ پر نور سے
واہ ری تیوری چڑھے لگتے ہی تق طور سے

نزع مین سن لو وصیت عاشق رنجور سے
پاس آ وکیا تماشا دیکھتے ہو دور سے

ای جنون دشت جنون مین ہو مرا اہی عزیز
یاد آیا مین کفن ہی غسل سی کافور سے

جب کہا مینی کہ مجھسے غیر سے ہوگا نباہ
بولی وہ ہم بھی تماشا دیکھینگی دور سے

٢٢٤ — ناز کرتا ہے مرے دل کو ملا کر خاک مین
ای صبا اللہ بچے اوس بت مغرور سے — ی

دل لگانا عذاب ہوتا ہے
آدمی کیا خراب ہوتا ہے

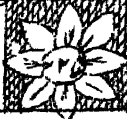
خانۂ دل ترے تصور سے
لامکان کا جواب ہوتا ہے

دور می اونکے بزم عالی مین
ہالۂ ماہتاب ہوتا ہے

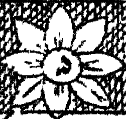
ہونی ہوتی ہی جبکہ بربادی
عشق خانہ خراب ہوتا ہے

جلوۂ روے یار کے آگے
شپرہ آفتاب ہوتا ہے

مے پرستون کی دن جو پھرتے ہین
دور دور شراب ہوتا ہے



کیا مرا ساتھ دیگا گردش میں
آسمان کیون خراب ہوا ہے



خوب معلوم ہے حال اپنا تجھے
رہنے دیگا نہ قفس میں مرے صیاد مجھے
آگ پریزاد کی غم نے یہ کیا ہی لاغر
ہای کیا بھول گئے یار نہ دم بھر جاکر

دیکھ جذبے میں نالا و ستم ایجاد مجھے
اڑ نہ جائیگا گلا گھونٹ کے صیاد مجھے
ڈھونڈھتا ہی نہیں پایا مرا ہمزاد مجھے
کیا تماشا ہی کھینچے نہ کیا یاد مجھے



اور تو کیا ہی ابھی خط غلامی لکھ دان
کھینچ دے یار کی تصویر جو بہزاد مجھے

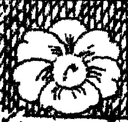


کوئی صورت نہیں بچنے کی وہ آفت آئے
مر گئے پر جو مجھے یاد وہ قامت آئے
یار کو حسن ملا بغض و حسد غیروں کو
ہم وہ بیکس تھی اوسی قلقل مینا سمجھے

کس قیامت کی بلای شب فرقت آئی
ناز کرتی ہوئی مرقد پہ قیامت آئی
قسمتوں ہی سے مرے حصے میں محبت آئی
ایک ہچکی سی جو ہمکو دم رحلت آئی



بات رکھ لے دل ناکام سنے ڈرتے
تالب گور زبان پر نہ شکایت آئی



بس از فنا مجھے موج ہوا کمند ہوئی
جو آج دیکھتا ہی تو وہ کل نہ دیکھیگا
نہ جای آن مری دلکو سمجھے لشکر غم
ہمیشہ جبر پہ بندیکا اختیار رہا
ساغر لب خشک سے لگا دے
بوسہ دو میں بغیر مانگے

ولہ

اڑ کے خاک یار کی کوٹھی تلک بلند ہوئی
کھلینگے حشر کو غافل جو آنکھ بند ہوئی
شکست کھائینگے جو فوج قلعہ بند ہوئی
نہ کی وہ بات طبیعت کو جو پسند ہوئی
للہ شراب ساقیا دے
اتنی ہمت تمھیں خدا دے

تیرے لب لعل گون کا بوسہ — وہ لے اسی بت جسے خدا دے

ولہ

اوس شوخ کو کھینچتا ہوا لا — اے جذبۂ دل اثر دکھا دے

آئی نہ آئی دم کا کسی اعتبار ہے — ناپایدار زندگی مستعار ہے

آتا نہ میکدہ ہی یہ گیا کبھی کیطرف — پیل سحاب بھی شتر بی مہار ہے

جو حال دیکھتا ہی وہ کہتا پیام بر — آئینے آئینے آگئی انھیں اختیار ہے

ولہ

غافل نہ دیکھ زر کو محبت کی آنکھ سے — جھپکیگی آنکھ ہر قیامت کی آنکھ سے

سوجھی نہ زاہدونکو برابر کی بات ہے — دیکھے کوئی تو انکو حقیقت کی آنکھ سے

ولہ

یار آمادۂ شر روز زیا کرتا ہے — سامنا موت کا ہر روز زیا کرتا ہے

ولہ

پی یار منہ سے خاک نہ ساغر لگائیے — شیشون کو تاک تاک کی پتھر لگائیے

ولہ

راحت کی جا کہین بھی نہ پائی بجز عدم — ہر سو برنگ برق تپیان ڈھونڈتی پھرے

ولہ

منہ نہ لگیے دختِ رز کی اپنے منہ پر جائیے — راز کھلجائیگا شیشے کا نہ منہ کھلوائیے

ولہ

غم فراق سے دل کا یہ حال ہوتا تھا — جو کچھ ہوا شدنی تھا ملال ہوتا تھا

ولہ

کیف مے سے رہی رندونکا مقدر سیدھا — شیشہ اس دور مین اولٹا رہی ساغر سیدھا

پیچ ہو جسکا طریقہ وہ ہو کیونکر سیدھا — کہین اوڑتا ہی گرہ باز کبوتر سیدھا

رباعیات

کیون مجھسے تعلی کی نہ تو ای بدلے — معلوم ہوا نیکیون کی ہین بدلے

اک رنگ یہ ہین ہم تو بہ رنگ خورشید — گرگٹ کی کیطرح رنگ زمانہ بدلے

ایضاً

سرسبز ہوا کبھی نہ باغ ہستی — سرچوٹ رہا دور آیا باغ ہستی

چلنے جو لگے ہجوم غم کی جھوکے — خاموش ہوا صبا چراغ ہستی

کیا خوب غزل کا ہے لطف واہ — ایضاً تحفہ کے ہر بزم کر کرده را د
ای بنده نواز ہے تلون کیسا — د حول و لا قوت الا باللہ

قطعہ تاریخ کتاب پنجہ مہر تالیف مرزا حاتم علی مہر

پنجۂ مہر جو از مہر ستند — بہ پیدائش دل من شیدا گشت
حبذا نسخہ کہ از ہر لفظش — حسن معنی بصفا پیدا گشت
عیسوی گفت صبا تاریخش — پنجۂ مہر ید بیضا گشت

[illegible]

قطعہ تاریخ مسجد

کرد حافظ علی بنا مسجد — مسجدہ خوب شد پئے عباد
فکر تاریخ چون صبا کردم — گفت دل خانۂ خدا آباد

[illegible]

قطعہ تاریخ انتقال والدہ شیخ مہدی حسن ناظم

ام مہدی حسن ناظم چو مرد — رنج تاریخ گشت فردوس شدہ
از سر آہ صبا بنوشتم — موسنہ زینت فردوس شدہ

[illegible]

قطعہ تاریخ امام باڑہ نبی جان طوائف

عزا خانہ ہے ہر دو سرا کا — بنا ہی چوک میں باعز و اجلال
ہوئی ہیں اسکے نبی جان بانی — زہی ہمت خوشا طالع خوشا حال
صبا نے نظم کی یہ بنی کی تاریخ — زیارت گاہ ہے یہ بنی تھی اسسال

[illegible]

قطعات تاریخ وفات افصح الفصحا جناب میر وزیر علی صبا

قطعہ تاریخ طبع زاد شیخ فضل احمد صاحب متخلص بکیف

صبا چون از جہان رخت سفر بست — شد از باد اجل برباد خاکش
خداوندا بفیض رحمت تو — نگردد در قیامت تیرہ خاکش

چو از جیب تن سر برون صبا آید — بروزی که از کرم دامان چاکش
اگر یک قطرهٔ ... نو بارد — برآید بادهٔ اطهر ز تاکش
بلوح دست ... دعا کش — نوشت از خون دل کیفی جفاکش
خدا وندا بیامرزی صبا را — هوای خلد سازی روح پاکش

ایضاً

چون صبا از جفای خار اجل — نقل کرده ز گلشن ایجاد
بهر تاریخ رحلتش اے کیف — بود در جستجو دل ناشاد
آمد از آسمان چنین آواز — بر زمین تاج شاعری افتاد

از شیخ امداد علی صاحب متخلص به بحر

کامل شعر و فن علم اسرار الله — بلبل باغ مضامین شگفته بنیاد
دوست یکرنگ وفا کیش گیر احباب — صاحب طبع و خوش اطوار و جوان نیک نهاد
بود همه سفر خلد برین پا در رکاب — زاسپ بگسسته عنان بر سر خاکش افتاد
مهلت یکشبه از قابض ارواح نیافت — رفت از دار فنا خسته دماغ و ناشاد
بحر ازین مصرع جانسوز گل سال وفات — چمن هستی موهوم صبا شد برباد

از خواجه عزیز الدین صاحب متخلص بعزیز

دوش رفتم یاد بگوشش آمد گفتم چه سبب — ناگهان بلبل دل نوحه کنان کرد ندا
ست از مرگ صبا این که جدا گشته عزیز — از چمن سبزه گل از شبنم و از باغ صبا

از میر ولد حسن صاحب متخلص به فوق

جب گرا گھوڑے سے وزیر علی — کان سی منہ سے خون بہنے لگا
حکما سی کہا یہ جا کر حال — بولے وہ فصد لو تو ہوگی شفا

فصد کھلوائی اوس گھڑی اونکی
کیا کہون کیا ہوگیا آفت

نبضین ہاتھونکی ہوگئین ساقط
عالم ترت ہو گیا پیدا

غیر حالت جب اسطرحکی ہوئی
پنجتن کا تھا جو چہیتا

بست و ہفتم مہ صیام کی تھی
ہائی اوس دن یہ سانحہ گذرا

روح نے کی مفارقت اوس دم
خوب محشر بپا سبھون نے کیا

گردش آسمان کے ہاتھون سے
اک زمانہ ہوا تہ و بالا

آفتاب سخن ہوا پنہان
ہائے اللہ یہہ کیا ہوگیا کیسا

فکر تاریخ اب کرو ای ذوق
جو کہ قسمت مین ہونا تھا وہ ہوا

پھر کہی یہہ وفات کی تاریخ
گئے باغ جہان سے آہ صبا

ایضاً

چل بسی جیسے بوی گل کی طرح
باغ عالم مین غم ہوا سب کو

ذوق نے رو کی یہہ کہی تاریخ
ہے ہے گئے باغ گیا صبا سب کو

از مرزا آغا حسن صاحب متخلص بہ آغا

باغ عالم پہ اودا سے چھا گئی
بلبل ... ہی مکدر ہے بے صبا

مصرع تاریخ آغا نے کہا
دل شگفتہ ہوئی کیونکر بے صبا

از مرزا حاتم علی صاحب متخلص بہ مہر

بزم عشرت باغ جہان ہو گیا
پھولونکی بو پھولون کی نکہت بن گئی

ای مرے دوست صبا ادی کہا
تالیفی جوشش رقت مین ہے

مصرع تاریخ سنو مہر سے
دور صبا گلشن جنت مین ہے

از میر عباس صاحب متخلص بہ سلیم

پسندیده گلزار خلد برین صبا شاعرے منتخب لاجواب
چه شد بے صبا بوستان سخن بگویی صبا شد گلستان خراب

از شاه مرزا صاحب متخلص به کاشف

صبا خوش فکر و خوش آیین خوش طبع که مثلش در ریاض دهر کم شد
سلیم الطبع و خوش خلق و خوش اطوار ز دست چرخ محبوس الم شد
اگر چو سبزه گشت پامال از زمین آه برنگ غنچه خون هر دل ز غم شد
چو بلبل گشته نالان جمله عالم چو شبنم دیدهٔ احباب نم شد
ندای **کاشف** چنین سال وفاتش **صبا** نازم به بستان ارم شد

از محمد شمس الدین حسین صاحب متخلص به شمس

صبا آن عندلیب گلشن هند چو قصد گلشن دار البقا کرد
دل اهل سخن سوز رنج او سوخت ز جوش ناله محشر بپا کرد
لباس ماتمی پوشید هر نخل ز پیچ و تاب سنبل طره وا کرد
نشستم غنچه سر افگنده از درد چو تاریخش طلب طبع رسا کرد
شنیدم ناگهان از بلبل قدس صبا در گلشن فردوس جا کرد

از مولوی محمد بخش صاحب متخلص به شهید

صبا از گلشن دنیا صد افسوس چو بوی گل برفت و چون صبا رفت
ستوده ملک بقا از ملک فانی ز اسپ افتاد و بر اسپ قضا رفت
شهید از باغ دنیا جانب خلد عجائب عندلیب خوش نوا رفت
خیال این حادثه سودا ادای وای که سالش در حساب از هوش ما رفت
پئی تاریخ پرسیدم ز هر گل صبا از گلشن دنیا کجا رفت

از میر هادی علیخان صاحب متخلص بمفتون

داغ فرقت داد چون گردید از مرکب جدا — کرد عزم گلشن جنت صبا تن صبا
برفرازش فکر سالش بود بعد از فاتحه — یافتم ایمای هاتف های ثابت آشنا

خاتمة الطبع

پس از ترانه سنجی عندلیب خامه بر یاسمین حمد محمودی که اوراق چار بیت اربع عناصر باوجود تخالف طبعی وتباین ظاهری در یک ساشیرازه بسته واجزای پریشان عنصری برشته امرکن منسلک ساخته خلعت توافق وجمعیت عطا فرمود ولسان انسان ضعیف البنیان بسحر کلام ناطق ساخته بقوت ممیزه بلاغت وفصاحت ونعت نمود جود مصنوعات بر کمال قدرتش گواه وان الامر کله لله بر سلطنت قاهره اش انتباه درود نامحدود سزاوار آن نو حدیقه فصاحت وبلاغت که مطلع قصیده نبوتش در صفحه عالم جلوه ظهور یافته وازنو لیمان باغی ذیار المعبود اللهم صل علی محمد واله واصحابه اجمعین اما بعد بر رای مهر انجلای شائقان نظم سخن وطالبان مضامین نو وکهن بشارتیست که درین ایام فرخنده فرجام کلام معجز نظام سرخیل نظام وسرمنشا فصحای عصر قلزم مضامین آبدار رنگین بیانی بحر مواج فقرات شیرین کلامی افصح الفصحا ابلغ البلغا جناب میر وزیر علی صاحب متخلص صبا گل سرسبد گلشن لکهنو مسمی بغنچه آرزو که در سنه ١٢٦٤ هجری باهتمام اضعف العباد احقر الافراد از حلی علم وهنر عاری محمد یعقوب انصاری از حلیه طبع آراسته شده بود حالا باز بخواستگاری شائقان بطرز مرغوب انداز خوش اسلوب ماه صفر المظفر سنه ١٢٧٦ هجریه بمطبع کارنامه نیت طبع یافته مطبوع طبایع خاص وعام گردید

قطعه تاریخ ترتیب دیوان

کیا تر و تازه و خوش رنگ هی دیوان صبا کا — جسکا هر شعر هے معنی کی سبب جان سخن
بلبل طبع نے ای نطق عجب موسم میں — کهی تاریخ تمامی کی گلستان سخن

قطعۂ تاریخ ترتیب دیوان صبا منظومہ جناب [illegible] خان

صبا کا جمع ہوا چھپنے کے لیے دیوان — مریض غم کا اسی نسخہ سے ہو [illegible] کہو
ہر ایک بیت تصور خیال کی ہے — ہر ایک شاہد معنی کو رشک حور کہو
بلند گو نہیں لیکن زبان وہ روشن — کہ اس زبان کو اسی شمع طور کہو
بہ شفائے محبت یہ لیں جب آیا — کہ جب طرح سے ہو تاریخ تم [illegible] کہو
سروش غیب نے فوراً ندا یہ ہو نکالی — بہار گلشن فکر صبا سے نور کہو

قطعۂ تاریخ طبع دیوان من نتائج فکر یادگار انوری جناب مولوی احمد علی صاحب مسیحی

جناب مولوی یعقوب خوش خو — کہ باشد شہرتش از ہند تا روم
بصحت طبع دیوان صبا را — ز اشعارش شدہ اغلاط معدوم
شنیدہ مشہدی تاریخ طبعش — ز ہاتف آید گوہر ہائے منظوم

کلام فصاحت انجام جناب نواب محمد صادق علی خان بہادر

در حسن و بہار جملہ فائق باشد — پاک از ہمہ عیب از خلائق باشد
آوازہ رسید از فلک تا مطبع — مطبوع طبائع خلائق باشد

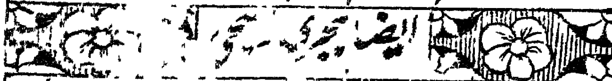
ایضاً منہ

از کوشش مولوی محمد یعقوب — سر چشمۂ علم و خلق و بذل و احسان
کاکم بنوشت اینچنین سال صحیح — ترتیب مسرت عجائب دیوان

کلام بلاغت توامان جناب مرزا محمد رضی خان صاحب متخلص بہ [illegible]

گشت در مطبع شاداب جناب یعقوب — طبع دیوان صبا صاف چو طبع موزون
صفحہ ہر ورق تازۂ آن موج صبا — غیرت آرائی رخ یارہ [illegible] مفتون
خامہ صمصام الدولہ [illegible] ثنا خوان سخن — این کلامیست مگر ہمسر سحر و افسون

گلشت فرمائش تاریخ پی خاتمہ شد | ۱۲۸۴ | الیعنی تر گفتہ … ہادی رنگین مضمون



ایضاً ہجری — عیسوی

جناب مولوی یعقوب ذی شان | ہے از قوارہ سعید و تعین تاریخ

نمودہ طبع دیوان صبا را
ہر انکس دید آن اوراق رنگین
خیال سال ہجری چون رنگی کرد
خیال عیسوی سالش ہو آمد

بحسن صحت و از دید دیدہ
برنگ غنچہ ... خندید
فروغ عقل ... فہمید
فروغ با شرف تاریخ گردید

کلام بلاغت منشور جناب میر وزیر صاحب متخلص نور

نور جو دائرہ ہے دیوان کا
بلبل دل نے سال طبع کہا

ہی گلگون کا ہے ایاغ یہی
ہی صبا کا لطیف باغ یہی



ایضاً

گلشن فکر مین کلام صبا
ہر غزل کا بہاریہ مصرع
نور نے طبع کی کہی تاریخ

گل گلزار شادمانی ہے
ثمرہ سرو بوستانی ہے
کیا چھپا غنچۂ معانی سے

نتیجۂ فکر رسا جناب مولوی محمد فصیح اللہ صاحب متخلص وفا

چھپا کلام صبا کا دوبارہ جن رون
خیال تھا جسے تاریخ کا کہ ہاتف نے

کہ جسکا مثل زمانے میں اب وفا کم ہے
کہا کلام صبا دلپذیر عالم سے

قطعہ تاریخ منظومہ جناب وارث علیخانصاحب متخلص فہم

گل ہے ہر ایک لفظ غزل اک چمن
دیوان کا یہ فہم نے رنگین سن لکھا

بو لونکا ہر ورق یہ ہے تحفہ کہا ہوا
مطبوع لاجواب ریاض صبا ہوا

نتیجہ فکر سلیم جناب منشی محمد انوار حسین صاحب تسلیم

ہوا منطبع پھر کلام صبا — یہ رنگ گل تر مرا دل کھلا
دم فکر تاریخ دل سے کہا — لکھو غنچہ آرزو اب چھپا
(۱۲۸۶)

ایضاً

چھپا جب یہ دیوان دل نے کہا — ابھی غنچہ آرزو پھر چھپا
وہیں منے بھی اسکی تاریخ سال — لکھے کیسا دلچسپ باغ صبا
(۱۲۸۶)

۱۲۸۶ھ

نظم مرغوب جناب منشی محمد فاخر حسین صاحب فاخر

چھپا دیوان پھر ان خوبیوں سے — صفائی پر منظر کو آگیا غش
لکھو تاریخ سال طبع فاخر — ادا سے جلوۂ تھا گرد آتش

۱۲۸۶ھ

کلام دلپسند جناب حکیم محمد عبد الرزاق صاحب خالص

دیوان صبا گشتہ مطبوع بصد خوبی — کاتب دم تحریرش گویا کہ گہر سفتہ
در فکر سن طبعش بودم کہ بمن خالص — این نسخہ زیبا شد مطبوع جہان گفتہ

۱۲۸۶ھ

نظم مطبوع اہل دل جناب حکیم مرزا محمد علی بیگ صاحب غافل دہلوی

واہ وا کیا خوب کیا اچھا چھپا — یہ کلام شاعر شیرین مقال
کہا ہے غافل مصرعۂ تاریخ طبع — واہ چھپا یا خوب دیوان بے مثال

۱۲۸۶ھ

نتیجہ فکر عفیف جناب شیخ محمد عبد اللطیف صاحب خلوص

بدیوان صبا از طبع افزودہ جہان رونق — کہ ہر فرد بشر آنرا بجان و دل پسندیدہ
خلوص از بہر سال طبع آن گفتہ بمن ہاتف — کہ با جان صبا گوئی چہ خوش مطبوع گردیدہ

۱۲۸۶ھ

قطعہ تاریخ طبع دیوان ۱۸۶۹ء

چو دیوان سید وزیر علے — شدہ طبع در مطبع لکھنؤ
پے سن طبعش صلائے کرم — بہر شش جہت شد روان سو بسو

صاف دل ہو تو سیہ کار نہ کہلائیگا ۔ روز روشن پہ کریگا نہ کوئی تہمت شب

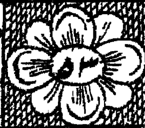
عود پیری مین جوانی بہی کہین کرتی ہے ۔ کیا دعا کیجیے دم صبح پی رجعت شب

ہی فزا نفس کشی کا جنہین ای چرخ غرور ۔ ہر صبح آنکہون مین وہ بہرتے ہین پی غفلت شب

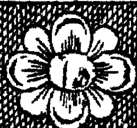
بہول جاؤنگا پس مرگ مین اس عالم کو ۔ صبح کو یاد رہیگی نہ مجہی صحبت شب

جان دونگا جو کبہی بال سنوارے تمنے ۔ گل کرونگا مین چراغ اپنا دم رخصت شب

دوستو مجہکو چراغ سحری کا ہو گمان ۔ فرقت یار مین دیکہو جو مری حالت شب



قدرت حق ہی صبا روے مخطط اوسکا ۔ ورق صبح پہ لکہا ہے خط قسمت شب



یون ہی فرقت مین یان جگر بیتاب ۔ مرغ بسمل ہو جس قدر بیتاب

یار سی کیا جواب خط لایا ۔ دوڑا آتا ہے نامہ بر بیتاب

لب شیرین پر اوسکے خط نکلے ۔ چیونٹیان ہین پی شکر بیتاب

دیر و کعبے مین ڈہونڈہتا ہون اوسے ۔ دوڑتا ہون ادہر اودہر بیتاب

عشق جانان مین مضطرب ہین حسین ۔ صورت برق ہی قمر بیتاب

در غلطان جہان مین ہین مشہور ۔ عشق دندان مین ہین گہر بیتاب

ہین قیامت بتان گرما گرم ۔ سنگ مین صورت شرر بیتاب

ق

یار کے پاس جلد جا قاصد ۔ ہو رہا ہون مین نوحہ گر بیتاب

جو مرا حال ہے وہ کہدینا ۔ دیکہہ نہ لے ہون مین کسقدر بیتاب

ہجر مین دل کو بیقراری ہے ۔ جان بی چین ہے جگر بیتاب

صبح سی شام تک نہین آرام ۔ شام سے ہون مین تا سحر بیتاب

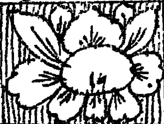
برق و سیماب گو کہ ہین بیتاب ۔ وہ بہی مجہسے نہین ہین بیتاب

کیا تڑپتی ہی ماہی بے آب
اوس سے مین ہون زیادہ تر بیتاب

وصل مین جتنی پائی ہے راحت
ہجر مین ہون اوسی قدر بیتاب



چاہیے غم مین صبر بھی منظور
ای صبا ہو نہ اس قدر بیتاب



ہجر ساقی مین جو دیکھی جوشش صہبا سحاب
بیٹھہ جاتی تھی ورد تہ مینا سحاب

بحث گریہ مین ہماری دیدۂ پر آب سے
بھاگ جاتا ہی ہمیشہ چھوڑ کر پالا سحاب

ہم وہ مجنون ہین ہماری سر پہ سایہ کیلیے
بن گیا دود چراغ لالۂ صحرا سحاب

رحم فرمایا تمھاری حال پر اللہ نے
لو مبارک ہو تمھین ای میکشو آیا سحاب

کشتی گردون مری گریے سے طوفانی ہوئی
بہ گیا امواج مین مثل کف دریا سحاب

جھولنی مین اوس پری کی بال کی ہر تی نگہہ
بن گیا عنبر سرآمادۂ سودا سحاب

مثل موج آب دل لوٹا بط مے کی بغیر
لہر کیا کیا آئی جب دیکھا لب دریا سحاب

آبرو کیا کیا ہماری اشکباری سے ملی
دیدۂ تر کی بدولت ہو گیا اعلا سحاب

کیا تصور ہی ہمین برق نگاہ یار کا
ہی ہماری دیدۂ پر آب کا پردا سحاب

زہر لگتی ہی فضا برسات کی ساقی بغیر
ہی مگر حق مین دہان مار کا چہالا سحاب

میکشی اگلے برس کی یاد آتی ہی مجھے
داغ دیتا ہی فراق یار مین کیا کیا سحاب

ہی تصور سے کسیکے چشم تر مین روشنی
پرتو خورشید سے ہی نور کا پکا سحاب

آبرو پانی ہی اپنی آنسوؤن کی تار سے
ایک گوشہ ہی ہماری دامن تر کا سحاب

چاہتا ہون ای فلک مین یہ آٹھون پہر
رطل ساغر خم سبو مینا گزک صہبا سحاب

رشک مین تو گیسوے دلدار کی ہمسری سے
پر کہان سی موتیون کا لا سکیگا جہالا سحاب

ای صبا نقشہ جو میری اشکباری کا اوڑا
ہو گیا معدوم مثل سایۂ عنقا سحاب

۵۵

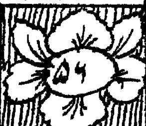
ویرانہ ساں ہی ہجر کی شب انجمن خراب — شکل چراغ غول ہی شمع لگن خراب

خوبونکا حب زر نے کیا ہی چلن خراب — پھرتے ہین نیار یونکی طرح سیم تن خراب

کھوتی ہی خط نے آبروی حسن روی یار — آندھی کنوئین کیطرح ہی چاہ ذقن خراب

دیکھا نہ لعل لب سا تری لعل دوسرا — جوہر شناس بند پھری تا یمن خراب

صحرا مین بھی جنون مرا لگتا نہین پتا — شکل غزال پھرتی ہین اہل وطن خراب



رسوا ہون ہر ایک سی آنکھین لڑا کی آب
کرتا ہی آدمی کو بہت بانکپن خراب



رہتی ہی یاد ابروی دلبر تمام رات — کٹتی ہی زندگی تہ خنجر تمام رات

مہمان رہا وہ مہ جو مری گھر تمام رات — کیا کیا جلا ہی چرخ ستمگر تمام رات

اوس آفتاب کی جو مجھی لو لگی رہی — دہکتا رہا مین شمع صفت سر تمام رات

سودا لغیر ساقی مہوش رہا مین — پتھر تھا اور شیشہ و ساغر تمام رات

ٹوٹی سہار سنبل باغ وصال کی — سونگھا کیا مین گیسوی دلبر تمام رات

صبح شب وصال قیامت ہی جان کہ — ہم سہی ہین بس تمام ہوئی گر تمام رات

تم نے تو قہقہون مین بسر کی سحر تلک — رویا کیا یہ عاشق مضطر تمام رات

لوٹا کیا مین خاک پہ بی یار تا سحر — خالی پڑا رہا مرا بستر تمام رات

سونی دیا نہ قامت جانان کی یاد نے — محشر بپا رہا مری سر پر تمام رات

کیفیتین ہین عجب وصل یار مین — لڑتی رہی ہین شیشہ و ساغر تمام رات

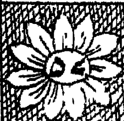
سامان وصل مین تری ای بادشاہ حسن — تارون سے بھی زیادہ او ٹھا زر تمام رات

ای گردش فلک ترا خانہ خراب ہو — رہتی ہین ہم عذاب مین دن بھر تمام رات

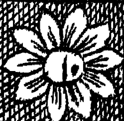
ای رشک آفتاب تری انتظار مین — جھپکی نہ آنکھ صورت اختر تمام رات

اوٹھنی دیا نہ شام سی تا صبح وصل مین — چھوڑا نہ ہمنے دہن دلبر تمام رات

ای بت تری بغیر جو رہتا ہون باغ مین — شبنم کی بدلی پڑتی ہین پتھر تمام رات



اللہ ری تیرگی شب فرقت کی ای صبا
چمکا کوئی فلک پہ نہ اختر تمام رات



یاد گیسو مین ہوئے اشک روان اچھی رات — بنگئی صاف ہی چشم دہوان آج کی رات

خوب یا بدہا ہی تصور نے سمان آج کی رات — شکل فانوس خیالی ہی سکان آج کی رات

واہ کس نازسی وہ رشک قمر سوتا ہی — چشم انجم سی فلک ہی نگران آج کی رات

بوسہ ہای دہن حور شمائل ہین نصیب — ماہی چشمہ کوثر ہی زبان آج کی رات

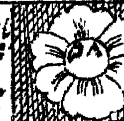
کیسا پامال ہوا بخت سیہ کے ہاتھون — بنگئی میری لئی پیل دمان آج کی رات

ہجر ہی گھر پہ جہنم کا گمان ہوتا ہی — کس قیامت کا ہی دلکو خفقان آج کی رات

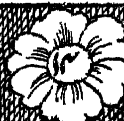
ہم وہی ہین جو کیا کرتی تھی دن بھر باتین — لڑکھڑاتی ہے نقاہت سے زبان آج کی رات

چپکے چپکے تھین شب وصل مین کل تک باتین — عرش تک جاتی ہی فریاد و فغان آج کی رات

آپ فرماتین جو ای یار نزول اجلال — لیلۃ القدر ہو بندہ کی مکان آج کی رات



پاس ہمسایہ ہی چپ ہون مین شب فرقت مین
جاون دل کھول کی رونیکو کہان آج کی رات



غافلو تقدیر کا رونا عبث — سب گلہ بیجا ہے سب شکوا عبث

ایکدن گرگ اجل کا ہے شکار — سہہ تک وہ دو ای سگ دنیا عبث

کارخانہ عالم اسباب کا — کچھ نہین ہینٔ مدہ بیجا عبث

توڑئے اپنے بت پندار کو — کیون بنا رکھا ہے یہ نقشا عبث

قبر مین جانا ہی او خانہ خراب — کیون پڑا پھرتا ہے تو ہرجا عبث

کیون چھپے ہو چھپ نہین سکتی کہ تم
بے حجابانہ ہلو پردا عبث

سیہ بہی کوئی طور ہے رفتار کا
دل کو کرتے ہو تہ و بالا عبث

پھر دوبارہ طور پر تجلی گرے
تمنے آنکھون مین دیا سرما عبث

گوش گل قابل سماعت کے نہین
نعرہ زن ہی بلبل شیدا عبث

کیا مٹی جاتی ہو سب عقبےٰ کی سی لیے
زاہد و تمتو ہو سے پیدا عبث

اپنی ماہیت سی آگاہ ہی نہین
کیون رواں ہین ہر طرف دریا عبث

بیشمار دنیا مین جب خود ہو گئے
نام ہی پھر صورت عنقا عبث

کل کی کل سکے ہاتھ ہی ای غافلو
آج تمکو ہی غم فردا عبث

زلف جانان تک رسائی ہو چکی
ای صبا ہی آپ کو سودا عبث

بد ہی حریص درہم و دینار کا مزاج
کوثر کی کام کا نہین زردار کا مزاج

کیا پوچھیے گا عاشق بیمار کا مزاج
ملتا نہین غلام سے سرکار کا مزاج

خالی نہ جائیگی کبھی آہ دل حزین
سمجھا ہی کیا کہ ہر ہی ستمگار کا مزاج

بیٹھا ہوا ہے وعدۂ فردای حشر پر
اللہ رہی تیری طالب دیدار کا مزاج

جنت کو جاؤن آپ کی کوچی کو چھوڑ کر
توبہ کرو نہین یہہ گنہگار کا مزاج

ای آسمان سمجھ کے ذرا سر اوٹھائیو
جاتا رہی نہ ہاتھ سے میخوار کا مزاج

ٹلتی نہین بلا کسیطرح ہی اڑی ہوئے
سودائی کسقدر ہی شب تار کا مزاج

بپھرا ہی ہدہد نہ مری شیر کی طرح
دیکھی کوئی ذرا سگ دلدار کا مزاج

اللہ ہی جو حال پہ بندی کی ہو کرم
پہچانتا ہون خوب مین سرکار کا مزاج

بوسے جو روز ملتی ہین روی ملیح کے
کیا اعتدال پر ہی نمکخوار کا مزاج

لوگون کی چاہ نی اونہین مغرور کر دیا
نوکر بگاڑ دیتے ہین سردار کا مزاج

انصاف ہو تو بندۂ بی زر ہو یار کا
ہی خود پسند یوسف بازار کا مزاج

ہر گذری بت کدہ سے حرم کو کیا سلام
پا کر کلفت کا فزود دیندار کا مزاج

کوچی مین یار کی نہ کسی نی لیا سلام
پوچھا کئی گھڑی در و دیوار کا مزاج

ہمسایہ خوب ہوتا ہی آگاہ حال سے
پوچھی کوئی جگر سے دل زار کا مزاج

اوس لالہ رو کو دیکھکے بھولا ہی عشق گل
پھر تنگ ہی عنادل گلزار کا مزاج

۶۰
ثابت ہی انقلاب زمانہ سے ای صبا
قائم نہین ہی چرخ جفاکار کا مزاج
۱۸

دل ہی غذای رنج جگر ہی غذای رنج
پیدا کیا ہی ہمکو خدا نے برای رنج

حاصل کسی کی کچھ نہین ہوتا سوای رنج
دنیا مین لائی ہی ہمین قسمت برای رنج

جو ہم سے باغ خلد چھٹا جیسے کوئی یار
وہ ابتدای رنج ہی یہہ انتہای رنج

ممکن نہین تھی آئی جو بوی گل نشاط
ایسی دماغ جان مین بھری ہی ہوای رنج

بچھڑی ہوی کلیان دی ستمگر و بلبل کو
کافر ہوای صنم جو ذرا دل مین لای رنج

ہم نخل آہ سے چمن روزگار مین
باندھا گئی ہوائی نشو و نمای رنج

ای صانع ازل مری مٹی خراب کی
کیا چاہیے تھی خانۂ دل مین بنای رنج

سب دوست اپنی حال مین ہین اپنی مبتلا
کس سی کہون مین کون سنی ماجرای رنج

ہم بد عشق کی متحمل نہ ہو سکے
جب دل بگڑ کی بیٹھ گئے وہ اوٹھای رنج

مین سکہ ہای داغ ہزارون بھری ہوی
قصر دل فقیر ہے دولت سرای رنج

بھولی نہین نصیب کی بالکل کی خوبیان
تحریر لوح دل پہ ہی سب ماجرای رنج

ممکن نہین مزاج رہی ایک حال پہ
گہ آشنای عیش ہین گہ آشنای رنج

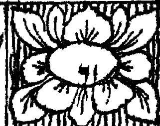
اچھے ہیں یہ قہقہے نہیں عاشق کی حال پر
دیکھو ہنسی ہنسی ہی مین کہین ہو نہ جای رنج

ہوتی ہین کس لباس مین اشعار رو کی
پھر عروس فکر ہی زیبا ردای رنج

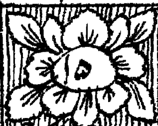
کیا غم جو کوئی یار مین ہوتا ہون پایمال
فرط خوشی سی خاک مین ملین جای رنج

کہتے ہین میری دوست مرا حال دیکھکر
دشمن کو بھی خدا نکری ہتلای رنج

سودای عشق مین یہ سعادت حصول ہے
بخت سیہ ہی سایہ بال ہمای رنج



اندھیر صدمہ شب فرقت ہی ای صبا
اندہی چراغ جان کی لئی ہی ہوای رنج



شکوہ تاثیر شب ہی شکوہ تاثیر صبح
گاہ دامنگیر شب ہون گہہ گریبان گیر صبح

ہمسری گر یار کی رخسار روشن سی کری
ہر شعاع شمس ہو ذرہ ہی تعزیر صبح

زلف کو روی مخطط پر جگہہ دی یار نی
زنگی شب کو ملا پروانہ جاگیر صبح

اونکی سوئی آستین کی عشق کا ہی جوش ہی
کاسہ خورشید بنتا ہی حباب شیر صبح

رات کی آنی کا صدمہ جب کیا احساس نی
شام سی پیر فلک کرنی لگا تدبیر صبح

آب می مین عکس ہی ساقی پری رو ہی
جام آتا ہی نظر آئینہ تصویر صبح

دودہ آہ کی اثر سی ہی شب غم کو عروج
نالہ شبگیر مین پاین عبث تاخیر صبح

جبہہ سائی کی تری در کی جای گردون
نیر اعظم بنا داغ جبین پیر صبح

مر گئی ہم جب ہوئی آخر شب وصل صنم
ہو گئی اندھیر سنکر نعرہ تکبیر صبح

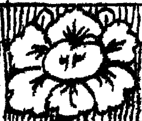
اپنی گہر سی یون نکلتا ہی وہ رشک آفتاب
جسطرح مشرق سی ہوتی ہی ہویدا تیغ صبح

تعویذ زلف یار سی اپنا دل روشن ہی
دام شب ہی رہا یارب کہین نخچیر صبح

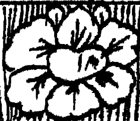
رات وصل یار کی گذری تو اپنی موت ہی
بہو ہی نکلا شام شب سی جب کہ شمشیر صبح

چھوڑ دی جب زلف اوسنی عارض پرنور پر
تیرگی شب مین پنہان ہو گئی تنویر صبح

حیلہ سازی نئی کیا روشن فریب حسن کو | ہے صبح کاذب سی عیاں ہم پر ہوئی تزویر صبح



صورت ریو سب غم ای صبا ناپید ہو
روی نورانی کہین اپنا دکھای پیر صبح



نہ کس طرح سے ہوا ہو ہوائی یار مین روح
بہ رنگ بوی رگ گل ہی جسم زار مین روح

اوٹھا سکے نہ اذیت فراق یار مین روح
گریز کر گئی آخر کو اضطرار مین روح

بجبر یار تڑپتی ہی لالہ زار مین روح
بنی ہی موجۂ باد خزان بہار مین روح

پس از فنا بھی ہی اب بھی ہوائی یار مین روح
بجا ہی موج ہوا ہی مری غبار مین روح

خدا کی واسطے قصہ دوئی کا یکسو کر
ادہر ادہر کہین بھٹکے نہ انتشار مین روح

ہزار بار اسی اک بت پہ ہم فدا کرتے
خدا گواہ ہی ہوتے جو اختیار مین روح

برا ہو موت کا جسنے یہہ تفرقہ ڈالا
مزار مین مری میت ہی کوئی یار مین روح

مجال کیا تہ دریای عشق تک پہونچے
حباب وار ہی اس بحر بیکنار مین روح

خدا کو مان نہ آتا جو کا شراب پلا
نکل نہ جای کہین ساقیا خمار مین روح

کسیکے وعدیکا رمزکے درمیان آتا ہی
آنکھ تک کی نکلتی ہی انتظار مین روح

عجب حساب کی دنیا مین زندگانی کی
نفس کی آمد و شد سے رہی شمار مین روح

عذاب گور سے ہمکو ڈرا نہ ای واعظ
رہیگی بعد فنا کوچۂ نگار مین روح

سدا خراب رکھا اپنی ساتھ اسکو بھی
تمام عمر رہی دل کی اختیار مین روح

چمن کو دیکھ سکے تفرقہ دل کو ہوتی ہی
خوشی سی پھولی سماتی نہین بہار مین روح

شب فراق مین کیا اضطراب ہوتا ہی
کبھی ہی لب پہ کبھی چشم اشکبار مین روح

نہ سمجھے وہ آتش شوق سہ شہادت اپنی ظالم
لگی ہی تری شمشیر آبدار مین روح

شب فراق مین کیونکر ہمین قرار آئی
جو اضطراب مین دل ہی تو انتشار مین روح

٦٣ اوسی کی ناتھہ حیات و ممات ہی سبکی
حقیقتاً ہی صبا حکم کردگار میں صبح ٦

دکہلائین سکے ہمین شیخ وہ قامت کسیطرح
نالی کرین بپا ہو قیامت کسیطرح

سیاح گور ہا مین بہتر طریق کا
پیدا ہوئی نہ راہ حقیقت کسیطرح

راہ عدم تمنا رسم نہین پا تراب کی
ممکن نہین رکون وہ رحلت کسیطرح

داغ جگر کو لیکے گئے حشر مین ہم
نکلا نہ آفتاب قیامت کسیطرح

مرکر جو شمعون کی بنی مقبری تو کیا
کام آئی قبر مین نہ عمارت کسیطرح

ممکن نہین بچین جو غم ہجر یار مین
جہیلے نہ جائینگے یہ مصیبت کسیطرح

ٹکراتی آہ جاکی جو اس خاکسار کی
رہتا نہ آسمان سلامت کسیطرح

کعبے مین بہی گیا مین کلیسا مین بہی گیا
حقا کہ ہو سکے نہ عبادت کسیطرح

جاتا کہ حال جلوہ حسن بتان سے کہلے
حق تو یہہ ہی کہلی نہ حقیقت کسیطرح

ولہ

ہی گرد روی یار کی آگی وقار صبح
ذرہ ہی آفتاب میان غبار صبح

نالے تمام رات سکئے ہجر یار مین
سرخاب کیطرح سے رہا انتظار صبح

ساقی نے جب بغل مین لیا شیشۂ شراب
سمجہا مین آفتاب ہی زیب کنار صبح

٦٣ کیا کیا ہوئی زیارت روی صبیح یار
لوٹا کیا ثواب عبادت گذار صبح ٢۵

رخ پر تری نقاب نہین ای نگار سرخ
خورشید پر ہی لکہ ابر بہار سرخ

یون خون دل سی ہی مرے اشکون کا تار سرخ
یکرنگ جسطرح سے لہو سکر ہو دیا سرخ

باغ جہان مین ہمکو یہ دو رنگ ہین پسند
معشوق عنبر فام مئی خوشگوار سرخ

زخم بہرین خون کی رنگین ہیان مین
چہوڑا گلے سے یار خدایا او تار سرخ

مضمون ہین یک قلم رخ گلزار یار کے
کاغذ کا تختہ ہی صفت لالہ زار سرخ

سہہ رنگ ہوگا حشر کو مشتاق یار کا
جیسی کہ عید کو ہو رخ روزہ دار سرخ

زرد و سفید و سبز ہوئی عاشقونکی رنگ
غصے سے تو ہوا جو کبھی ای نگار سرخ

دیتے ہین جان ہم لب لعلین یار پر
یاقوت کا تمام بنیگا مزار سرخ

رنگی ہین خون تمام کی ہاتہونسی ہم سرکا
دامان زین تمام ہی ای شہسوار سرخ

کیتا ہی یار تو چمن روزگار مین
پایا نہ تیرا رنگ ہوئی گل ہزار سرخ

زلف سیاہ یار سی تپلا ہوا یہ رنگ
پہر خون ہو کی ہو گیا مشک تتار سرخ

زہاد کو یقین ہے خورشید حشر کا
کیف شراب ناب سی ہی روے یار سرخ

تیری شہید ناز کی مٹی جو ہو تو سرپہ
شنجرف سی سوا ہو چمن کا غبار سرخ

جوش بہار سے یہ گلستان کا رنگ ہے
رنگی زمین ہے جیسی دم کارزار سرخ

آیا جو وہ نگار عیادت کے واسطے
منہہ ہو گیا خوشی سی دم احتضار سرخ

کندن پہ یار صاف ہی مینا جڑا ہوا
کیا رنگ پر ہی سبزہ خط سی عذار سرخ

اس خار کو خدا نی رگ گل بنا دیا
خون جگر سی ہی مژہ اشکبار سرخ

فرصت کہان جو وصل مین مہندی لگاتی
بوسونسی کیجیے تری ہاتہ ای نگار سرخ

جب سی کہ باغ مین تری خونین کفن گری
ہر گل ہی صاف صورت خون ہزار سرخ

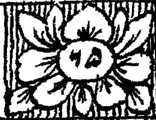
ابرو سی مارا اونسی اسیران زلف کو
کی شانیون کی خون سی کیا ذوالفقار سرخ

دکہلا رہی ہین بوقلمون حسن کی بہار
وہ سبز خط وہ چشم سیہ وہ عذار سرخ

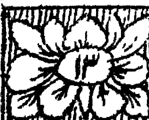
جوش بہار خون کف پا سی جب ہوا
پہولون سی بڑہ کی پائی بیابان کی خار سرخ

سہہ آہ بیکسانکی طمانچونکا ہی نشان
روی فلک شفق سی نہین نہار سرخ

آیا ہی خوب سہہ گلدستہ ای جنون
خونبار یون سی جیب کا ہی تار تار سرخ



باغ جہان مین رنگ صبا کا جہان ہی
دشمن کا منہہ سیاہ رخ دوستدار سرخ



یونہین رہی جو بہار ہی سدا فغان فریاد
کرو گی جا کی عدالت مین جان جان فریاد
بہار آئی تو پھر ہو وہی فغان فریاد
مین غل کرون مری پاؤنکی بیڑیان فریاد
ہی وجد ناقۂ لیلی کو حال مجنون پہ
حدی کی بیو مین کرتا ہی ساربان فریاد
ذرا سی آہ مین ہلتا ہی گنبد گردون
بھلا کری کوئی دل کھولکر کہان فریاد
سنا جو نالۂ ناقوس تو کہا ہنسکے
بتون کی عشق مین کرتی ہین بیزبان فریاد
نہ کیجیے نالۂ عاشق مین کچھ نہین تاثیر
سنی ہی ہتنی کسیکی ابھی کہان فریاد
زبان کاٹیو صیاد ہم اسیرون کی
قفس ہی جائے اگر تا بہ آشیان فریاد
ہوئی ہی اوس گل رشک بہار سی یا مین
مثال برگ خزان کرتی ہی زبان فریاد
پناہ مانگتی ہین حاملان عرش علا
جب اپنی دل مین مین کرتا ہون ناتوان فریاد
ازل کی روز سی ہی ساتھہ شادی و غم کا
ہی قہقہے سے زمانے مین توامان فریاد
لبون تک آہ نہین فرط ضعف سی آتی
بتو خدا سی ڈرو مین کہان کہان فریاد
پڑی ہین آتش غم مین اسیکی باعث سی
کرین گی حشر کو دل کی سب استخوان فریاد



صبا ہم ایک بھی گلگشت مین نہین سنتی
کرین ہزار گلستان مین باغبان فریاد



وہ اہد کو ہوگا سنبل باغ جنان پسند
ہیکش ہین ہم بہشتیون کا ہین دیں سو ان پسند
پہلو مین یار ہاتھہ مین جام شراب ہو
اتنا بھی آسمان کو سنتی ہی سمان پسند
کیونکر پہ باغ دہر مین لطف الہی
اپنی گلون کو کیون نکری باغبان پسند
آہونکی ساتھہ جان بھی آخر نکل گئی
یوسف کو آئی ہوئی کاروان پسند

برسات ہی مین بادہ کشی کی بہار ہے
سبزیکا فرش ابر کا ہی سائبان پسند

ناصح نہ میرے حال پہ تو التفات کر
یہہ مہربانیان نہین ای مہربان پسند

حیرت کی جا ہی قالب خاکی کو دیکھکر
کیون روح کو ہوا ہی یہہ بار گران پسند

ای ہمصفیر خیر قفس مین رہینگی ہم
سوجہ دہی جو برق کو ہوا آشیان پسند

باغ جہان مین بلبل عزلت گزین ہین
کنج قفس ہی ثمرہ کی نہین بوستان پسند

ایسا نہو تمہاری بہی نالی بلند ہون
آتی ہی ہمکو سرکشی نہین ای آسمان پسند

دیوانگی مین بہی ہمین پاس وفا ہی
سہا یسی سہا ہی آئین تو ہون طریان پسند

دم بہر ہمین قرار نہین برق کی طرح
ایسی کچہ آگئین ہین تری شوخیان پسند

کوئی بہی بات انکی قریب قیاس ہے
کافر ہو واعظونکا جسے ہو بیان پسند

دیو غم فراق بہی کتنا حریص ہے
مرغوب خون گوشت پسند استخوان پسند

سودا ہی جب سے یہ کیا وہ نازک دماغ ہے
جسکا نہین ہو سنین وہ شیریان پسند

رہ بیکی ہین بہی جو ستم آسمان کے
گذری ہم اس جہان سی نہین مہمان پسند

اللہ رے ترا بت پندار زاہدا
یہہ کبر یہہ غرور نہین ہی وہان پسند

تاریخ کیا کہ قبر بہی بعد فنا نہو
دو دل کیواسطے نہین نام و نشان پسند

آفت ہی قید سبحہ و زنار جان کو
تار حیات مین نہین یہہ گتہیان پسند



رغبت نہ شیخ سی ہی نہ برہمن سی ای صبا
دونون مین ایک کی بہی نہین ہی دکان پسند



رکہتے ہی عاشقون کو سدا چشم تر مگر
یہ بال بنکے گرتی ہی آنکہون مین گہر گہر

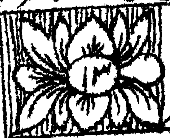
بل کہا ہی کیون نہ ای بت نازک کمر کمر
زلفون کی پیچ اوٹہاتی ہو یون سر بسر کمر

اوس پر جو قد کو بہلے نے مارے حجاب کی
گرد گر گئی ہی ہین سرد لب جو کمر کمر

کس کس طرح سے چھپتی ہین نقد دل حسین ۔ غارت گرون نے باندہی ہی کیا لوٹ پر کمر
اسکی خبر کسیکی فرشتون کو بھی نہین ۔ ثابت کریگی یار کی کیونکر بغیر کمر
یہہ طاقت اوس کمیت کی عاشق پہ پائینگے ۔ پالیٹ طمانچہ جائیگی کرکے منہ تا کمر
کیا مفت کی لپیٹ مین عشاق آگئے ۔ باندہی جو تونے ای بت بیداد گر کمر
رہتا ہی پیچ و تاب مین ہوی میان یار ۔ کاکل کسیطرح کرتی ہی اپنی بسر کمر
پہلو تہی نکر تو مری خط کے بارسے ۔ کچہہ ٹوٹ جائیگی نہ تری نامہ بر کمر
اور گر نہ جاسکے گی مری دام فکر سی ۔ عنقا کیطرح سے کہتے ہو گو بال پر کمر
خود رنگی غرور نزاکت سی اس قدر ۔ کیون گم ہوئی ہی اپنی ذرا لی خبر کمر
پہلو زیادہ اس سے ہوگا کوی لطیف ۔ ہی چشم نات یار کی تار نظر کمر
بار خزانہ ہی ستارون پر اب تلک ۔ باندہو نہ غافلو پئی تحصیل زر کمر
ہلکا نہ اس دہنک کو ڈوپٹے کو جانئے ۔ اک تار بادلی کی ہی ای سیمبر کمر
زلفونکو چہوڑکر نہ کرو تم خرام ناز ۔ لچکیگی نازکی سی ہر اک گام پر کمر
باعث ہماری دید کا ہی راز حسن یار ۔ گر مردمک دہن ہی تو خط نظر کمر
جب سے میان لگا ہی سجاوٹ کا پار کر ۔ باندہی ہی کہول کہول کی رو دو پہر کمر
پہلو مین بیٹھنے کو جو اونسی کہا کبھی ۔ اٹھنے پہ مستعدہ ہوئی باندہ کر کمر
مارا ہی عشق زلف و رخ یار مین مجھے ۔ توڑ الم نے باندہ کے شام و سحر کمر
دریائی حسن صاف سراپا ہی یار کا ۔ ہی اوسمین مثل موجہ آب گہر کمر

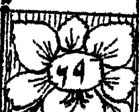


امر آلہ آیہ ہو تو سے ای صبا
مرقی پہ پیشتر سی بندہی ہی پیشتر کمر

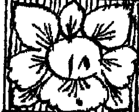


وہ ہو کا ہوا فلک کا ہماری پلنگ پر ۔ کرتی کی کچہہ گری جو ستاری پلنگ پر

مردہ پڑی ہین ہجر کی ماری پلنگ پر ۔۔۔ تابوت کا گمان ہی ہماری پلنگ پر
کہتی ہی شب فراق مین صحرای ہولناک ۔۔۔ پھبتی پلنگ کی ہی ہماری پلنگ پر
کسیجا رہی اولٹ کی نہ کروٹ لی آپ نے ۔۔۔ لوٹا کیا مین رات کو ساری پلنگ پر
کیا نیند آئی پورسیے پر مجہہ فقیر کے ۔۔۔ سویا کئی ہوا ای مری پیاری پلنگ پر
تکیے ہمارے پہلو کے مشعل بنادیے ۔۔۔ لائی ہے تپ فراق حراری پلنگ پر
پایہ بلند سنبلہ سے ہو پلنگ کا ۔۔۔ وہ بیٹھ کر جو بال سنواری پلنگ پر
توشک ہی اطلس فلک سبز رنگ کے ۔۔۔ گل تکیے مہر و مہ ہین تمہاری پلنگ پر
لاکر کسینی پہول جو رکہی ہین ہجر مین ۔۔۔ کانٹے بچھا دیے ہین ہماری پلنگ پر
کروٹ بدل کی آپ جو سوئی ہین وصل مین ۔۔۔ ہم لگ گئے ہین گور کنارے پلنگ پر
پہلو نکی سیج گرو تھی صبح شب وصل ۔۔۔ باسی جو اوسنے ہار اوتاری پلنگ پر
ای شوخ پہیل پہیل کی تو سو تمام رات ۔۔۔ ہم بھی پڑی رہین گے کناری پلنگ پر



اب داستان شوق کا موقع ہی ای صبا
سونیکی واسطے وہ سدہاری پلنگ پر



کر عدم آپ کو تو تارک دنیا ہو کر ۔۔۔ بیٹھ رہ سایہ نشین پر عنقا ہو کر
دشت وحشت مین پھرا ہمہ تن بگولا ہو کر ۔۔۔ خاک چھانی ہی بہت بادیہ پیما ہو کر
وانت بیسی ہین بہت عشق مین سوا ہو کر ۔۔۔ دشمن اپنی مین بانکا ہوا گویا ہو کر
سیکڑ بیسی جو مین نکلا تو گیا سبحہ کو ۔۔۔ رشتہ سبحہ ہوا پنبہ مینا ہو کر
فیض صحبت سے بزرگون کی ہی خرد کو فروغ ۔۔۔ قطرہ بنتا ہی گہر واصل دریا ہو کر
دیکھتی جاو ذرا حال دل عاشق کا ۔۔۔ اپنی بیمار سی ہما گو نہ مسیحا ہو کر
آگ کیطرح کوئی دم مین خزان آئیگی ۔۔۔ مرغ گل باغ سی اوڑجا سی گا پارا ہو کر

چشم وا کی ہی دیکھا ہی طلسمات جہان
آئینہ بنگئے ہم محو تماشا ہو کر

خاکساری نے اوٹھانے نہ دیا سر ہمکو
خاک مین مل گئے ہم نقش کف پا ہو کر

ہی جو ساقی مین یہ رو یا مین دم بادہ کشی
بہہ گیا پنبہ مینا کف دریا ہو کر

راہ نکلی جو بتون سے تو ملے راہ خدا
گیا کعبے کو پھرا جب مین کلیسا ہو کر

باغبان بلبل کشتہ کو کفن کیا دیتا
پیرہن گل کا نہ اوترا کبھی میلا ہو کر

پڑ گئے ہاتھ سر سے اونکے گلے مین جو تون
لیا آغوش مین مہتاب کو ہالا ہو کر

الفت گیسوی جانان نے بڑا پیچ دیا
دام مین آ گئے ہم آپ سے دانا ہو کر

حسن نے عشق کو عالم مین دکھایا کیا کیا
کبھی عذرا کبھی شیرین کبھی لیلا ہو کر

ضعف مین بھی ہی مجھی جامہ دریکا سودا
اپنی دامن سی اولجھتا ہون کانٹا ہو کر

غم فرقت مین وہ طوفان اوٹھا اشکون کا
رنگیا چرخ حباب لب دریا ہو کر



خضر بو دیدہ و دانستہ صبا آپ کو تو
گر نہ چاہ ذقن یار مین اندھا ہو کر



بہار آئی ہی دیوانہ ہون نیرنگ گلستان پر
چراغ عقل کو رکھ دے سے بجھا کر طاق نسیان پر

جنون کا ولولہ موقوف ہی سیر بیابان پر
الٰہی بہت پڑی سقف فلک دیوار زندان پر

تری سوچ تبسم پر خضر کا دم نکلتا ہے
پھرا جاتا ہی پانی آبروے آب حیوان پر

پھر آئی فصل گل پھر شوق عریانی ہوا ہمکو
چڑہائی آستین دست جنون نے پھر گریبان پر

نہین قبرین تری روے مخطط کی جو کشتون کا
خضر نے زہر کھایا سبزۂ گور غریبان پر

لگی رہتی ہین دنیا کی طرف آنکھین حریصون کی
ہزارون زخم منہ کھولی ہوئی ہین اکن کھانے پر

بتان سیمبر کا وصل دنیا مین غنیمت ہی
شہیدہ دولت یقین تو چھوٹے زاہد کے ایمان پر

تری اوٹھتے ہی اس شب کو بزم ویرانی ہی تجھ بن
چراغ غول ہنستا تھا ہر اک شمع شبستان پر

تھی پیرائی مین قاتل نی سیری پرچھ تیغ کی
لگائی زخم دامن وار کیا جسم عریان پر

پڑی ہین جابجا کشتی ہزارون تیغ ابرو کے
تری تلوار کا قبضہ ہی سر گنج شہیدان پر

مقدر کا لکھا سچ ہی کسی صورت نہین مٹتا
نمود خط سی حرف آیا صفائی روی جانان پر

جنون کی جوش مین کیری گلی کی نبض کرتی ہین
گمان ہی دامن تیغ ہلالی کا گریبان پر

بیابان مرگ اوس لیلی کی دیوانی ہوئی ہین کب
چراغ گور کا عالم ہی ہر چشم غزالان پر



صبا دست جنون موج ہوا کا کام کرتا ہے
گریبان صورت گل پھٹ کر آ رہتا ہی دامان پر



نہ بنی غم پرستش اعمال سی ہو فرش راحت پر
نفیر خواب دیتی ہی گواہی جرم غفلت پر

کسی کو کیا ہی غم کہا جو میرے گرد کلفت پر
کوئی روتا نہین ہوتا ہی وارث کی تربت پر

گمان ہی مرقد کہنہ کا مجھکو ہر عمارت پر
سیہ غافل کیا سمجھکر جان دیتی ہین امارت پر

ستم ہی سرزمین وحشت مجھے مجنون کو سودے بیسے
چراغ غول چشمک زن ہی خورشید قیامت پر

سیہ مشت خاک ہی کس کس طرح کا رنگ لاتی ہی
تماشا ہی نہین رہتا ہیولا ایک صورت پر

بتون کی درد الفت نی دکھائی منزل عرفان
کمند آہ سی پہونچی ہین ہم بام حقیقت پر

ترا سیہ طاق ابرو ای صنم قتال عالم ہے
خم شمشیر کا عالم ہی محراب عبادت پر

حقیر و زار رہتا ہی جسکو حرص دنیا ہے
کبھی بوٹی نہین چڑھتی ہی جسم بد دیانت پر

ہمم عشق مین ہمنی شکست فاش پائی ہی
کمر باندہی ہی فوج غم نی شہر دل کی غارت پر

غرور حسن سی کرتی ہین دعوی بی نیازی کا
خدا کا قہر نازل ہو بتان خوبصورت پر

ترقی آج ہی جسکو تو کل اوسکو تنزل ہی
کبھی رہتا نہین دونون زمانہ ایک صورت پر

ہوا تیری بدن پر ٹھیک جامہ پارسائی کا
پڑی ہی پیرہم نماز اگر تری داماں عصمت پر

مین وہ دہقان بد قسمت ہون شہر آز عالم مین
بچے پالے سی تو ٹڈی گری میری زراعت پر

ہماری جان لی ہی سوز عشق خط جانان نی
ہجوم مور سے پروانونکی جا شمع تربت پر

چھپائی سی کہین چھپتا ہی مرا خون ای قاتل
گواہی ہر زبان زخم دیتا ہی شہادت پر

عوض اسکا اوسکا محکمے مین حشر کے لیگا
کریگا جو سیاست حاکم ظالم رعیت پر

حسینان بتون کو آکر ہاتھ بتتے ہین حلقہ ماتم
پریرو یار پروانہ ہین اپنی شمع تربت پر

کوئی صورت نہین غمخانہ عالم مین اچھی ہے
سدا آفت ہی آفت ہے مصیبت ہی مصیبت پر

فراق یار مین قہر خدا ہی موسم باران
بلائی آسمانی کا گمان ہی ابر رحمت پر



تعجب ای صبا کیا ہی جو اتنا دوست غمگین ہین
فراق یار مین روتی ہین دشمن میری حالت پر



روکین سمند عمر کو ہم کس مقام پر
کیا اختیار اس فرس بی لگام پر

کھائینگے زہر اونکے خط سبز فام پر
سرسبز ہونگے خضر علیہ السلام پر

لاتی ہی ہمکو وحشت دل کس مقام پر
ہنسنے کی جا ہی قیس کے سودائے خام پر

آتی نہ بزم عیش کبھی انتظام پر
کیا اعتماد کیجیے گردون کی کام پر

کبھی حرم مین کبھی تو کبھی سومنات مین
خود رفتگی سے بند نہین اک مقام پر

منہہ موڑنا بتان حسین سے حرام ہی
موقوف یہ نماز نہین بے سلام پر

بندیکی قتل پر کمر اونکی جو بند ہی بیجا
قبضے مین ایک ہاتھ رہا اک نیام پر

ہو دور جمی مین جلوہ طاوس ساقیا
سینا ضرور چاہیے سونیکے جام پر

ابھی موسم خزان ترا خانہ خراب ہو
کانٹون کی ڈھیر اور گلون کی مقام پر

نکلا جو خط وہ ناز کی باتین نہ پھر رہین
کیا حرف آگیا تری حسن کلام پر

کنعان مین آیا مصر سی یوسف کا پیرہن
رحمت خدا کی عشق علیہ السلام پر

گلگشت مین چلی جو وہ اٹھکیلیونکی چال
طاوس لوٹ ہوگئی اونکی خرام پر

پروانی اس طرح نہین گرتی چراغ پر
ہم رند جس طرح سے کہ گرتے ہین جام پر

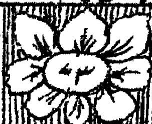
منظور دل ہی اک بت پردہ نشین کی دید
آنکھین جڑی ہین روزن در کی مقام پر

اوس آفتاب کا جو کبھی سامنا پڑا
مہتاب چھپ گئی رخ ماہ تمام پر

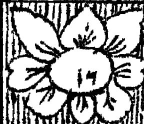
ای مرغ روح باغ جہان صیدگاہ ہی
ہیہات آپ ہی چہچہین تو دانہ ہی دام پر

ساقی سی میکدہ ہی شب ماہتاب ہی
چھٹکی ہی چاندنی در و دیوار و بام پر

چھلکی جو دست ساقی گردون سے جام مہ
عالم ہوا شفق کا مئی سرخ فام پر



شیطان بد سرشت سی کیا خوف ای صبا
فضل خدا ہے امت خیر الانام پر



وجد قاتل نے کیا سر تڑپنا دیکھکر
حال آیا رقص بسمل کا تماشا دیکھکر

مدعی ہنستے ہین ہر دم کا یہ رونا دیکھکر
اک ذرا ای چشم تر اپنا پرایا دیکھکر

شرم کرتی ہی قضا کی سامنے جاتی ہوے
رودت ای دل جامہ ہستی کو میلا دیکھکر

سوہی خوابیدہ ہمارا رشتہ جان بنگیا
چھٹ گئین نبضین تری بالونکا جوڑا دیکھکر

بحر ہستی مین دوئی کا دخل ہو ممکن نہین
وجد ہی ماہیت امواج دریا دیکھکر

جاے گریہ آج کل ہم میکشونکا حال ہی
دل بھر آتا ہی خالی جام و مینا دیکھکر

شکل آئینہ اس آرایش نی حیران کردیا
کھل گئین آنکھین تری آنکھونکا سرما دیکھکر

واعظون نے میکشونکو دوزخی ٹھہرا لیا
جل گئی ایسا فروغ شمع مینا دیکھکر

بوریا لیکر پیر کی مجھہ فقیر مست نے
پاؤن پھیلائی نہ فرش اہل دنیا دیکھکر

رقص کرتی ہین جنون مین ہم بگولونکی طرح
لوٹ ہی دل وسعت دامان صحرا دیکھکر

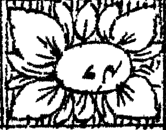
آئینہ دیکھا تو سوجھی خود پسندی یار کو
اور ہی نقشا ہوا روئے مصفا دیکھکر

تھرکی جا سے ہو نہین شوق نامہ ہم انگوشتی لکھا
ہاتھ کاٹے جائینگے قاصد کے نامہ دیکھکر

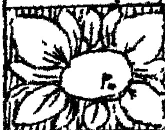
خوب موسم ہی اوڑین چلکر ہوا مین اے پری
ساقیا خیمہ ہو دریا کا کنارا دیکھکر

کھینچ لی تصویر رخ یہہ منہ نہین ہی اونکا
رنگ فق ہو جائیگا نقشا تمہارا دیکھکر

صورت محراب کعبہ ابروی دلدار ہے
دل بہہا جاتا ہے زاہد کا مصلا دیکھکر



ہی عجب اللہ اکبر کاٹ تیغ یار کا
غیر کو غش آگیا لاشا ہمارا دیکھکر



آئیگا جذب عشق اگر زور شور پر
مہتاب مثل باز گریگا چکور پر

ابکی برس جنون جو رہا زور شور پر
زنجیر ہم چڑہائینگے مجنون کی گور پر

تیار فوج آہ ہے اے دل حسرتین
بہیجینگی دوڑ یار کے عہد کی چور پر

اللہ رے شعبدے تری اے صید گاہ خلق
بیٹھے شکار تربت بہرام گور پر

پالا نہین پڑا ہے ضعیفونکی آہ سے
بہولا ہوا ہے دیو فلک اپنی زور پر

جہلو فنسی دونون ہاتہہ مین کیسی بہری ہوئے
جوبن ہی اے نگار تری پور پور پر

لیتا ہی ہای کوئی تہ کلیجے مین چٹکیان
روتا ہون نوبت شب غم کی ٹکور پر

زنجیر زلف یار مین جیسے پہنسا ہی دل
عالم صدا ہی غل کا ہی نالونکے شور پر

رہ رہ کی اے جنون ہمین آتا ہی ولولہ
جاتی ہین دوڑ دوڑ کے مجنونکے گور پر

جلوہ ہر ایک داغ مین ہو برق طور کا
گرانی دود دل کی گھٹا چہائی ہو پر

کودک مزاج ہی فلک پیر خوف کر
غافل نہ کر گھمنڈ جوانی کی زور پر

برسون رہا ہی قالب خاکی سی اتحاد
رو یا کریگی حشر تلک روح گور پر

حرص و ہوا مین رہتا ہی برباد آدمی
اوڑتا ہی یہ پتنگ کہ جانکی ڈور پر

سچ تو یہ ہی کہ تو مری مرنے سے خوش ہوا
بیجا یہہ جہوٹ موٹ کا رونا ہی گور پر

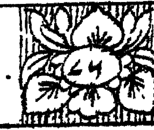
وحشت عدم مین جاکے نہ تاڑینگا قیس کو
ابکی مرا جنون ہی بڑی زور شور پر

اوس آفتاب حسن کا گر واں عشق ہو | ہو جاے صاف چاند کا عالم چکور پر
دینا تمام بازی شطرنج باز سے ہے | پھر دان کی طرح ایک کی ہی ایک دو پر
حاوی ہی عشق سرو و گل و یار و ماہتاب | قمری پہ عندلیب پہ پھر چکور پر
وہ ناتوان ہین کہ اوسی کچھہ خبر نہو | سو بار سر کے بھل جو گرین پای مور پر

۷۵ قربان اپنی چشم حقیقت کی ای صبا
ہی ایک سی نگاہ سلیمان و مور پر ۱۷

ساقیا نوروز ہی سامان کر | روح پر جمشید کے احسان کر
رحم کر میری گناہون پر نہ جا | ای صنم اپنی طرف تو دہیان کر
بار الہا اپنا جوش عشق دے | قطرۂ ناچیز کو طوفان کر
ثم وجہ اللہ پر ایمان لا | زاہدا کعبے چلا کیا جان کر
دیر کو مسمار کر کعبے کو ڈھا | خانۂ دل کو نہ تو ویران کر
ایسے خوش طالع کہان سی لایئے | مسکرا اوسے یار کہنا مان کر
کلمۂ حق ہے یحب المحسنین | جس طرح سے ہو سکے احسان کر
کاوش مژگان جانان دیکھنا | رکھدیا دم مین کلیجا چھان کر
کام اپنا چھوڑ دے تقدیر پر | عقل آرائی نہ اسے نادان کر
یہہ نسمجھے ہم کہ یہہ بیگانہ ہے | جان کھوئی دل کو اپنا جان کر
شامیانہ مضمون کو چاہیے | ہم بسر کرلین سگے کمل تان کر
بندہ خانے مین کرم فرماستے | ای صنم اپنی حسند اکو مان کر
موج کوثر ایک اک مصرع ہوا | یہہ صفا پیدا کی باتین چھان کر
غیر کی توقیر ہمسے بھی سوا | یار کچھہ تو سوچ کچھہ تو دہیان کر

داغ الفت سے کہون گا نزع مین | میزبان کو رخصت ای مہمان کر
دل کو یون فرقت مین سمجھاتے ہین ہم | ای مریض غم غذا پرہیزیان کر

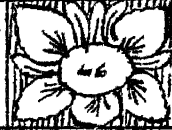


ای صبا کس شوخ کو دیتا ہی دل
ہوش مین آ دیکھکر پہچان کر

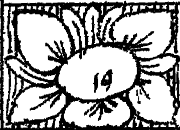


بیتابی دل نے زار پا کر | دے دے پٹکا اوٹھا اوٹھا کر
گھر مین دعوی نہ حسن کا کر | یوسف سی شکل کے سامنا کر
زلفون کو نہ چھوڑ تو بڑھا کر | نازک ہی گریگا جھونک کھا کر
بیٹھے جو وہ شب نقاب اوٹھا کر | بجھنے لگی شمع جھلملا کر
برباد نکر تو آب رو کو | مانند حباب سر اوٹھا کر
اوس گل کی مژہ نے مار ڈالا | کانٹے کیطرح سکھا سکھا کر
بیتابی دل اگر دکھاؤن | بجلی رہ جاے تلملا کر
سفاک نے بند بند کاٹا | چوٹین مارین جھکا جھکا کر
اللہ ری سوزش دل ای یار | مار اس آگ مین جلا کر
پیری کوئی خاک بحر غم مین | آخر ڈوبا مین ڈبڈبا کر
پھبتی سے کہتے ہین ابر تر کے | اچھی سوجھی سبجھے رولا کر
وہ مست مین عرش پر ٹکی ہاتھ | نشہ مین گری جو لڑکھڑا کر
گرد غم نے زمین جھکائی | چھوڑا اب مجھے خاک مین ملا کر
بوسے کے سوال پر وہ بگڑے | منہہ کی کھائی زبان ہلا کر
نالہ کوئی بن پڑا جو ہم سے | افلاک کو رکھ دیا مٹا کر
خوف دوزخ سے کانپتا ہون | ساقی مجھے جام دی تپا کر

وہ نزع مین حال سنکے بولے — کام آئی زبان لڑکھڑا کر
قصہ دل سے اوٹھا دو ینگا — پرچھا ہو جاے فیصلا کر



جب کوچ کیا صبا عدم کو
رہ جائینگے یار خاک اوڑا کر

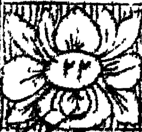


موسی نہ طور پر نہ مسیح آسمان پر — ہو نو وہی وسے ہین تری آستان پر
کیا ہنس رہا ہی حالت دل کی بیان پر — لوٹا ہوا ہی یار مری داستان پر
آفت تمام دل کی بدولت ہی جان پر — کس منہ سے لاتے ترا شکوہ زبان پر
چڑھنے لگے جو نالۂ دل لامکان پر — تھرا کے آسمان گرا آسمان پر
نالہ کی ساتھ منہ سی جو نکلینگے لخت دل — ہو وح الم چڑھاینگے سہرا نشان پر
آتی ہو تو دیکھتے لب جانان کی معجزی — اچھی مسیح جاکے جیے آسمان پر
سنبل کا ذکر یار کی زلفون کی سامنے — ایسا نہو کہ مار پڑے باغبان پر
مسجد کو شیخ تنگ دیکھ کر چل دیے — ہم مست تھی ڈٹی رہی تیغ کی دکان پر
ای جوشش جنون جو یہ نہین خاک اوڑاو گا — چڑھ جائیگی تمام زمین آسمان پر
صندل سی وہ کلائیان اپنی گھستی ہین — ہتھ پھیریان نصیب ہین جنین سی ان پر
قائل نہین جو ظاہر و باطن مین فرق ہو — جو دل مین ہی وہی ہی ہماری زبان پر
شاید کہ وہ پری ہی کہین مسکرا رہا — بجلی چمک رہی ہی بہت آسمان پر
کیا نازکی ہی گوش صنم لال ہوگیا — ڈالا جو موتیون نے ذرا بوجھ کان پر
کچھ بھی علاج درد محبت نہ ہوسکا — عیسے بیہ داغ لیکے گئے آسمان پر
باد خزان سی باغ پر افتاد پڑ گئی — کیا آسمان ٹوٹ پڑا باغبان پر
کچھ ابر سے گل ہوئی بیش روئی یار — کیسی چمن مین اوس پڑی باغبان پر

یوسف سے ہم کہیں گے دیکھا کر نگاہ کو | دیکھو تو اپنی آنکھ پہ پٹی اس جوان پر
یوسف نکل کی چاہ سی زنداں میں جا پھنسے | رہتا ہی امتحان یہاں امتحان پر



یوں رہ جہان میں کہ پس مرگ ای صبا
رہ جائی ذکر خیر ہر اک کی زبان پر



دیکھی انجام کو آشفتہ مژگان کیونکر | بچائی اس صید کو یہ تیر نیستان کیونکر
ای جنوں توڑیے قفل در زنداں کیونکر | دیکھئے پہ چلکے تماشائے بیاباں کیونکر
رحم عاشق پہ کری وہ بت ناداں کیونکر | جان دی کو جو کہیے تو کہی ہاں کیونکر
قد قیامت کا ملا چال بلا کی پائے | آ لگیں ہاتھ ای رہ وہ فتنۂ دوراں کیونکر
سینہ دو کہات میں میری جو فلک سجا | دیکھنا نوک کی مارا سر میداں کیونکر
یہ تو اوترا ہوا کنٹھا ہی تری گردن کا | ہاتھ آیا سر نو کی یہہ گریباں کیونکر
ہم کو تو ملتے جب یوں ہی برے بیچ ہوے | خوش رہا کرتے ستے پریوں میں پیماں کیونکر
میں وہ سرگشتہ ہوں پہنچی گی جو گرد کو بھی | ساتھ بہکی مرا ای گردش دوراں کیونکر
یہی سیدا اوہی تو حشر کو ہم تم ای یار | دیکھ لینا کہ اوٹھی دست و گریباں کیونکر
جا لگی مسجد کی طرف اوس بت غارتگر نے | لوٹ لی زاہدوں کی دولت ایماں کیونکر
حشر کو قبر سے ہم سوختہ دل کیا اوٹھیں | خاک میں ملکی اوگے دانۂ بریاں کیونکر
ای جنوں قفل جو رہے گا یہی زنجیر در کا | جیتا چھوڑیگا مجھے حاجب زنداں کیونکر
حرص دنیا لیے پھرتی ہی عجب سودا ہے | جیب و دامن کو نہ پھاڑیں سگ دنیا کیونکر
ای جنوں تنگ ہوں دامان شب فرقت سے | صبح محشر کا کروں چاک گریباں کیونکر
بی مزہ زخم کے کھانے سے نہیں دل بھرتا | خالی کر دیجیے قاتل کا نمکداں کیونکر
ضبط سی خاک نگوں ہو علم آہ ای دل | فوج اشک آئی تو رو کی صف مژگاں کیونکر

سجدے بھی کیجیے تو بھی نہیں پروا تجھکو
جیت پائے کوئی او دشمن ایمان کیونکر

جان تک بھی غم الفت مین کی ہمنے عزیز
اور کرتا ہی کوئی خاطر مہمان کیونکر

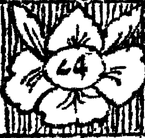
اٹھ گیا ہی جانان کا خیال آیا ہی
جھلملاتی نہ چراغ شب ہجران کیونکر

ای جنون اوڑتی ہی ہوا مین چل اب تنہ نشینے
آنکھ دیکھین تو ہماری ہین نگہبان کیونکر

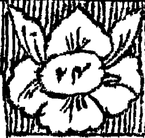
سیکڑون مرگئے لبِ موت تری الفت مین
ملک الموت منہون بندہ احسان کیونکر

ای صبا کیا کہین کس کس کا خیال آتا ہی
خاک اوڑاتی ہی تہ سر گور غریبان کیونکر

ولہ



یون نکالا مجھے قسمت نے وطن سے باہر
جس طرح روح جوان نکلی بدن سے باہر



بچھڑا تو کبھی فلک پیر چار روز
غنچہ ہنسی کی لی تہ او شتر بے مہار روز

لوٹین گی فصل گل کی لب جو بہار عمر
کھیلینگے ساقیا بط مے کا شکار روز

کاوے اگایا کرتا ہی وہ نی سوار روز
بنتا ہی گرد باد ہمارا غبار روز

کیسا بالیا ہمین گرد ملال نے
رہتا ہی زندگی مین نمدا فشار روز

صیاد و باغبان کرین کج ادائیان
تازہ نیاز بلبل و گل مین ہر چار روز

شاہد ہی آسمان ستارے گواہ ہین
آنکھون مین کاٹتی ہین شب انتظار روز

ہر روز غنیمت کہ حلوا خورد کسی
ای دل کہا حلاوت وصل نگار روز

کھاتی ہین داغ ہم چمن روزگار سے
لالی کیطرح پیتے ہین خون بہار روز

جس ورزنی کہ خاک پہ بیٹھے ہین ہم فقیر
رہتے ہین آسمان کی سر پر سوار روز

یارب چمن ہی گل و بلبل کی جہنم ہو
روتی ہی پھوٹ پھوٹ کی کیون آبشار روز

منظور کیا ہے صانع قدرت کو دیکھیے
بن بنکی کیون بگڑتی ہین نقش و نگار روز

ایسا ہی عاشقون سے ہی چشم یار کا
وہ ترک ہی نہین جو نہ کھیلے شکار روز

ہم میکشون کا نخت جو ٹپکے وہ شیشن ہو
ہر شیشے کی گلابیان ہو گو ٹپکتا ہار روز

مجنون نہین کہ ایک ہی لیلی کی شوق مین
رہتا ہی اپنی ساتھ نیا اک نگار روز

مجبور ہون مین کوچۂ جانان کی شوق مین
جاتا ہون دوڑ دوڑ کے بے اختیار روز

آٹھون پہر ترین کی مدارات مین ہون
اٹھتا تو ہی مجھسے سر سے پروردگار روز

اللہ ری ای مسیح تری سرد مہریان
لرزے سے آفتاب کو آتی ہی بخار روز

سودا جو تھا دماغ مین گیسوی یار کا
کالی بلا رہی مری سر پہ سوار روز

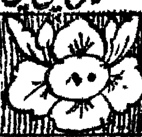
زاہد کی پنجگانہ ہی ای دل خبر نہو
کر مجھ اپنی حال مین رو رو پکار روز

دیکھو تو مسجدون کی حجابات ترقیان
بیٹھو نہین تو کیا ہی دلون مین غبار روز

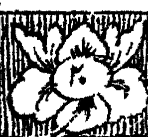
سمجھا نہین ہے الفت مژگان مین ادھر
پڑتی ہین ایک دل پہ ہزارون کٹار روز

مجھ رند کو بہت ہی یہ بھٹی کلال کے
مسجد مین جائی زاہد شب زندہ دار روز

کیفیتین چمن مین ہین فصل بہار سے
اوڑتے ہین قہقہے صفت آبشار روز



اک دن ضرور گل ہی صبا شمع زندگی
لایا جو آج یہان تو نہین دل کا غبار روز



تیر ہی سودائی مژگان نگار ابکی برس
کوڑیون کی مول بکتی ہین کٹار ابکی برس

لوٹ ہین سیر چمن پر بادہ خوار ابکی برس
خوب سبزہ ہی کنار جویبار ابکی برس

قدرت حق ہی تماشائی بہار ابکی برس
ای جنون کس رنگ پر ہی لالہ زار ابکی برس

زور کیفیت سے آئی ہی بہار ابکی برس
مغبچون کی گرد ہین ہم بادہ خوار ابکی برس

بادہ نوشی پر رہا دارو مدار ابکی برس
طاق پر رکھی ہی سب کاروبار ابکی برس

ہوش کسکو ہی جو پہنائے کسیکو بیڑیان
ہو رہی ہین آپ دیوانی لوہار ابکی برس

سال آئندہ نہوگا یہ بھی عالم دیکھنا
وہ کہان سال گذشتہ کی بہار ابکی برس

سرو بھی دبنے لگے شمشاد بھی مٹنے لگے
بارہ پر آیا جو نخل قد یار اب کی برس

خوب اپنا ساقی دریا دل انہی سا تو دست
کھیلتے پھرتے ہیں دامی کا شکار اب کی برس

ہوگئی فرقت میں اک اک شاخ گل آتش بجان
دل کو برمانے لگے صوت ہزار اب کی برس

ابر تر پر پھبتیاں ہونگی کف سیلاب کے
جوش پر ہے گریۂ بے اختیار اب کی برس

محتسب پیتا ہے ساقی کی ہوا اپنی ہی
جابجا اوڑتی پھرین سب اشتہار اب کی برس

ٹوٹی جاتی ہیں گلونکی بار سے سب ڈالیان
بہت پڑی ہے باغ میں کیسی بہار اب کی برس

کیا ارادہ چل رہی ہے آرزو منہ پھیر ہی
خوب ای ترک حسین کھیلنا شکار اب کی برس

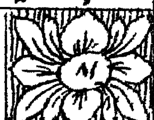
سبزۂ نوخیز ہے کشت فلک سے سبز تر
مات کرتا ہے شفق کو لالہ زار اب کی برس

روپ پر ہے یار کا باغ جوانی دیکھیے
کیا شگوفہ لاتی ہے سینے کا ابھار اب کی برس

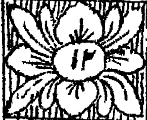
مہر انکھو نمین نصیبون سے وہ دلوانی لگے
بیس ڈال ای گردش لیل و نہار اب کی برس

مہندی ملکر پاؤں میں اس ٹھاٹھ سے پھرتا نہ تھا
کاٹ کاٹ پاؤں کھی شہیدوں کی مزار اب کی برس

سال ہی بھر میں ترقی کی ہے اے طفل حسین
نی سوار انگلی پر بس تھا شہسوار اب کی برس



ای صبا جب سے ابھی تک ہی خبر انکا وعدہ ہے
آئیگی بھی یا نہ آئیگی بہار اب کی برس



غم بہت رکھتا ہی دل کہ چرخ ناہنجار خوش
غم دیا سو بار تو شاید کیا اکبار خوش

ہی تری ہر بات کا انداز ای دلدار خوش
بندش دستار خوش رفتار خوش گفتار خوش

ہی یہ کیفیت کی جا ہنستا ہی ہمپر جام مے
گریۂ مینا پہ روتی ہیں جو ہم میخوار خوش

اس مرقع میں عجب نقشا ہے دیکھو جس طرف
صورتیں جو سب بنی ہیں خوش ہیں سنج ہیں چار خوش

ایک موتی کا ملی جنت میں گھر تمکو تو
واہ کیا رکھا ہی قصر یار کا معمار خوش

چار سو برپا ہی غل فصل جنون کا جوش ہے
اینڈتے پھرتے ہیں دیوانی سر بازار خوش

بی تکلف اوس سی ہو کر کیون نہ دل تنگ ہو ظالم
تو نہ کر پرہیز ہوتا ہے بہت بیمار خوش

چہوٹیون مین ہم فقیرونکی بسر ہو جایگی
اپنی محلون مین رہین ای آسمان زردار خوش

اونسے ملتی ہو تو پہر ہمسے ملنا کیا ضرور
خوش رہین اغیار تو آپ آپ سی اغیار خوش

خانۂ تن مین نہ کیون پہڑکی ہمارا مرغ روح
خاک ہو گئی قفس مین بلبل گلزار خوش

حیف کی جاہی ترے کوچے مین ہم غمگین رہین
دیر مین ہین گبر خوش تہا سجدہ مین زنار خوش

٨٢

اپنی مذہب مین کسیکا بہی نہین دل توڑتے
ای صبا کیون ہون نہ سب کا فرو دیندار خوش

١٩

اللہ ری شب کو ترا ای ماہ لقا رقص
زہرہ نی کیا دوست مجرا وہ کیا رقص

ہر مست سفاک مین ہوتا ہی نیا رقص
بسمل جو پہڑکتی ہین تو کرتی ہی قضا رقص

گرداب سی کیونکر نکری آب سدا رقص
کرتی ہی تری یاد مین ہر موج ہوا رقص

آتی ہین تماشی کی لیئی خلد سی حورین
کس ذوق مین کرتی ہین ترے تیر بلا رقص

میرے دل بیتاب کو تسکین نہین دیتا
کہتا ہی وہ ظالم ابہی ہونی دو ذرا رقص

یون مارتے اوٹہ نہ اوٹھا ہاتھ دعا کو
ایسا نہو کرنے لگی محراب دعا رقص

اللہ ری تری کشتۂ بیداد کا رتبہ
جنت مین ہمین دیکہکے حورون نے کیا رقص

ہر عیش ہو پہر جشن گل کا ہو زمانہ
پہر صحن گلستان مین کری باد صبا رقص

کیون دیکہکے غیرونکی طرف بہاؤ بتایا
یہہ بہی ہی کوئی اوبت بی شرم و حیا رقص

محفل مین جو پروانہ تو جنگل مین بگولا
ہر حال مین خوش رہتی ہین کرتی ہین سدا رقص

کیا کیا تری کوچی مین بگولی نہین اوٹھتی
ادہر اوس کی کیا کرتی ہی خاک شہدا رقص

جو دیکہنا تہا دیکہ چکی بزم جہان کو
ای پیر فلک بیٹھہ بہی جا تا بکجا رقص

روشن ہو کبہی شمع جو بزم فقرا مین
پروانون کے مانند کرین آکے ہما رقص

زہرہ بھی جو تیغِ تبسم سے اگر تو سپاہ سے
ای رشک پری اتنا تو بتا ہی وہ بلا رقص

زندان سے جو ای جوش جنون چھوٹنی پاؤن
صحرا میں کرون جا کی بگولی سی سوا رقص

اس فرق کی حقیقت تو تم آگاہ نہیں ہو
ای صوفیو اچھا نہیں بی نازو ادا رقص

جب بزم میں دیکھا تجھی خوش ہو کی مغنی
بےساختہ کرنے لگے ہنگام غنا رقص

دیتی ہیں خدا پشت لب یار سی تشبیہ
کیونکر نکرین خضر لب آب بقا رقص

چل ہندی سے لیکے صبا طوفِ حرم کو
کرتا ہی برہمن کی طرح دیر میں کیا رقص

کر دو جو تھا ہی کل پیش بتان زمانہ فرض
واجب ہی انکے دین میں حیلہ بہانہ فرض

بہلول کی طرح ہی خیال زمانہ فرض
ان احمقون سی ہی سخن ابلہانہ فرض

کہتی ہی روت جانب افلاک دیکھکر
اس ہفت خوان سی ہی گذر رستمانہ فرض

کیا او تیرِ غم کے لیے کچھ ہدف نہ تھا
کیون کرلیا فقط مری دل کو نشانہ فرض

دل چاہیے ہی زخم محبت کی واسطے
سودای عشق کو ہی سر عارفانہ فرض

جب مطرب نے دف و غطوس سے ساز کرلیا
ہو جائیگی سماعت چنگ و چغانہ فرض

واجب ہیں عشق بت میں ہزار اہل عین
زاہد پر اک نماز ہوئی پنجگانہ فرض

قسمت کے ماجری میں قریب بعید کیا
دریا میں سیپ ابر پہ ہی آب و دانہ فرض

بررو تو دشمنون کو بھی کہتے نہیں برا
تعریف دوست دوست کو ہی غائبانہ فرض

الله رے سزا گنہ عشق زلف کی
مردی پر اسکے توڑنا ہی تازیانہ فرض

بغض و حسد تمام ہی اپنی طریق میں
ملنا عدو سی جان سے بھی ہی دوستانہ فرض

ای مرحمہ دل نہ حرمت اہل قبور کر
واجب شمع و گل ہین نہ کچھ شامیانہ فرض

تمکو نہیں مری دل پر داغ کا خیال
ای بادشاہ حسن ہی پاس خزانہ فرض

کہتے ہیں حال دل تو وہ کہتے ہیں چپ رہو
کچھ وعظ کی طرح نہیں سننا فسانہ فرض

خوف اجل ضرور ہے طاعت کے واسطے
ڈرتا نہیں قضا سے تو ہے کیا ادائے فرض

کیا غم اگر نہیں میسر ہو کسی کو نماز بنا
ہر روز صبح اوٹھ کے ہے نقش بنا شیشہ فرض

منصور چڑھ کے دار پہ سردار بن گیا
درویش کو نہیں ہے وہ ارتبہ شہانہ فرض

دیکھے تو جسم میں کوئی احوال مرغ عشق
بلبل نے کس تپش کو کیا آشیانہ فرض

کعبے میں شیخ بولے برہمن ہوئے ہیں
ہر حال میں ہی خاطر اہل زمانہ فرض

مضمون پیدا نہیں مکرر وہ اے صبا
اشعار ہر زمین میں ہیں عاشقانہ فرض

باغ عالم میں ہے بیرنگ بیان واعظ
صورت برگ خزانی ہے زبان واعظ

ستر میں بھی نہ ہوئے فرعون کا عالم ہوگا
دیکھئے مسجد میں کوئی شوکت شایان واعظ

ایک کانٹا سا نکل جائے ہمارے دل سے
سنیو آن کی گوش نہ پہنچے یہ زبان واعظ

قلقل شیشۂ مے سے تری میکش ساقی
سن رہے ہیں خبر آن ہے زبان واعظ

حال معلوم ہوا تار وجنان کا کیونکر
اس قدر تو نہیں اونچا ہے مکان واعظ

نام تک وہ ہی کہ لب پر جو کبھی آتا ہے
منھ سے باہر نکل آتی ہے زبان واعظ

میکدے والوں سے چھٹنے لگی مسجد والے
دور ساقی کا ہے گذرا وہ زمان واعظ

میں بھی وہ ہوں جو مری آنکھ کبھی نہ کھولے
کاٹ ڈالوں ابھی ادا ہوں زبان واعظ

اپنی رندی میں ہو حق کا ہوں سننے والا
یا الٰہی نہ سنانا مجھے فغان واعظ

میں پری زادوں کا عاشق ہوں تو وہ حوروں کا
میرے سو ویسے ہی بڑھ کر خفقان واعظ

پائے خم بیٹھ کے نشہ میں وہ باتیں کیجے
لوگ سمجھیں سر منبر ہے بیان واعظ

اے صبا خلد میں جائیں کہ جہنم میں چلوں
نہ سنا ہے نہ سنوں گا میں بیان واعظ

کبھی فروغ نہ پائینگے پیش یار چراغ | وہ ماہ ایکطرف اک طرف ہزار چراغ
یہ حال رکھتے ہین پیش رخ نگار چراغ | رہین انکھون کو جیسے ہو ناگوار چراغ
جلے جو دیکھ کے نور عذار یار چراغ | طمانچہ کھا کے ہوا کا ہو بیقرار چراغ
وہ روشنی چراغ رخ حبیب کہان | جلا ئے ایک سے ایکیکر کوئی ہزار چراغ
مجال ہے شب غم مین مری طرح جلنا | و موتیون سی دل کا نکالا کری بخار چراغ
وہ شب کو دوش پہ اپنی زلف چھوڑین | چراغ ماہ نہ سمجھ جائے در کنار چراغ
ہجوم بلبلون کا ہے پر ہے شغل پروانہ | جلائے باغ مین گل کا کہین بہار چراغ
وہ ترک شب کو جو محفل مین نقاب اٹھا | تو صبح تک ہوئی پروانون کا شکار چراغ
سیاہ ہی شب غم اور بھی چمک جائے | جلائے مجھسا اگر تیرہ روزگار چراغ
وہ تیرہ دل ہون سکون نہ زندگی کا بھی | بنا ئینگی مری مٹی سی گر کمہار چراغ
ہمارے داغون سے ناحق مقابلہ ٹھہرا | شرار وار کیے جاتے ہین فرار چراغ
کسیکا عرس جہان دیکھتا ہون جلتا ہوا | تہ مزار اندھیرا ہے سر مزار چراغ
خیال نوک مژہ کی وہ اشتعال کہ ہی | شب فراق مین کھینچے رہا کنار چراغ
وہ نور عمر وجود روزہ مین کیجیے پیدا | کہ بعد مرگ ہو ہر ذرہ غبار چراغ
یہ حال عشق حقیقی مین ہے مجازی کا | کہ جسطرح شب سہ مین ہو بی وقار چراغ
مری طرح سے یہ شب کو لگی تھی لو کسکی | بنا رہا ہمہ تن چشم انتظار چراغ
ہوا سی شب کو رخ یار کا اڑا جو نقاب | تو جھلملا گئے کیسے سب ایکبار چراغ
ہوا بند ہی نفس سرد کی شب غم مین | جو گل فشانی کی جا ہے تگرگ بار چراغ
شرارہ دل سوزان سی گر ہوا روشن | شب برات کا بجھا ئیگا اتار چراغ
نہ دیکھ سکیگا مجھے روئے یار کا ہو کا | کہا نسی لائیگا وہ چشم و عذار چراغ

۹۶ — ۱۴

ترقیاں ہوئیں ساقی یہ لقا کے لیے
جلائیں گھی کی کی صبا ہم ترانہ خواہ ترانہ

حلقی نہیں کمند کے ہین حلقہای زلف
سو بہا لسیان ہین ایک تو نہین تبلای زلف

افشا ہو راز حسن کہین خندہای زلف
شانی کی ہر زبان پہ ہو ماجرای زلف

ای خوش خرام پیچ نزاکت کا ہی بڑا
سوی کمر دوتا ہوا گر جھونک کہای زلف

ہو قطع سلسلہ نہ تری حسن کا کبھی
جب ابتدای خط ہو تو ہو انتہای زلف

کبھی چھپا ہی چاند محاق حجاب مین
دو دن اگر وہ رخ سی اپنی اوٹھای زلف

یہہ درد سر ہوا ہی مصالح کی تیل سے
صندل کا عطر چاہیے تکو پہ ای زلف

مضمون ہو جیسا ویسا ہی اوسکا لباس ہو
کالی کی کیچلی کو کہون مین قبای زلف

سودا ہی ہمکو سنبل باغ مراد کا
چلتی ہی اپنی گلشن دل مین ہوای زلف

روز سیہ نصیب ہو موذی کی واسطے
دنیا مین کوئی ہو نہ پریشان سوای زلف

آئینہ دل جو ہو تو وہ صورت نظر پڑے
شانہ نہی جو ہاتھ تو وہ ہاتھ آئی زلف

پیچیدہ شاخ سوختہ سی سانپ جا کی ہو تن
مشاطہ گر سلائی سی اونکی بنای زلف

شانی کی جا او بخیہ دل صد چاک کیجیے
وہ پیچ کیجیے کہ بہت پیچ کہای زلف

کھل جای اپنی آنکھہ معطر دماغ ہو
غش مین جو وہ پری ہین اگر سنگھای زلف

۸۷ — ۱۶

نفرت کمال دل کو دورنگی سی ہی صبا
ہم آشنای رخ ہین نہین آشنای زلف

قدرت حق ہی سی رہی جلوہ کا شانہ عشق
نور عرفان ہی چراغ رہ بتخانہ عشق

زر کو کچھہ مال سمجھتا نہین دیوانہ عشق
گنج اسرار سی خالی نہین ویرانہ عشق

دہن مار ہی سی بیرون کا شانہ عشق
تنگ گور سی بدتر ہی سیہ خانہ عشق

دیکھ دریائے حقیقت میں لگا کر غوطہ
آسمان ہی صدف گوہر یکدانۂ عشق

دین کی سدرہ کسی دینا کی طرف ہو میان کیسے
اپنی کچھ اور ہی عالم میں ہی دیوانۂ عشق

واقعی کیوں نہ سمجھے شمع حیات انسان
سوجۂ باد فنا سے ہے پر پروانۂ عشق

مرگ عشاق کی خالی نہیں کیفیت سے
جان بلب جب ہوئی لبریز ہی پیمانۂ عشق

خوب ہی ہم نے چھلکتا ہوا ساغر پایا
ول ہوئے ظرف ترا ساقی میخانۂ عشق

نخل مچاتے ہیں جو کتوں کی طرح جیسے نام
شیر کی طرح بپھرتی ہیں دیوانۂ عشق

ہم وہ عاشق ہیں کہ طفلی میں نہ نیند آئی تھی
دایہ جبتک نہ بیان کرتی تھی افسانۂ عشق

تو حجاب ہی گریبان نہ کیونکر پھاڑے
تنگ ہی جامۂ ہستی سی بھی دیوانۂ عشق

کبھی جمشید کو خاطر میں نہیں لانیکا
ایک ادنی سا گدائی در میخانۂ عشق

حال دل اوس نے جو کہیے تو وہ فرماتے ہیں
دل لگی کے لیے کیا خوب ہی افسانۂ عشق

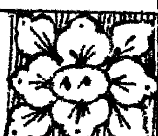
آفتاب فلک حسن کا رتبہ بخشا
میرے ساقی نے پلا کر مجھے پیمانۂ عشق

کسی جانب سی کدورت نہیں آنیوالی
صاف ہے سینۂ عارف سی بھی ویرانۂ عشق

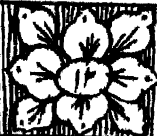
مرتبہ قیس نے پایا ہے اتا لیلی کا
حسن تدبیر سی غافل نہیں فرزانۂ عشق

عشق یوسف میں زلیخا نی بڑا نام کیا
واہ شاباش رہی ہمت مردانۂ عشق

واعظون کی کوئی لاحول ولا سنتا ہے
کہ فرشتے کی بھی سنتا نہیں دیوانۂ عشق



ای صبا تخم محبت کا بڑا ہے ثمرہ
نخل تابوت ہو پیدا جو اوگے دانۂ عشق



شکست تار نفس ہی جو موت حادثۂ فراق
ہمارا رشتۂ جان ہے رگ گلوی فراق

سوا ہی شور قیامت سی گفتگوی فراق
صدائے صور ہے انزودن رہا و ہوے فراق

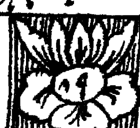
ازل کی روز سے ایذا دہندہ میں بی معز
می وصال سے کیونکر بھرے سبوے فراق

شکست دیکھنے دیتا ہے آسمان کسکو
پیام مرگ سنے بے آس کردیا مجھکو
یہ اپنے دیدۂ تر دو دل کی عزت تھا
سفر کے جانیکے کیونکر مجھین اجازت ہین
انبساط نرو ہے مجھے بلوتند کے آگے
یقین ہے چمن عیش پر خزان آئی
لگی ہی قید غم ہجر کی برے دم سے
خلاف مجھسے جو ہر حال مین خاک ہوتا

عدو فراق ہمارا ہی ہم عدوی فراق
امید زیست مین بھی ٹھہری ہے روبرو فراق
ہمارے اشک کا دریا ہے ابر روے فراق
کہو سہیا اوس سی جور کتنا ہوا روبروے فراق
مین مشت خاک ہون کیا چیز روبروے فراق
گل وصال سے آتی ہی مجھکو بوے فراق
پہنا ہے جانکے سینے مین یان گلوے فراق
وصال کی یہی کرتا مین آرزوے فراق



زمان عیش کے انجام پر نظر ہے مجھے
صبا وصال مین یان سے ہے نگاہ سوے فراق



مستی ہو گی تری ای غیرت گلشن کب تک
ای اسیران چمن حسرت گلشن کب تک
ہوگا تا چند نہ خورشید قیامت طالع
ارے کتنا ہون پردہ رخ روشن ہی اوٹھا
ہوش مین آ مجھے کیا جان نہین اپنی عزیز
گل بدقت نظر آئی جو سوے حسن نہ نگاہ
رحم کر حال پہ مردے کے تو ای سوز فراق
کہو لیے پنجہ بشر گاہ نے در خانۂ یار
سوزش داغ جنون خانۂ دل مین تا کی
پاؤن پڑتا ہون مین لعنہ گی ہی اگ جا

دیکھیے آئے بہار گل سوسن کب تک
تا کجا آہ و فغان نالہ و شیون کب تک
نہ اوٹھا رکی نقاب رخ روشن کب تک
شعلۂ حسن چراغ تہ دامن کب تک
دوست رکھون مین تجھی ای گل گلشن کب تک
ایک اک دانہ سے جمعیت خرمن کب تک
قبر مین آگ یہ لوٹون پس مردن کب تک
چشم حسرت طرف دیدۂ روزن کب تک
مشتعل آتش سودا سے یہ گلخن کب تک
ہاتھ باندھے ہون ترے آگے جب تک زمین کب تک

سختی گردش ایام ہی ساقی سر چڑھے
شیشہ تھی ہدف سنگ خلائق کب تک

تا نہ بیجا نکرای یار وہ دن سن نہ رسیے
بات اب تک ہی چلی یہہ لڑکین کبتک

کفر و اسلام کی جھگڑے کو چکا دو صاحب
جنگ آپس مین کرین شیخ و برہمن کبتک

ای صبا دیجیے اب چلکے اذان کعبے مین
دیر مین ہوینگے ناقوس برہمن کبتک

چشم زخم نگہہ اہل زمانہ کب تک
ایک دل سیکڑون تیر نگہ کا نشانہ کب تک

دیکھیے جلوے یہی دکھاتا ہی زمانہ کبتک
صورت آباد رہی آئینہ خانہ کبتک

چھوٹے دیکھے نکرای یار بہانہ کب تک
عارضی حسن ہی تاوان زمانہ کب تک

دل روشن پہ یہہ سختی زمانہ کبتک
مورد سنگ بلا آئینہ خانہ کبتک

خاک مین دل کو ملا بیٹھے ہین امید کہ ہم
دیکھیے نشو نما پای یہ دانہ کبتک

دو ہی دن مین گل و بلبل نہ دکھائی دینگی
دور صیاد کا یہ گلچین کا زمانہ کب تک

روز شبنم سوی خورشید رواں ہوتی ہی
جان ہوگی طرف یار روانہ کب تک

قابل دید وہان سے بھی ہی سیر ای غافل
آنکھ کر بند تماشای زمانہ کب تک

نقد جان کو تن خاکی کہین رکھ سکتا ہی
دیکھین اوگلی یہہ خرابہ نہ خزانہ کبتک

جعلساز ہی تیری کھلجائیگی آخر اک دن
دیکھتا ہون یہہ چرتر یہہ بہانہ کبتک

یا الٰہی کہین واعظ کا ہو کرنا موقوف
قصے آپس مین پڑے ہین یہہ فسانہ کب تک

آخر ای بت ملک الموت بھی تھک جائیگی
جان دیگا تری الفت مین زمانہ کبتک

دلکو دیتا نہیں یہہ اوس ترک ہی کہتا ہو عنین
اور کماندار اوڑیگا یہ نشانہ کب تک

خوب ہی ناپ پہنچائیگا تجھے ای گلچین
راگ لائیگا نہ بلبل کا ترانہ کبتک

نخیر ممکن ہی رہی حال عناصر یکسان
چار دن کا ہی ترانہ یہہ زمانہ کب تک

جاہ مین یوسف مقصد کی ہی دل تو انڈہول | کنوین مین جہکون لٹکنگے ابتای زمانہ کب تک
دولت عشق پہ کب تک رہگا جان ہمو یار | دلکی کوٹھی مین رہیگا یہ خزانہ کب تک
کوئی دلت کا بہو آتا ہی خیال ای غافل | دف و نای و دہل و چنگ و میخانہ کب تک
تا کجا غم مرسے مرنے کا کرای یار نباد | حال بشاط سنتے ہے مضطربانہ کب تک

ق

۹۱ چشم آئینہ رہے دور سے کبتک نگران
دانت زلفون پہ لگائے رہے شانہ کبتک ۱۰

جگر کا داغ ہی یون دلکی داغ کی نزدیک | چراغ جیسے ہو روشن چراغ کی نزدیک
ہجوم حسرت کشتہ ہی داغ دلکی قرین | مری پڑی ہین پتنگے چراغ کی نزدیک
تمام ہوگی ہوی علم عشق مین کامل | قریب مرگ کی پہونچے فراغ کی نزدیک
لگاکی سرمہ دنبالہ دار آنکھہ مین یار | قلم کا روپ دکہادی ایاغ کی نزدیک
جب آئی نکہت گیسوی یار یہہ دل زار | تڑپ کی سینے سے پہونچا دماغ کی نزدیک
نہین ہین ایکطرح سب طرف ہی روشن دل | اندہیرا رہتا ہی پای چراغ کی نزدیک
غم فراق بہی لو عشق مین نصیب ہوا | یہہ داغ اور ہوا دل مین انکی نزدیک
گلون کا دیکہنے دیدار آخری بلبل | خزان بہی آن ہی پہونچی ہی باغکی نزدیک
نقاب شب کو جو وہ بزم مین اوٹھا بیٹہے | پتنگے جا بہی نہ پہٹکے چراغ کی نزدیک

۹۲ بہار آئی ہی ای صبا کی گلگشت
لے مکان تو لو عیش باغ کی نزدیک ۱۵

یہان چشم حقیقت مین ہی سب از فنا خاک | دکہلاتی ہی اپنی ہمجی کیا نشو و نما خاک
ای دل ہوس ہی ہوس دار فنا خاک | تعمیر مکان ہی تری نا تہہ آئیگا کیا خاک
یارب مین سیہ کار ہمی نظور اجل ہون | سرمہ ہوئی چشم بعد فنا خاک

عاشق کبھی بنتی ہی کبھی بنتی ہی معشوق ۔ پھر روپ ہر اک رنگ مین لاتی ہی نیا خاک

جلتی ہے زمین بھی مری آتش قدمی سے ۔ ہو جاتی ہی راکھ آتی ہے زیر کف پا خاک

امکان نہین درد محبت کا مداوا ۔ عیسی بھی جو آئینگے تو ہوگی نہ شفا خاک

لقمہ دہن گور کا انسان ہی پس مرگ ۔ وہ رزق رسان خاک کی کرتا ہی غذا خاک

ذرہ بھی نہین ہے زر تارون کی بہا قدر ۔ دنیا کو سمجھتے ہین تری در کے گدا خاک

مر جاؤن گا ای دل جو یہ نہین نور دیدہ ۔ ہڈی مری پائیگا تو کھائیگا ہما خاک

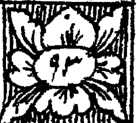
خون شہدا ہاتھ مین قاتل کے رچا ہے ۔ اس رنگ پہ رنگ اپنا جمائیگی حنا خاک

بکھرا نہ کوئی اہل چمن دور خزان مین ۔ پھیلی ہی ہوئی ایسی کہ ہوئی گل کی قبا خاک

آوارہ بشر کیون نہ رہے حرص و ہوا مین ۔ بربادہ ہو کیونکر نہ ہیولی کی بھلا خاک

پیری مین جو اٹھنے کے لیے ہاتھ دے گا ۔ اک یہ جو ہے غافل نہین ہنسی کی صدا خاک

اعلی سبب عیش سے ہوتی ہین مکدر ۔ جب وجد مین آتی ہے اوڑاتی ہی ہوا خاک



اب ہونگے صبا کوہکن و قیس نہ پیدا
سر کوہ سے ٹکرا کے بیابان مین اوڑا خاک



روغن قاز ملتے ہین جو ریحان سبزہ رنگ ۔ وہ ہوگی کی ٹٹی سے کہتے ہین دام گلستان سبزہ رنگ

سرو بہار باغ حسن قد جوان سبزہ رنگ ۔ رشتہ جان فاختہ ہو سے میان سبزہ رنگ

فصل گل آئے یا خدا رنگ جمی نصیب ہو ۔ کیف شراب لالہ گون وصل بتان سبزہ رنگ

سبزہ راہ کیطرح خضر بھی ہونگے پایمال ۔ رنگ پہ کیفیہ لائیگا عشق جوان سبزہ رنگ

تیری بیاض حسن کی موزونکا یار رقص ہے ۔ گردش چرخ اخضری دور بتان سبزہ رنگ

محتسب سیاہ دل زرد رہے بہار مین ۔ رندون سے سرخرو ہین غنچگان سبزہ رنگ

زہر غم فراق سے انکھونکا نیل ڈھل گیا ۔ آیا نہ دیکھنے مجھے میرا جوان سبزہ رنگ

سبز قدم خزان ہوئی حسن کی سبزہ زار پر — سبزہ خط سے لشکری شوکت و شان سبزہ رنگ

گھر سے زلفین چھوڑ کر اوڈ چلی ایسی چمن مین — پریونکے پر کترتے ہین حور و شان سبزہ رنگ

سبزہ رخ ملیح کا ہمکو لہو رولائیگا — طرفہ بہار لائیگی فصل خزان سبزہ رنگ

حسن صبیح ماہ مصر یون تو عزیز خلق تھا — قابل دید ہے مگر تجھسا جوان سبزہ رنگ

خون تمام جسم کا دم مین ہوا ہرا کچوہ — دل مین غضب سما گیا روح روان سبزہ رنگ

چہرے سے جب نقاب اٹھا اور ہی رنگ کھلگیا — قصر قمر دین بنا صاف مکان سبزہ رنگ

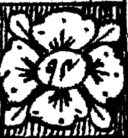
عشق و تدرنگار مین ساری لہو و مٹ گئی — سرو سہی تھا باغ مین خوب جوان سبزہ رنگ

سبزہ خط عیان ہوا اب تو نہین ابھ چمک بجا — اور ہی روپ ہوگیا حسن بتان سبزہ رنگ

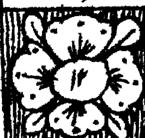
مثل شراب صاف ہی شیشہ صاف سے عیان — چھپتا نہین کسیطرح راز نہان سبزہ رنگ

مجھسے وہ بولتے نہین یہی لکھا نصیب کا — کوکب بخت تیرہ ہی مہربان سبزہ رنگ

کبک کو پایمال کر فاختہ کو ملال کر — باغ کو چل نہال کر سرو روان سبزہ رنگ



قمری دل کی ای صبا نغری یہی ہین ہجر مین
ای نگار سرو قد ہاے جوان سبزہ رنگ ❊



نیرنگ آسمان سے جو بیگا قضا کا رنگ — بدلیگا خاک و آتش و آب و ہوا کا رنگ

گل نے چمن مین اپنی قبا چاک چاک کی — وہ لال لال دیکہکر اونکی قبا کا رنگ

چھپتے مین کم نہین ہے نسیم بہار بھی — لائے مگر کہان سے ترے بادپا کا رنگ

حرص و ہوا ہے خانہ دلمین بہری ہوئی — ممکن نہین سمائی جو فقر و فنا کا رنگ

طرہ ہی عاشقون کی ہی بخت سیاہ پر — کتنا سیاہ ہی تری زلف دوتا کا رنگ

نیرنگ ہی جہان طبائع ہین مختلف — ای دل جدا جدا ہی ہر اک آشنا کا رنگ

کہتے ہین لوگ پنجہ مرجان کی بیتیان — کہلتا ہے دست یار مین کتنا حنا کا رنگ

پاتا ہوں میں تجلی دل کافر سے بھی سوا
دکھلا رہی ہی ای شب غم کس بلا کا رنگ

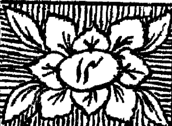
نقش و نگار خانۂ دنیا ہی بی ثبات
مرنیکے بعد ایک ہی شاہ و گدا کا رنگ

بے یار ہم ہیں مرے نالوں کے سامنے
کس دن ہنسیون نی جمایا غنا کا رنگ

دو دن اگر خزان ہی تو دو دن بہار ہے
اک رنگ پر کبھی نہیں رہتا ہوا کا رنگ



حرص و ہوای باغ جہان میں خراب ہی
مدت سی دیکھتے ہیں یہی ہم صبا کا رنگ



ای صنم سب ہیں تری ہاتھوں سے نالان آج کل
صورت ناقوس ہیں گبر و مسلمان آج کل

باغ میں کہتی ہیں وہ لالیکا تختہ دیکھکر
گل کھلاتی ہی عجب خاک شہیدان آج کل

حرف مطلب اپنی دیوانی کا ہی بس جا ذرا
ہو تجھے چھٹی جو ای طفل دبستان آج کل

موسم جوش جنون ہی جامۂ گل کیطرح
خود بخود ہوتے ہیں ٹکڑے جیب و دامان آج کل

پیشتر خط سی مزا تھا حسن کا ای نونہال
ہو گیا داغی ترا سیب زنخدان آج کل

یاد کرتی ہیں کسیکی مصحف رخسار کو
طاق نسیان پر رکھا ہی ہمنی قرآن آج کل

زلفیں چھوڑی ہیں جو اوس صیاد گل رخسار نی
دام میں پھنستے ہیں مرغان گلستان آج کل

ناہی وہ خوش قد پی گلگشت اب آتا نہیں
نخل ماتم ہی ہر اک سرو گلستان آج کل

ضعف کے ہاتھوں تھمی فصل جنونمین تنگ ہم
ہو گیا پھانسی ہمیں اپنا گریبان آج کل

اندنوں میں رو رہا ہی ہمیں جوش جنون
بھاگتا ہی چھوڑ کر مجنون بیابان آج کل

جو حسین ہی گرد ہی اوس بادشاہ حسن کے
رہتا ہی پریوں کی جھرمٹ میں سلیمان آج کل

اینٹھتی ہیں کچھ ادا کی کرتی ہیں عشاق سے
بل کی لیتی ہیں بہت گیسوے جانان آج کل

گلشن عالم مری نظروں میں باغ سبز ہی
دیکھتا ہوں سبزۂ گور غریبان آج کل

سامنا ہر روز کا ہی اوس بت سفاک سی
ای صبا اللہ ہی اپنا نگہبان آج کل

ای چشم غرق آب فنا ہو جہان تمام | خالی حباب وار ہی آسمان تمام

غارت ہین صبر و طاقت و تاب و توان تمام | ای ترک تو نی لوٹ لیا کاروان تمام

پھولون سی بلبلون نی بھری آشیان تمام | گلشن مین باغ باغ رہین باغبان تمام

اول جی الست سی بخشی ہی جی طہور | کتنا صفا ہی مشرب پیر مغان تمام

فرما تجھے سگ جانان نصیب ہو | کہتا ہی مین کس منہ سی بھری تھی زبان تمام

اک ایک سی بگاڑ ہو بات بات پہ | قصہ تمام ہی جو ہو سیدھی آن تمام

کیسا بہار مین زر گل پر داغ تھا | کیا چار دن ہوا پہ رہی باغبان تمام

سامان وہ ہر صورت نقش بر آب ہی | مثل حباب موج مین طبل و نشان تمام

اظہار عشق سنے او نہین پردہ نشین کیا | کھولا جو راز بند ہوئین کھڑکیان تمام

ممکن نہین ہی بند علائق سی چھوٹنا | جب تک نہ ہوگی مدت قید جہان تمام

تقریر صاف بحث مذاہب مین چاہیے | سلجھا ہی کسطرح کوئی یہہ گتھیان تمام

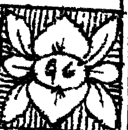
بعد فنا ہی نعمت دنیا یہ وانٹ ہی | دندان دہان گور مین ہین میہمان تمام

کیا اوس پڑ گئی ہی عروس بہار پر | روتی ہین ڈہانپ ڈہانپ کی منہ باغبان تمام

ثابت ہوا ہمین یہہ شکست حباب سی | حادث ہی بی ثبات ہی بحر جہان تمام

واعظ کی کوئی بھی نہ سنی گا بہار مین | چھٹ جاینگے اسیر طلسم بیان تمام

ای دل خدا کیواسطے اب بھی خیال کر | غفلت مین زندگی تو نکر رایگان تمام



کیا خاک بن پڑیگا صبا اہل باغ سی
اکبار جھک پڑی گی جو فوج خزان تمام



حسرت ہو تا ہے کھینچے گر آہ پر تاثیر ہم | صبح ہو جاتی جو کرتی نالۂ شبگیر ہم

کر نہین سکتی دہان یار مین تقریر ہم | رہتی ہین خاموش پہرون صورت تصویر ہم

کہو چکے قاصد کو خط کر کے او نخوت تحریر ہم
رو چکے ملنے کو اپنے خوب ای تقدیر ہم

لیچلے دنیا سے حسرت زخم دامندار کی
حشر کو ہونگے ترے قاتل گریبان گیر ہم

زلزلہ آئی زمین کو سقف گردون ہلگئے
نالہ کر بیٹھین ابہی جو ای جفا پی پیر ہم

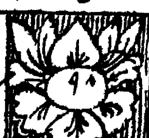
آگی زندانیان گلی کو گہو ٹے ہین گلے طوق
غل جو کرتے ہین جنون مین حلقہ زنجیر ہم

عشق کامل نے دیا ہے حسن کا رتبہ ہمین
آینے مین دیکھتے ہین یار کی تصویر ہم

دیکھہ لینگے کا نکے جہلی تری ای بحر حسن
ہین ہمہ تن چشم شکل دام ماہی گیر ہم

ٹکٹکی باندہی تری در پر ہمین گی ای صنم
حلقے آنکھون سے کرینگے حلقہ زنجیر ہم

رشک کی مارے رقیب بر سیہ ہوتی ہین فوج
چلتی ہین کوچے مین اوسکے صورت شمشیر ہم



ای صبا بحر جہان مین اک دم کیواسطے
کیا حباب آسا ہبلا کرتے مکان تعمیر ہم



تکلیمن کہین احاطہ وہم و گمان سے ہم
بازاتی اس زمین سے اس آسمان سے ہم

آوازہ صور کہتے ہین شور و فغان سے ہم
دبتی نہین زمین کیطرح آسمان سے ہم

ہرگز سما سکینگے نہ میدان حشر مین
اتنی گناہ لیکے چلے ہین یہان سے ہم

گلشن بہی ہی شراب بہی ہی ابر تر بہی ہی
یاوش بخیر یار کو لائین کہان سے ہم

لکہوائین کسطرح ورق آفتاب پر
سنتے ہین اپنا نام کسیکی زبان سے ہم

وہ عندلیب تہی کہ نہ صیاد نے چہوا
کیا کیا تڑپ تڑپ کی گری آشیان سے ہم

راہ عدم مین نامہ اعمال ساتہ ہے
کیسا یہہ داغ لیکے چلے ہین یہان سے ہم

اللہ ری شوق منزل مقصود کا ہمین
نالون مین بڑہ گئی جرس کاروان سے ہم

دربان سے چہپکے آئی ہین گہر مین تمہارے ہی
دیکہو تو چڑہکر کو دپڑی ہین کہان سے ہم

ای رشک بدر سن شب فرقت کا معرکہ
بگڑی رہی ہین چار پہر آسمان سے ہم

یہ جذب حسن و عشق ہوا جانبین سے — آخر وہاں سے آپ چلے اور یہاں سے ہم

کہتے تھے دل کسیکو نہ دینگے تمام عمر — مجبور ہوگئے مگر اک دلستان سے ہم

باقی رہی نہ فرق زمین آسمان میں یا — اپنا قدم اوٹھالیں اگر درمیان سے ہم

واعظ تری بیان کو ہمارا سلام ہے — سن لینگے چار شعر کسیکی زبان سے ہم

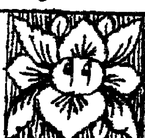
دیتی ہیں ترک وہ بوسہ لب کی سوال پر — ہر بار شہد کی کہاتے ہیں اپنی زبان سے ہم

یاران رفتگان کی سے لیے خاک اوڑاتی ہیں — پیچھے پڑے ہیں گرد پس کاروان سے ہم

یارب وہ دور ہو کہ زاہد بھی یہ کہیں — با ہر نشین ہیں بیعت پیر مغان سے ہم

ثابت قدم رہے غم ایام ہجر میں — اک حال پر پڑا کیے سخت امتحان سے ہم

اس سقف کج مدار کا کیا اعتبار ہے — یارب نکلکی جائیں کہاں آسمان سے ہم



فصل خزان چمن میں جو آئے تو ای صبا
روتی لپٹ لپٹ کی بہت آشیان سی ہم



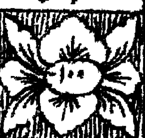
ابر میں دیدۂ پر آب سے ہم — برق ہیں دل کی اضطراب سے ہم

سو طرح کی غرض نکلتی ہے — کیوں نہ مطلب رکھیں جناب سے ہم

دم میں موج فنا مٹا دے گی — بحر ہستی میں ہیں حباب سے ہم

بیوفا ان سے ہے وفا مطلوب — طلب آب ہیں سراب سے ہم

زندگی ہو گئی عذاب ہمیں — گذرے زاہد ترے ثواب سے ہم



تنگ آئی ہیں تنگ آئی ہمیں
اس دل خانمان خراب سے ہم



فصل گل ہی زاہد و ملکو تم ہی کہ سکتے شاد ہیں — مسجدیں سونی پڑی ہیں بھٹیان آباد ہیں

عاشقوں میں فرد ہیں یکتی وہ سکھو یاد ہیں — قیس کی اوستاد ہیں فرہاد کی اوستاد ہیں

خوش ہین یہ وہی کوئی تپتی کوئی تنہا ہین
خوبرو خونریز ہین قاتل ہین جلاد ہین

غافلو یہہ چند کی نالون سی آتی ہی صدا
کل وہ گھر ویران ہونگی آج جو آباد ہین

پائی ہین خلعت یہ خلعت وصف قد جسم مین
ایک اک مصرع پر اپنی اونکی وہ وہ صاد ہین

مجھسے کچھہ سنتا ہی جاکر غیر سی کہتا ہی تجھہ
ای بت پرفن تجھی کیا کیا چرتر یاد ہین

آگی صحرا مین پھر منہہ جانب گلشن کیا
نکہت گل کیطرح ہم خانمان برباد ہین

اسقدر حیرت ہی اپنی سخت جانی پر ہمین
روبرو قاتل کی ہم آئینۂ فولاد ہین

ضعف سی آواز منہہ کے کان تک جاتی نہین
آپ ہی سنتی نہین کرتی جو ہم فریاد ہین

شرم سی کٹتے ہین خوش قد قد جانان دیکھکر
مثل چوب خشک اریکی تلی شمشاد ہین

۱۰۱

ضعف سی غش آگیا تھا ای صبا جیتا ہون مین
دوست کیون روتی ہین دشمن اسقدر کیون شاد ہین

۱۱

ممکن نہین گذر ہو جو اونکی مکان مین
تھکلی بھی ہم لگا مین اگر آسمان مین

ساقی نی ساتھہ چھوڑ دیا امتحان مین
آیا مگر نہ فرق مری آن بان مین

نازک بدن نہین کوئی تماشا جہان مین
چٹکی کی گلبدن سی پڑی نیل ان مین

نیرنگی نصیب ہی غم کی بیان مین
سو رنگ کی طلسم مین اک داستان مین

اونکی مژہ ہی کعبۂ ابرو مین معتکف
کھینچا کبھی نہ تیر نے چلہ کمان مین

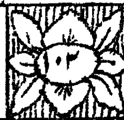
طوفان اشک سی نہ کہین غرق ہو زمانہ
کچھہ سوجھتا نہین ہمین دیکھو جہان مین

زلفین حنا کی دست حنائی سی یار نی
دزد حنا کو باندہہ لیا ریسمان مین

کہتی ہی مجھسے سنکے وہ حال وصال یار
تاثیر کچھہ نہین ہی تمہاری زبان مین

بوسی ہر ایک شاہد آتی سکے آبرو
مجمع بتون کا ہی لب دریا نہان مین

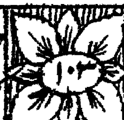
پایا ہی اسقدر سخن سخت نی رواج
پنجابی بات کرتی ہین پشتو زبان مین



کیونکر نہ ای صبا ہو ہر اک کو سر غرور
ہونگا نہین سبک کسی زرشتی الکا مین



آفت کا زور ضعف پکڑتا ہی ہجر مین ۔ انسان تو کیا ہی دیو بکھرتا ہی ہجر مین
دم عاشق حزین کا اوکھڑتا ہی ہجر مین ۔ کیا کیا کمیت عمر بگڑتا ہی ہجر مین
چین ایکدم نہین مجھے پڑتا ہی ہجر مین ۔ خنجر کوئی گلے پہ رگڑتا ہی ہجر مین
کیونکر نکالون منہہ سی مین حرف وصال یار ۔ جو دانت ہی زبان پکڑتا ہی ہجر مین
روتا ہی آسمان مری حال زار پر ۔ باران غم ہی منہ نہین جھڑتا ہی ہجر مین
تدبیر وصل پڑتی ہی تقدیر کی خلاف ۔ بنتا نہین ہی کام بگڑتا ہی ہجر مین



وصلت مین مجھسے پوچھتا ہی یار ای صبا
کسطرح چین آپ کو پڑتا ہی ہجر مین +



مغتنم ہی باغ عالم کی ہوا دو چار دن ۔ صورت گل ہی یہان نشو و نما دو چار دن
سبزۂ خط کا نمو ہی چاند سی رخسار پر ۔ اور رخ پر چھوڑ تو زلف دوتا دو چار دن
ای بت کافر یہی اللہ ری بی پروائیان ۔ آشنا دو چار دن تھا آشنا دو چار دن
مدعای وصل سنکر وہ صنم کہنے لگا ۔ بیٹھ کر مسجد مین کر یاد خدا دو چار دن
مجھ گریبان چاک کی عریانی سے اک جہت رہی ۔ وا رہی اوس شوخ کی بند قبا دو چار دن
یہ بڑا اندھیر ہے اک رات بھی آئی نہ تم ۔ چاندنی کیا کیا ہوئی ای مہ لقا دو چار دن
واہ رہی وعدہ ترا قربان عہدی کے ترے ۔ ایسا دل کی ہو گئی ای بیوفا دو چار دن
روز آتی ہی لب گور غریبان سی صدا ۔ شادی و غم ہی پئی شاہ و گدا دو چار دن
دام پیدا کیجیے تی ہو چکی مفلس مے ۔ بیٹھئے مسجد مین بنکر پارسا دو چار دن
نکہت گل پھر کہان یہ بہاری پھر کہان ۔ باندہ لی ای باغبان اپنی ہوا دو چار دن

زاہدو ون کی ڈال ٹپکی کی مے گلرنگ پر
گر رہی یونہیں گلستان کی ہوا دو چار دن

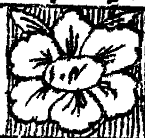
ابتو میرے حال پر لطف و کرم فرمائیے
ہو چکی ہونی جو تھی جور و جفا دو چار دن

وہ پری کہتا ہی دیوانہ بناکر زلف کو
فصد لو جا کر کرو اپنی دوا دو چار دن

پھر کہاں یہہ اونکی چتون چند روزہ ہی حجاب
دید کے قابل ہی آنکھونکی حیا دو چار دن

سال بھر فصل جنون پھر ہاتھ آنیکی نہین
صورت گل پیرہن سے کیجے قبا دو چار دن

ہڈیان کہتی ہہی سو نگہین یا نہ سونگہین کیجیے
ہی شرف پھر رو بال ہما دو چار دن



بادۂ گلگون پئیے ہر روز چلکر باغ مین
موسم گل کی یہی ہین ای صبا دو چار دن



سختیان ہمہ روز مرنیکے ہو ہین کھینچ لین
اور آہین آمد و رفت نفس مین کھینچ لین

ہم اسیرونکی اگر نالی کشش پیدا کرین
وسعت صحن چمن کنج قفس مین کھینچ لین

غیر ممکن ہے چھٹے جام و صراحی ہاتھ سے
کہاں ہم رندون کی گو دو عسس مین کھینچ لین

صیدگاہ خلق مین قسمت کا سارا کھیل ہے
زر اگر عنقا ہو تو دام ہوس مین کھینچ لین

دسترس اتنا تو ہو شبہین جو وہ غیرونکو پاس
اپنی پہلو مین اونہین ہم اونکی قسمن کھینچ لین

سو لکی جا پہ ٹہری ابھی ہم تو کچھ پہ آنسو پچھین
بوتلین دو چار ساغر عسس مین کھینچ لین

بی صدا ہی زنگ ہی عمر روان کا قافلہ
تالی ہم اس کاروان بی جرس مین کھینچ لین

باغبان رو مین جو ہم پھر در زندان یار
برگ گل آب گہر ایک ایک مس مین کھینچ لین

ساتھ چھوڑو تم کہ ہم جا ہین ترکان حسین
باندھ کر جیتا مجھے پای فرس مین کھینچ لین

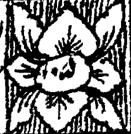
ہم وہ بلبل ہین اگر چاہین تو جذب آہ سے
آتش گل آشیان کی خار و خس مین کھینچ لین

یہہ چلین اچھا نہین رہ جای پھر کیا ای بے
ہاتھ اگر اک دن ہم باز ار مس مین کھینچ لین

بن اجل ممکن نہین جور زمانہ سے نجات
زیست سے ہاتھ اشتیاق اوس برس مین کھینچ لین

پھر وہی سیر چمن ہی پھر وہی فصل بہار
اور نالی چاردان بلبل قفس مین کھینچ لین

سنکے میرا حال رندونسے یہ کہتا ہی گلال
اور خمیازہ فراغی کی ہوس مین کھینچ لین



ای صبا کیا منہ ہزاران چمن جو آپ سے
ایک نالہ تو زیادہ سو برس مین کھینچ لین



طاق ہو نظارہ آئینہ ادراک مین +
شش جہت کی سیر کر اک اپنی مشت خاک مین

غافلو بیٹھے ہو کیا ان کرّ و املاک مین
اوٹھہ کھڑی ہو فرش و مسند کو ملا کر خاک مین

ہر بیولی سی انا مجنونکی آتی ہے صدا
لائی ہی قسمت مجھی کس دشت وحشتناک مین

اس قدر گھبرا گئی ای قاتل مجھکو ذبح کر
خون کی دہبی لگجائین کہین پوشاک مین

پایمالی ہی ہمین منظور نقش شوم کے
ہین فریب ہون کی طرح فکر سر فتراک مین

گلشن عالم مین جب چشم حقیقت وا ہوئی
رنگ دیکھا لالہ و گل کا خس و خاشاک مین

جسطرح ہوتی ہی روشن شمع آئینہ خانہ مین
جلوہ جاناں ہی یون اپنی دل صد چاک مین

ای مری نالو اگر تم مین خدا تاثیر دے
اشک میرا ہین ابہی چشم بت سفاک مین

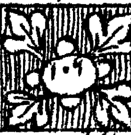
لال ڈورے تشنگی سی نہین ہین ہجر مین
سرخی خون جگر ہی دیدہ نمناک مین

گردش افلاک نے پامال کر ڈالا مجھے
حسرتین کیا کیا مری دل کی ملا دین خاک مین

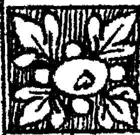
میرے رونے نے جو اوس سفاک کو رسوا کیا
نیل کے پھیری سلائی دیدۂ نمناک مین

دور سکنے کے نہین ای ترک ہم توسن کے ساتھ
سر ہمارا کاٹ کر تو باندھ لی فتراک مین

کر دیا آخر ہدف تیر نگاہ یار کا
ایک مدت سی لگی تھی موت تیرے تاک مین



ای صبا باد بہاری بھی ہی مثل گرد راہ
روح کا عالم ہے اونکے توسن چالاک مین



بوی گل کو در و دیوار چمن کیا روکین
ہمکو وحشت مین غریب اہل وطن کیا روکین

یہہ تو بلبل نہین جو دام کے پہندے مین ہے
طائر روح کو رکہا ہی بدن کیا کرین

داغ حرمان نے بنایا ہے چراغ مدفن
بزم مین جا صفت شمع لگن کیا کرین

سرکشی چہوڑ کر آنکہون مین عزیزونکی رہ
شیر کو دیکہہ کے حلقے مین ہرن کیا کرین

بے حجابی ہے فقط حسن عروس گل کی
عشق بیجے کی قنات اہل چمن کیا کرین

خس و خاشاک سے دریا بہی کہین رکتی ہے
خون زخم شہدا نا کفن کیا کرین

شوخی حسن سے کہتے ہو چہپاو ہم ہین
تمکو ہم عاشق کا ہے پردہ بدن کیا کرین

کچہہ بہی قیمت لب جانان نے رکہی لعلونکی
ترک اب آہ بدخشان مین کیا کرین

دام تزویر مین کیونکر دل روشن ہوا اسیر
آہوی چرخ ہو ممکن نہین صید فگن کیا کرین

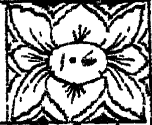
نازکون سے بہی کہین اوٹہتا ہی بار سخن
بارش ژالہ کو گلہائی سمن کیا کرین

چاہیے وصف قد یار مین مضمون بلند
ہم طبیعت کو دم فکر سخن کیا کرین

کرین جہوٹا سر بازار سمجہے کیونکر ہم
وعدۂ وصل برای عہد شکن کیا کرین

خط سے مسدود ہو کس طرح بہار رخ یار
جوشش گل کو خس و خاشاک چمن کیا کرین

چاہیے پاس ادب قیس سے یارانہ ہی
دشت مین ناقۂ لیلی کو ہرن کیا کرین



سفر رحمت مین بیتابی سوز غم سے
اے صبا آپ کو ہم سوختہ تن کیا کرین



عشق کا اختتام کرتے ہین
دل کا قصہ تمام کرتے ہین

پہر بہی قتل عام کرتے ہین
ترک ترکی تمام کرتے ہین

طاق ابرو سے اونکے در گذرے
ہم یہین سے سلام کرتے ہین

شیخ اوس سے پناہ مانگتے ہین
برہمن رام رام کرتے ہین

جو ہری پاس تہے در دندان
آپ وہ دانہ حرام کرتے ہین

خط قسمت پڑھا نہین جاتا — حرف منطق تمام کرتے ہین

یا الٰہی حلال ہون واعظ — دختِ رز کو حرام کرتے ہین

آپ کے منہ لگی ہی دخترِ رز — باتین ہونٹون سے جام کرتے ہین

سب چلے دنیا سے ہم بھی چلتے عشق — کوچ بھی ہم تمام کرتے ہین

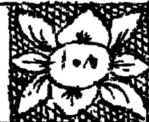
اپنے دل پر ہے اختیار ہمین — ملک کا انتظام کرتے ہین

قابل گفتگو رقیب نہین — آپ کس سے کلام کرتے ہین

رات بھر میرے نالۂ پر درد — نیند اونکی حرام کرتے ہین

ظلم ہے احمقون کی منہ زوری — تنگ مہد بے لگام کرتے ہین

دل سے زنگ دوئی مٹاتی ہین — زخم کا التیام کرتے ہین



ای صبا کیون کسیکا دل توڑین
کعبے کا احترام کرتے ہین



بندے کے لیے جو آفتین ہین — ای عشق تیرے کرامتین ہین

نقشے نہین قدرت خدا ہین — تصویر بتوں کی صورتین ہین

ظلمات کہان رہِ عشق — ای خضر بڑی مسافتین ہین

دو دن کی حیات پر فلک سے — کیا کیا شکوے شکایتین ہین

سرمہ ہو تمام طور جل کر — یہ حسن کی سب شرارتین ہین

اللہ ری گردش زمانہ — ہر روز نئی مصیبتین ہین

ہم تم ہین ایک جان دو قالب — آپس مین بڑی محبتین ہین

منعم کے ہین سب محل مقرر — اک دن سے عمارتین ہین

ہم مست ہین اور دختِ رز ہی — دن رات پری سے صحبتین ہین

مجنون ہی کہین ہے فرہاد — الفت کی عجیب صورتین ہین

دنیا جو ہے خاکدان تو ہم تم — گویا مٹی کے مورتین ہین

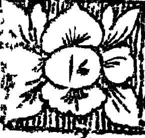
بندہ تری شکر مین ہے قاصر — اللہ بڑے عنایتین ہین

ای نفس پلید آدمی بن — گیتی مین تولی کے خصلتین ہین

درد و غم و ہائش و داغ حرمان — اک دل ہے ہزار آفتین ہین



ہے یہ ظاہر و باطن صہبا سے
اشکا سے آنکھون مین دل مین حسرتین ہین



کیا پرآشوب ہے دیار چمن — ایک اک گل ہے تاجدار چمن

بنون مین ناتوان جو خار چمن — چاک ہو دامن بہار چمن

ہی اب اوس اوج پر بہار چمن — طائر قدس ہے ہزار چمن

گل خزان ہونگے بلبلین تہ دام — کیا برا ہے مآل کار چمن

خط بڑہا اوسکے روے رنگین پر — رنگ لایا بنفشہ زار چمن

کمبخت فوج خزان کی ہاتھ سے ہا — لٹ گیا لشکر بہار چمن

الفت رخ مین قید زلف بھی ہے — دام مین ہین گنہگار چمن

ایک اوسکا تجھہ مین اور سبھین مین ہے فرق — لاکھہ نالے کرے ہزار چمن

شکل گل نقش پاے جانان ہے — گرد رہ صاف ہے غبار چمن

سب غنچے پر اپنے روتے ہین — مسکراتے نہین انار چمن

تیری ہی موجہ ہواے بہار — بلبلین کیون ہون نثار چمن

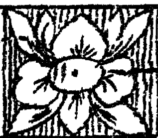
جوشش کہاتا ہے وحشیون کا لہو — رنگ لاتے کچھ بہار چمن

دیدہ گل سے نہ کیون ہو مالا مال — باغبان سے ہے وثیقہ دار چمن

ہی یہہ طفلان غنچہ کا رتبہ
ابر رحمت سے ہے آبدار چمن

شرب می جام گل سے یاد آیا
ہوئی توبہ شکن بہار چمن

موسم گل ہے دن خوشی کی ہین
قہقہہ زن ہے آبشار چمن



سر رہے سرسبز ای صبا یہہ گل
فیض سی جسکے ہے بہار چمن



خاکساری کا چلن خوف زیان کہتا نہین
ہم فراقان غبار کاروان رکہتا نہین

پاس رسوائی سی ہین منہہ مین زبان رکہتا نہین
چشم تر رکہتا نہین لب پر فغان رکہتا نہین

زاہد دریا می سی پہر کنارہ کس لیے
شک نجاست کا اگر آب روان رکہتا نہین

ہو گیا گردش جو دیکہی گردش لیل و نہار
ایک صورت پر کسیکو آسمان رکہتا نہین

کیا سمجہکر آتش سودا جلاتی ہے ہمین
شمع سان چربی مرا اک استخوان رکہتا نہین

مست بادہ رہتا ہون تیری عنایت سے مدام
ساقیا مین رند فکر دو جہان رکہتا نہین

کر نہین سکتا سوال بوسہ رعب حسن سے
رو برو ہے یار مین گویا زبان رکہتا نہین

یہہ کلام اپنی خریدار تشنے ہی او شیخ کا
مول لو یوسف کو قیمت گران رکہتا نہین

راہ حق مین ہر قدم پر جنبہ مقصود ہے
سنگ اسود رتبہ سنگ نشان رکہتا نہین

ہے یہہ ایمای شکست رنگ گل ای قلقلو
گلشن ہستی بہار جاودان رکہتا نہین

گالیان چپکا سنون کیون سائل وصلت ہون
تم زبان رکہتے ہو کیا بندہ زبان رکہتا نہین

آتی ہی باد خزان سنے ایسے چہار پہیر لے
جای گل تنہا چمن مین باغبان رکہتا نہین

وہ حسین ہی اپنی راز حسن مین خاموش ہے
کیا کمر کا حال بتلائے دہان رکہتا نہین

منکشف ہو راز کیونکر گلشن ایجاد کا
طفل غنچہ صورت بلبل زبان رکہتا نہین

خال ابروی یار کا کتنا قرہ کی پاس ہے
خوف زخم تیر کا زاغ کمان رکہتا نہین

١١١ منزل جانان مین جا پہنچے کمند آہ سے
ای صبا بام حقیقت زربان کہتا نہین ١١

کسی جگہ نہ ملا نقش جب زمانی مین
پھری قلم کیطرح ایک ایک خانہ مین

ہماری آہ کی اک دہوم ہی زمانہ مین
صدای شعلہ ہی بجلی کی تازیانی مین

سفر ذنی کو ہی ساحل سی امن ہانہ مین
کہ ہاتھ کام مین ہی اور زر خزانہ مین

ہنسے مین اہل چمن کو بہت لی آئی گل
بسور دین کہین غنچے نہ مسکرانہ مین

گرای اشک کی قطری جو ہنسے وحشتیانہ مین
کہر کی دانت ہین زنجیر کی دہانہ مین

پس از فنا مری آہون نے مہہ ہوا باندہی
کہ حال کاغذ بادی ہی شامیانی مین

مین تیرہ بخت تو جلتا ہون گو بھی جلا
ضرور چاہیے مہو سی سیاہ دانی مین

بہار وصل دکہاتا ہی داغ ہجر ہمین
ہرا ہی سیب زنخدان کا گل کی کہانی مین

تمہاری گیسوون تک اپنا دست رس ہوگا
نصیب کا یہ لکہا مو بمو ہی شانی مین

قضائی خاک کی پتلون کو کرکی زیر زمین
کیا ہی داخلہ تحصیل کا خزانی مین

١١٣ صبا سی حال نہ پوچھو کدورت غم کا
ہی اپنی نام کا آندہی ہی خاک اوڑانی مین ١٣

لی یار نی جو زلف سیہ فام ہاتھ مین
رنگ حنا ہوا شفق شام ہاتھ مین

اک شہسوار حسن ہی ہی وصل اوس کی
یان ہی عنان ابلق ایام ہاتھ مین

کہتا ہی فوج کرکی وہ ترک ایک دو کرو
رکہئے نہ نام چار کو صمصام ہاتھ مین

جہٹکا جو وہ کشش کو بہی ہین پہنچا مری کیم
حورین جہان کہڑی ہین لئی جام ہاتھ مین

رنجہ اگر دکہاتی حنا بند آپ کا
دزد حنا کا پہر نہ رہی نام ہاتھ مین

تو بچہ کا راتی بت شیرین ادا تی تو
مصری بنی جو لی شکر خام ہاتھ مین

تڑپی ہین اسقدر پس دیوار یار ہم
سو بار اگیا ہی سر بام ہاتھہ مین

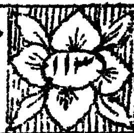
لازم ہی آدمی کی لیے اک نہ اک ہنر
کیا عیب ہی رہی جو کوئی کام ہاتھہ مین

تلوا اگر مری بت کافر کا دیکھہ لین
رکھین نہ برہمن کبھی اصنام ہاتھہ مین

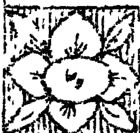
[illegible]
مہندی لگائی ساقی گلفام ہاتھہ مین

سودای چشم یار مین ملجای گر ہمین
بادام بھی ہو روغن بادام ہاتھہ مین

خط کا جواب یار سے لانا کس طرح
قاصد مین پہلے دیتا ہون انعام ہاتھہ مین



جام جہان نما اوسی کے مہوشون مین ای [illegible]
ساقی جو اپنی ہاتھہ سے دیوی جام ہاتھہ مین



[illegible]
چراغ جان ہی داغ عشق اپنی شانہ [illegible]

ہوس سی زر کی نقش پا تو نہی رنگ زرین
لگایا اس نے اپنی دل کے سی شمع روشن مین

ترستی ملا یہ کلی کی جو اوس نگار نی گلشن مین
پڑی ہین پیاس سی کانٹی زبان کی سوزش مین

سہار وصل یہ ہم سکتی کر خزان گلشن مین
پڑی ہین ہاتھ پاؤن کی ہر اک موتی کی گردن مین

لٹایا اسقدر جوش جنون نی ہمکو کانٹون پر
ہزارون خون کی تری لگی صحرا کی دامن مین

ضعیفون کو تو اکثر رزق پہنچاتا ہی گھر بیٹھے
ترستی ہین سکر چیونٹیان پاتی ہین خرمن مین

یقین ہی دلکو ہندوی فلک بھی رام ہو جائے
جو پہراوی الف کا اک زنار گردن مین

جہانتک بخت دل مین سرکشی کتنی ہین [illegible]
شرر مین سنگ مین جوہر مین خونریزی [illegible]

خفا ہین ایسی ہم دام غم مین ہم او بخشا
رگین پہانسی کا پہندا بنگئین ہین گردن مین

پہنا کر آپ نی زیور کیا مشتاق عالم کو
ہلال عید ہی یا طوق ہی سونیکا گردن مین

حسین کوئی نظر آیا ہوا سیہ آپ سحر بار
ل آفتاب ہی بیٹھی ہین یار ہی ہمدم مین

ترشح ہی تو سی انکھین آ خاک روشن مین
شعاع مہر سی ہی نور ہر اک چشمہ روزن مین

برای فاتحہ آئی جو وہ ہمراہ غیروں کے
تڑپ کر رہ گیا لاشہ ہمارا کنج مدفن میں

ہوا سے دیدۂ جاناں تک نکلے گاہ جاناں میں
بھولی کیطرح پھرتا ہوں میں وادی ایمن میں

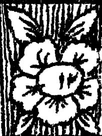
ہرن جب دیکھتے ہیں اپنی شوخی بھول جاتے ہیں
پھیلا دیکھا ہی عالم اوس شکار افگن کی توسن میں

شب تاریک میں وہ ماہ جب گلگشت کو آیا
نہایت کے اچنبہ پا چھپکی کا کہت گلشن میں

تری باتیں جو ای رشک چمن یاد آگئیں مجھکو
بہت رویا ہیں سنکر چہچہے بلبل کے گلشن میں

ستم ہے پا رہا طفلی میں ہے اوس بچے کا منھ تو
ہزاروں دل کھلونوں کی طرح توڑے لڑکپن میں

بسر کرتی ہی خلقت چار دن کی زیست رو رو کر
نہیں خبرو انھا ای اشک کچھ مستی کی خرمن میں


ہوا ای دوست میں ہم بھی بہرے ہیں ای صبا کیا کیا
حرم میں دیر میں بتخانے میں صحرا میں گلشن میں ٭٭


وہ بیدم ساقی و مطرب کو صدا دیتے ہیں
موسم گل میں ہم اک دھوم مچا دیتے ہیں

جنس دل آپ گراں سمجھے ہیں اک بوسے پر
دو بیان اپنا نہیں کیا لیتے ہیں کیا دیتے ہیں

ہم وہ بسمل ہیں کہ تشنے نہیں ہوتے جب تک
دامن زخم سے قاتل کو ہوا دیتے ہیں

نزع میں ہوں مرے بالیں سے نہ اوٹھیے للہ
آپ کس وقت میں بندے کو دغا دیتے ہیں

کون سنتا ہی تری جوش جنوں میں ناصح
خضر بھی آئیں تو ہم راہ بتا دیتے ہیں

صاف قلقل سے صدا آتی ہے آمین آمین
اپنی ساقی کو جو ہم رند دعا دیتے ہیں

یہہ سنے طور کا انصاف ہی اونکی گھر میں
غیر کرتے ہیں خطا ہمکو سزا دیتے ہیں

ہم بھی تا صبح لیے جائینگے بوسے شب وصل
گالیاں دیکھیں تو وہ تا بہ کجا دیتے ہیں

چاندنی رات ہو تو ملیں اکثر تری در پر آکر
تجھکو آواز ہم ای ماہ لقا دیتے ہیں

جب میں روتا ہوں تو اللہ رے ہنسنا انکا
قہقہوں میں مرے نالوں کو اوڑا دیتے ہیں

خط کے آنے سے نہ کچھ حسن پہ حرف آئیگا
ہم نوشتہ تجھے ای مہر لقا دیتے ہیں





رو برو دیکھ صبا کی جو غزل گاتا ہے
شکیں ہیں رو و سے مغنے کو اوڑا دیتی ہیں

دیکھکر خوش رنگ اس گل پیرہن کی ہاتھ پاؤں — پھول اگتے ہیں جوانان چمن کے ہاتھ پاؤں

جب شفق کی یاد دلوائی اس گلبدن کے ہاتھ پاؤں — سوکھ کر کانٹا ہوئی اہل چمن کی ہاتھ پاؤں

ہم وہ سرکش ہیں جو ہوتے ہیں بیچ — ٹوٹتے ہیں ساقی پیمان شکن کی ہاتھ پاؤں

اونکو مقتول کر قبریں اسقدر کھودی گئیں — تہکے تختہ ہوگئی مرگ کوہکن کی ہاتھ پاؤں

آتی جاتی چوٹ بھی پیچ ہے نظر آتے نہیں — آج کل چلتی ہیں کیا اوس تیغ زن کے ہاتھ پاؤں

خاکساری کا مزا ہوتا بجائے خسرو تجھے — آب شیریں سی دھولاتا کوہکن کی ہاتھ پاؤں

ہتھکڑی بیڑی پڑی زور و زر سے پہنائی تجھے — ای جنون شل ہوگئی اہل وطن کی ہاتھ پاؤں

کاٹ ڈالا دست شاخ گل کو پائی ہر گھڑی — باغبان نے دیکھکر اوس گلبدن کے ہاتھ پاؤں

توسن شکیں سے جب اوس ترک کی تسخیر — جوڑ میں ٹہرے نہ آہوئے ختن کے ہاتھ پاؤں

اپنی گیسوے رسا سے یار رستے کی طرح — باندھتا ہے عاشق بیمار فن کے ہاتھ پاؤں

نوجوانان چمن اوس گل سے نظر آتے ہیں یوں — جسطرح کانپیں کسی پیر کہن کے ہاتھ پاؤں

شب کو گرم رقص ہوتا ہے جو وہ آتش مزاج — شمع ساں جلتے ہیں سارے انجمن کے ہاتھ پاؤں

ہتھکڑی بیڑی جو مجھ مجنوں کی اوتری بعد مرگ — قبر میں ٹکڑے اوڑاتی کفن کے ہاتھ پاؤں

ہو گئے غم سے ٹھنڈک کر دیئے خزاں کے سامنے — کیا کھیلے ہیں جوانان چمن کے ہاتھ پاؤں





تھا ہمارا مقصد تمہیں سب واسطہ ملجائے گا
ای صبا ہو مونہ شیخ و برہمن کے ہاتھ پاؤں

جناب یوسف اگر بزم گلستاں میں پھیرے — جو خواب میں بھی نہ دیکھا ہو وہ سماں دیکھیں

وہ ہم نہیں چمنستان کے جو خزاں دیکھیں — دکھائیگا ہمیں کیا رنگ آسماں دیکھیں

ہزاروں بار غم الفت استخوان کے لیے
مری بساط تو یہ ہفت آسمان وہ کہین

بہار آئی الٰہی وہی سمان پھر ہو
پھر ایک جا گل و بلبل کو باغبان وہ کہین

زبان سے جو کہوں حال دل تو مانیں گے
وہ توڑ کر مری پہلو کے استخوان وہ کہین

شراب سرخ کی ساغر ہوا جو زاہد ہون
وہ لال لال ہتیلی جو اشکبار ان وہ کہین

بتوں کو لا کے برہمن جھکا ئین سجدے مین
عذاب کا جو کبھی سنگ آستان وہ کہین

جو زندگی ہی تو اک دن پتہ چلا ہو یا ہم
نہ چشم کم سے ضعیفوں کو نوجوان وہ کہین

بہار آئی ہے ساقی چڑھا دے رنگ اپنا
چھنی ہوئی روشوں پر گلابیان وہ کہین

وہ لوگ لوٹ کی کا منہ لیے جو بیٹھے ہین
ذرا کتب مین تو احوال زندگان وہ کہین

چھپا ان سمانے چنین نہر ہم نکوا ہے یا نہ
ابھی نہ آئیگا کیا کیا نہ آسمان وہ کہین

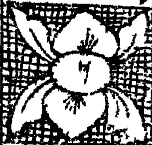
کبھی تو ساقی دریا دل آئیگا یارب
سبو لے کشتی مے آ کے جا روان وہ کہین

لپٹ کے دل مین سو آہ شباہت گل
صلا اگر کے عنادل کو باغبان وہ کہین

نہین بہار کی کی جتنے مین دولت دنیا
خدا کو کہا ہی تو زاہد سے تبان وہ کہین



صبا بہت طرف زلف یار دیکھتے ہین
دیتی نہ پاؤن سینہ پہ اپنا بسر ان کہین



خدا کو مین کی رہتی نہین ہے پچوا دین
غم تنہا ہوگیا جب بیٹھ کے گو یار مین بیٹا

وہ ہم تھی پیرہن یار کی باز ازین
چھپان چٹکی ہین یوسف کی خریدارون مین

وہ مرا او سمجھتا نہین رو نسیکے کبھی عاشق کا
کشتیان پڑتی نہین آنسو کے دھارون مین

سچ وہ اچہت عشاق ای او قنا کا سکان
قد آدم ہین سے لگے آستے دیوارون مین

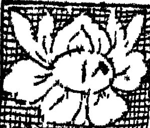
دیکھ کر عارض رنگین پہ غبار خط یار
باغبان خاک اڑانے لگے گلزارون مین

ای صبا تر بان پوس سرو کا ہو ہم بہار مین
ہی نسیم مین اوس گل سا کی ہوا دارون مین

گر محبت کا دل مین داغ نہین — خانۂ کعبہ مین چراغ نہین
یہہ نشان ہی مزارِ عاشق کا — چادرِ گل نہین چراغ نہین
کیسے کیسے رفیق چھوٹ گئے — ہای کس کس کا دل پہ داغ نہین
غنچہ و گل ہین باغ عشرت کے — شیشۂ می نہین ایاغ نہین
حالِ عمرِ دو روزہ کیا کہیے — ایک دم رنج سے فراغ نہین
مین وہ بلبل ہون جسکے نالون پر — کون گل ہے جو باغ باغ نہین
سر پہ احسان لین امیرون کا — ہم فقیرون کا یہ دماغ نہین
رخِ رنگین یار کا ہمسر — گل تو کیا ہے تمام باغ نہین
میکشون کے دماغ کو پہنچے — زاہد اتنا ترا دماغ نہین



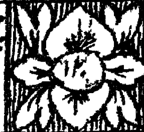
چل بسے ہین نسیم جسدن سے ÷
ای صبا وہ ہواے باغ نہین



فرق آئیگا جو صحبت رندی سامانون مین — منہ پیچھے روئینگے سر پیٹ کے زندانون مین
قیس ملتا نہین ہم چاک گریبانون مین — جبکہ ہی کچا سا منہ ری ہی تری دیوانون مین
گل ہی ای یار تری چاک گریبانون مین — سنبل باغ ہی زلفون کی پریشانون مین
سوزش داغ جنون مجھ پہ ترقی کی ہی — غل انا الشمس کا ہی آپ کی دیوانون مین
گیسوے یار کی یون ہی دل احباب مین راہ — رشتہ جسطرح سے تسبیح کی ہو دانون مین
ہم وہ قانع ہین زمانے مین کہ آئی گے — ایک نعمت نہین افلاک کی نو خوانون مین
ساقیا ہو نہ کسی محفل مین خدا را ہیجو — شمع خجلت سے چھپی جاتی ہی مجرانون مین
آدمی بھی نہ سمجھ کر ہمین اکدن پوچھا — وہ پری آپکو گنتا ہی بھرانسانون مین
ابر کی طرح سے کیون تو ہمین نہ تنہے روتے — یار اک برق کا عالم ہی تری آنون مین

اوس شۂ حسن نے اک دن نہ کرم فرمایا
زلف پیچی کی طرح خوب پریشاں ہوگا
بے صحبت شیخ و برہمن کی جبیں سائی ہے
قامت سرو عارض جاناں تو جدائی گالی
دختر رز بھی تنک ظرف ہی کیا اے ساقی
فرد اعمال کو دامن کی طرح پھاڑونگا
غل مچاتین ارنی کا ہم اگر اے موسی
اے شۂ حسن یہہ اسلئے ہی تری بزم شراب

نامرادو نہیں غیرت سے پیغام آتا یارانو نہیں
قیس سے ہنس جائیگا چھپ کر ترے دیوانو نہیں
مسجدوں میں ہی خدا ہی نہ صنم خانو نہیں
سر بیت [illegible] شعرے میں پروانو نہیں
حسن سے شیشوں میں گئی شیشو نقشے مانو نہیں
حشر کی روز اوٹھینگا تری دیوانو نہیں
لن ترانی کی نہ آواز پڑی کانو نہیں
جام جم جسکی ہی ٹوٹی ہوئی پیمانوں میں



پہ چمن کوچۂ جاناں سے جو نکلے باہم
اے صبا خاک اڑا اوسکے بیابانوں میں



تقریر اختلاف میں کیونکر شبہ ہی نہیں
قصے کا گھر ہے باعث طول شب فراق
مجنوں ضعیف کیا مرے جنگل میں آ بسیگا
کیونکر پل صراط سے اوترینگی حشر کو
اوس غیرت بہار کی تا زنگاہ سے
اپنا سنوار کہا میں بلا کر رقیب کو
ہم تمناؤں کی موت کا یہہ انتظار ہے
کیا جان زاہدونکی جو الفت کا نام میں
سیر ہی طرح ابھی بھی ملا دے نہ خاک میں
رنگون ہی تیری دیکھنے کو دل کی واسطے

ہند چھپتے نہیں کہ مسلمان پڑے ہی نہیں
اتنا بھی آسمان سے سر پڑے ہی نہیں
تیرے ونکے ہاتھ بھر قدم آگے بڑھی نہیں
جو لوگ تیغ عشق کی منہ پر چڑھے نہیں
کب پھول اپنی دامن دل پر گرے نہیں
کیا خط اونہیں لکھیں کہ وہ کچھ بھی پڑھے نہیں
آنکھیں ہیں ترے تیرونکی زمیں میں گڑی نہیں
ان تھوڑ جیونکی خاک کبھی دل پہ نہیں
آئینہ اوس صنم کی بہت منہ چڑھے نہیں
آنکھوں کے اے صنم مرے منہ پر گڑی نہیں

گل کہالی کے لیے کف افسوس ملتی ہین
پہلے کیسا کہ ہاتھ سے چھٹتے چمن تو نہین

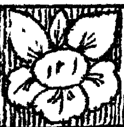
کیا تو تیر خزان مین مرا سیل اشک ہی
تھالون کے جا چمن مین کہان ہر کہین نہین

ای گلنی قباکی پہنے کا لطف کیا
جبتک کہ آستین کسی پر چڑہی نہین

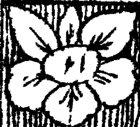
بحث جمال آپ نے یوسف سے کیجیے
بازاریون سے مفت مین قصہ بڑہی نہین

ہم عاشقون مین اور کہیں تھا سودا ہوا
ای ترک شہر بڑہا تری گیسو بڑہی نہین

الله رے میری دل سودا زدہ کا حال
جب تک کہ پیچ پر تری گیسو چڑہے نہین



کیا بے حساب ہین ترے رنگین بیانیان
دو شعر ایکدن بھی صبا کی پڑہی نہین



آنکھ سے آنکھ آج تک کیون ای قمر ملتی نہین
دل کبھی بھرتا نہین جبتک نظر ملتی نہین

کہتے ہین سچ ہے عدم کی کچھ خبر ملتی نہین
ہم تو کیا ہین اونکو بھی اپنی کمر ملتی نہین

سیر هفت اقلیم اسکندر سے یہہ ثابت ہوا
بیٹھ رہنے کو کہین جا اہل ہنر ملتی نہین

غوطے کہلواتے ہین یہہ رہزن ہی ای بحر حسن
تھاہ اک اک بات کی در در بہر ملتی نہین

دور کر لله یہہ غفلت کا پردہ دور کر
کچھ تجھے اپنی خبر ای بیخبر ملتی نہین

آدمی درد محبت سے کبھی بچتا نہین
سانس لینے کی بھی فرصت بیشتر ملتی نہین

جھوٹی موتی کیطرف کب تکتے ہین جوہری
بے صداقت آبرو ای بیگہر ملتی نہین

کہینچیے تصویر مضمون خیالی باندہ کر
گو دہن کی طرح سے اونکی کمر ملتی نہین

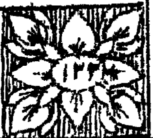
ذبح کرتا ہے شب وصلت مین تیر الو بنا
کیا کرین اسدم چھری مرغ سحر ملتی نہین

قتل کر لیکین ذرا غصے کا عالم دیکھ لین
ایکدم کی مہلت ای بیداد گر ملتی نہین

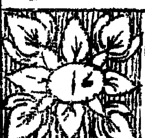
آفتاب حشر بھی داغ جگر سے سرد ہے
آتش دل سے ذرا نار سقر ملتی نہین

ہای کس صورت سے حال رفتگان معلوم ہو
کیا قیامت ہی کسیکی کچھ خبر ملتے نہین

تیغ حسنِ یار کی کیا تاب لائی آفتاب — منہ پہ لینے کی لیی کسدن سپر ملتی نہین
دام مین ای نازنین بلبل کو لایا چاہیے — باغ مین چلکر رگ گل ہی کمر ملتی نہین
آدمی چاہی تو ویوا آسمان کو مار لے — نفس سرکش پر مگر فتح و ظفر ملتی نہین
اونکی تیسی جو یاد آتی ہی تو کہتے ہین ہم — کیا ہوئی [illegible] ملتی نہین
جیب کے ٹکرے نہین ہین پرچے ہین اخبار کی — قیس کو کس وقت لیلی کی خبر ملتی نہین
چاہیی مجہ تلاشِ یار از خود رفتگی — منزلِ مقصود لی قصد سفر ملتی نہین
بوسی آنکہونکی کباب نرگسی ہین لذیذ — ساقیا ایسی گزک ہر جام پر ملتی نہین
گرگ عشق افسوس پہلو سی اوٹھا کر لیگیا — مدتون سی یوسفِ دل کی خبر ملتی نہین



ای صبا واقتسرح سی جان کا صدقہ ہی ملل
یہہ وہ دولت ہی کہ جو بارِ دگر ملتے نہین +



کس منہ سی کہین گناہ کیا ہین — توبہ سے ہے روسیاہ کیا ہین
اللہ ہے عفو کرنے والا — مین کیا ہون مری گناہ کیا ہین
ای دوست تری گدا کے آگے — کچہ بہی نہین بادشاہ کیا ہین
ہنسا کوئی بدچلن نہ ہوگا — ہی ہی عاشق تباہ کیا ہین
گوری ہی گوری ہی اونکی صورت — اوسپر گیسو سیاہ کیا ہین
جھگڑین ہین شیخ و گبر دونون — اپنی لیی خود تباہ کیا ہین
دیکھے کوئی حال اہل دنیا — ہیہ لوگ بہی واہ واہ کیا ہین
اوترین اونسے مقابلے کو — افلاک پہ مہر و ماہ کیا ہین
دہوئی نہ تیغ نگاہ سکے ہین — تیورا سے کج کلاہ کیا ہین
شاہد ہین تری ستم کی لاکہون — دو چار اسکے گواہ کیا ہین

اللہ رے ان بتون کے انکھین
کافر جادو نگاہ کیا ہین

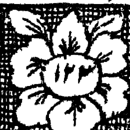
کٹ جائیگی عمر چند روزہ
فکرین شام و پگاہ کیا ہین

اونکا تو جواب ہی نہین ہے
ماشاء اللہ واہ کیا ہین

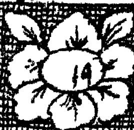
[illegible] لطافت کے [illegible]
قاضی کیا ہی گواہ کیا ہین

دل ہین تو زیادہ اس سی ہونگے
یہ نالہ و اشک واہ کیا ہین

پہلو مین نگار ہاتھ مین جام
اسوقت تو بادشاہ کیا ہین


۱۲۴

اونکی آمد جو اے صبا ہے
سب مطلب رو براہ کیا ہین


۱۹

یہی عالم رہی نیں موسم گل کا زمانی مین
رہین آباد بلبل اپنی اپنی آشیانی مین

بھرا ہی حسرتون سی جسقدر دل اشک آنکھین مین
کبھی نہ ہم ہونگے اتنی قارونکی خزانی مین

قیامت ہی کسیکو پیار کرنا اس زمانہ مین
قضا کا سامنا کرنا جو ہی دل لگانی مین

یہ کیفیت اوٹھائی اوس بت بدمست کی آنکھین
نہ کہا فرق صوفی کیطرح حال لانی مین

حریص و نفس ہی بہلا کیا دوستی جو بعد مرنی بھی
لحد سے سیند دیکر جائین قارونکی خزانی مین

خدا کی فضل سی وہ دور ہے ہم بھی پرستونکا
کسی دن کھینچکر لیجائینگی قاضی کو تھانی مین

شکار ای جان تم کھیلو جو اپنی دام گیسو سی
نہ ٹھہری طائر سدرہ بھی اپنی آشیانی مین

نہ یوسف ہی نہ لیلی ہی نہ شیرین ہی نہ عذرا ہی
غضب ہے تقدیر ہم پیدا ہوئی ہین کس زمانی مین

خدا چاہی تو اب یہ منزلت ہو وقص جانان کی
بتونکو دیکھین لالا کی گاڑین آستانی مین

ہمین کو رنج دیکر اولٹی ہمسے شکوی کرتے ہو
جواب اپنا نہین رکہتے ہو تم باتین بنانی مین

قفس مین کس لیے بیتاب رہتا ہی تو ای بلبل
سوای خار و خس کی اور کیا ہی آشیانی مین

بنا ہی دیر و کعبہ کا سبب کیا جانئے کیا ہی
نہین ہی دخل جب کچھ خدا کی کارخانی مین

یہی جی چاہتا ہی صورت ناقوس چلاؤن / خدا جانے لگے کیون دیر او کافر کی تنہائی مین

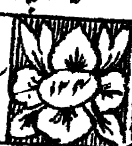
مُبصر ہوا انگور سی تم ہین شراب مین / دکھائی جوہری یہہ آب تو موتی بہے دریائی مین

کیا وہ صاف گہر کو آب چکے وہ یکو بھی بالا / یہہ کیا ہی کیون مین آ جاتا ہون کافر کی نہ آئی مین

قدم رکھنے دیکھکر محبت مین فرسا ای دل / خطر ہے جب جا بیٹھا پہ بیٹھا کی پہنائی مین

یہہ خود بین ہو کہ دن بدن پھر خود آرائی مین / بسر ہو جاتی ہین دو دو پہر زلفین بنانے مین

تری سنجیدگی پہ جان قربان ای کمان ابرو / ترازو ہو گیا تیر نگہ دل کی نشانی مین



صبا جی چاہتا ہے بس گریبان چاک کرنے کو
کہین راحت نہین باقی فلک کے شامیانے مین



رنگ ہی ای ساقی سرشار قیصر باغ مین / پھول بیچی ہین تری مہجوا قیصر باغ مین

دیکھکر رنگین ترا رخسار قیصر باغ مین / گل سے بلبل ہو گئے بیزار قیصر باغ مین

ساتھ ہی اک غیرت گلزار قیصر باغ مین / بلبلون کو دی رہی ہین خار قیصر باغ مین

باتین بلبل کو سنا شیدای رخ گل کو بنا / کبک کو چلکر دکہا رفتار قیصر باغ مین

صورت اودھ جنت سے نکلتے ہین کہین / ابتو لایا طالع بیدار قیصر باغ مین

شاہد گل ہو تیون مین لدرہے ہین آ جکل / ابر تر رہتا ہے گوہر بار قیصر باغ مین

بلبلین گل سی خفا ہون قربان ستا ہیے / سیر ہو جیسی جو آیا ہی یار قیصر باغ مین

کسطرح حورونکو لا کر خلد سے دکھلائیے / کیا بہار آئی ہے ابکی بار قیصر باغ مین

دیکھہ پائینگے میری سینے کی گر گلہای داغ / بلبلین ہونگی گل کا ہار قیصر باغ مین

موسم گل مین نہین جوش جنونکی انتہا بہار / رنگ لا کر آئینگے سو بار قیصر باغ مین

ای صنم اللہ ری جلوہ ترا حیرت فزا / بت بنی ہین صاحب زنار قیصر باغ مین

وہ مرض کسکو ہی طبیبونکی چھٹی آنکہین کہیل گئین / ہی مسیحا نرگس بیمار قیصر باغ مین

خانہ ہین اگر شراب خلوت سہی آئینہ
جام جم سے زاہدا اونکا قیصر باغ مین

تا قامت بالا کا یہ سبب ہے دو بالا سرو سہی
طرہ ہی سنبل یہ زلف یار قیصر باغ مین

دو ہین سلطان عالم کی ہین یہہ بیٹھکین
غیرت جم ہے ہر اک مینا قیصر باغ مین

دیکھ کر ہوتے ہین صفا پارہ حیرت مبتلی
آئینے ہین پشت بر دیوار قیصر باغ مین

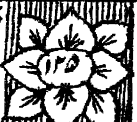
ہی بلا ابر بہاری یہہ محل آبرو
آئے زیر سایہ دیوار قیصر باغ مین

دیکھکر تیرے رخ رنگین کو ای نیک بہار
گل ہوے ہین باغبان پر بار قیصر باغ مین

صبحدم گلگشت کو آیا ہے وہ سرو روان
سبزہ خوابیدہ ہوا بیدار قیصر باغ مین

چاہیے وقت مسیحائی ہے ای رشک جان
منتظر ہی نرگس بیمار قیصر باغ مین

تجھسے اور گل سے ہوئی بحث جمال ای غنچہ لب
مجھسے بلبل سے ہوئی تکرار قیصر باغ مین



نکہت گل سی صبا ہم مست رہتے ہین مدام
بادہ گلگون نہین درکار قیصر باغ مین



سرخ ہوگا ترے رخ سی گل احمر کس دن
سرو نکلا قد موزون کی برابر کس دن

ذکر بادہ نہین لاتا ہے زبان پر کس دن
منہہ کی کھاتا نہین واعظ سر منبر کس دن

گھر کیا ن تو نے نہ دین ای مرے دلبر کس دن
رکھیا روکے نہ مین عاشق مضطر کس دن

روز دو چار کے رونے کی صدا آتی ہی
رنگ لاتا نہین یہہ چرخ ستمگر کس دن

شغل ہے دیکھتے ہین وہ مرے بسمل کو
ہاتھہ رکھتا نہین جاتا ہے جگر پر کس دن

تیری رفتار نے کس روز نہ آفت ڈالی
پاون آگر نہ پڑا فتنۂ محشر کس دن

خوب گل چہرے اوڑاتے ہین چمن عالم مین
ہمکو سے غنچے کیطرح ہاتھہ لگا زر کس دن

کبھی اوس بت نے نہ پوچھا مرے دل کی آ کر
پھر گیا آئینہ لیکن نہ سکندر کس دن

چپ نہ ہو جاتی شکوہ مرا کرتے کرتے
کیا ہوا کچھ تو بیان کیجیے کیونکر کس دن

ای فلک عمر دو روزہ مین تری عشرتہاے
نہ گئی عرش پہ آہِ دلِ مضطر کس دن

آج پر کیا ہی سدا سی چمن عالم مین
بلبلین تہین دلِ نالان کی برابر کس دن

آج کل باغ مین وہ سرو سہی جاتا ہے
آفت آئی نہین بالاے صنوبر کس دن

وعدۂ حشر پہ کیا جان مری جلتی ہی
اپنا دیدار کیا آپ نے مقرر کس دن

معرکہ روز کا ہی چرخ ستم پرور سے
یا الٰہی یہہ مہم دیکھیے ہو سر کس دن

کبھی دریا کہا اری شوخ کبھی ابر کہا
پہبتی سوجہی نہ تجھے دیدۂ تر پر کس دن

خط لکھا یار کو تو شوق جواب خط مین
آنکھین بے درد کی نہ کین خون کبوتر کس دن

مانتا ہی نہین پہلو مین دل خانہ خراب
دوڑے جاتے نہین ہم یار کے در پر کس دن

ہای کس یاس سی کہتا ہون شب فرقت مین
دیکھیے اوس سے ملاتا ہے مقدر کس دن

مدعا ہی مجھے بوسہ لب شیرین کا ملی
چہوٹیونکو مین کہلاتا نہین شکر کس دن

[illegible] آپ بہت رستے ہین نکھری نکھری
وہ ہوی جاتی نہین گیسوی معنبر کس دن

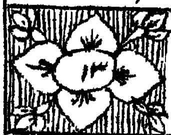
کس قدر طالب دیدار ہین اللہ اللہ
دیکھیے ہوتا ہی ہنگامۂ محشر کس دن

کیا قیامت تہی کہ قد سی تری دیتی تشبیہ
سنبھلے ہم سرو کو سایے کے برابر کس دن

رہ گئی تہی رمضان بہر یہی ہم [illegible]
دیکھیے نکلے ہلالِ لبِ ساغر کس دن



رنج دیتا ہی صبا کو فلک مینائی
لیجیے گا خبر ای ساقیِ کوثر کس دن



یہ محو ہین کہ ذرا غم نہین ملال نہین
تمہارا خیال ہی اپنا ہمین خیال نہین

ہمارا آئی ہی مفلس ہین ہای مال نہین
شراب مفت وہی اتنا بھی کلال نہین

وہ نیک ہین کہ بدی کیطرف خیال نہین
کسی طرح کا کسی سی کبھی ملال نہین

طلوع مہر قیامت سہی تو نہین ڈرتا
ہمارے جام کو ای محتسب اچھال نہین

ملال کی لیئے خلقت ہوئی ہی آدم کی
وہ آدمی ہی نہین ہی جسی ملال نہین

مجال ہی کوئی طوفان کو روک سکتا ہی
یہہ جوش عشق ہی کچہہ رود کا ابال نہین

ہم آئینہ کو بہی یون تو برا نہین کہتے
مگر تری رخ شفاف کی مثال نہین

کوئی حرم مین کوئی بتکدہ مین سمجہا ہی
جدہر ہی یار کسیکا ادہر خیال نہین

وہ رند ہین کہ جسے صیدگاہ عالم مین
سوا شکار بط می کی کچہہ حلال نہین

یہہ ہم جلیس یہہ ہمدم ہین بزم ہستی تک
سحر مین کوئی کسیکا شریک حال نہین

حذر کی جا ہی مری دود آہ سی اہی ترک
سحاب دل ہی یہہ گرد رم غزال نہین

خرید ہی تو لگا دین ہم ایک بوسے پر
نہ لیجیے جسے یہہ جنس دل وہ مال نہین

تلاش ہی مرض دل مین نوش آب رو
نصیب یار کی منہہ کا ہمین اوگال نہین

غضب کی ابلق ایام گشت کرتا ہی
وہ کون مزرع دل ہی جو پایمال نہین

ادہر رقیب ہین تم ہو اشارہ بازی سی
ادہر بہی دیکہہ لین اتنا تمہین خیال نہین

مقابلہ کری وسعت مین وسعت دل سی
زمین تو کیا ہی فلک کی بہی یہ مجال نہین

وہ پست ہین کہ شروع بہار سی ہی یقین
ضرور ہم نہین یا اپکو زوال نہین

خدا ادی ہی عجب منزلت محبت کو
یہہ بزم وہ ہی کہ جس مین صف نعال نہین

شباب کی سی کہان جہانک تاک ہین تیری
یہہ آنکہین ہین وہی لیکن وہ دیکہہ بہال نہین

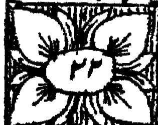
شرابیون کو بہلا عمرو زید سی مطلب
ہماری بزم مین سب حق ہی قیل و قال نہین

وہ ہم نہین جسے تو ای فلک بگاڑ سکے
کدہر خیال ہی اتنی تری مجال نہین

جفا و جور کا شکوہ نہین کیا جاتا
نہین نہین ہین کچہہ آپ سی ملال نہین



صبا یہہ حال جو ہی غم محبت مین
بدن مین جان نہین پیرہن مین حال نہین



محو ہین نظارۂ چشم بت بے پیر مین / رہگیا ہی چہد کی اپنا دل مژہ کی تیر مین

جلوۂ الصمد پایا اوس بت بے پیر مین / صاف نور سرمدی ہی حسن عالمگیر مین

سیہ تری اندنون وحشت کی ہی تاثیر مین / چشم آہو کا ہی نقشا کوکب تقدیر مین

خود غلط انسان رہتا ہی عبث تدبیر مین / غیر ممکن ہے تصرف ہو خط تقدیر مین

درمیان آتا ہی ہمین اپنی مال کار کا / موت ای دل گہات مین ہی آسمان پیر مین

آبروی خضر رکہتے ہی مری دیوانگی / موجۂ آب بقا کی لہر ہے زنجیر مین

داغ حرمان درد دل زخم جگر رنج و ملال / کاتب تقدیر نے کیا کیا لکہا تقدیر مین

جو گیا اوس ترک کی آگے وہ دنیا سی گیا / جادۂ راہ عدم ہر ناب ہی شمشیر مین

عالم پیری مین ای دل خاکساری چاہیے / کیا حلاوت بخشتے ہی سیہ شکر اس شیر مین

مر گیا ہون دیکہکر رنگ طلائی یار کا / چاہیے سونے کا پانی قبر کی تعمیر مین

بہیجتا کیونکر نہ خط لکہہ کر مین اوس سفاک کو / رودون تا قاصد کو یہہ لکہا تہا مری تقدیر مین

طائر دل کی لئی ای واعظو صیاد ہو / خوب پہندے ہین تمہارے رشتۂ تقریر مین

روح مرقاب کی حقیقت دیکہکر ثابت ہوا / بند لیلی کو کیا ہے خانۂ زنجیر مین

ہمسری تیر قضا ای ترک کر سکتا نہین / کس بلا کا تور ہے تیری نگہہ کی تیر مین

سنکے میرا حال دل کہتا ہی وہ یوسف لقا / دخل بندیکو نہین اس خواب کی تعبیر مین

آفتاب حشر کب نکلا قیامت کب ہوے / کچہ اثر پایا نہ اب تک نالۂ شبگیر مین

مانگتے بوسہ تو کہتا ہے وہ ترک بد مزاج / منہہ سنبہالو رنج ہو جائیگا اس تقریر مین

قدرت اللہ کا جلوہ ہی مشت خاک مین / رنگ و روغن ہو نکا ہی اس گل تصویر مین

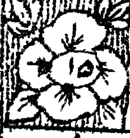
جوہر قاتل ہماری سخت جانی سی کیا / ہاتہہ چہوٹا ہو گیا بل پڑ گئے شمشیر مین

ای جنون ہو گی نہ اخلال سلسل کی کمی / کان ہی لوہیکی اپنی خانۂ زنجیر مین

خضر بھی دیکھن تو ای قاتل شہیدون مین بنا | سبزۂ باغ جنان کا رنگ ہی شمشیر مین



کاتب قدرت نے اچھی دل لگی کی ای صبا
حرف الفت کی سوا لکھا نہ کچھ تقدیر مین



یہ او کچھ پڑھنے کی خو اچھی نہین | بے محابا گفتگو اچھی نہین

عرش تک نالے ہمارے جاینگے | چھیڑ چرخ کینہ جو اچھی نہین

تن کو کیا دھوتا ہے دل کو پاک کر | ای نجس یہ شست شو اچھی نہین

یار اپنی بات اپنی ہاتھ ہے | ہر کسی سے گفتگو اچھی نہین

شعر مین حنظل سے ہم دینگے مثال | خوی بد ای خوبرو اچھی نہین

مار ڈالا اشتیاق یار نے | اس قدر بھی آرزو اچھی نہین

گیسوی جانان کہان عنبر کہان | رنگ ناکارا ہے بو اچھی نہین

جھک کے ملتے ہے برنگ شاخ گل | سرکشی ای سرو جو اچھی نہین

ڈھونڈھتا ہون اسکو لیکن ای دل آہ | بے طریقے جستجو اچھی نہین

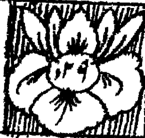
شیخ مہمل ہے برہمن ہٹ دھرم | کچھ کسیکی گفتگو اچھی نہین

چاہیے عقبی کی عزت کا خیال | منہ سیہ آبرو اچھی نہین

خانۂ دل کی ہی رونق عشق سے | زندگی بے آرزو اچھی نہین

سخت باتون کا ترے کیا دین جواب | بحث ہونے روبرو اچھی نہین

تجھسے بہتر ہے اندھیری قبر کے | ای شب غم خاک تو اچھی نہین



ای صبا آوارگی سے ہاتھ اوٹھا
خاک اوڑانے کو بکو اچھی نہین



فلاسفر ترا نظارہ جسمال کرین | صفا سے جوہر آئینہ خیال کرین

دلون مین گبر و مسلمان ذرا خیال کرین
خدا کی واسطے قصّے کا انفصال کرین

سپید منہہ کہان تری آگی جو عرضِ حال کرین
مجال ہی نہین جنبشِ لب سوال کرین

عیان جو ہو تہ بزمِ شبِ وصال کرین
تو اختر و نکو نقوش صفِ نعال کرین

صفائی رخ مین او نہین آئینی بھی عاری ہے
کہ سب خیال ہی اپنی طرف خیال کرین

پس از فنا بھی یہی ہی جو بیقراری تو
بہشت سی نہ کہین اور انتقال کرین

شراب پیئین تو کیونکر حرام رہتی ہے
جو واعظونکو پکڑ کر ابھی حلال کرین

اندھیری راتون مین اکثر وہ آتے جاتے ہین
جو چاندنی مین چلی آئین تو کمال کرین

کبھی نظر نہ پڑی شاہدِ حقیقی پر
جوانِ بتونکی طرف ہم نہ کچھ خیال کرین

ہماری اونکی بھلا شکوہ و شکایت کیا
خدا نخواستہ انسے کیون ملال کرین

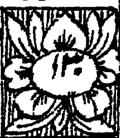
جہان بھر سی نرالا ہی ان بتونکا طریق
سہی وہ ہین خضر بھی آئین تو اونسے جال کرین

وہ سامنی سی جو گھوڑا کداتی آتی ہین
ہمارا مزرعِ ہستی نہ پائمال کرین

یقین ہی ترکِ فلک بھی حلال ہو جائے
شراب پی کی وہ آنکھین جو لال لال کرین

خضر کو رہبری گمرہان مبارک ہو
دو روزہ زیست مین کس کس کا ہم خیال کرین

نہ پائینگی کبھی رندون کی وجد کا انداز
تمام عمر جو صوفی غریب حال کرین



صبا کدورتِ خاطر سی دشتِ وحشت مین
طنابِ عمر کو موجِ رمِ غزال کرین



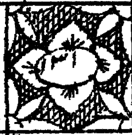
جنون مین محوِ تماشای لالہ زار ہون مین
طلسم بند ہون وابستۂ بہار ہون مین

نہ اہلِ زر سی ملونگا وہ خاکسار ہون مین
کرونگا میل نہ زر سے وہ غبار ہون مین

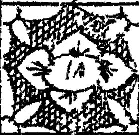
فقیر مست ہون ادنیٰ شراب خوار ہون مین
وہ جام دی مجھی ساقی جم اقتدار ہون مین

مری نجات کچھ ان واعظونکی ہاتھ نہین
بڑا کریم ہی جسکا گناہگار ہون مین

تمام آبرو ہی عشق دل کی باعث ہی — اسی حباب سی دریا ہی کی کنارہ ہین
شب فراق ہی مرتے ہین رہا سوتا ہون — اور اس صورت شمع سرفراز ہوتے ہین
دلاتے ہو جب مجھے ابر بہار سمجھے ہو — برس پڑون نہ کہین آستین بچائے ہوئی ہین
ہمی ڈرینگے واعظو خدا ہی گا — وہ جانتا ہی کہ رند شراب خوار ہین
غبار خاطر آشوب روزگار سے ہون — ضیا ہی مردمک چشم اصفیا ہون مین
تم ای بتو سمجھے دل مین تو مانتے ہوگے — خدا گواہ ہی کتنا وفا شعار ہون مین
مری فروغ سے کیون آسمان جلتا ہے — ثبات کچھ نہین مجھکو شرارہ دود ہون مین
مجھے بہت مری ساقی نی منہ لگایا ہی — جواب ہی نہین کہتا ہون خود ادب ہون مین
مین وہ حباب ہون دریا ہون گرتا جاتا ہون — وہ نقش ہون کہ جو مٹ جاؤن تو نگار نہین
زمین کو ہی تزلزل کہین نہ گر پڑنا — کدہر چلے ادہر آؤ کہ بیقرار ہون مین



ضیا اسی کو محبت سرشت کہتے ہین
عدو کسیکا نہین سب کا دوستدار ہون مین



عدم مین رہتے تھے کیا کام تھا یہان ہمین — کہان ہم آگئے لائی قضا کہان سی ہمین
بہار گل مین نکالا ہی بوستان سی ہمین — خزان تو آئی سمجھتا ہی باغبان ہمین
یقین مفسدہ ہی عشق مہوشان ہمین — اوبہارتا ہی بہراو کیا آسمان سی ہمین
گلاب باغ جنان لیکے آئین ہین حورین — غش آگیا ہی جمال رہی زنان سی ہمین
عجیب بات ہی بوسہ بھی تم نہین دیتے — دیا تہا وصل کا اقرار کس زبان سی ہمین
رقیب بعد ہمارے یہہ ظلم اٹھائیگی — سہی گا کون ستم لاؤگی کہان سی ہمین
شب فراق مین سونا کہان مقدر مین — تمام رات جگاتا ہی قصہ خوان سی ہمین
خطا ہوئی ہی کہ بوسی لئی مین زلفون کے — لگا مین ڈرنی وہ سنبل ہوئی ریحان سی ہمین

شب فراق مین ممکن نہین جو آنکھ لگے — حجاب آتا ہے چشم ستارگان سے ہمین
گرسنگی مین قناعت جو کی شرف پایا — ہمائی سیر کیا اپنی استخوان سے ہمین
طریق اہل جہان سے رکی ہوئی ہین ہم — نکالتی ہی الگ آہ کاروان سے ہمین
فقیر مست ہین خورش ہین شکستہ حالی ہین — غرض نہین کسی منعم کی غرو شان سے ہمین
علوی طبع سی گھبرا گئی زمین پہ ہم — کہ ہر کو جائین نکلنا ہے آسمان سے ہمین
مکان مین بیٹھی ٹھہاتے خیال گور آیا — قفس دکھایا تصور نے آشیان سے ہمین
چلے جہان سے امید رسے منزلت نجی — فرشتے آئے ہین لینے کو آسمان سے ہمین
ہماری جان پہ آخر کو بن گئی ای دل — بگاڑنی تھی نہ اوس عیسی زمان سے ہمین
ہمیشہ آرزو مین دم لگی کشتہ ہوتی ہین — ہزارون خون کے دعوی ہین آسمان سے ہمین



ہجوم گل مین ہمین اے **صبا** وہ بھول گیا
گلی کی جا ہے گلستان مین باغبان سے ہمین



محشر کا ہمین کیا غم عصیان کسی کہتے ہین — سیلے پہ وہ بت ہوگا میزان کسی کہتے ہین
عشاق پھرے ہا ور در ایوان کسی کہتے ہین — سرمایہ رہا تن پرساان کسے کہتے ہین
وصل بت مہرو جی شب ہمی کالگون ہی — پھر اور عنایات یزدان کسے کہتے ہین
قیدی بنی وحشت مین زنجیر و مثی مگر ایسے — یہہ بھی نہ کھلا ہم پر زندان کسے کہتے ہین
انسان کا بس نفس امارہ مخرب ہے — لاحول ولاقوت شیطان کسے کہتے ہین
مہتاب تری آگی نکلا تو بخوسے کر — ثابت نہ ہوا ماہ تابان کسے کہتے ہین
بیمار محبت مین مر جائین تو اچھا ہے — قربان اطبا کی درمان کسے کہتے ہین
کیونکر نہ ہنسین سنکر حال دل عاشق کو — کم سن ہین وہ کیا جانین ارمان کسے کہتے ہین
ای واعظ یہ باتین ابھی نہین گنجایک کی — کوئی جو کبھی سمجھے ایمان کسے کہتے ہین

دیکھین تو خضر تیری آب دم خنجر کو
معلوم نہین آب حیوان کسے کہتے ہین

ہان دشت جنون سو سوز زنجیر کی گر تو ہون
سنتے کسی کہتے ہین سوہان کسے کہتے ہین

بی یار یہ بادل ہین دل شام کی فوجون کے
جو چہار ہی تیرون کی باران کسے کہتے ہین

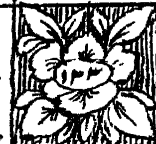
ہم آپ کی گہر آکر فرزانہ ہی جاوینگے
اچھی رہی تو سنتے مہمان کسے کہتے ہین

جب دیکھتے ہین گل کو کہتی ہین وہ شوخی سے
روتی ہوئی صورت ہو خندان کسے کہتے ہین

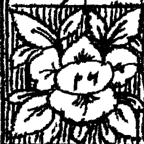
بیخود و غش عشق ہوتے ہین تو کہتے ہین
ای دل یہ کھٹک کیا ہو مژگان کسے کہتے ہین

دیوار کو زندان کے پہر آگئے دیوانے
جب دم یہ خیال آیا میدان کسے کہتے ہین

آئینے کے ساتھ اپنی صورت اوخیین کو ملا تنہا
دیکھین تو وہ دونون مین حیران کسے کہتے ہین



شہرہ ہی صبا ابتو اپنی ہی فصاحت کا
آتش کی مقلد مین سحبان کسے کہتے ہین



شور جسکا ہی وہی عشق جنون آوا ہی
پیدا کیا ہی نمکین حسن کا سودا دل مین

لامکان کا نظر آتا ہے تماشا دل مین
منزلت ہو جو کسیکی نہ ہے جا دل مین

نعمت فقر کا ہی دہیان فرا دل مین
کیا سمائی ہی تری ای سگ دنیا دل مین

عرصہ حشر مین ہوگا گذری کا عالم
پی نہ جانا کہین دنیا کا بکھیڑا دل مین

آب می مین جو نہ جہم رند کو تیرا دیتا
فرق آتا کرم ساقی دریا دل مین

بات ہی آپ کی آگی نہ زبان سے نکلے
لیکہی آئی تہی ہم سوچ کے کیا کیا دل مین

کونسی شب نہین رہتا ہے خیال گیسو
سیہ وہ طائر ہے کہ لیتا ہے بسیرا دل مین

جان دیتا ترے خط پر ہے خضر کا خالد
لب جانان بخش یہ مرتی ہین مسیحا دل مین

رنج تہورا سا اوٹھانا بہی تنک ظرفی ہی
غم بہت سا ہو پہ ہی جائے برا سا دل مین

آئین رضوان ہی جو لینے تو تماوزن نکلے
تہہ گیا کوچہ جانان کا ارادہ دل مین

محبوب بدلی شب وصلت کی لگی فرقت مین
لی رہا تہاری باتین وہ صنم کیا دل مین

مجہسے وحشی کی لگی گوشہ زندان ہی تہا
گہر نہ کرتی جو توای وسعت صحرا دل مین

جلوۂ عشق بنا گوش صنم دیکہو تو
اوتر آیا ہی عجب عرش کا تارا دل مین

روح رہ رہ کے تڑپتی ہی تری گالی پر
چٹکیان لیتا ہی آواز کا کہٹکا دل مین

کوئی اس عالم وحشت کا تماشا دیکہی
بیڑیان پاؤن مین صحرا کا ارادہ دل مین

چہا گیا لیکہی بڑہ کر چمن ہستی پر
نخل الفت کا لگایا تہا ذرا سا دل مین

ظرف سے توڑتا ہی یون کوئی پیمانے کو
محتسب تیر گئی ریزۂ مینا دل مین

بہیجا بارہی حقیقت مین تصور اوسکا
آنکہونکی راہ سی کیا صاف در آیا دل مین

ہم فقیرون کے لیے نفس کشتی ہی اسیر
آرزونکا کیا کرتی ہین کشتا دل مین

بیقراری سی شب غم مین وہ پہلو بدلے
ہو گیا اوسکا تصور تہ و بالا دل مین

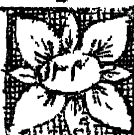
کیون پیالی نہ پڑین تیر حوادث ہم پر
دہیر مین گرد کدورت کی ہی تودا دل مین

ہم فقیر آئی جو بازار جہان مین تو کیا
حسرتین لیگئی اسکندر و دارا دل مین

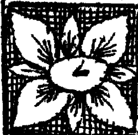
رخ کیا کیون طرف غیر خطا کی تو نی
کسطرف جاتا ہی او تیر نگہ آ دل مین

کسطرح آگ خوشی گرد پہٹکنے پائی
فوج اندوہ کا پہرتا ہی طلایا دل مین

مجہسے بیمار محبت کا جو ہو گا نہ علاج
کیا کہین گی تمہین ای جان مسیحا دل مین



ای صبا جسکی لیی ہون مین پریشان خاطر
جانتا ہی مجہی وہ گیسوئن والا دل مین

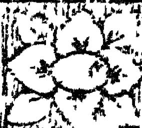


انتہا ہی تحمل نہ قدح نوش نہین
خط تقدیر ہی موج مئی سرجوش نہین

سادگی سی سخن عشق در گوش نہین
ابہی کم سن ہین کسی بات کا کچہہ ہوش نہین

کیا کہون کیونکہ شب فرقت مین مجہی ہوش نہین
ہای اک چاند کا نالہ در آغوش نہین

پیسٹ انیکا جہی آپ کا کوہ تمکین — قابل اس بوجھ کی نہ [illegible] توش نہین
تمنے طوفان اوٹھایا ہی مین کرنہ [illegible] — لوٹ دل ہی آپ گہر توش نہین
نکہت گل کیطرح سے ہمین عالم مین — حاصل [illegible] تعلق ہین [illegible] نہین


١٢٥
ای صبا گلشن [illegible] دیدہ [illegible]
کونسی جا وہ عطا [illegible] نشین


تقدیر شکل ہجر کی تکتی ہی وصل مین — رو [illegible] آنکہ [illegible]
جلتا ہون سنکی باتین نفاق کی — [illegible] ہی [illegible]
ہم کیون نہ اپنی یار کو گل پیرہن کہین — پہولی [illegible] ہی [illegible] مین


١٢٦
پر بال اپنی مردم دیدہ مین ای صبا
آنکھون مین شکل غیر کہ تکتی ہی وصل مین


نشترون سی دل بلبل کو لہو کرتی ہین — کیا [illegible] مین [illegible] گل [illegible] کرتی ہین
جب مین کہتا ہون کہ دل چہپ گیا اپنا سے — تار [illegible] کا لگا [illegible] کرتی ہین
شانی کیطرح سے ہوتا ہی دل اپنا صدچاک — فرق اون گیسوون سی جب [illegible] کرتی ہین
چشم پر آب سی ہم بہی چمن عالم مین — سیر گل مثل صبا [illegible]
خون آنکھون مین بہر لاتی ہین [illegible] — خالی [illegible] ہم ایک [illegible]


١٢٧
شکل عشاق سی کس [illegible] چہپاتی ہین حسین
منہ [illegible] نہین [illegible] آئینہ رو کرتی ہین


بیداری فراق ہی شوق وصال مین — آنکہ نہین ہی خواب کا آنا خیال مین
دل لخت لخت ہوتا ہی حسرت کی چال مین — کثرت سی لعل موتی ہین کوہ ملال مین
دشت جنون مین آگئین آنکہین جو اونکی یاد — بہاگا ہین [illegible] اس کی چشم غزال مین

حسرت ہی کبھی نہ ہوی تجھ سے لب بلب — نیت لگی رہی ترے منہ کی اوگال مین

ولہ

ہین راست باز حال شکستہ مین اہل حرف — پایا نہ پیچ کاستہ چینے کے بال مین

نعرہ زن دل ہی عشق مژگان مین — سے شیر گو نہی نکیون نیستان مین

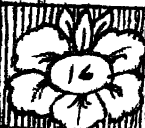
دست وحشت نے کی درازی — نہ رہا ربط جیب و دامان مین +

دانت پیسو نہ محو وندان — کھٹکیان ہو وہ نہ رشتۂ جان مین

ولہ



وہ دیر و حرم کی منزلت برابر سمجھے ہین
خدا جانی کسی یہہ نا سمجھ اللہ سمجھے ہین



تم ہر اک رنگ مین ای یار نظر آتی ہو — کہین گل اور کہین خار نظر آتی ہو

قابل دید تم ای یار نظر آتے ہو — چشم بد دور طرحدار نظر آتے ہو

صورتین کرتے ہو ای جان ہزارون پیدا — تم نئی شکل سی ہر بار نظر آتے ہو

بھول جاتا ہون غم فرقت کے گلے اوشکوے — شکر کرتا ہون جب ای یار نظر آتے ہو

آئینہ دیکھنے کو جب نہین ملتا تمکو — اپنی تم تشنۂ دیدار نظر آتے ہو

کہتے ہو ہم نہین کرتے ہین کوئی فرمایش — جان تک لینے کو طیار نظر آتے ہو

خون کس عاشق کشتہ کا چڑہا ہی سر پہ — رنگ لائی ہوی ای یار نظر آتے ہو

بند ہو جاتین نہ رستے کہین دیوانون کی — بال کھولی سر بازار نظر آتے ہو

رہتی ہی آٹھ پہر آپ کو کنگھی چوٹی — اپنی زلفون مین گرفتار نظر آتے ہو

خوف سی برج مین جلاد فلک چھپتا ہی — تم جو باندھے ہوئے تلوار نظر آتے ہو

سنبلستان ہی مری جان سر تا بقدم — زلف گلرنگ سے گلزار نظر آتے ہو

آبرو حسن کی دولت سی ملی ہی تمکو — رنگ کندن سا ہی زردار نظر آتے ہو

کیا ہی بی یار کھٹکتے ہو مری آنکھون مین — ای گل باغ مین تم خار نظر آتے ہو

شانون سے گیسو نہیں آپ مین سر ڈالتے — سبزہ خط سی نمودار نظر آتے ہو
ایسے معشوق زمانی مین کہان ملتے ہین — پیار کرینگے سزاوار نظر آتے ہو
دونون گیسو ہین عاشق مین کمند پیچ ہا — پیچ مین لاوگے عیار نظر آتے ہو



ساتھ لغت مین صبا ہی یہہ تمہارا دم
دو ... کے آتا ہین بیمار نظر آتے ہو



تھی شہادت کی خوشی ایسی ان ناشاد کو — مین ہلال عید سمجھا خنجر جلاد کو
لشکر غم مین گہر اوکیا جو محبت باش کو — موج اشک آنکھون سے آئی ہی مرے امداد کو
تھکے مین حشر کی جاونگا مین فریاد کو — لوٹ جاونگا پکڑ کر دامن جلاد کو
اوڑ چلا وہ طائر دل کو مری کر کر اسیر — قید بلبل ہوگیا پر لگ گئی صیاد کو
رشک آتا ہی ترے در کے گدا پر ای صنم — غوث کو سجدہ وہ ابدال کو تا کید کو
ہیر کو آہ اتنک توفی سنانی چھوڑ دی — سن لیا اللہ نے ای بت مری فریاد کو
لاش جب کانپی زمین کو زلزلہ سا آگیا — مر گیا لیکن نہ بھولا چرخ کی بیداد کو
عالم تجرید لی مقصوم کی لکھا ہین — ہی خط تقدیر ماتھی پر الف آزاد کو
نالے مجھہ بلبل کے سنکر باغبین عشق ہو گیا — نکہت گل سے سنگہایا نخلیہ صیاد کو
یار کی دل مین ہماری آہ کی تاثیر کی — موم پتھر کو کیا پانی کیا فولاد کو
ساقیا میخانہ عالم مین ہیکش ہوتین — ابر رحمت ہی ہوا او امان ترہ باد کو
بھول کر ہمکو نہ او ... — رکہدیا ہی طاق نسیان پر ہماری یاد کو
وصل مجھہ پیو انکو پر ... تا ہو نصیب — کرتی ہی جذب محبت مجتمع اضداد کو
عارضی ہی عشق بلبل حسن گل ہی ... — ہی خزان اکدن بہار گلشن ایجاد کو
ہو جو دعوی ہمسری کا سرو قد یار سے — کاٹ کر گلشن سی باہر پھینک شمشاد کو

جوش وحشت میں یہی ہستی ہے گریباں پھاڑکر
لکھنؤ سے چلیے صحرائے جنون آباد کو

لکھی وہ طفل دبستاں کیا مری خط کا جواب
جو مٹائی صورت حرف غلط اوستاد کو

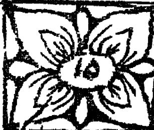
باغ عالم میں گل وحدت نے دکھلائی بہار
باب گلشن موت کا گھر ہو گیا شداد کو

قہر ہے تھوڑا سا صدمہ بھی ضعیفوں کے لیے
زلزلہ موج ہوا ہے خانہ برباد کو

مر گئے کشتوں کی وہ جاتی سے باہر ہٹ گئے
نے کفن رکھا مجھے خلعت دیا جلاد کو



یہہ دعا اللہ سے ہے فصل گل میں اے صبا
باغ بلبل کو مبارک ہو قفس صیاد کو



نہیں ساے سے کچھ بھی ہمسری سرو لب جو کو
کہوں طوبی تو زیبا ہے تمہاری قد دلجو کو

[illegible] نہیں [illegible] غم میں [illegible] آنسو کو
نہیں آرام گہوارے میں بھی اس طفل بدخو کو

[illegible] بچھانا محبت سے پیرو کو
فسون عشق سے کیلا ہے میں نے مار گیسو کو

سمجھو ہے کسطرح قابیل نے ہابیل کو مارا
کوئی بھی اپنے ہاتھوں توڑتا ہے اپنے بازو کو

ہوا اسکے قتیل چشم کا جس وقت وہ کافر
اوٹھایا مردم دیدہ نے سر پر تیغ ابرو کو

تکلف سا ہٹ اپنی ناخنوں سے کھچلی [illegible]
اگر موباف کی حاجت ہوا اوس کافر کے گیسو کو

بہت سے ہمنشیں مجھکو ہے اک لگی جاتی [illegible]
غم و درد و تاسف نے کیا آباد پہلو کو

بعزم صید بازی جب نظا کی جانب صحرا
گرایا خال چشم یار نے گولی سے آہو کو

سحر [illegible] چشم کی مانند ہوشیا تا
دیکھا سامری نے یار [illegible] چشم جادو [illegible]

قیامت ہے بغیر اوس سرو قد کے سیر گلشن کی
سمجھتا ہوں صدائے صور [illegible] قمری کو کو

[illegible] چشم [illegible] سیہ میں [illegible]
چمکتی دیکھتا ہوں سب شب تیرہ میں جگنو کو

تکلف کیا [illegible] میں نیند آتی [illegible]
[illegible] رکھے تیرے سرہانے [illegible] زانو کو

ہے [illegible] میں کشتاں [illegible]
[illegible] انسو کو

علم ہی بحر کا وہ نگاہ مین شست سیہ مانی ہیا — پتہ نا ہون نذر کا نتیجہ جو دیکھون سکی حاجت

۱۴۱ — ۱۰

کبھی وہ دن کہ بوسون کی ہماری لب تھی تشنہ
صبا ابتو ترستی ہین گل رخسار کی بو کو

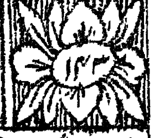
الفت خط سے ملا کوچہ جانان مجھکو — سو بجا پری و یا ملک سلیمان مجھکو
اپنی رونق پہ بھی آپ ہنسی آتی ہے — دم گریہ ہی خیال لب خندان مجھکو
ساکن دیر ہون اک بت کا ہون بندہ بخدا — تو دو وہ کافر مین جو کہتے ہین مسلمان مجھکو
خط بیان تک اوسی لکھون کہ کرون سکھ قلم — ہاتھ لگ جائی اگر دشت نیستان مجھکو
جیتی جی مر گیا مین کر کی خیال انجام — نظر آیا جو کبھی گور غریبان مجھکو
رہا سوتی مین بھی اوس زلف پریشان کا خیال — رات پھر آئی نظر خواب پریشان مجھکو
داغ پر داغ نہ اس طرح سراپا دیتا — یار سمجھا ہی مگر سرو چراغان مجھکو
مین تو رکھتا تھا قدم بھی نہ حسین سی باہر — ای جنون تو نی دکھایا یہ بیابان مجھکو
رات آتی ہی تو یاد آتی ہی وہ زلف سیاہ — دن کو رہتا ہی خیال رخ تابان مجھکو

۱۴۲ — ۲۲

ای صبا بعد فنا بھی ہی یہ خالق سی دعا
عوض خلد ملے کوچہ جانان مجھکو

ای بتو ہم سی یہان اگر جانب فریاد کرو — وہ سنائین تمھین نالی کہ بہت یاد کرو
جان جان پیش نظر حسن کی رو داد کرو — آنکھون سی آئینی کی فرد پہ تم صاد کرو
ای بتو روز ہزارون ستم ایجاد کرو — بندہ موجود ہی تم شوق سی بیداد کرو
گل دستار جو میرا دل ناشاد کرو — طرہ طبلی پہ بھی ای غیرت شمشاد کرو
ناز و انداز سی ہر روز وہ فرماتی ہین — جور تازہ کرو طرفہ ستم ایجاد کرو
ہی جنون مین یہی پیہم مرا زنجیر کا غل — قیس کے روح کا صدقہ مجھی آزاد کرو

خاک مین مجھکو ملا کر وہ صنم کہتا ہے / اپنی اللہ سی جا کر مری فریاد کرو
نکہت آسا مین بہت زار ہون اے غنچہ لبو / ہاتھون مین نہ اوڑا کر مجھے برباد کرو
جشن نوروز مبارک تمھین اے بادہ کشو / پھر بہار آئی ہے پھر میکدہ آباد کرو
تم وہ شیرین ہو کہ اوسکو بھی ہو لوا / چشم پرویز کو زخم سر فرہاد کرو
اے بتو تمکو میسر جو خدائی ہو جاے / صورت آباد کو دم مین عدم آباد کرو



اے صبا ملک عدم کو جو خدا لیجاے
منہ نہ مڑکر طرف عالم ایجاد کرو



جام جم ہے جو چشم بینا ہو / آئینہ ہے جو دل مصفا ہو
ہم ہون ساقی ہو اور صہبا ہو / شب مہ ہو کنار دریا ہو
کچھہ اثر آہ مین جو پیدا ہو / پھر ہو جاے حشر برپا ہو
کچھہ اگر دیدہ کا نتیجہ ہو / چشمہ مہر چشم حیرا ہو
بھر دیا مجھہ فقیر مست کا جام / ساقیا تو ہو اور وہ پینا ہو
ناصحا پند سب مجھسے وحشی کو / اوسکو سمجھا جو کچھہ سمجھتا ہو
خضر کا کام راہزن سے لے / چال وہ چل کہ غیر اپنا ہو
لاکھہ قربان کوئی جان کرے / بخدا وہ جو بت کسیکا ہو
دہن یار کا کھلے عقدہ / حل کسیطرح یہہ معما ہو



بیٹھہ رہ اے صبا کہین چل کر
اس مین کعبہ ہو یا کلیسا ہو



کوئی صورت ہے کہ صفا ہو / آئینہ دل خدا نما ہو
ماشاء اللہ چشم بد دور / کیا خوب جوان مہ لقا ہو

منصف ہوں شیخ و گبر دل میں | قصہ چکا بلے فیصلا ہو

دوزخ کو بھی مات کر دیا ہے | ای سوزش دل ترا برا ہو

سند کیسی فقیر ہوں میں | تھوڑی سی جگہہ ہو بوریا ہو

کہتے ہیں وہ میرے دیکھنے پر | دیکھو کوئی نہ دیکھتا ہو

معلوم ہیں واعظوں کی باتیں | اوس سے کہیں جو نہ جانتا ہو

یارو سمجھاؤ اوس صنم کو | کیسے تم بندۂ خدا ہو

گلچین ممکن ہے پھول توڑے | بلبل نالہ بھی جانتا ہو

کس سے ملتا ہے دیکھ اے دل | غافل اپنی ہو و نما ہو

سن سے کبھی محبت فقیر کی بھی | اللہ کرے ترا بھلا ہو

یہ حال ہے لٹا دل کو کھو کر | جیسے کوئی لٹا ہوا ہو

اولٹی اولٹی نہ کیوں ہوں باتیں | تیر ہے تیر سب سے خفا ہو

بندہ باہر سب کچھ نہیں ہے | جب چاہے اجل کا سامنا ہو

اللہ کرے نامۂ عمل پر | تیرا لقب لکھا ہوا ہو

اے یار کبھی تو کام آؤ | اتنی مدت کے آشنا ہو

ابرو سے چشم سے نگہ سے | آفت ہو قہر ہو بلا ہو

کب سے امید و بیم میں ہیں | جو کچھ ہونا ہو یا خدا ہو

کچھ رحم بھی ہے خدا خدا کر | بندے سے صبر تا کجا ہو



پڑھتے ہو صبا بتوں کا کلمہ
کہنے کو بندۂ خدا ہو



جو عدو سے باغ ہو برباد ہو | کوئی ہو گلچین ہو یا صیاد ہو

تجھسا عاشق ہو و بیداد ہو — تم بڑے سفاک ہو جلاد ہو

کوچہ جانان سے مطلب ہی نہین — دیر ویران ہو حرم برباد ہو

قید مذہب واقعی اک روگ ہی — آدمی کو چاہیئے آزاد ہو

دور دور محتسب سے ساقیا — ہاے کیونکر میکدہ آباد ہو

بک گئے ہین آپ تو غیرونکے ہاتھ — بندہ پرور آپ غلام آزاد ہو

سیر ممنوع اللہ ری صیاد کو — باغ ویران ہو قفس آباد ہو

سرو قدون سے اگر پالا پڑے — خوب سیدھا باغ مین شمشاد ہو

آئینہ دل کا جو دکھلادون اونھین — جای حیرت ہو عجب روداد ہو

تم وہ ہو مرجائین تو بھی غم نہو — عیش ہو عشرت ہو خوش ہو شاد ہو

گنبد گردون پہ ای دل آہ سے — کچھ نہ کچھ آفت پڑی افتاد ہو

موت ہنستی ہی خضر کے حال پر — تابکجا ہستی سے بے بنیاد ہو

موسم گل ہو جنون کا جوش ہو — جابجا حداد ہو فصاد ہو

کان رکھکر وہ مرے نالے سنے — زلف دود شعلہ فریاد ہو

مین وہ بلبل ہون جسے فی دونو مین ایک — باغ ہو یا خانہ صیاد ہو

نذر سر کرتا ہون مین ای شاہ حسن — حکم ہو جلاد کو ارشاد ہو

رنگ لایا ہی لڑکپن آپ کا — نوبہار گلشن ایجاد ہو

کیا قیامت ہی برا ہو موت کا — ہم نہ ہون یہ عالم ایجاد ہو

بار اٹھایون اوٹھین محشر کو ہم — ہاتھ ہو اور دامن جلاد ہو

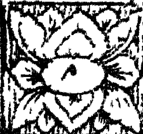
ظاہر و باطن بیت ای دل فرق ہو — بت بغل مین ہو خدا کی یاد ہو

ان رقیبون کو خدا غارت کرے — آپ ہون یہ عاشق ناشاد ہو

آپ کو اپنی خوشی سے کام ہے
کوئی ناخوش ہو کوئی ناشاد ہو

آہ آنا بھی ہے مٹانے کے لیے
نقش ہستی بھی بنا ہے برباد ہو

جا تئی گلشن میں ہو تو ای نونہال
کیا توارد مصرع شمشاد ہو

خوب ہی اوس گل کو لائی راہ پر
ای صبا تم بھی بڑی اوستاد ہو

کھینچے ہے ہمکو کانٹوں میں چمن کی آرزو
رفتہ رفتہ جائیگی وطن کی آرزو

صورت مینا ہیں تعظیم و تواضع میں عیان
ساقیا ہے انتظام انجمن کی آرزو

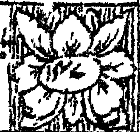
کھل گیا ہمکو یہہ مضمون کمر سی یار کے
غیب سی بر آتی ہے اہل سخن کی آرزو

وحشت دل لی اوڑی ہمکو بیابانکی طرف
دل کی دل ہی میں رہی اہل وطن کی آرزو

ای فلک تیری زمین تجھپر غضب تو نے کیا
خاک میں کیسی ملادی کوہکن کی آرزو

مثل گل اچھا ہی جامہ ہو لباس آخرت
ای فلک ہمکو نہیں تجھسی کفن کی آرزو

باغ میں تو نے قدم رکھا جو ای سرو سے
کیا ہی بر آئی جوانان چمن کی آرزو




باغ عالم کا نرالا رنگ دیکھا ای صبا
داغ پاتا ہی جو کرتا ہے چمن کی آرزو

فی الحقیقت تم بہت مرغوب اور منظور ہو
دل کی آگ سے بن ہوا آنکھونکی آگی نور ہو

بندگی کرتی پر ای زاہد نہ یون مغرور ہو
سینہ جب بیدار تو تشنہ دل سے دور ہو

سیر ہو پھر جلوہ فرما وہ سراپا نور ہو
پھر وہی رات آئی پھر روشن چراغ طور ہو

وحدت موجود میں جو ہمکو ہی کثرت منظور ہو
پنبہ مینائی ہی مغز سر منصور ہو

اوس سراپا نور کا عاشق جو قیس طور ہو
داغ سودا لالہ دامان کوہ طور ہو

روشنی کی سیر اوس گل کو جو منظور ہو
شمع کا شعلہ بیاض دیدہ بی نور ہو

دیکھتے ہین ہم دیکھنا جسکا ہمین منظور ہے
کیا تماشا ہو جو یہ غفلت کا پردہ دور ہو

یون جہتک کر تو مری آئنۂ دل کو نہ دے
دیکھ او کافر یہ شیشہ ہی نہ چکنا چور ہو

نہ مفلس مین بہت نادم ہین تجہسے ای کلال
اک ایک بوتل کا تو ڈرا دین اگر مقدور ہو

عاشقون کو شکر کرنا چاہیے ہر حال مین
ای جنون اللہ کی جانب سے تم مامور ہو

شانہ بگل کرتا ای صیاد غش آی ہمین
خون بلبل کا ذرا صحن چمن سے دور ہو

دل کی سوزش نے چراغ جان کو یون جہلکا دیا
خوب روشن جسطرح شمع شب دیجور ہو

جب نہ دی ساقی تو ایسی گرمین کچھ نالہ کرون
چرخ مینائی زمین پر گر کے چکنا چور ہو

پیمانہ رکھے کسطرح ہم لکا کی کس طرح
کیا کرے وہ جسکے دل مین عشق کا ناسور ہو

کچھ بہی تمکو ہی ادب پاس جناب عشق ہے
دور ہو ناصح ہمارے سامنے سے دور ہو

کوئی دم کا غم نہین کوئی مرے پیغام اپنا
ای بتو اللہ اکبر کس قدر مغرور ہو

یہی ہی حالت تو پہلو مین کہونگا کبہی
کوئی سوا ہمین جگر ہو یا دل رنجور ہو

تو پلا دے جام لیکر مجہہ فقیر مست کا
ہمرہ جمشید تو ای محتسب محشور ہو

بہنڈ دیگا دکھ تیرے خوشی ہی کام ہے
ہمکو بہی منظور ہی جو کچھ تجہے منظور ہو

خوب سیاہی ہی آج تو اودی گہٹا چہائی ہے
ساقیا ہان برق کوئی ساغر بلور ہو

کوئی سرکش ہو کوئی عاجز ہو یہ کیا بات ہے
آپ ہی مختار ہو تم آپ ہی مجبور ہو

کیا ہوا ہے وہ تمہارا میرزایانہ مزاج
اوس طرح پیش آؤ جو معمول جو دستور ہو

چاہیے پانی کی بدلی آگ برسی ای فلک
ابر کا ٹکڑا اگر آوے دل محرور ہو

ای تصور تیرے آگے وصل کیا اور ہجر کیا
ایک عالم چاہیے نزدیک ہو یا دور ہو

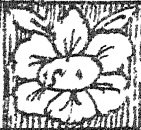
کون پوچھیگا اسی زلف سیاہ کو چھوڑ کر
زاہدا بالفرض مانا ہے پر خدا کا نور ہو

فصل باران ہو سنو صحن گلستان ہو نہ ہو
کچھ مہو اک مین ہون اور اک ساقی مخمور ہو

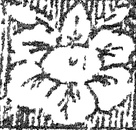
قیس سے تو چھپ نہین سکتی تھی ای محمل نشین
ایک پردہ کیا جو سو پردون مین بھی ...

شوق موسی کو بہت تھی جلوہ دیدار کا
پیچ مین سر کے کہین جاکے نہ کھو دین ہوش

جسکا مطلب ہی اوس بات کی کیا بات ہے
شعر وہ کیجیے ادہر سے ادہر مشہور ہو



صورت منصور چپ ہو انا الحق بول کر
اختیار ہے کب ای صبا مجبور ہے



بیتاب غم سے جان ہے دل حزین ہے
کچھ بھی نہو جو عشق ... حسین ہو

اٹھا سمند عشق دم واپسین نہو
حسرات ... با نفس آتشین نہو

مر جاؤنگا مین دیکھ تو چین جبین نہو
برق غضب مین نگہ خشمگین نہو

اوٹھی خرام ناز کو وہ دہوم ہر کہین
فتنہ بپا ہوا ہے قیامت کہین نہو

ان غمزون کا روز قیامت حساب ہے
ای شوخ تیر کے نشان جبین نہو

گر پاس ابرو ہے تجھے کہ نظر رہے
بہ تر حباب سمجھی جو ور تہ نشین نہو

مجرم ہون میری لاش نہ دے تو کنار نیل
اس جرم پر فشار تجھے ای زمین نہو

اونہین کی حشر تک بھی نہ ہم کو ہی یاد ہے
سہیہ اعتکاف زاہد عزلت گزین نہو

اتنا ہی عیب ہی کہ وہ بت بد مزاج ہے
منہ صاف آئینہ ہے جو چین جبین نہو

ملبوس خاک ٹہیک ہی تن پر فقیر کے
پروا نہین گلیم نہو پوستین نہو

دریا دلی دکھاتی ہین گلگشت باغ مین
ساقی لگاون کشتی می کا کہین نہو

لائی ہے یہ ہی کچھ آج حرارہ دم سحر
ڈر ہے طلوع مہر قیامت کہین نہو

تاثیر نالہ دل سوزان سے ای غلام
سہیہ خاک ان کہین کرہ آتشین نہو

محشر کو چاہیے ہے او گنہ پر تجھے
کہا کر مت خاک کو خوش اہل زمین نہو

اغیار کی تہ عشق عتاب نے پہ جا ...
کھوئی بلا کرے ... ناز نین نہو

پیش خدا عزیز ہی موتی غریب کا
دو چار گز کفن ہو دو گز زمین ہو

تمکو چمن مین دیکھ کے کیون رنگ گل اڑا
کیا سیر ہی کچھ اور تماشا کہین ہو

انجام مین کو خاک نہین لطف زندگی
مرنے کا دھیان تا نفس واپسین ہو

آتا ہی اوس صبیح کو گلگشت کا خیال
داغی برنگ لالہ گل یاسمین ہو

گو کاہ ہون یہ قصد ہی کوہ وقار سے
وہ بوجھ جو اوٹھا لی متحمل زمین ہو

١٧٩

وہ حال دل کا ہی جو صبا ہم بیان کرین
اللہ جانتا ہی بتون کو یقین نہو

٢٢

دنیا ہی بدنما و کا سودا ہی سر کی ساتھ
انجام ہو بخیر کہ شر ہی بشر کی ساتھ

سب مجھسے تم ملو جو محبت ہی زر کے ساتھ
ممکن نہین صفائی دلی اس کدر کی ساتھ

رہتی تو ہین رقیب بہت اوس قمر کی ساتھ
معلوم ہو جو نالہ دل ہو ان اثر کی ساتھ

گردش سی آسمان کی چکرا رہی ہین ہم
کشتی ہماری گھوم رہی ہی بھنور کی ساتھ

ہنستی ہوئی کو دیکھکر آجاتی ہی ہنسی
قاتل بھی ہمنفس پڑا مری زخم جگر کی ساتھ

جنت مین چلین کیجیے ہمت سی ہی بعید
جلنے کا لطف اوٹھاتی اہل سقر کے ساتھ

عشق غبار خط مین رہی آبرو کا دھیان
ہی لطف اس سفوف کا آب گہر کی ساتھ

صبح شب وصال ہی کیون نعرہ زن نہون
پڑتی ہی مو کری مری دل پہ گجر کی ساتھ

چلیے تماشا دین رنگ جوانان باغ کا
گلگشت کو چلین جو چلو تم نگہر کی ساتھ

شیرین لبون کے عشق مین سے اگر دم نشب
کر لو مین عضو تن پہ دین نیشکر کی ساتھ

ٹپکا ادا سی باندہ کی کیا پیچ کر گئے
دل لگ گیا لپیٹ مین اونکی کمر کے ساتھ

کھلتی نہین حقیقت عشق ثمرہ مین
کرتی ہی چھیڑ کیون رگ جان نیشتر کی ساتھ

پیچھے سے مین لاغ عشق ہو مدار نا کو کیا
[illegible] طلوع سحر کی ساتھ

ساقی بغیر سوکھ کے کانٹا ہوئی مگر
رونے پہ ہم نکلے ہوے ہین ابر تر کی ساتھ

مرنے پہ بھی ہی جو حرارت ہی عشق کے
کیا جیتے جی کرے دل سوزان شرر کی ساتھ

جاہ و حشم کا کام نہین ہی اہ عشق مین
وزری بھی ہون بلند نہ گرد سفر کی ساتھ

دل کی سبب سے جسم کی مٹی ہوئی خراب
آئی بلا صدف پہ نکلکر گہر کے ساتھ

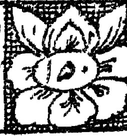
نخل حیات کی لیی سم ہی سموم عشق
کیا لاگ اس ہوا کو ہے اس شجر کی ساتھ

ہمدرد ہو تو نالۂ دل کی بہار ہے
بلبل کو چھوڑدے کوئی مجھ نوحہ گر کی ساتھ

اہل جہان کو کیا نہ دیا آسمان سے
کس نوک جھونک سی مین رہا او قمر کی ساتھ

دنیا سے چلیے لیکے گناہونکی ہیر پھیر
دوزخ کو جاتے تو بڑے کر و فر کے ساتھ

زلف پری کیطرح جو پیچان ہوا ہوا
دل لستگی سی ہو گئی آہ جگر کی ساتھ



اللہ ری شوق منزل مقصد کا ای صبا
تھک تھک گئی ہوا مری گرد سفر کی ساتھ



کیا منہہ مری طرح سی جو ہو تشنہ آئینہ
ہی عاشقون مین یار کی اک عمر آئینہ

چھٹتا نہین ہی ساقی خود بین کی ہاتھ سے
کشتی می کا ہو گیا ہے لنگر آئینہ

دیدِ صفائی رخ نے ہوا پر چڑہا دیا
اوس غیرت پری کو ہوا شہپر آئینہ

ثابت ہی خون عاشق خطِ عذار یار
رکہتا ہی جوہر و کی سے خطِ محضر آئینہ

گر ہمسری کریگا کف پای یار سے
توڑیگا اپنی ہاتھ سے اسکندر آئینہ

کیفیت شراب جو صورت پذیر ہے
ہمہ رند بادہ نوش کا ہی ساغر آئینہ

صورت کا آشنا ہو معنی کی دیکھے
ای خود پسند دیکھ تو بن ٹھکر آئینہ

دیکھے جو روے یار تو ایسا تپاک سے
رکھدا نی منہہ کسیکو نہ تا محشر آئینہ

تاثیر عشق [illegible] دیکھنا
کیا قند کی شکل ہو گیا ہی لاغر آئینہ

ہوگا جنون عشق جو تیر مژگان یار کا | کھائیگا اپنی جوہرون سے نشتر آئینہ
کہتا ہی وہ صنم دل عاشق کو توڑ کر | بازار مین ہی ایک سی پاک بہتر آئینہ
حیران کیا ہی دیکھ کے رخسار یار نے | جامے سے اپنے ہوگیا ہی باہر آئینہ
گر داغ پڑے گی الفت ابروی یار مین | سنگ فسان بنیگا نہ خنجر آئینہ
سودے مین عشق روی صنم کی یہ شکل ہے | منہہ پر ہمارے مارتا ہی پتھر آئینہ
اوس شعلہ رو کی ہاتھ نہ مٹی خراب ہو | جل کر ہی ورنہ اک کف خاکستر آئینہ
منہہ رکھکے اونکے منہہ پہ مین سویا جو شب وصال | گل تکیے کی جگہہ پہ رہا شب بہر آئینہ
دریای عشق کی جو کبھی بہیر مین پڑے | گرداب کی طرح سے کری چکر آئینہ
دو ٹکڑے ہوگا پڑتی ہی تیغ نگاہ یار | گو جانہ نہ دکار رکھے کبتر آئینہ
تار آنسوونکا باندہ کے دیکھون جو ہجر مین | بن جاے صورت ورق مسطر آئینہ
مشتاق روی یار کو مدنظر نہین | لیجاے اپنی گور مین اسکندر آئینہ



اللہ ری صفائی رخ یار ای صبا
حیران مین ہوا جو ہوا ششدر آئینہ



ہی آج اغنیا کو میسر ہزار کچھہ | خبر خاک گل نہین ہے میان قرار کچھہ
ٹالو نہ کل پہ آج کا تم وعدہ وصال | ایجان زندگی کا نہین اعتبار کچھہ
آئینہ دیکھکر نہ بہت کیجیے غرور | اس حسن عارضی کا نہین اعتبار کچھہ
کیونکر نکال کر اسے پہلو سے پھینکدون | مجھکو مین ہی دل پہ نہین اختیار کچھہ
کچھہ سنبل چمن سے ہی طرہ ہی اونکی زلف | نازک مین برگ گل سی ہی اونکی عذار کچھہ
ہی تیغ مین روح مثل ہوای سر حباب | ہجر حیات مین زیست کا ہی اعتبار کچھہ
دیکھی جو یار کی دندان کی آب و تاب | ہی آب ہوسکے گہر آبدار کچھہ

یا فیان مقوش کی یہی دنیا ہون میں جیہ
دیتا ہی جب مجھے مرا پیمبر دگار کھیپ

تصویر اپنی چاند سے ای نوجوان دیکھ
آئینہ لیکے ہاتھ مین خالق کی شان دیکھ

اپنی ستم کا لطف ذرا ای جوان دیکھ
کیا کیا تڑپ تڑپ کی نکلتی ہی جان دیکھ

ایسا نہو کہ نجہت کمسن اور رنگ لاے
رہ رہکے یون گلون کو نہ ای باغبان دیکھ

ممکن نہین کہ یون در مقصد تجھے ملے
اس جنس کی تلاش مین اک اک دکان دیکھ

بیجا ہی بام یار سے دعوائے ہمسری
اپنی ذرا بساط تو ای آسمان دیکھ

ای یار حال الفت مژگان ہی دیدنی
کیسے جگر مین تیر گئی یہ سنان دیکھ

جاتا ہے میرے پاس کیون اے خیال یار
پائیگا پھر نہ خانہ دل سا مکان دیکھ

ہم دین دعائین تجھکو تو دی گالیان ہمین
اپنی زبان دیکھ ہماری زبان دیکھ

کیا دیکھتا ہی قتل کر ای نازنین ہمین
اتنا بھی آپ کو نہ ہمارا یہان دیکھ

غافل یہیہ جان کہ نشانی ہی موت کی
جس جا زمین پر تو لحد کا نشان دیکھ

ممکن نہین کہ تیری فرشتون سے بنی وہان
تا حق بگڑ نہ جای کہین آسمان دیکھ

ایسا نہو کہ یار تو پچھتا ہی بعد ازین
اچھا نہین سبب عاشقون کا امتحان دیکھ

پہلے سے اسکے عرض ہو ناقی کو کوئی کر
مجنون غریب ساتھ ہی ای ساربان دیکھ

کیا کیا دکھا ہی رنج والم تو نے ای فلک
یہ تو مکر دیہی ہی مین مری آن بان دیکھ

کب تک یہان کی سیر کریگا تو اے صبا
لے چل جہان اس جہان سی اب وہ جہان دیکھ

تخفیف جور دام بلا ہو تو چاہیئے
کوتاہ اونکی زلف رسا ہو تو چاہیئے

حسن ای جنون جو عشق نما ہو تو چاہیئے
سایہ کسی پری کا ثنا ہو تو چاہیئے

جو رتبا ان مین شکر خدا ہو تو جانیے
وقتِ قضا نماز ادا ہو تو جانیے

چھوٹے کسی طرح قفسِ تن سی مرغِ روح
یہ بلبل اسیر رہا ہو تو جانیے

آگاہ میری حالتِ دل سی نہین ہین آپ
کچھہ رنج دشمنون کو ہوا ہو تو جانیے

سنتے ہین مدتون سے مسیح زمان ہین
کچھہ اپنی دردِ دل کی دوا ہو تو جانیے

یا ہمسران وحشیون کے لیے سنگ کو دکان
لو ہا جو بیٹہ لوہے کا طلا ہو تو جانیے

بیمار خال یار کو صحت نصیب ہو
یہ پیٹکے گا نٹہ حبِ شفا ہو تو جانیے

پیٹے وہ بت خود آکے مری جسم زار سے
تنکے مین جذب کاہ ربا ہو تو جانیے

اوس بت کا کوچہ کعبہ ہو یا سومنات ہو
جب اپنی مستجاب دعا ہو تو جانیے

کچھہ جای دم زدن نہین اسرار عشق مین
یہہ ماجرا کسی سی سنا ہو تو جانیے

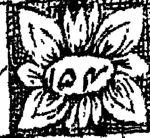
یارب برا ہو دشمن تزئین حسن کا
رسوائی خلق درد جدا ہو تو جانیے

کیونکر کہے حقیقت آغاز خط یار
سقسوم کا لکہا جو پڑہا ہو تو جانیے

بیجا ہی ناز دولت حسن شباب پر
صاحب اگر کسیکا بھلا ہو تو جانیے

اونکی نظر پڑی مری اشکون کے تار پر
مرغ نگاہ رشتہ بپا ہو تو جانیے

وہ خوبرو کہین مرے کہنے کو مان لے
مقبول شاہ عجز گدا ہو تو جانیے



اوس سنگدل کی دل مین مرے جا ہوا ای صبا
کندہ نگین پہ حرف وفا ہو تو جانیے



خیال خام ہی امید کہنا فیض دشمن سے
نہین ونکی کسیکی پیاس بجہتی آب آہن سے

شب فرقت مین جب روتے اندہیرا دیکہا گہر کا
چراغ آنکہونکے روشن ہوگئے اشکونکی روغن سے

خمیدہ ہون لیسان حلقہ زنجیر وحشت مین
وہ لاغر ہون کہ ہنسلی کم نہین ہی طوق آہن سے

نظر آئی ترا سوکہا مجہہ زار کو کیونکر
نہین کچھہ واسطہ بیمار نظر کو چشم سوزن سے

خلش کچھ پہ خاکساروں سے نہیں خار تعلق کو
کوئی کانٹا کبھی الجھا نہیں صحرا کی دامن سے

ہمیں ہیں چشم شوق دید میں زنجیر آساں ہو
لگی رہتی ہیں آنکھیں تیری در دیوار روزن سے

نہ کھایا رحم چرخ کینہ پرور نے ضعیفوں کا
نصیب مور بے کب دانہ ہوا انجم کی خرمن سے

ستم عشاق پر اچھا نہیں اس چرخ ظالم کا
حذر کر آہ سے فریاد سے نالے سے شیون سے

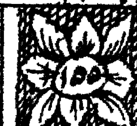
لگا کر ناک ساغر کو جو سونگھا اوس نے
چراغ بادہ کو روشن کیا کیا شمع روشن سے

حقیقت میں کیا گمراہ ہی دل عقل نے مجھکو
ہوا غارت نپا تو پوچھ کر منزل کا رہزن سے

فراق یار میں ہی دور سے مے خواری ساقی
نہیں ہے ساغر بلور کم سنگ فلاخن سے

لگا کر تیغ ای قاتل مجھے ٹھنڈا کیا تو نے
بجھائی آتش شوق شہادت آب آہن سے

ہوئی ہم خاک ہی مر کر پر اوس کوچہ میں
لپٹے رہتے ہیں بر رنگ گرد رہ قاتل کی دامن سے


۱۵۵

نئی سوجھی ہی شوق دید گل میں اے صبا مجھکو
بدلتا ہوں میں آنکھیں روزن دیوار گلشن سے


۱۲

بہار آئی کہیں ان سی بہار او جھیں میانا مجھکو
چڑھا دیں تربت مجنوں پہ تار اپنی گریبان کے

قیامت کے صباحت بے مثال ابرو ہے جاناں کے
پڑے رہ جان باز ہو سینہ پر تیرے شمشیر آں کے

ترا بوٹا سا قد گلگشت میں یاد آگیا مجھکو
گلی لگ لگ کی رویا خوب میں سرو گلستان کے

قلم کی طرح سر تن سے قلم ہونا تھا قسمت میں
شہادت لکھی تھی ہاتھوں سے کسی طفل دبستان کے

ہوا اگر شغل شانہ دسترس سینہ ہا تنا زنگا
نکل جائیں گے بل ساری تمہاری زلف پیچاں کے

جنوں کا شغل تنہائی ہی ہاتھوں سے مجھ سی پہلے
بہت چھپتا ہی ہم پہ پرزے اور اکر گریبان کے

ہوا آغاز خط لازم ہی ہی ای نوجوان صدقہ
تصدق میں بھی ہیں قیدی تی چاہ زنخدان کے

بہرا آنکی طرف سے آبلی کس طرح میں ہی
خلش کیونکر ہیں کیوں مجھ سے جنوں کا تھی بیابان کے

ندی تو لقمتے کھینچو اگر لکہ کو [illegible]
ہنگر یوں منتشر ہے ہر خدا اوراق قرآن کے

نہ کیون اتّل ہو روے شمس و کے یار سے آگے — فروغ ماہ ہو گیا روبرو مہر و رخشان کے
خدا بھی بے نیاز اور بُت بھی بے پروا ہین شدّت سے — مجھے آتا ہے رونا حال پر گبر و مسلمان کے

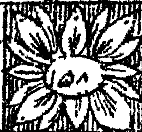
۵۶ **۱۰**
مزا دیتے ہین بعد فنا بھی خلد کے میوے
صبا بوسے وہ لینے یاد ہین سیب زنخدان کے

مرے حال پر رحم کرتا نہین ہے — خدا سے بھی ای بت تو ڈرتا نہین ہے
کھون کیون نہ مین عرش کا اوسکو تارا — وہ مہ بام پر سے اوترتا نہین ہے
لیے مین ترے مصحف رخ کو بوسے — مسلمان ہے بندہ مکرتا نہین ہے
کرون ہجر ساقی مین کیا بادہ نوشی — کہ پانی گلے سے اوترتا نہین ہے
پتا کوے قاتل کا دیتا ہون قاصد — کوئی اوس طرف سے گذرتا نہین ہے
رکھے ظرف کیا کوئی کم مایہ ہوکر — حباب آب گوہر مین اوبھرتا نہین ہے
قضا کی نشانی ہے الفت بتون کی — وہ جیتا ہے جو اونپہ مرتا نہین ہے
نہین ہندو کو کام خوبون کے زر سے — کوئی جیب گل کو کترتا نہین ہے
نہ کیا کسی نے طامع کوشت کر — کبھی پیٹ ظالم کا بھرتا نہین ہے

۵۷ **۱۱**
صبا بیٹھ رہ ہاتھ پر ہاتھ دھر کر
کوئی کام تجھسے سنورتا نہین ہے

عاشق قد ہون کس کی یہ رفعت ہوگی — ساقی پا عرش کی شمع سر تربت ہوگی
نامے کرینگے جو بندیکو اجازت ہوگی — حشر ہو جائیگا ایجان قیامت ہوگی
ای صنم وصل ترا مجھکو میسر ہوگا — کچھ اگر عشق مجازی کی حقیقت ہوگی
حال انجام کا آغاز مین معلوم نہ تھا — کیا سمجھتے تھے تم یہان مصیبت ہوگی
مجھسے باتین نہ تعلّی کی کیا کر واعظ — قامت یار سے بڑھ کر نہ قیامت ہوگی

محشر نشان ہے تیرے جسم کی بیہارے پر | ایکدن خاک پہ مٹی کی عمارت ہوگی
اے مجھے ... نہ شب وصل میں باتیں کیجے | دام غم جان کو موج ہی عشرت ہوگی
ہے شب وصل میں گھر یار کا بجنا جو | صبح ہو جائیگی تو کیا مرے نوبت ہوگی
قامت یار سے عاشق جو اٹھینگے مرکر | حشر میں حشر قیامت میں قیامت ہوگی
لاش کو دفن نہ کرنا وہ جو کیا ہے مجھے قتل | دیکھ لیگا کوئی مفسد تو قباحت ہوگی
آپ ہی اپنی ذرا جور و ستم کو دیکھیں | ہم اگر عرض کرینگے تو شکایت ہوگی
بغل گور میں بیتابی دل کے ہاتھوں | مر گئے پر بھی ہمیں خاک نہ راحت ہوگی
جان جان ظلم ہے خاطر شکنی عاشق کی | کعبۂ دل کو جو توڑوگے تو بدعت ہوگی
سخت جانی کی سبب شرم سے میں کٹتا ہوں | ہاتھ وہ کہہ جائینگے قاتل کو اذیت ہوگی
مجھسے اک روز معما سے بگڑ جائے گی | بحث اے طفل دبستان ترے بابت ہوگی
نہ ملا خاک میں اے عشق دل سوزاں کو | ذرے میں گرمی خورشید قیامت ہوگی
خون عاشق کی گواہی کی نہ محشر میں | تیغ جلاد کی انگشت شہادت ہوگی



چاہیے عشق حقیقی نہ بتوں کو دل دے
اے **صبا** دیکھ امانت میں خیانت ہوگی

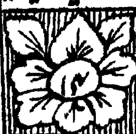


ڈرتا ہے مجھسے او ستم ایجاد کس لیے | بنتا ہے آدمی سے پریزاد کس لیے
دعوی جو عشق کا ہے تو فریاد کس لیے | یہ آہ آہ اے دل ناشاد کس لیے
ہر دم ہے تیز خنجر بیداد کس لیے | یہ ظلم و جور اے ستم ایجاد کس لیے
گر صورت مجاز و حقیقت معائنہ | پیدا ہوا ہے عالم ایجاد کس لیے
ہنسا کر گلگونکی طرح گلستاں میں ہر چمن | عشرت و رو زردہ ہے یہ بیداد کس لیے
قربان کیجیے اسے صدقے اتار لیے | اے جان ہے یہ دل ناشاد کس لیے

کیسا اے صنم تری دل عاشق مین جا نہ ہو — پہلو کیا رقیب کا آباد کس لیے
نزدیک بیٹھین حضور نہ اغیار پر کرین — موجود ہی یہہ تابع ارشاد کس لیے
رونے کی جا ہی بس مین کسی کی نہو کوئی — ہنستا ہی میرے حال پہ صیاد کس لیے
اوس سرو قد کا عشق جو ہوتا نہ پیشوا — ماتھی پہ کھینچتے الف آزاد کس لیے
کوچی ہی اوس صنم کی نہوتی اگر مثال — بنتا بہشت گلشن شداد کس لیے
اوس سرو کی ہی زلف سی شانے کو دستی — طرہ نہ سمجھے آپ کو شمشاد کس لیے
یہہ رنگ رخ ہی صورت تصویر عارضی — اے بت غرور حسن خدا داد کس لیے
شہرستان ہی اے دل نالان خموش ہو — پوچھیگا کون کرتا ہی فریاد کس لیے
یارب چمن مین کون سا بلبل ہوا اسیر — سجدے سے ہزارون کرتی ہین صیاد کس لیے



طوبی سی بھی مثال قیامت ہی اے صبا
مصرع قد یار پہ ایراد کس لیے



بغیر ساغر جی اختصار مین گذری — عجب طرح کی قیامت خمار مین گذری
کبھی خزان مین کبھی نو بہار مین گذری — کب ایک سی چمن روزگار مین گذری
جنون کا داغ لگا گر جیا اسیر ہوئے — ہزار رنگ کی آفت بہار مین گذری
بتونکے عشق مین مجھکو ہلاک کر ڈالا — یہہ کیا مشیت پروردگار مین گذری
بہار خندہ گل کی کبھی نہ بھولی گی — بڑی خوشی چمن روزگار مین گذری
کدورتونکے سبب دل رہا تہ و بالا — بسان شیشۂ ساعت غبار مین گذری
ہمارا طائر دل صید ہو گیا دم مین — ذرا بھی دیر نہ تمکو شکار مین گذری
عجیب شکل تھی اپنی سیاہ خانے کی — حقیقتاً شب فرقت قرار مین گذری
ضرور تربیت غنچہ گل پڑیا مین گئے — جو اپکی خیر سے فصل بہار مین گذری

فلک کی شام ہی سی بھور کر دیا مجھکو ۔ نہ وہ گھڑی بھی شب انتظار مین گذری

ہزار حیف چمن مین حباب رنگ پنا ۔ برنگ برگ خزانی بہار مین گذری

بہار عمر دو روزہ یہ جای عبرت ہی ۔ گلو نہ سیہ کیا چمن روزگار مین گذری

چلے عدم کو نہایت یہ تنگ ہو کر ہم ۔ نہ گنبد فلک کج مدار مین گذری

۱۶۰ صبا کوئی نہ پس مرگ پوچھنے آیا
کہو فرشتون سے کیسی مزار مین گذری ۱۳

وجہہ حسرت کلال کی ہوتے ۔ دختر رز حلال کی ہوتی

کچھہ جو فکر مآل کی ہوتے ۔ خوب صورت وصال کی ہوتے

آئینے مین نہ تمنے منہہ دیکھا ۔ قدر مجھ جمال کی ہوتے

ابر آیا ہے دل تڑپتا ہے ۔ کہین بھٹی کلال کی ہوتے

کبھی آتی نہ روح قالب مین ۔ گر خبر کچھہ مآل کی ہوتے

تم نہ آتے تو شب کو چادر مہ ۔ پوٹ گرد ملال کی ہوتے

کہتی ہی فوج آرزو دل سے ۔ لوٹ تارون کی مال کی ہوتے

موسم گل مین اگر واعظ نے ۔ بط می تاک حلال کی ہوتے

حیف مین اونکا آئنہ ہوا ۔ خوب ہی دیکھہ بھال کی ہوتے

موت آتی جو عشق گیسو مین ۔ مغفرت بال بال کی ہوتے

اونکی رفتار ناز او ڑالیتا ۔ کبک نے کچھہ تو چال کی ہوتے

توڑتے گر نہ آئنہ دل کا ۔ روز صورت مآل کی ہوتے

۱۶۱ ای صبا پیش ابروی جانان
خاک رویت ہلال کی ہوتے ۱۴

تری نظر سے جو دور ہے ابو تراب گرے
فلک زمین پہ ذرے پر آفتاب گرے

تمہارے دور میں گر خاک پر شراب گرے
پڑے زمین پر افتادہ آفتاب گرے

جلو میں ساتھ جو مجھ سا نیاز مند نہ ہو
سمند ناز سے تو ای شہ رکاب گرے

مزے میں دہر کے کیفیت الست مٹے
کباب عالم پیوست شہر ناب گرے

زمین نے بھی نہ سٹے عزیز کی اپنی
تری نظر سے جو ہم ای فلک جناب گرے

بغیر یار ہوئے بزم سے تہ و بالا
شراب خم سے بھی سینے سے کباب گرے

حیا ہی یار ادا دوسے ہماری آہوں نے
ہوا کچھ ایسی چلی پردہ حجاب گرے

وہ شوق قتل سمائی لہو کے جام قتل
دہان زخم سے تلوار کا لعاب گرے

وہ آفتاب چڑھے رات کو جو کوٹھے پر
فلک پہ دیدۂ انجم سے ماہتاب گرے

ترقیوں پہ ہے رونا فراق ساقی میں
کہیں نہ سقف کہن کیطرح سحاب گرے

ہوای عشق کی جو کو لے باغ عالم میں
ہزار ناتچہ گلشن سے شباب گرے

نہ کیجیو اثر ای بیقراری شب ہجر
پلنگ سے نہ کہیں رہ میان خواب گرے

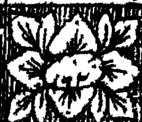
مثال دیر بھرے ہیں بتوں کے تصویریں
الٰہی قصر دل خانمان خراب گرے

تری نگہ سے ہے ڈرے ایک طائر دل پہ
ہزار دن باز گری سیکڑوں عقاب گرے

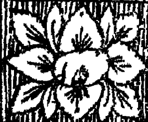
دکھا ہیو خط تقدیر یہ جستر کو اسے دل
نہ بند سے مہہ جستم تا دم حساب گرے

ہو بہر رو سے زمین چشم خوشنما ای ترک
جو ٹوٹ کر ترے شبدیز کی رکاب گرے

ہوا آب بحر فنا جسم زار و رشتۂ جان
طناب موج کٹے خیمۂ حباب گرے



کرین ہین غور جو فکر رسا بس سر نامہ
مثال برف حبابیہ سحاب گرے



چشم پر آب بھی ہی نشہ وہ تماسا ساون کے
نفس سرد نے باندھی ہی ہوا ساون کی

تختۂ سنبل گلشن سے گئے دن کے
عشق پیچان سے ہے اک عجب ہوا ساون کے

شمشاد صورت ... ہے ہوا ساون کے
کوہ غم ہی مجھے فرقت مین گھٹا ساون کے

ہی نسیم چمن خلد ہوا ساون کے
بجھ اسا یہ ... سے گھٹا ساون کے

گر مہینون مین جو پریشان ہو سر بادہ پرست
مانگے ... ل کے ساقی ... ساون کے

جھولا جھلواتے ہیں لیجا کے چمن مین تجھکو
رت کہین ... قوائے ... ساون کے

اپنی نظرون مین سب اندھیر ہے بن جام شراب
دیکھو کن آنکھون سے ساقی مین فضا ساون کے

دونون آنکھین مری ... ہین ساون و بہار
ایک بھادون کے گھٹا ایک گھٹا ساون کے

خون مجھ عاشق گریان کا کیا شوخی ہی
مہندی لگائی مرے قاتل نے حنا ساون کے

سوزش دل مین جو روتا ہون میں ہر کرتم
جیٹھ بیساکھ مین چلتی ہی ہوا ساون کے

دیدۂ تر کے ... کہین اعلا تر
... نہین پیش شعرا ساون کے

موسم عیش کو دنیا مین نہین کچھ وقفہ
کم ہی یان برق کی چشمک ہی بقا ساون کے

بھاگتی ہے مہ مری بارش چشم تر سے
چھپتی پھرتی ہی پہاڑون مین گھٹا ساون کے

ابھی منظور ہے ہم رند و نکو ... ہے
... کہین خیر سے لائے تو خدا ساون کے



تو ہے الفت گیسو مین بہانا آنسو
ای صبا رات اندھیری ہی بلا ساون کے



وہ یکایک باغ مین پہونچی جو اٹھلاتی ہوے
کبک بھاگے سامنے سے ٹھوکرین کھاتے ہوے

پانون پھیلاتی ہین اب سوے عدم جاتی ہوے
دل کیا گھبرے تھے قالب مین روح آزردہ ہوے

عشق کہتے ہین جسی وہ موت کا پیغام ہے
او سمجھتے کو کچھ نہین ہے دیر سو جاتے ہوے

تم ذرا پہلو سے اوٹھے ہم سہک کر رہ گئے
مین بھی دیکھا تھا کہ بیکا دم نکل جاتے ہوے

ولولہ ری بیتابی ... یار جب تک ای آئے
نالی پہنچی عرش پر قصر فلک ڈہاتی ہوے

منزل مقصد پہ ہم پہنچین کی راہ شوق سے
خضر رہ جاینگے پیچھے ٹھوکرین کھاتی ہوے

نزع مین ہم ہین وہ کیون ایسی مین آ جاتی ہین
فائدہ پھر قبر پر آئی جو پچھتاتی ہوے

عقدۂ خاطر ہی بس اور ناخن تدبیر سے
عمر گذری ہی اسی گتھی کو سلجھاتی ہوے

یون نکل اس جسم کی ای دل خانہ خراب
صورت ناقوس ہٹ رہ جائین چلاتی ہوے

پھانی جاتی ہو چمن مین سرو پر شمشاد پر
بوٹی سی قد پر سیہ چلنا قیامت ڈھاتی ہوے

میکشو اکی تو رنگ ایسا جمایا چاہیے
واعظ آئین مٹھیون پر ہولیان گاتی ہوے

وصل کا وعدہ جو ہو سکتا نہین لیتے نہین
منہ تکا جاتا ہی کیا اقرار فرماتی ہوے

ہی نسیم صبح کا عالم خرام ناز مین
سبزۂ خوابیدہ کو چلتی ہو چٹکاتی ہوے

خوبرو کھیلتی ہین اوس خورشید رو کی سامنے
دیکھی ہین کیا کیا سنہری رنگ بتلاتی ہوے

ہای اب کیا کیجئے سمجھا مین دل بیتاب کو
اونسی ہم کہتے رہی کہتے جاو کچھ جاتی ہوے

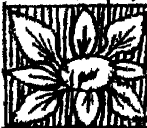
غنچہ لب میری انسین بات تو نکالین دانت سے
کیا شگفتہ ہو گیا دیکھا جو گل کھاتی ہوے

ای مری نالو صدای صور کا دم ہو گیا
مرنیکی خواہش مر گئی سی اودھین گے پر آئی ہوے

یار کیسے اوس برج سنبلہ پر پڑ گئے
چڑھ گئی کوٹھی پہ تم جو بال سلجھاتی ہوے



مژدۂ فصل بہاری ای صبا سنا نصیب
کر دی لیکر آئین گلزار نا چتی گاتی ہوے



اذیت سے الفت مین حاصل ہوئی
رگ جان جسے تیغ قاتل ہوئے

ملاقات پریون سی حاصل ہوئی
کشش دل کی تسخیر عامل ہوئے

بہتر طریقے سے کیے اختیار
کسی راہ سے طے نہ منزل ہوئے

دم رقص اوسنے جو کی زلف وا
تو زنجیرہ اسیر سلاسل ہوئے

دیا خاکساری نے ہمکو عروج
ترقی ستمنزل مین حاصل ہوئے

ہوئی اس قدر رجب کو مشہور دیدہ
نت یار تھا مردمک قتل ہوئے

عدم کو گئے وقت لیت ہوئے
بہت ناتوان ہو شمع محفل ہوئے

میں نالان ہوا ہون شنو فی کیطرح سے
یہ نوبت محبت میں پہنچی دل ہوئے

کہاں میں نحیف اور کہان کوہ غم
مگر رہ بت جنت مین داخل ہوئے

مجازی سی عشق حقیقت سے ملا
یہیں بات میں بات حاصل ہوئے

یہیں ملا درہم و داغ شکستی
یہ دولت کسیکو نہ حاصل ہوئے

بہت چرخ گردون کی جستجو
زمین ہی کف دست سامان ہوئے



رخ یار پر جب چھٹی زلف یار
بلای صبا ہم پہ نازل ہوئی



گل کو وہ چھیڑ میں باغبان الی جائے
باتین بلبل کو ہزار [illegible] سنتے جائے

رخ رنگین میں ہر اک گل کو کہاتے جائے
رنگ اپنا وہ چمن [illegible] جائے

ایک تلوار لگا دیجے مرا قصہ ہو تمام
اپنی ہاتھون وہ [illegible] جائے

اپنی مقسوم کا دنیا میں وہی اور انما
کھا لیا جو ہمن کو میں جاتی جائے

عادہ و انداز سکہاتی ہے انہیں شمع جمن
رنگ [illegible] طبیعت میں [illegible] جائے

سرکشی پر جو وہ گلگشت میں آجاتی ہیں
نوجوانان چمن کو میں [illegible] جائے

دیکھکر پانچ مری جان زمین پر رکھو
آنکھیں [illegible] جائے

آشیانونکا ہنا دل کی خدا حافظ ہے
چھپتے باغ میں صبا [illegible] جائے

حفظ کس ناز سی پتی وہ پری پہرتی ہے
نی کنہیا کی طرح سے [illegible] بجاتی جائے

سیکھتی [illegible] ناچنا [illegible]
جام کو توڑتے شیشہ کو لنڈاتی جائے

انکی پازیب کی آواز سی محشر ہیا
خواب راحت سی [illegible] جگاتی جائے

دوری مین اونکی حسینونکی بہی مٹی خراب
صورتین خاک ہوئین کیا کیا ہین ملاتی جاتی

داغ پر داغ مری دل کو دیا کرتی ہین
آگ مین آگ وہ ہین اور لگاتی جاتی

یون نہ دیوانونکی مانند چلو کاٹو نہ
سرکشو کیون جو فقیرونکو دبا تی جاتی

بعد مدت تجہی مزار شہدا پر آئے
فاتحہ کے تو لیے ہاتہہ اوٹہاتی جاتی

۱۶۶

ای صبا ہوتی ہین دنیا مین تماشے کیا کیا
اپنی قدرت کی ہین وہ کہیل کہلاتے جاتے

۱۲

کس دن شب غم جان کو آفت نہین ہوتی
کب شام سے یان صبح قیامت نہین ہوتی

اللہ ہمین عشق کی پہندے سے نکالے
دم توڑتے ہین قطع محبت نہین ہوتی

مضمون تری زلف کا باندہا نہین جاتا
جب تک کہ پریشان طبیعت نہین ہوتی

لائی نہ اوسے کہینچ کی اک کشش دل
کچہہ عشق مجازی کی حقیقت نہین ہوتی

تقدیر پہ انسان کبہی شاکر نہین ہوتا
شکوہ نہین ہوتا کہ شکایت نہین ہوتی

کہتے ہین حسینان جہان دیکہکے تجہکو
یہ آن یہ شوخی یہ شرارت نہین ہوتی

تہم گئے ورنہ ابہی ہم مر گئے ہوتے
کچہہ زیست کی ای یاران حقیقت نہین ہوتی

اولٹی ہی تجہے سوجہتی ہی ای فلک دون
سیدہی کبہی تجہسے مری قسمت نہین ہوتی

حیرت کی ہی جا ای بت خودبین تماشا
مد نظر آئینی کی صورت نہین ہوتی

صبر و خرد و ہوش گئے یار سے ہارا
ایسی بہی پریشان کوئی صحبت نہین ہوتی

اک رشتۂ جان سیکڑون پہندے نہین ہوتے
دنیا کی بکہیڑون سے فراغت نہین ہوتی

لکہنا ہی صبا حال جو بیتا ہی دل مین
مضمون مرے خط کی عبارت نہین ہوتی

۱۹

کہدو عنادل سے جو وصف رخ جانان ہو چکا
گہنے سر سنبل کا سہنے زر گلستان ہو چکا

پردہ اوٹھ جائے جو حد سے گزر انسان ہو جائے — سب حقیقت ابھی کھل جائے جو عرفان ہو جائے
سحر وصل نظر سے جو وہ پنہان ہو جائے — نور انکھونکا چراغ شب ہجران ہو جائے
پی گلگشت جو وہ طفل دبستان ہو جائے — بوستان دفتر اوراق پریشان ہو جائے
ہجر مین صور پھنکے حشر کا سامان ہو جائے — کل جو ہونا ہے وہ آج اے دل نادان ہو جائے
رات کو وا جو نقاب رخ جانان ہو جائے — رخ پر نور کا ہالہ مہ تابان ہو جائے
اشک بلبل سبب غرق گلستان ہو جائے — سیر سو قطرۂ شبنم سے جو طوفان ہو جائے
بادشاہونکے لب گور سے آتی ہے صدا — مور کو بھی نہ ستانا جو سلیمان ہو جائے
اے جنون آپ کو مین خاک کا پیوند کرون — چاک تھوڑا سا اگر دشت کا دامان ہو جائے
وصل منظور کرو خط غلامی لکھدون — عہد ہو جائے مرے آپ کو پیمان ہو جائے
ہے پی مصحف رخ تار نگہ کا چلا — ہندوی زلف کہین اونکا مسلمان ہو جائے
کہا ہے وہ ساقی مدہوش جو کباب ہے — حوت گردون طپش مہر سے بریان ہو جائے
رقص مین ہاتھ نہ اس طرح نکالا کیجے — بزم عشرت نہ کہین گنج شہیدان ہو جائے
لو نہین آغوش مین اوس ماہ کو ہالے کیطرح — ایسی اک رات بھی اے گردش دوران ہو جائے
اگلی اس طرح سے پھر جائے سکندر تشنہ — اے خضر خشک ترا چشمۂ حیوان ہو جائے
وا انت پیسے جو وہ مجھپہ تو مری موت آئے — قطع کھٹکے سے ابھی تار رگ جان ہو جائے
کرے وہ حور جو تیرون کا نشانہ مجھکو — گل فردوس ہر اک غنچۂ پیکان ہو جائے
تیری دانتون جو چبھے دل لوٹ ہوائے چمن — رگ جان موجۂ آب و مہ غلطان ہو جائے
مرض ہجر مین جینے سے تنگ آیا ہون — موت آجائے تو مشکل مری آسان ہو جائے
مشتعل آتش سودا جو دیوانونکی — رشتۂ شمع ہر اک تار گریبان ہو جائے
الفت ابروی قاتل مین لہوٹا ہون — دامن تیغ نہ کیون اس مژگان ہو جائے

حال محبوب ست کا کر کاتب اعمال کہین
کاغذ نسخہ ہی نامۂ عصیان ہو جاے

ایکشب گر ہجر جانان سی بکری کسب عذاب
روشنی چاند مین سورج سی دو چندان ہو جاے

پاؤن پڑتا ہون پرای کہینچ لی مجھکو اجل
امتحان تیر کا میرا ہی سر میدان ہو جاے

ق

دولت حسن کی خوبی سی اگر ہو آگاہ
خود شہ مصر غلام مہ کنعان ہو جاے

قید الفت کی بکھیڑ مین جو پڑ جاتی ہین
گلعذارونکو چمن خانۂ زندان ہو جاے

اہل وحشت کیطرح شہر مین جو رہین گھر مین
شیشۂ تسخیر کا پریونکو پرستان ہو جاے



ای صبا ہون وہ سبکبار جو اعمال مین
سنبل گل سی سبک پلۂ میزان ہو جاے



دولت سی ہین تمام چمن بہرے ہوے
ہر گل ہی اپنی جیب مین یان بہرے ہوے

لیجا ای محبوب غریب کا خط کون یا رنگ
ہین آج کل ہوا مین کبوتر بہری ہوی

ای بہار ہوتی ہین دیوانی سنگسار
لڑکونکی جہولیونمین ہین پتہر بہری ہوی

آئینہ ہو صفائی مین غصے مین تیغ ہو
کیا کیا تمہاری دل مین ہین پیچ بہری ہوی

عالم ہین گرد کلفت ایام سی خراب
اکثر تری ہی رنگ مین خنجر بہری ہوی

جاتی ہین آئینی کی طرح روبروی یار
آنکہون مین اشک عاشق مضطر بہری ہوی

کانٹون پہ لوٹتا ہون مین دیوانہ دشت مین
پانی کی جا لہو سی ہین چشم تر بہری ہوی

کولی کی موت ہو تری ہاتھون نصیب
خالی ہین پہنچی کر تو ستمگر بہری ہوی

ایسی سماتی تم مری نظرون مین ای بتو
ڈہیلونکی جا ہین آنکہونمین پتہر بہری ہوی

سینی مین اپنی یون دل سوزان ہی تختہ
گلخن مین جس طرح سی ہو اخگر بہری ہوی

رہتا ہی مجھکو فرقت ساقی مین عیش دم
رہتی ہی جام میکی گلاب سی ساغر بہری ہوی

نوبت قناعتونکا ہی جل پر دماغ مین خیال
اس باغ مین ہین سرو صنوبر بہری ہوی



کیا کشمکش تند حلقۂ جانان مین ای صبا
اک جا پہ سوت عاشق مضطر بہم ہوئے



کنار جو جو اوسنہین نو جوش شراب ہوئے
تو سر دہ سیخ ہوا فاختہ کباب ہوئے

عیان جو یار کی دانتون کی آب و تاب ہوئے
غریق بحر فنا موتیون کی آب ہوئے

فراق یار مین چشم اسقدر پر آب ہوئے
خضاب عمر ہماری رگ سحاب ہوئے

نہین ثبات کسی شی کو دار فانی مین
ایدہر بنی جو عمارت ادہر خراب ہوئے

وہ رند ہون مین کنارہ جو آب سی نکلا
زبان ماہی دریا کی اضطراب ہوئے

عذاب حشر کہان پرسش گناہ کہان
ذرا جو مہر تری ای فلک جناب ہوئے

بیاض صبح ہوا اپنا نامۂ اعمال
شعاع مہر درخشان قلم حساب ہوئے

سحر مین ترچہی نگاہین بادہ کش نکلے
جو لوح قبر پہ خشت خم شراب ہوئے

بغیر یار کی گلگشت مین جو پہرے ہم
نسیم باغ ہوای سراب ہوئے

ہزار شکر یہان تک تمہین خدا لایا
مراد آئی دعا اپنی مستجاب ہوئے

پی گزک جو ہوا گرم یار ساقی پر
کباب آتش می سی بط شراب ہوئے

ہلال ابروی قاتل نے معرکہ مارا
نیام شب مین نہان تیغ آفتاب ہوئے

اوس آفتاب نی جس دن کیا قدم رنجہ
زمین کلبۂ احزان فلک جناب ہوئے

خوشی سی ساتہ جو سویا مین اپنی پہلو کے
صدای قہقہہ مجکو نفیر خواب ہوئے

اوٹہا نہ پردۂ غفلت ہماری آنکہون سے
کبہی نہ دیدۂ رخ یار بی نقاب ہوئے

اندہیری قبر کی دکہلائی جیتی جی مجکو
شب فراق مری جان کو عذاب ہوئے

دکہائی منزل عرفان طریق ہجران نے
قلم شراب کی میل رہ ثواب ہوئے

سوال وصل کا جب یار سی وحشی نی سنا
ہماری چشم صبا ابر کا جواب ہوئے

کیا از بس نشاط مستی صہبا کی سامنے
موج سراب گرد ہی دریا کی سامنے

کرتا ہون سجدے اوس بت یکتا کی سامنے
نقش جبین ہی نقش کف پا کی سامنے

طوبی ہی پست یون قد بالا کی سامنے
ادنی ہو جس طرح کوئی اعلی کی سامنے

چڑھتا ہے اونکے بزم مین جام زمردین
طاوس رقص کرتا ہی مینا کے سامنے

سچ ہی کہ اس جنون کا کرے کیا کوئی علاج
سینے مین پہاڑتا ہون اطبا کی سامنے

بلقیس وہ پری ہی سلیمان کی روبرو
یوسف ہی وہ عزیز زلیخا کی سامنے

دل دیکر اوس پری کو پڑی کس بلا مین
دوزخ ہی سرد آتش سودا کی سامنے

جادو ہے شعبدہ تری آنکھونکی روبرو
ڈستی ہی سانپ زلف چلیپا کی سامنے

فرہاد ہو ترا الفت و مجنون ہون آپ ہی
رون وحشیان مین قیس کی لیلا کی سامنے

دی جان یار کے قد بالا کو دیکھکر
پانی سے گئے قصر خلد مین طوبی کی سامنے

دیکھین کچھ اپنا ظرف تو منہ یار کی نگین
آنکھونکی جام کیا لب دریا کی سامنے

دکھلائی چشم یار کے شوخی تو ای جنون
آنکھین چھپاون آہوی صحرا کی سامنے

مشتاق اونکی دید کے حیران کیون سخن
ہٹی ہی آئینہ رخ زیبا کی سامنے

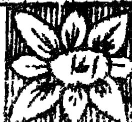
چشم اوس صنم کی دیکھکے رہ رہ گئے حسین
گرون کی جا ونی ہے کلیسا کی سامنے

لو لگ رہی ہی شمع رخ یار کی ہمین
روشن چراغ طور ہی موسی کی سامنے

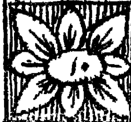
جھلا نشانی دی مجھے ای بادشاہ حسن
کیا مال ہی یہ ہمت والا کی سامنے

چپکے سے کچھ جو کہیے تو کہتا ہی شوخ وہ
کہا وسے گئے مار بولی جو چلا کی سامنے

کچھ حال دل کا یار کے آگے نہ کہہ سکا
بھولا مین اپنا درد مسیحا کی سامنے



یہ وید و دخت رز کی غنیمت ہی ای صبا
رکھ چشم و دل کو ساغر و مینا کی سامنے



صبا اوس پی ہر کوئی جذب الفت مجھ کو جوش آتا ہے
ہمہ تن کیطرح کھولی ہوئی آغوش آتا ہے

چمن کو دیکھکر رو رو کے دل میں جوش آتا ہے
خدا جانے تو پھر ہنگام نوشا نوش آتا ہے

کسی عقبیٰ کا دھیان ای زاہد پی جو ہوش آتا ہے
ہم اپنی مست رہتی ہیں ہمیں کب ہوش آتا ہے

خدا محفوظ رکھی نعمت دنیا کی چسکے سے
خیال نیش آتا ہی جو ذکر نوش آتا ہے

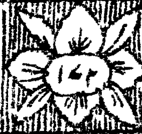
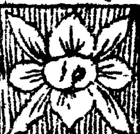
بہار حسن کا جلوہ کسی صورت نہیں چھپتا
برنگ غنچہ کیون ای گلبدن روپوش آتا ہے

نہیں معلوم کیا اوس غنچہ دہان نی کہا کچھ بھی
الٰہی خیر ہو کچھ نامہ بر خاموش آتا ہے

کہیں کچھ ذکر ہوتا ہی جو اوس گل کان حیلے کا
تو دل سینے سے سننے کی لیے تا گوش آتا ہے

کیا ہی بیخودی کا حال حسن عشق سے پیدا
نہ اونکو ہوش آتا ہی نہ ہمکو ہوش آتا ہے

خدا کو امتحان لینا تھا ای دل خود رو کر کے
وگرنہ کب عدم سے ہمسا آفت کوش آتا ہے


صبا گر ہر مہ تو ام شادی و غم ہین بانی ہین
شب وصلت سے روز ہجر ہم آغوش آتا ہے


شریعت ہی شرط محبت علی کی
مسلمان پہ واجب ہی طاعت علی کی

ملک ہیں فلک پر رعیت علی کے
کنیزیں ہیں حوران جنت علی کی

ہی اعدا سے امین جماعت علی کی
پناہ خدا ہے حمایت علی کی

محمد کو معلوم ہے اوسکا رتبہ
خدا جانتا ہے حقیقت علی کی

زمانے کا مالک شہ اولیا ہے
ہر اقلیم میں ہے ولایت علی کی

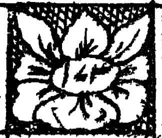
سمجھ عین تقدیر تدبیر اوسکی
مشیت ہی خالق کی حکمت علی کی

یہ ہی منزلت اوسکی اللہ اکبر
حرم میں ہوئی ہی ولادت علی کی

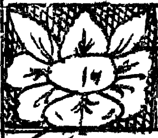
مسیحا بہی اک دن فلک سے اوتر کر
لگا تینگے آنکھوں سے تربت علی کی

معانی میں کچھ بہی سخن ہی تفاوت
محمد کو بخشی ہی صورت علی کی +

کبھی نور دیدہ نہ یعقوب پاتے / نہ ہوتی جو چشم عنایت علی کی
نہ کیون بوتراب اوسکو کہتے محمدؐ / کہ آدم سے پہلے ہی خلقت علی کی
کرین کسطرح ہم نہ مستانہ نعرے / پی ہے مین شراب محبت علی کی
فضائل ہین وردِ زبان بلبلونکو / کہ گلون مین ہی بوی محبت علی کی
محمدؐ نے معراج مین اوسکو دیکھا / عجب ذات ہی فی الحقیقت علی کی



صباح و مہ کیطرح سے ہی روشن
ثبوت ہمارا کی امامت علیؑ سے کے ✤



آبروی ہی مری قد خمیدہ تو مجھے / یار آنکھون پر بٹھاتی صورت ابرو مجھے
خاک چھنواتا ہی عشق نرگس جادو مجھے / تو بتاتی چشم ہی گرد رم آہو مجھے
روی روشن پہ جو اوسکی زلفین جھومتی ہین / چاند دکھلاتی دیا شمع شب گیسو مجھے
صورت گل باغ عالم مین ہنسے ہستی رہی / ہی نہ ہاتہ آتی نم گردون کی اک چلو مجھے
تیری آہن ہی لگا ہوئی مین ہی ای دریای حسن / بیقراری نے کیا ہی لہر کا لٹو مجھے
بادہ نوشی مین جو زلف یار کا تو کر گیا / حلق مین ایسا پڑا پھندا ہوا اچھو مجھے
بیٹھتا عاشق پہ ہر دم کیون نگاہ تیر سے / گر نہ تیر دلکا نشانہ ای کمان ابرو مجھے
مضطرب کرتا ہی عشق گوہر دندان یار / کل نہین شغل مد غلطان کسی پہلو مجھے
ہو گیا خونریز وحشت مین سودای چشم یار مین / رکھتے ہین آنکھون مین مردم کیطرح آہو مجھے
کہہ نہین سکتا لب معجز نما سی حال دل / بت بنا دیتی ہی اوسکی نرگس جادو مجھے
دیدۂ حیران اگر ہوتا نہ شکل آئینہ / کس لئی پہر سنہ بناتی دیکھکر خوشرو مجھے
لوٹتا ہون اپنی تانونکی حقیقت دیکھکر / وجد مین رکھتا ہی شغل نعرۂ یاہو مجھے
بیقراری عشق کی ہی باعث تمکین حسن / ہی وہ قابو مین اگر دل پر رہی قابو مجھے

باغ ہستی سی کیا خارج ہوا ای عشق تنے — اوڑگئے یاؤ خزان لیکر ہزاروں بوجھے
ہی کسی چشم امید کی یار توقف دیدہ سے — کرنہ چار انکھین وہ تا کرا تشنہ لا اونسو مجھے

٤٢

ای صبا بدلی جواب خط کی اوس سفاک نی
تو کرنی ہی کبوتر کے بجہ بازو سے مجھے

١٥

ہمند وا اب نا صبور ہوتا ہے — عفو ہو وسے قصور ہوتا ہے
وہ زمین پر قدم نہیں رکھتے — حسن کا کیا غرور ہوتا ہے
دولت حسن کے لٹانے مین — خرچ کیا اے حضور ہوتا ہے
سرمہ انکھوان مین وہ لگاتی ہین — دیکھیے کیا فتور ہوتا ہے
ہم ہین مجبور آپ ہین مختار — دیکھیے کس سے قصور ہوتا ہے
سایہ اوس آفتاب طلعت کا — دیدۂ مہ کا نور ہوتا ہے
نہ کے حاصل ہی اس سے مرزلف کو — زرجو صرف فتور ہوتا ہے
میکشون مین مدام سلے زاہد — نعرۂ یا غفور ہوتا ہے
وصل ہوتا ہے نہ بوسے پر — اس سی کیا ای حضور ہوتا ہے
فکر کرتے ہیں مین دیوانے — باعث غم شعور ہوتا ہے
پرتو رخ سے اوسکا جیب قبا — دامن کوہ طور ہوتا ہے
خوب عاشق کا پاس کرتے ہو — ہر گھڑی دور دور ہوتا ہے
ایک ہی نور کا زمانے مین — سو طرح سے ظہور ہوتا ہے
مجھکو ناحق حلال کرتے ہو — خون سیہ بے قصور ہوتا ہے
کشتی می چلی تو ای ساقی — بحر غم سے عبور ہوتا ہے
ای صبا جب بہار آتی ہے — ہمکو سودا ضرور ہوتا ہے

فکر رنج و راحت کیسے ۔ دوزخ کیسا جنت کیسے
بدلی اونکی عادت کیسے ۔ وو الٰہی اپنی قسمت کیسے
ہر شے مین ہی اوسکا جلوہ ۔ کثرت مین ہے وحدت کیسے
آپس مین ای گبر و مسلمان ۔ ناحق ناحق حجت کیسے
الفت مین ذلت ہی کب ہے ۔ عزت کیسی حرمت کیسے
زہد زاہد لاحاصل ہے ۔ بیگاری کو اجرت کیسے
سنکر میرے سینہ کوبی ۔ بجتے وہ یہ نوبت کیسے
چشم وحدت بین کی آگے ۔ آئینی کی صورت کیسے
مرجائینگے ہم فرقت مین ۔ رہ جائینگے حسرت کیسے
عالم ہے ای مہرو تجھ پر ۔ شہروں مین ہے شہرت کیسے
اوٹھینگے جب وہ صحبت سے ۔ برہم ہوگی صحبت کیسے
بیخود ہو جا میری صورت ۔ ای صوفی یہ حالت کیسے
دنیا کے جھگڑون سے چھوٹے ۔ مرکر پائی فرصت کیسے
زلفون کے پھندون سے نکلے ۔ ٹالی سر سے آفت کیسے



فصل گل کے آتے آتے
ہوجاتی ہے وحشت کیسے



بستر ہمارا یار کی ایوان سی دور ہے ۔ درویش آستانہ سلطان سی دور ہے
صد شکر غیر کوچہ جانان سی دور ہے ۔ اک خار ہی کہ صحن گلستان سی دور ہے
یونہین اوڑا کرینگی گریبان کی دھجیان ۔ جبتک کہ ہاتھ دامن جانان سی دور ہے
تجھ عاشق غریب سے چھوٹا ہی کوچہ یار ۔ مور ضعیف ملک سلیمان سی دور ہے

کیفیت شراب مین آتی ہی نکلے
پیتا ادب مجالس رندان سی دور ہے

کیا قہر ہی وہ جو عاشق روی صنم نہین
رحمت خدا کی منکر قرآن سی دور ہے

کیا دولت وصال کی ہم آرزو کرین
بوسہ بھی یہہ ہمت جانان سی دور ہے

نالی مین عندلیب کے تاثیر چاہیے
صیاد ایکدم مین گلستان سی دور ہے

اوس بت سے پاس خاطر عاشق عجیب ہے
آئی ہماری پاس یہہ جانان سی دور ہے

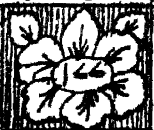
آئی ہی یہہ برآئی لب گور سے صدا
فکر مآل خاطر انسان سے دور ہے

اک خال نام کو بھی نہین سے رخ یار پر
ہندو ہنوز کعبہ ایمان سے دور ہے

پڑھتا ہون شعر کو جو جانان کے شوق مین
گلزار عندلیب غزلخوان سے دور ہے

رکھتے نہین ہین رسم محبت سی آگہی
راہ وفا طریق حسینان سی دور ہے

فصل جنون ہی جامہ دیکھی بہار سے
ٹوٹے وہ ہاتھ جو کہ گریبان سی دور ہے



کہتے ہین جسکو منزل عرفان وہ ای صبا
ہندو سی ہی بعید مسلمان سے دور ہے



افتادگی سی خاک سر اپنا اوٹھائیے
ممکن نہین کہ نقش کف پا اوٹھائیے

کیون پیچ اونکی زلف سیہ کا اوٹھائیے
کاہیکو صدمہ تپ سودا اوٹھائیے

ابکی بہار آئی تو مانند شاخ گل
ٹکڑے نہ ہاتھ سے جو پیالا اوٹھائیے

دل ہو جو سے نفس کشتی کی جو آشنا
تشنہ لبی کا غم لب دریا اوٹھائیے

پہلو تہی نہ عاشق خستہ سی کیجیے
بیمار سے نہ ہاتھ مسیحا اوٹھائیے

بعد از فنا ہی آپ کو منظور ہی جو کچھ
ہر بار تو مرا نہ جنازہ اوٹھائیے

دکھلائی مجھے گل رخسار کے بہار
منہ پر سی اپنی زلف کا سہرا اوٹھائیے

مے پیجئے عیش کیجیے گذرا مہ صیام
تسبیح رکھئے ساغر و مینا اوٹھائیے

اوس بت کو اعتبار کسی بات کا نہین
قرآن سر پہ رکھیے کہ گنگا اوٹھائیے

جی چاہتا ہی جان پر اب کھیل بیٹھیے
کب تک فراق یار کی ایذا اوٹھائیے

زاہد بلا ہی جان کی ہی خیال عذاب حشر
دنیا مین آج کیون غم فردا اوٹھائیے

ای جان آپ سے یہ توقع نتھی ہمین
بوسی کی مانگنی پہ طمانچہ اوٹھائیے

پہلو مین اپنی شاہد مقصد کو دیکھیے
غفلت کا چشم دل سے جو پردا اوٹھائیے

ہمت خدا جو دی تو محبت کا لطف سے
کیا بات ہی جو ناز کسیکا اوٹھائیے

اس وطن کی ہاتھ سی وحشت مین غمگین ہین
کیونکر قدم نہ جانب صحرا اوٹھائیے

پی کر شراب ... مسجد مین بیٹھ کر
زاہد کی کیا بساط مصلا اوٹھائیے



ہی نعمت یار منت ابنای روزگار
احسان آصفا نہ کسیکا اوٹھائیے



اس بات کی ہین منتظر روز و شب مجھے
آنکھون ہی سے ... کرین وہ طلب مجھے

ترسا نہ مہر بوسہ فرمائی اب مجھے
ای حور رو خدا کی لیے یہ طلب مجھے

ہی بار غمکدہ ہوئی بزم طرب مجھے
عیش و سرور ہوگئے رنج و تعب مجھے

پیش نظر جو مصحف روی صنم نہین
شمشیر معتبر ہی ہلال رجب مجھے

کیفیتین نصیب ہون دو جہان کی
ہو سازوار صحبت بنت العنب مجھے

... شعر ... لب جانان کی شوق سے
رکھا دہان گور مین ہی جان بلب مجھے

باقی ... اک ... زندگی
دنیا کو دیکھکر ہی مقام عجب مجھے

جلتا ہون ... داغ دل ... خورشید ...
رہتی ہی سوزش غم فرقت سی تب مجھے

مین صاف دل ہون بخشئے لیکن غبار کی
ای باد خاک مین نہ ملا بی سبب مجھے

اللہ ری آسمان کی نیرنگ سازیان
دکھلا رہا ہی رنگ مقدر عجب مجھے

اوسنے جو اپنی مصحف رخ کو چھپا لیا — خورشید دشت ہو گیا ماہ رجب مجھے

ڈرتی ہے کیطرح ہو نہیں جدا آفتاب سے — رکھتا ہے دور یار سے پاس ادب مجھے

آنکھوں سی دیکھ سرخ شفق بار بار — یہہ آسمان دکھاتے ہیں سیر حلب مجھے

بھی یا بیکسی نے میرا دل جلا دیا — جام بلور ہو گیا برق غضب مجھے



۱۶۹

شکر اسکا ای صبا ہوا دا کس تیغ یاں — ساقی نی جام مے سی کیا لب بلب مجھے



۱۷۰

فرقت ساقی میں یہہ مقسوم ہے میرے — ہیں الگ کو نہیں ٹوٹی شیشہ و ساغر سے

رنگ جم جاتی ہے قاتل کا روئے خنجر پہ — کیا تماشا ہو جو چھوٹا خون کا خنجر سے

پھر بہار آتی ہے پھر جنون کا جوش — پھیر گلمیں طوق ہو پھر پاؤں میں لنگر رہے

مرد میں سی جو کے ہیں غم حاصل ہوا — مزرع امید پر پالا پڑا پتھر سے

یوں ہوا ہجوم خط ہوا پیش صف مژگان یار — جیسے لشکر کی مقابل آ کر لشکر رہے

آج کی دم یکو شالا کل ہوا اوس بے رحم — آج سی کل تک ہمیں کل دیکھنے کی بکر رہے

قتل اونکی جب ہوشی مژگان ابرو نے کیا — ایک دل پر سیکڑوں تیر لگے خنجر سے

منزل مقصود تک آخر میں سرگشتہ گیا — گو بگولے کیطرح سے راہ میں چکر رہے

کی ہی ان دونوں کو کیا خاطر آئی گل — صبر ای بلبل ترا صیاد و گلچیں پر رہے

کشتۂ عشق لب شیریں ہوں ای آسمان — خاک کی بدلی دہان گو میرا شکر رہے

الفت لف و رخ جانانہ سے پھر گردش — رات دن کیا کیا منہ خورشید کو چکر رہے

روز لایا کرتا ہے ہم بھی پر توپ نعرۂ آہ — دھول دھول آج وعظ پر سر منبر رہے

خاک میں لوٹا جو ہم جا سے عدو نکا قلم — چاک کیا کیا درمیان من ہم خنجر رہے

حال دل لکھ کر جو بھیجا اوس بت سفاک کو — پر نہ نامی کی لئے اور جیب خط تو ہو بر رہے

تھا تو اُنی سے سینے ہم صورت نقش قدم — پھر نہ اوٹھے عشق کا لیکر جو درد سر کبھی

ابر نیسان کو شرف ای بت دیا اتھے — آبرو باقی جو کانون مین تری گوہر کبھی

۱۰۰ ای صبا کہتے ہین سب سنکر مری فریاد کو
دیکھیے کس کس پہ یہ آہ دل مضطر ٹرپے ۲۱

طوفان میہ اوٹھا مری چشم پر آب سے — بدلی ہے آفتاب نے ٹوپی حباب سے

زخم کہن نئی ہوئی کیف شراب سے — انگور پھٹ گئے طپش آفتاب سے

بہتے ہین عاشقون کے کلیجے کباب سے — لب مل رہی ہین وہ لب جام شراب سے

ممکن نہین ہی حسن کا چھپنا حجاب سے — چھنتا ہی نور یار تمہاری نقاب سے

زاہد وضو کرے جو ہماری شراب سے — جھپکی نہ آنکھ حشر کے دن آفتاب سے

سنکر سوال وصل نہ چپ ہو حجاب سے — کچھ تو جواب دو دہن لاجواب سے

کرتا ہے فصل گل مین ہدیت شراب سے — واعظ کے منہ کو داغ سیخ کباب سے

چرخ چہارمین تری بزم نشاط ہی — دف کم نہین ہی دایرۂ آفتاب سے

بجلی گری نہ خرمن ہستی غیر پر — امید اوٹھ گئی دل پر اضطراب سے

روتا ہون الفت عرق روی یار مین — تحریک نزلہ ہوتی ہی بوی گلاب سے

عاشق ہین ہمکو حرف محبت سی کام ہے — ملا نکالتا پھرے مطلب کتاب سے

وہ مست ہین خدا ہی اگر اختیار ہو — خم چھین لین فلک سے قدح آفتاب سے

قید الم مین باعث قید حیات تھی — نکلے بدن سے جان تو چھوٹے عذاب سے

بیخبری نفل مین رہے مجھی کو کیا ذلیل — نفرت سی ہوگئی دل خانہ خراب سے

وہ رند ہین کہ غم نہین روز شمار کا — باہر ہی یہ حساب ہماری حساب سے

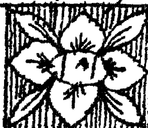
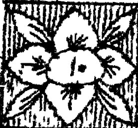
حبیب جا ہے اس سے رو نہین کرلی مقابلہ — چشم پر آب ہند نہین ہے سحاب سے

[illegible]

مانند حشر یاد رہے گا یہ سانحہ
نکلی ہی جان ہجر کی شب کس غضب سے

کس کس کو یاد کیجیے کس کس کو روئیے
کیا کیا نہ آسمان کی ہوا انقلاب سے

کس طرح ہی صاحب نعمت کو عزیز
پھرتی نہین کرن کلہ آفتاب سے

مین رند بادہ نوش جو مر جاؤن ای صبا
لکھ دینا چند شعر کفن پہ شراب سے ❊

ہے عاشق قامت پہ عنایات تمہارے
بالا رہے دنیا مین سدا بات تمہاری

اسد جو دنیا بھی قارون کا خزانہ
کس دھوم سے کرتا مین مدارات تمہاری

خورشید قیامت سے بھی وہ انکھ ملائے
جس در پہ ہو چشم عنایات تمہاری

مین جانتا ہون عشق مجازی کی حقیقت
معراج ہی جنید کو ملاقات تمہاری

ہوتا ہے مجھے بادہ گلرنگ کی یہ ارشاد
کیا بات ہی ای پیر خرابات تمہاری

ای واعظو دیکھو جو خط عارض جانان
رکھی رہی سب طاق پہ مشکات تمہاری

رفتار سے کرتے رہو پامال بتون کو
چلتے سر عشاق پہ رہتے لات تمہاری

کافر ہو جو بوسے کی بھی رکھتا ہو توقع
کچھ فیض سا ہو جس سے وہ ... تمہاری

مانند گدا کاسہ بکف آتا ہے خورشید
ہر صبح نکلتے ہے جو خیرات تمہاری




وہ سیم بدن تمکو اگر منہ نہ لگائے
کوڑی کی صبا پھر نہ رہے بات تمہاری

کبھی رسائی آہ جگر نہین ہوتے
ہمارے دل کی او نہین کچھ خبر نہین ہے

ہوا یہ بار دیکھنا تجھے اوس دن
کہ آج تک تری سید ہی نظر نہین آتی

ہمارے نالون نے خلقت کی نیند کھوئی ہے
تمکو تجھے خبر ای بے خبر نہین ہوتے

پی تسلی دل دی دیا ہے خط تجھکو
رسائی یار تک ای نامہ بر نہین ہوتے

اسیر بیت کسی ہی فراق جاناں مین
نہو اگر شب غم کی سحر نہین ہوتے

ہمارا نالۂ دل شکی یار کہتا ہے
یہہ بات آدمی مین بی اثر نہین ہوتے

جرا بیابان مین ہیولا ذات ہوئے مین
وہ شکل ہو کہ جو نوع بشر نہین ہوتے

جگر کا داغ ہی خورشید محشری اوزن
ذرا بھی خشک مگر چشم تر نہین ہوتے

درازی شب تار لحد معاذ اللہ
بغیر صبح قیامت سحر نہین ہوتے

شراب چھلکے شب ماہ مین نہین ہم تم
کسی کی چمن سیر کبھی ای قمر نہین ہوتے

نہین ہے اہل ہوس کی یہی علاو عشق
نصیب ہو روگس یہہ لیکر نہین ہوتے

فراق یار مین دیکھو جسے وہ ناصح ہے
تسلی دل غمگین مگر نہین ہوتے

عجب نہین مری رونی پہ آپ کا ہنسنا
کسیکے دل کی کسیکو خبر نہین ہوتے



خلاف خلق سے خلقت ہی ان حسینوں کی
صبا دہن نہین ہوتا کمر نہین ہوتے



بت پرستی سی نہ طینت مری زنہار پھرے
سبحہ سو بار جنیدی کی ہو یا پھرے

اولٹی تقدیر مری قسمت اغیار پھرے
ہای کیسی تری بت ای بت عیار پھرے

عشق یوسف نی یہ کی خانہ خرابی برپا
ٹھوکرین کھاتی زلیخا سر بازار پھرے

بارہا قہقہے نین لگنے اور آیا سی امر
شمع روتی تری محفل سے ہے سو بار پھرے

چل بسی فصل خزان موسم گل آ پہنچا
لی مبارک ہو ہوا بلبل گلزار پھرے

ایک جا بھی نظر آتی نہ اثر کی صورت
گرتی پڑتی نہ کہان آہ دل زار پھرے

زلف جاناں کی جو سودے مین ہوا سرگشتہ
سایہ کی طرح مرے ساتھ شب تار پھرے

شوق دیدار نی اوس گل کی کیا زرد آخر
دردمی منہہ پہ تری نرگس بیمار پھرے

بھیک منگوائی فقیرونکی طرح شاہونکو
ایسی نیت تری ای چرخ ستمگار پھرے

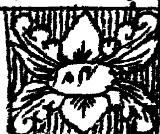
کیا کون ہجر مین گلگشت چمن کو نہ گیا
بلبل جان قفس تن مین گرفتار پھرے

موجۂ باد خزان نے کیا ہی تیغ دلال
کیا ہی تجہیر چرخی ہی بلبل گلزار پھرے

کیسی عزت ہوئی بربادِ خزا کی ناموس
باغ مین اوڑتے گل و لالہ کی دستار پھرے

سخت جانی کہین قاتل سے نہ محجوب کیے
بات رہ جائیگی منہ پر سے جو تلوار پھرے

تہ جیتا خانۂ زنجیر سے مین دیوانہ
روت تجھونگی تجھے تا بمین دیوار پھرے



ای صبا دیکھ لیا ہمنے اوسی تک تب بار
پھر گیا سارا جہان جب نظر یار پھرے



خدا کا قہر بتون کا عتاب رہتا ہے
اس ایک جان پہ کیا کیا عذاب رہتا ہے

یہ آفتاب جو مست شراب رہتا ہے
فلک پہ طائر سدرہ کباب رہتا ہے

وصال مین بھی یہ اونکو حجاب رہتا ہے
کہ تہ منہ پہ پڑی نقاب رہتا ہے

نقاب اولٹ کی وہ منہ پہ سے لگی کہنے
کہان ہی ماہ کہ ہر آفتاب رہتا ہے

ہوا ہی شیشہ کی پہلو مین جان کا دشمن
بغل مین لیوین دل خانہ خراب رہتا ہے

تری تلاش مین ہے کسطرح مین پہرتا ہون
کہان تو رات کو ای آفتاب رہتا ہے

جو اہل ظرف ہین منہ پہیر سے تین تھی
مدام و الب جام شراب رہتا ہے

نہ کسطرح سے ہو سیری جون داغ دل سے گا
اخیر ماہ کہان ماہتاب رہتا ہے

شب وصال مین بوسون کی گنتی ہوتی ہے
ہماری یار کی پہرون حساب رہتا ہے

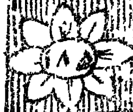
عروج اہل کرم کی ایسی ہی صفایان
کس کی برو سی ہوا پر سحاب رہتا ہے

فراق یار مین طوفان اپنا رونا ہے
زمانہ صورت موج و حباب رہتا ہے

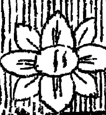
تمہاری در پہ کسی نے جو جم ہم نے
خفا خفا دل خانہ خراب رہتا ہے

خدا کرے اثر تاثیر عشق کامل کا
مری طرح سے اونہین اضطراب رہتا ہے

ہے رنگ لو ہی سفر جا بہ عدم پر پیش
فلک بلال سے پا ور رکاب بیٹھا ہے



سبھ دو سے ہی صبا آئے گل زمانی مین
کہ محتسب کا کلیجا کباب رہتا ہے



کیا چمن یا ساماں قیامت ساغر لائے
صدا ہی صور کا دھوکا دیا مستی کی قلقل نے

بہار آئی ہے جھولی دامن چمن کیا گل نے
جگر خون کر دیا صیاد کا نالون سے بلبل نے

رخ رنگین پہ ... کہا یا نہین گل نے
پریشانی اوٹھائی سر بسر لفو سے سنبل نے

کبھی ... تو ہی ٹھوکر نہ پائی تاج شاہی کو
بے مستغنی کیا ہے ہم فقیرون کو توکل نے

خفت ... تار کو تا تار سے چمن کو
کیا کیا کیا نہ سر گشتہ مجھے سودائے کاکل نے

لہو کیا کیا رولا یا آرزوے قتل نے مجھکو
جگر خون کر دیا قاتل ترے تیغ تغافل نے

رکھا مجھکو جنون نے بیخبر شور قیامت سے
نہ بانگ صور کو سننے دیا زنجیر کی غل نے

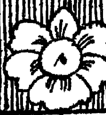
کہان کا پاس سوائی مجھے اب رحم آتا ہے
کیا ہے جبر دل کی بیقراری پر تحمل نے

چمن مین جب مجھے عریان اے گل پیرہن دیکھا
گلہ غنچے نے اپنی پھینکا دیے پھاڑے قبا گل نے

قفس مین آتش شوق چمن سے رگ گئی جلکر
رکھا صیاد کی گردن پر اپنا خون بلبل نے



صبا مجھکو ہنسی اک غنچہ لب کی یاد دلوا کر
رلایا صورت شبنم چمن مین خندۂ گل نے



ازل سے خنجر قاتل ہے میری سر کے لیے
مین وہ شجر ہون کہ پیدا ہوا تبر کے لیے

بلا طویل شب ہجر ہے نہین کٹتے
دعائین مانگتا ہون شام سے سحر کی لیے

خط اونکا لیکے پڑا ہا پیچھے ہے منہ سے ترا آہ
پڑ ہا کے ہاتھ قدم میلے نامہ بر کے لیے

تو اپنی یار کی حد سے جو گزری وہی ہے
فلک کو چاہیے غازہ رخ قمر کی لیے

اوتر کی یار کی کوٹھی سے حال دل پوچھا
مسیح چرخ سے آیا مرے خبر کے لیے

سرشک چشم بہتا ہو جو عشق و نہ کفنیا — اوچہ بہوان سمندر کو مین گہر کے لیے
اسیر ہو نہ میرن کہ مجھکو تو نہیں ہی چہپانا — ضرور کیا ہی قفس بیکست پہچکے لیے

۱۸۷

صبا یہ تو دیکہا ہی صد حجرہ اسکا ہو چکے
بند ہی تم نہ کہے سیہ اور ہم ترپتے لیے

[illegible]

تہوا یہ عرش کم ہے آسمان سے — [illegible]
نہ رکھو ہمیشہ امید آسمان سے — اور مشو [illegible]
نہیں واقف رہے آہ و فغان سے — نکہ جا [illegible]
فلک نے صورت برگ خزانی — نکالا [illegible]
نہیں ایسی ڈہہتی وہی گرتی ہین — کہ اوتہین ہم تہا رقیب ستانے
غم الفت نے دل کو منزلت دے — ہوا آباد یہ گہر میہوان سے
چہپانا بہول جائین وہ کمر کا — جو واقف ہون مری راز نہان سے
غم الفت مین اوس تنک پری ہی — تو یہی سایہ بہی جسم ناتوان سے
لباس عشق نکلا جامہ جسن — اوٹھا جب وقت پردہ درمیان سے
نہ لی اپنی سیے تو مول جہگڑا — نہ چہڑ قصے مین واعظ کی بیان سے
نہین اعضای تن سی روح چہٹی — جدا ہوتا ہے یوسف کاروان سے

۱۸۸

صبا یہ چہیڑ پر جاے نہ تم پہ
ترو کشتی نہ دبو آسمان سے

۱۰

ترے طرف سی دل لی جان جان اوٹھائے — بہت ضعیف تہی بار گران نہ اوٹھائے
نہیم کو ایسی اوٹھکر نہ تنکہ لیسی گئے — جدا کہیگا کہ جو رتبان اوٹھائے
جو بار عشق مین سر سے اوتار کر کیدون — ترا تو نہ بوجہ ہی اتہی آسمان وجہائے

ہزار بار بہار آئی گئی لیکن ای صیاد
نگاہ ہم طرف بوستان اوٹھا نہ سکے

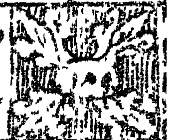
نہ اوٹھا سکا تھا اوٹھا کوئی بار شیشہ
زمین وہ بگڑی کہ ہفت آسمان اوٹھا نہ سکے

بہ ہیر الفت جو مثل بینا تو دم نہ تھے اوس مین
ترا اسیر صدمہ قید گران اوٹھا نہ سکے

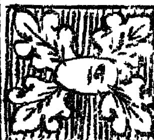
اسیر ہم ہین کہین ... اونکے
جو دل سے زمزمۂ این و آن اوٹھا نہ سکے

سنین جو یار کی باتین عشق آگیا اونکو
بسینہ ناتوان عشق کہ لطف بیان اوٹھا نہ سکے

تو ہو گئی ... ای ... قائم
ہمیں نقصان کوئی ہدیان اوٹھا نہ سکے



صبا نے داغ محبت اوٹھا لیا کیونکر
سپید تال وہ ہے جیسے پہلوان اوٹھا نہ سکے



صفائی سے جو زنگو صورت ہوئی
کہ آئینہ دیکھا تو حیرت ہوئی ہے

لب یار کی جب زیارت ہوئے
مسیحا کو مرنے کی حسرت ہوئی ہے

مجھے دید رخ کی اجازت ہوئی
خدا سازا ای بت یہہ صورت ہوئی

غضب ہی خدائی کا دعوی کرین
جنون کی بھی اتنی حقیقت ہوئی

ہوی سنگ و دلاکہ کوہ ملال
نہ مسدود راہ محبت ہوئی

ہوی سیراب داغ الفت کہان
سحر ہو گئی شمع رخصت ہوئی

شب غم جو بندے کی نالے سنے
فرشتے پکاری قیامت ہوئی

یہ مانند کیسا ہے ای آسمان
نمودار صبح شام فرقت ہوئی

ہوے ہم مکدر جو پیوند خاک
زمین تو وہ گرد کلفت ہوئی

رگین رشتۂ شمع سوزان نہین
تپ غم کی ایسی حرارت ہوئی

نظر آئی جب میکدے کی بہار
تو مجھہ رند کو خوب فرحت ہوئی

ملا جام سے غنچۂ آرزو
گلابی گل باغ عشرت ہوئی

وہ بت راہ پر آگیا رات لو
مری آہ سے شمع ہدایت ہوئی

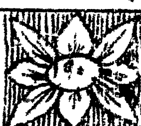
ہیں ہم گدائے در میکدہ
بط مے بجائے قناعت ہوئی

سوا رنج و غم کا عدم قافلہ
ہماری جو دنیا سے رحلت ہوئی

مرا دم جو نکلا تو اوسنے کہا
بکھیڑا چکا لو فراغت ہوئی

نشاں بھی مٹے گا نہ کل قبر کا
نہ خوش ہو اگر آج نوبت گئی

پس مرگ ہمسے بتوں کے لیے
لحد میں فرشتوں سے حجت ہوئی



نہ سمجھا وہ بت خاک حق وفا
صبا سخت برباد محنت ہوئی



رات دن محو تماشائی بتاں رہتا ہے
آئنہ صورت چشم نگراں رہتا ہے

ہجر کہتے ہیں کسی فرق کساں رہتا ہے
ہم بھی رہتے ہیں وہیں یار جہاں رہتا ہے

کونسی جا نہیں وہ جلوہ کناں رہتا ہے
پر کوئی کہہ نہیں سکتا کہ یہاں رہتا ہے

چال کے طاوس چمن کو نہیں کرتا پامال
سیدھی چال تو اے سرو رواں رہتا ہے

ہیں وہ دنیا کا نہیں ہوش تری الفت میں
ہے جو کچھ اور ہی عالم مری جاں رہتا ہے

فصل گل نے نہیں مدت سے کرم فرمایا
تازہ در باغ ہیں ہر برگ خزاں رہتا ہے

کچھ تعجب نہیں داماں اثر تک پہونچے
رات دن قافلۂ اشک رواں رہتا ہے

گھر کی دروازے میں زنجیر لگی رہتی ہے
میری وحشت ہی او نہیں بھی خفقاں رہتا ہے

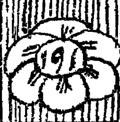
سنبلستاں ہی کسی جا پہ کہیں رہتا ہے
کیا پریشاں مرے آہوں کا دھواں رہتا ہے

نقش بر آب ہیں سب تاج و نگیں شاہوں کی
کسکا دنیا میں سدا نام و نشاں رہتا ہے

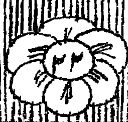
عشق پر خاتمہ ہے معرکہ مردی کا
معرکہ روز میان دل و جاں رہتا ہے

مر گئے پر بھی نہیں چین بیمار دل سے
خانۂ گور میں دم رنج کا دھواں رہتا ہے

عاشقوں کی ہیں نہیں اشکوں کی روانی باقی — موج سی چین جبین آب روان بنتا ہے
شمع رو یاس سے پروانہ صفت جلتا ہو — جان کا ہوش محبت مین کہان رہتا ہے

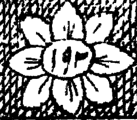


آفت جان ہی تصور مژہ جانان کا
ای تصیا دل ہدف نوک سنان رہتا ہے

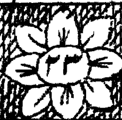


ڈھیر نیکے گلرخون کی خاک سے — واہ کیا نیرنگ ہین افلاک کے
جا بجا جلوے ہین حسن پاک کے — نور کے پتلے بنے ہین پتلی خاک کے
ہو رہے ہین علم ہفت افلاک کے — امتحان ہین ایک مشت خاک کے
عاشقوں سی بیہ حجاب اچھا نہین — بیچ سی پردہ ہی اوٹھا افلاک کے
سرکشون کا نام باقی رہگیا — قصے ہین جمشید کے ضحاک کے
جا بے بیٹھے ہین وہ بہ غیرون کے ساتھ — سو انکے دیکھو گردش افلاک کے
بنگئے سو سو سے ہین موتی لف یار — مار اپنی جامۂ صد چاک سے
آدمی دعوی انا الحق کا کرے — ولولے دیکھو تو مشت خاک کے
پھوٹ نکلا رنگ جسم یار کا — پھول بوٹے بنگئے پوشاک کے
توڑ زاہد رشتۂ تسبیح کو — کھول دی پر طائر ادراک کے
امتحان ہو جائے تیر آہ کا — توڑئیے ساتون توی افلاک کے
نالے کر سکتے نہین خاموش ہین — عاشق اونکے سر ہی پوشاک کے
اہل دنیا کے نہ بہکانے پہ جا — غول ہین صحرائی وحشتناک کے
نامزہ روئے حسینان سے ہو گئے — جسم گئی نقشے ہمارے خاک کے
جامۂ نیلی فلک پہنے ہوئے — سوگ مین ہی کس گریبان چاک کے
ہی بعینہ چشم موسی داغ دل — عاشق صادق ہین حسن پاک کے

نقش پا ہی یار پر ست جا بنینگے — مہر و مہ پیوند ہونگے خاک کے
خاکساروں سے نکارہ پہلو تہی — ایکدن جانا ہے نیچے خاک کے
جا بنہ گل دیکھکر سودا ہوا — چلینگے اوڑہے سے گئے پوشاک کے
ہو گیا نے چین تو اچھا ہوا — اور سن نالے دل غمناک کے
المدد ای قابض روح الله — کب سے قیدی ہین طلسم خاک کے



ہین رگ ابر بہاری ای صبا
ڈوری اپنے دیدۂ نمناک کے



دوڑ چلنا راہ الفت مین کہان تک چاہیے — رفتہ رفتہ چاہیے منزل بمنزل چاہیے
نالۂ شبگیر مین تاثیر ای دل چاہیے — کہینچ کر لاتے اوسے وہ جذب کامل چاہیے
ہو گیا ثابت انا الحق سی ہمین منصوری — اس عدالت مین سدا دعوی باطل چاہیے
آرزو ہے گو تہ مقصد مین دریار ہوئے — آستین ہو صورت دامان ساحل چاہیے
نامہ اعمال لی جا تجہہ شہید ناز کو — روز محشر ہاتھہ مین دامان قاتل چاہیے
تیرہ بختی نی اندہیرے مین بٹھایا ہی مجھے — اسطرف بھی روشنی ای شمع محفل چاہیے
کوئی جانان سے اوٹھا دینا ہمین مشکل کیا ہے — آسمان کو بھی بہت پڑجا مشکل چاہیے
صاف کہہ دیتا اگر یوسف بھی مجکو دیکھتا — منہہ تری آئینہ عارض کی مقابل چاہیے
خوب ای گل دیدۂ نرگس مین پیدا نور ہے — مردمک کی جا تری رخسار کا تل چاہیے
ہم فقیر عشق ہین تو بادشاہ حسن ہے — بستر اپنا تری در کے مقابل چاہیے
باغ مین مجہہ مست سی گر بحث نالہ آ رہی — بیٹھہ جای دم مین آواز عنادل چاہیے
دولت عقبی بہت ہی ہم فقیرونکی لیے — بادشاہوں کے لیے دنیا کا حاصل چاہیے
امتحان مین پھنس گیا ہون ... — جان فانی کو کیجہ چاہیے دل چاہیے

چاہیے ظاہر میں کچھ پردہ میان حسن و عشق
قیس کو عریان تھی لیلی کو محمل چاہیے

پانی پانی سخت جانی سے ہوا جاتا ہوں میں
یا الٰہی بردہی تیغ قاتل چاہیے

فصل گل ہی ہو گر بڑھ بڑھ کے ایذائے جنون
دوسری ہو ہو جاتیں اغلال و سلاسل چاہیے

کوچۂ قاتل میں ہر جانب سے آتی ہے صدا
امتحاں ہے معرکہ در پیش ہے دل چاہیے

مجھکو کہتے ہیں برا اچھا ذرا تم تو کہو
اپنے منہ سے آپ تم ہو جاؤ قاتل چاہیے

زندگی کا کچھ بھروسا روز فرقت میں نہیں
دم نکل جائے انہیں آنکھوں کی شامت چاہیے

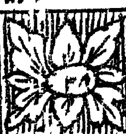
حیرت صیاد و گلچیں کی نظر آتی ہے میں
گل کھلا ہی کچھ نہ کچھ خون عنادل چاہیے

ہم تن خرمن ہوں ہوگا خاک بھی جس سے دل
ہاتھ اپنی ملکے رہ جائی حاصل چاہیے

جام ہم بادہ کشوں کا توڑنا اچھا نہیں
ٹوٹ جائی محتسب کا شیشۂ دل چاہیے



بحر ہستی کی صبا ہر موج طوفان خیز ہے
عقل کامل نا خدائی کشتئ دل چاہیے



اثر ایسا کمان آہ و نالۂ شبگیر میں آئے
کہ جس سے فرق جور آسمان پیر میں آئے

ولا آل رجو وحرف مالک تقدیر میں آئے
نہایت ہے عاجزی سے تقریر میں آئے

نہ کہہ وہ بات جس سے شک تری تقریر میں آئے
نہ کر وہ کام جس سے فرق کچھ توقیر میں آئے

کبھی اغراق برای ملل نہ ہم تقریر میں آئے
کسی وہ بات جو فہم جوان پیر میں آئے

وہ دیوانی ہیں جب ہم بھر ٹھہا تا ہیں پیر میں تجھکو
پریرو غل مچاتی خانۂ زنجیر میں آئے

غروب آفتاب زندگی ہو جائے ای قاتل
خضر دم بھر جو تیری سایۂ شمشیر میں آئے

مرقع میں جو رکھیں اوس پری خال حسن کا نقشہ
چمن سے اڑ کے بلبل گلشن تصویر میں آئے

سخن کی ہم صدا کان سے سنتے کو شنا بے میں
کبھی جو کچھ مزاج کا فعل تاثیر میں آئے

دکھایا روپ حسن عشق کی نیرنگ سازی نے
ہماری دام میں وہ اونکے تم تصویر میں آئے

سہی دیوانہ بنایا اوس پری کی پیری کاکل نے
غزال مین تک جکڑی ہوی نہ زنجیر مین آئے

حقیقت مین کبھی تدبیر کی قائل نہین ہوتے
یہ کیا نکتہ ہے سمجھتا ای دل خلاف تقدیر مین آئے

خزان مین داغ غم تھا فصل گل مین آئی وحشت بھی
چھٹے قید الم سے خانہ زنجیر مین آئے

سنا جاتے سے زیادہ وصف جنت کا جو واعظ سے
ہوس مسجد سے ہم کوی بت نیا پیر مین آئے

کہان کا نقد دل ہم دولت ایمان تک ہارے
خدا سے بھی خیال کافر بے پیر مین آئے

ہماری نالہ دل لیتا ہے گردون پہ جو چڑھ جاتا ہے
پر جبرئیل ای قاتل کہان سے تیر مین آئے

نہ دکھلائینگے اپنا آفتاب داغ دل تجھکو
مبادا فرق ای رو تری تنویر مین آئے

کبھی ہم ہو گئے سوزندہ الفت مژگان و ابرو مین
کبھی خنجر تلے گر سایہ شمشیر مین آئے

یہی مین دیکھتا ہون مدتون سے آج پر کیا ہے
جب آئے آپ میرے قتل کی تدبیر مین آئے

ہوا خونریز کب سرسبز ای دل باغ عالم مین
ہوا کیا کیا چلی پر پھل نہ شاخ تیر مین آئے

شب غم مین مرے نالے ذرا اونچے جو ہو جائین
تزلزل کچھ نہ کچھ افلاک کی تعمیر مین آئے

نہ راس آئی ہوا غمخانہ ہستی کی بندی کو
سدا چلکر یہ چکر دو یہ چرخ پیر مین آئے

کیا سمجھا کا بنا ہی دیکھکر اس سرد مہری کو
تمہاری گھر مین کیا آئے کہ ہم کشمیر مین آئے

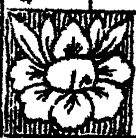
ہمارا جوش وحشت یون ہمین لایا بیابان مین
کہ جیسے چین سی اپنی کوئی جاگیر مین آئے

لکھون کیونکر مین حال رنج دل کہتا ہے جی
حقیقت مین یہ مضمون کسطرح تحریر مین آئے

جب اوس کوچہ مین نہ اہل نکلتے ہین تو کہتے ہین
مقام شکر ہی کوئی بت بے پیر مین آئے

مگر جو رنگ مجھسے عاشق پژمردہ خاطر کو
کہین زندہ نہ قاتل جوہر شمشیر مین آئے

تو وہ خورشید ہے تیری اگر گیسو ہی نشین
تڑپ کر موت گردون دام ماہی گیر مین آئے



صبا بعد فنا چلکر کہین کی کنج مرقد مین
نیا عالم نظر آیا نئے تعمیر مین آئے



یہی ہی طور تو ہمنے رسم و راہ رہے
کسان تلک کوئی بدچلن تباہ رہے

چلو ہین ساتھ جو ہمسانہ خیر خواہ رہے
یہہ طمطراق نہ ای ترک کج کلاہ رہے

یہہ حال ہی جو کبھی لب پر آہ آہ رہے
زمین خراب رہے آسمان تباہ رہے

نشان سدا نہین رہتا ہی نام رہتا ہے
وہ کام کر کہ زمانہ مین واہ واہ رہے

بسر ہو وضع سی غم ہو کہ آمین شادی ہو
نہ آہ آہ رہے اور نہ قاہ قاہ رہے

طریق راست پہ دونون مین ایک بہتر ہوگا
ملاپ گبر سے ہو مومن سی رسم و راہ رہے

زمانہ صورت خواب خیال ہے ای دل
ہر ایک حال مین اللہ پر نگاہ رہے

شراب بندۂ درگاہ کو پلاتا ہے
علوی ساقی جمشید بارگاہ رہے

خدا کریم ہے ای دل معاف کریگا
یہی مزا ہے نہ باقی کوئی گناہ رہے

اوسی کا خانۂ دل مین سراغ پایا ہے
بہت دنون جسے ڈھونڈھا کیے تباہ رہے

صباح حشر سراپا قصوروار اوٹھے
ہر اک گناہ کی اعضای تن گواہ رہے

اسی لیی تو مین بحر جہان مین آیا ہون
ہوای عشق سی کشتی تن تباہ رہے

یہہ وہ زمانہ ہی ہرگز خبر نہ لی کسی نے
تمام عمر جو یوسف اسیر چاہ رہے

چھپا نہ حال شہادت ہمارا ای قاتل
دہان زخم لب گور تک گواہ رہے

طریق عشق مین وہ بھی نہ پا سکے مجھکو
مرے فرشتے مرے واسطے تباہ رہے

رہے تیرہ بخت ہون میری اگر ہوا لگ جاے
صباح حشر تلک گھر چراغ ماہ رہے

ہمین بھی اپنی حقیقت سے ہمکو آگاہی
چلین جو راہ ست تو خوش سیر گاہ رہے



مجال تھی جو کوئی روکتا زمانے مین
ہم اپنے دم سے صبا تیغ کی پناہ رہے



اثر ... سودا سے دوا طلبی ہے
تپ تجا بہار کی صورت سی شفا طلبی ہے

میں جہنم میں جلوں یا نہ جلوں [illegible]
واعظو [illegible] ہی طبیعت مری کیا جلتی ہے

شب فرقت میں بھلا ساتھ مرا کیا [illegible]
شمع کو دیکھتا ہوں تا بہ کجا جلتی ہے

آتش حرص [illegible] مزرع دل آفت ہے
دیکھ کھیتی تری اے مرد خدا جلتی ہے

سوز دل سے ہوئی ہے آگ بھی پانی پانی
ٹھنڈی ٹھنڈی مری آہوں سے ہوا جلتی ہے

منعکس آتشی شیشہ ہو روئے پر جیسے
کلۂ فقر تہ ظل ہما جلتی ہے

خون عشاق کا جاتا نہیں بالا بالا
برف سے پالی ہے ہر سال حنا جلتی ہے

عشق نے [illegible] کیا اور ہی عالم پیدا
زندگی تنگ ہے صورت سے قضا جلتی ہے

صحبت سوزش دل کی جو دعا کرتا ہوں
آگ لگ اٹھتی ہے محراب دعا جلتی ہے

کام شداد کی آیا نہ بہشت شداد
روح دوزخ میں پڑی بعد فنا جلتی ہے

دل میں وہ آگ لگی ہے جو ذرا آہ کروں
سقف گردوں [illegible] جلتی ہے

[illegible] پردہ نہیں [illegible]
گرمی حسن ہی کیا [illegible] جلتی ہے

آتش عشق نے آگ لگا رکھی ہے
دل جدا [illegible] روح جدا جلتی ہے

[illegible]
[illegible] کی [illegible] جلتی ہے

[illegible]
دور سے دیکھتے ہیں [illegible] جلتی ہے

سوز دل کا [illegible]
جان کیسی [illegible] جلتی ہے


اے صبا باغ میں [illegible]
[illegible] جلتی ہے


[illegible] دامن [illegible] باقی ہے
جنوں کا جوش ہے فصل بہار باقی ہے

[illegible] عشق [illegible]
[illegible] باقی ہے

[illegible]
[illegible] بہار باقی ہے

پھنسائیگا جیسے دشت جنونکی کانٹون میں ۔ یہہ ایک آدمہ جو دامن کا تار باقی ہے
شب فراق سی بچ جائینگے تو جانینگے ۔ کہ ہمسے اور زندگی مستعار باقی ہے
خدا کی واسطے کلمہ بتون کا پڑہ واعظ ۔ زبان تیری ابہی اختیار باقی ہے
ہزار بار قیامت گذر گئے ہم پر ۔ مگر ہنوز شب انتظار باقی ہے
ابہی تلک مین تری پیچ سے نہین نکلا ۔ یہہ جی مین آج تلک ای زلف یار باقی ہے
جگر کو داغ دیا روح کو ملال دیا ۔ کوئی ستم فلک پر شعار باقی ہے
نہ بہول عمر دوروزہ پر اسقدر ای گل ۔ کوئی دن اور یہہ فصل بہار باقی ہے
یہین دیکہہ لون اسے اب بہی اگر وہ آجائے ۔ ابہی تلک رمق جان زار باقی ہے
ہوا ہے عشق سے گرد ملال بہی ای دل ۔ ہی جب تلک کہ یہہ آئنہ ہی غبار باقی ہے
غضب مین تری منہہ کا جو رنگ دیکہا ہے ۔ بدن مین جان نہین ای نگار باقی ہے
سیاق پڑہ کے نہ دنیا کو لوٹ ای بی درد ۔ حساب پرسش روز شمار باقی ہے
عذار صاف پہ خط کا نمو ہوا تو کیا ۔ تری نمود ابہی ای نگار باقی ہے
ہزار حیف اسی بہی فلک مٹادیگا ۔ کہین کہین جو یہہ نقش و نگار باقی ہے
مئی الست کا اللہ رے اثر ای دل ۔ ابہی شراب کا ابتک خمار باقی ہے
ہی ایک سا چمن حسن یار برسون سے ۔ خدا کی شان ہی اب تک بہار باقی ہے
مری طرح سی بگڑتا ہی اک دن اسکو بہی ۔ خرابی فلک کج مدار باقی ہے
شب فراق مین تا صبح دیکہئے کیا ہو ۔ ابہی تو رات دل بیقرار باقی ہے
رہی ہی مرتی ہین مژگان یار کے عاشق ۔ وہی خلش وہی آنکہون مین خار باقی ہے
اوڑاتے اسی برباد کیجیے اس کو ۔ اسی لیے مرا مشت غبار باقی ہے
نشان اسی نہ رہے گا مزار کا اپنے ۔ ترا ہی نام بس ای کردگار باقی ہے

ہمیشہ اہل زمین کو ذلیل رکھے گا — فلک کی دولت … تک … باقی ہے

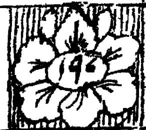
اسی زمین ہوگا مرا آفتاب بعد غروب — کوئی گھڑی جو شب انتظار باقی ہے

دماغ ہی نہ رہا مجھ سے بحث نالہ کا — وہ دیکھ کہتے ہیں … باقی ہے

شراب یوں کو نہ کم ظرف … — ابھی تو جام جم … باقی ہے

کسی کو دیکھ سکے … نہیں بستا — یہ روگ آج تک … باقی ہے

غبار کس سے ہے گرد ملال کس … — ہماری خاک ہی … باقی ہے



ہمارا نفس ہی ہی ای صبا تمہین …
برنگ … کارزار باقی ہے



چرخ کج رو ابھی سیدھا ہو تو مقصد ملجائے — رس آئی مرا … ملجائے

خود پرستی کی طرح … اگر حد ملجائے — نعمت شمس سے دولت سرمد ملجائے

مر گئے پر تری کوچے کی جو سرحد ملجائے — روح کو خلد سے لاش کو مرقد ملجائے

گھر چھٹے شہر چھٹے سارا زمانہ چھوٹے — ایک وہ منتخب … ملجائے

ای پری سچ ہی کہ … اگر خوشبو جو — مشک نافی سے تری زلف … ملجائے

گیسوئیں ہی کہ چاہ ذقن یار میں ہے — ڈھونڈھتا ہوں دل گم گشتہ کو شاید ملجائے

سالک راہ حقیقت ہی تو ہوتا جانا — کعبہ و دیر و کلیسا کوئی معبد ملجائے

وضع ہی عمر در در … گداری انسان — بوریا تخت … کہ مسند ملجائے

خوب عنوان ہی … بعد مرگ ای جو — مدفن تری کوچے کی جو سرحد ملجائے

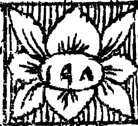
حرم و دیر میں دو بہول بھلیاں ہی دل — وہ چلن چل کہ تجھے شاید مقصد ملجائے

میں وہ منصف ہوں … عالمگیر — دولت فقر اگر صورت سرمد ملجائے

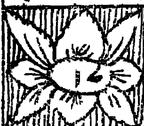
بادہ نوشی کا ارادہ ہی بہار آ پہنچی — خوب ساقی … کوئی امرد ملجائے

بحر ہستی میں کدورت میں بتا پاتا ہوں
منزلت کو تری کوٹھی کی نہ پہنچے تو ہے
کون کہتا ہی کہ بوسی مجھے تم لینے دو
سرو باغی کی مشاقی کو چمن میں لیجائیں

ای سکندر کہیں خاک میں سب جا ملجائے
جا کی گر عرش سی یہہ قصر زبرجد ملجائے
سو نگینے کو تو ذرا زلف مجعد ملجائے
کہیں تلتا ہوا یارب وہ سہی قد ملجائے



پردہ رہ جای صبا ہم سے گنہگاروں کا
حشر کو سایۂ دامان محمد مل جائے



اتنی تو دیدہ عشق کی تاثیر دیکھیے
حد سے بڑھی ہی زلف گرہ گیر دیکھیے
ٹھہرے نہ ٹھہرے وصل کی تدبیر دیکھیے
ہم عاشقوں کی خوبی تقدیر دیکھیے
ابکی کچھ اور ہی دل وحشی کا رنگ ہے
پھر دیکھیے جنوں کی سی وقت [illegible]
مجھ سخت جان پہ ہاتھ سنبھل کر لگائیے
ذکر رقیب عاشق شیدا کی سامنے
کیسے ہیں [illegible] پاس چلا آئی مجھکو
اچھا نہیں یہہ طور نگاہ حضور کا
کیسا جواب خط نہ پڑھا خط بھی یار نے
جنگل کی راہ لونگا گریبان پھاڑ کر
کس طرح سی آج ہی [illegible] قصہ ہے
ای دل آل کار کا کچھ خیال ہے

جس سمت دیکھیے تری تصویر دیکھیے
او بھی کہیں نہ پاؤں میں زنجیر دیکھیے
کیا شعبدہ گری فلک پیر دیکھیے
آپ اپنی آنکھ میں [illegible] دیکھیے
کیا گل کھلاتی دانۂ زنجیر دیکھیے
اس دم تو سوی عاشق دلگیر دیکھیے
ٹوٹی کہیں نہ [illegible] شمشیر دیکھیے
اچھی نہیں یہہ آپ [illegible] دیکھیے
ادنی سا جذب [illegible] دیکھیے
[illegible] کوئی [illegible] دیکھیے
یہہ اور خوبی خط [illegible] دیکھیے
آئی میں آپ [illegible] دیکھیے
[illegible] آپ [illegible] دیکھیے
کیونکر نکال کر خط [illegible] دیکھیے

دیکھا جو دور سے مہ نو کو تو لطف کیا — ابروے ترک کی لوہی ہی شمشیر دیکھیے
آئیگا مرغ روح سکندر کا دام مین — آئینے مین تو زلف گرہ گیر دیکھیے

۹۹ کیا کیا ان آنکھوں سے نہین دیکھا ہی اے حبیب
کیا کیا دکھاتی ہے ابھی تقدیر دیکھیے ۳۱

زاہد کو رہی خشم پیر مغان دور رہے — آمد و رفت سے آندھی کی کنوان دور رہے
قرب حق سے سبب وہم و گمان دور رہے — کسقدر عقل سے اپنا جہان دور رہا
کسطرح عاشق بیصبر و توان دور رہے — دل سے ایجان ذرا یہ خفقان دور رہے
منزلت چاہیے عنقا کیطرح عزلت کی — ایک سے ایک کا دنیا مین مکان دور رہے
پھر کوئی بلبل و گلچین کا تماشا دیکھے — اور دو دن جو گلستان سے خزان دور رہے
کام جتنے ہین وہ موقوف مقدر پہ ہین — بات رہ جای جو مطلب سے زبان دور رہے
قابل دید ترے بزم ہی ماشاء اللہ — نظر بد سے الہی یہ سمان دور رہے
غیر تو کیا ہی مرا رنگ اگر جم جاے — تجھسے سایہ ترا اے سرو روان دور رہے
بعد مرنیکے لحد مین نہ کوئی کام آیا — وقت پر ہمسے سب اپنا جہان دور رہا
اپنے ہمقافلے والون سے بہت بچھڑے — رفقا کچھ نہین معلوم کہان دور رہے
گالیان شوق سے دی تھی کوئی تن پرور — پر یہ ممکن نہین منہ سے لب و زبان دور رہے
عشق اللہ ہوا راہ بتون سے نہ بنے — سیہ طریق اور ہی وہ سنگ نشان دور رہے
خشک ہو جائیگا دریاے شراب اے ساقی — زاہد خشک سے یہ آب روان دور رہے
پیش قاضی تری فریاد کرینگی جا کر — دختر رز سے جو ہم اے پیر مغان دور رہے
مر گئے پر نہ چھٹے کوئی بتان مین گاڑا — خانۂ گور سے ور ہای جنان دور رہے
کیا ہوا دور رہا مین جو تمہارے دل سے — میرے دل سے تو نہ تم اے مری جان دور رہے

اے چمن کو چہ جانانہ ابر وسعت پایان ہی ابر کیطرح سے ہم آہون کا دہوان دور ہے

سبزہ گرد ابستہ جوا ہی تو عالم پیدا کیا تماشا ہو جو دل سے یہہ جہان دور ہے

مرجائے پانو تو ہے دیں سے کو نہ رہئے یہہ قیامت ہی کہ وہ آفت جان دور ہے

ہم محل ہیں پر نیچ نہیں وصل ابی نراہد مکان کیا ہی اسد انوان دور ہے

کسطرح سے منزل ہستی سی عدم کو پہنچے یار انقدہ غنچی جاکے کمان دور ہے

دل کسیکا نہ دکہانئے سخن بیجا سے خون ناحق سی سدا تیغ زبان دور ہے

کوچ ہستی سی عدم کو جو ہوا تشانہ کا فوج سے فرق پڑا طبل و نشان دور ہے

جوشش عشق مین یون دور ہے عقل سے ہم صحبت پیر سے جس طرح جوان دور ہے

اون مقامو نپہ مقدر نے مجھے پہچانا منزلون مجھسے پرے وہم و گمان دور ہے

تپ فرقت نے بہت دق ہمین کر رکہا ہے یہہ ہزار دگ ہی وہ راحت جان دور ہے

سرو کے پاس گلستان مین بٹھاتا تھا چال چوکی جو تم ای سرو روان دور ہے

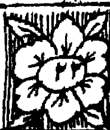
اودہی راہ سے ہم منزل مقصد پہ گئے جو کیان دور رہین سنگ نشان دور ہے

عندلیبون کے شفر یاد سنی جائے گی بار الہا چمنستان سے خزان دور ہے

زاہد اقرب مصلا سنین ہم رند و نجس اس محلے سے خدارا یہہ دکان دور ہے



سفیاستان مین وہ جاتے ہہسے گہبراتے ہین
ای صبا او سنے یہہ آہون کا دہوان دور ہے



کیا جاہی فتوحات خرابات مغان ہے خشت سر خم لوح طلسمات جہان ہے

وہ گیسوے مشکین سر آنکہون پہ نہی ہی سودیکا سا عالم ہی نہایت خفقان ہے

نادان دہان و کمر یار گمان ہے کچہ وہم ہی ای دل نہ کمر ہی نہ دہان ہے

ہم رند پریشان ہین ماہ رمضان ہے بجلی ہوئی ان روزو مین جو حافظ کی اذان ہے

بو رہ زن کا دنیا مین انتظام و نشان ہے — یہہ بھی نہیں کہ دن [illegible]

میرے دل رنگین کو بہت شوق فغان ہے — ہر رگ گل اس باغ کا بلبل کی زبان ہے

جو دیکھےگا اوسکو وہ ابھی سی کہیگا — تیرا کوئی ابھی جل دیہان [illegible] ہے

احوال نہ اوس سے یہ قیامت ہوا اسکو — اک بات بھی جسکا لب مو سے بیان ہے

اوس گیسوے مشکین سے سیاہی بخت [illegible] — معلوم نہیں نامۂ اعمال کہان ہے

ای ترک ہدف ہمکو بنا ہم بھی تو وہ ہین — کسکے گلے یہ تیر ہین کیسی یہ کمان ہے

جنت بھی نہیں ای بہار بنائی ہوئی باتین — جو حال ہی دلکا تیرے چہرے سے عیان ہے

اس ہجر مین تم تو ہی بیمار ہو کوئی دم — اب صد سلامت رہے تو سکو وہ جہان ہے

پیش حکما وا ہمہ خلاق ہی بادل — جو کچھ ہی جہان مین سب وہم و گمان ہے

اوروں کی طرح حیلہ کی باتین نہین آتی — منصور ہین ہم کلمہ حق ورد زبان ہے

گھر ہی جو بابل سی فزون تر شب غم مین — گھبرا ہوا بیمار کی آہونکا دھوان ہے

ای ترک تری یاد بہاری سی جلو مین — اوڑتا ہوا جاتا ہی وہ گلگون [illegible] ہے

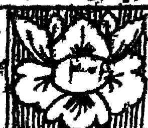
تلوار ہین ہم لوگ گرہی پن کی سبب سے — گردش کی سبب سے جو فلک سنگ فسان ہے

تشبیہ اسی سی کمر یار کو دینگے — نازک رگ گل سی بھی زیادہ رگ جان ہے

کیا مال ہی زر دولت دیدار سے آگے — قیمت نہیں یوسف کی زلیخا کو گران ہے

اوٹھ او ٹھکے شب وصل مین گستاخ [illegible] — کیسی یہہ سحر ہی نہ گجر ہی نہ اذان ہے

بیٹھا تیکا تو تا جو دری کعبہ دل کو — کچھ خیر ہے [illegible] کہان ہے



لیکن رنگ پہ عالم نہیں رہتا ہی [illegible]
کہ باد بہاری ہی کبھی باد خزان ہے



شد فی امر مین یہ وہم و گمان کیا معنے — موت کی نام سے اتنا خفقان کیا

ای موذن شب وصلت مین اذان کیا معنی — اپنی اعمال پہ اس وقت فغان کیا معنی

حال الفت نہ کیا اوسنے بیان کیا معنی — دل کی کچھ کام آتی یہہ زبان کیا معنی

سب کو معلوم ہی صورت یہ ہوئی یوسف کے — کبھی ہنسکے کرین اپنا ہی جہان کیا معنی

خانہ گور مین تا حشر تجھے رہنا ہے — چار دن کے لئے دنیا مین مکان کیا معنی

کامیاب ہی تجھے ڈر کے جو برگشتے ہو — مشفق من نہ بگڑ جائے زبان کیا معنی

چاہیے رنگ طبیعت کی رعایت ہمکو — موسم گل مین علاج خفقان کیا معنی

جس طرف یار نے دیکھا اودہر آفت آئی — کہین کچھ ہو جو مژگان کی سنان کیا معنی

کس قدر عیش ہی تقدیر مین ہم رندونکو — خط ساغر کی ہین ای پیر مغان کیا معنی

ترک کر بحر خدا لفظ انا اے منصور — ایک ہی بات کا رہ رہکے بیان کیا معنی

ہم فقیرون کو بھلا دیر و حرم سی مطلب — جبکہ آزاد ہے قید مکان کیا معنی

یہہ تڑپنا تو تڑپنا ہی جو مر بھی جائین — رحم آئی تجھی ای دشمن جان کیا معنی

اہل دنیا کو مین پاتا ہون بہت غفلت مین — اس خطر گاہ مین یہہ خواب گران کیا معنی

کچھ سمجھ مین نہین آتی ہین یہ تیری باتین — مہربان [illegible] آئی یہہ یہان کیا معنی

اپنی باتون سی تو ای جاہل دنیا باز آ — منہہ کی کھلوا [illegible] نادان کیا معنی

دل ہی بس جانتا ہی سوز نہان کا عالم — کوئی دیکھی سر آہ و نگاہ یہان کیا معنی

کوئی جانان مین کسیکی ہی کوئی سنتا ہے — بیکل ای دل نالان یہ فغان کیا معنی

ترک الفت کی لئی ہمسے نہ کہہ ای ناصح — کچھ سبب تجھکو خبر ہے رہتا ہی کہان کیا معنی

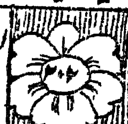
ضبط نالہ کسی صورت سی نہین ہو سکتا — راز الفت کا رہی دل مین نہان کیا معنی

کسطرف دھیان ہی اپنی تو خبر لی اے دل — اس قدر محو تماشای جہان کیا معنی

تیری کیونکر نہ کہا جائی برا غیرون کو — آپ انتون مین وہ باتی ہین نہان کیا معنی

تم جدھر جاوگی سایہ کی طرح ساتھ ہین ہم — کہین رہ جاتیے ای سروران کیا معنی

تاقیامت یہی نیرنگ چلی جاینگے — ایک عالم یہ رہے باغ جہان کیا معنی



ای صبا خوب ہی غنچی کی طرح خاموشی

غل مچانا صفت برگ خزان کیا معنی



چھلکی لگی ہی وہیان مین اک آفتاب کے — کیونکر گلے سے گھونٹ اوتارین شراب کے

ہم میکشون ہی یہہ گلے اجتناب کے — زاہد کی منہہ پہ پھینکیے چھینٹے شراب کے

آجتک گزر لیکے فرشتے عذاب کے — توڑی تو محتسب مری شیشی شراب کے

اے دل شراب پیجیے دن ہین شباب کے — تو ہان واعظو نکے عذاب و ثواب کے

لا ای اگر فراق مین اوس آفتاب کے — ساقی کی سر سے توڑیے شیشے شراب کے

یہہ نقش عشق دل مین ٹہنچا آفتاب کے — نقشے پڑے ہین آج جہان خراب کے

نکلی جو روح جسم کے پردے سے — اپنے لیے ہم آپ تھی باعث حجاب کے

اللہ رے نحوست ایام ہجر یار — پچھن ٹھہری ہوئی ہین آفتاب کے

کعبہ بنایے کہ کلیسا بنایے — دل سا مکان حوالی کیا ہو خراب کے

تقدیر کے لکھے پہ ہے دل کا مدار کار — مطلب ہین حاشیے مین تمام اس کتاب کے

سوتا ہی چاندنی مین جو وہ آفتاب حسن — کیا بخت جاگتے ہین شب ماہتاب کے

جب دیکھو کوی یار ہی بس ای رآپ ہے — یہہ کون ڈھنگ ہین دل خانہ خراب کے

رندونکو کچھ غرض نہین اس سات پانچ سے — زاہد رہین شمار مین روز حساب کے

پیری کا موی سر کی سفیدی سبب ہوی — طالع سحر ہوی نہ بغیر آفتاب کے

زخم جگر کو خوب ہی ای ترک دہو دیجیے — دو گھونٹ اگر ملین تجہی جھوٹی شراب کے

کیا کیا خرابیان فلک پیر نے — اللہ رہی وہ تو لی مری عہد شباب کے

سیماب وار عشق مین ہم بیقرار ہین
قابو مین روح ہی دل پر اضطراب کے

ہم می پرست ذوق محبت کے شراب بہ
ندو ست لاکھو وصف کری آفتاب کے

ساقی جو توڑتا ہون سبو تیرے آگے بہی
پیچھے پڑا ہی کیون دل خانہ خراب کے

ساقی بغیر موسم باران ہوا نصیب
آنکھون سے کیون دہوئیں اڑا وین سحاب کے

بازار ہو سیہ مہ کنعان کا اندون
سکی پڑی ہوئی ہین مری آفتاب کے

دریای حسن یار کا ہوتا ہی موج زن
لہراتی ہین ہوا سے جو گوشی نقاب کے

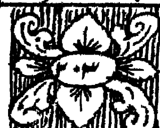
فوج خزان نے باغ کو تاراج کر دیا
لوٹی گئی کہلی ہوئی تختے گلاب کے

ہرگز نہ کوئی ملک عدم سے پہر آئیگا
عالم اگر یہی ہین جہان خراب کے

شوق شب وصال مین کہینچے جو تیغ آہ
ٹکڑے اوڑا دیے سپر آفتاب کے

ہوش و خروش عالم پیری نے کہو دیا
رہی ہی کمان سے لا دو ان عتاب کے

مجہہ سے فقیر مست کو ایسی شراب صاف
صدقے مین اپنے پیر مغانکی جناب کے



خط کیسا نامہ بر کے بہی پر سنے اوڑ دیتان
ہم ای صبا ہے مترصد جواب کے



طالب وصل سے تم آج بہی جہگڑا لائے
پہر وہی کل کیطرح وعدہ فردا لائے

تپ الفت کا حرارہ جو مسیحا لائے
تاب نظارہ خورشید نہ حربا لائے

ای صنم تجہکو جو منظور ہوئی آرائش
سرمہ آنکہون کیلیے طور سے موسا لائے

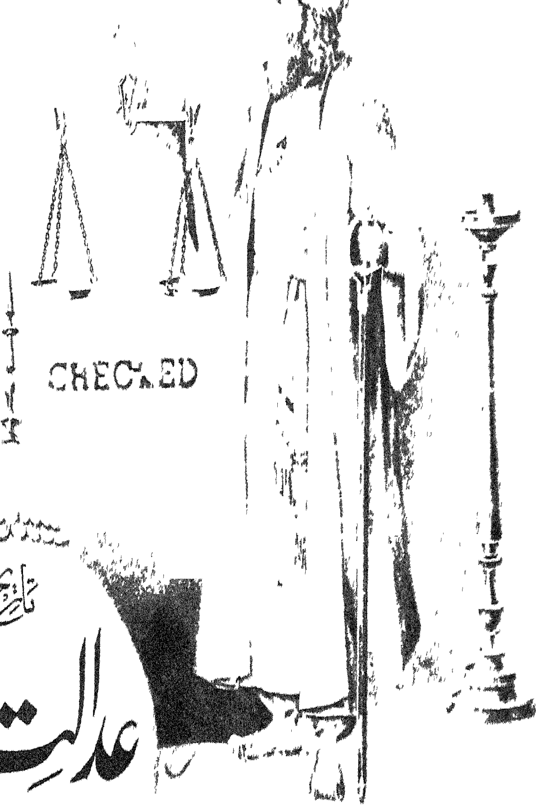
ساقیا دور ہو وہ ابر بہار آ پہونچا
جلد لا تاکوئی ساغر کوئی مینا لائے

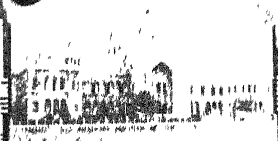
یار کے ہاتہہ مین پہونچا ہو خط شوق مرا
قاصد ایسا نہو پیغام اجل کا لائے

دل کی سودے مین ہوئی ہو وحشت
سکہ داغ جنون قیس سے پرکہا لائے

کسو تیلان مین خطر سودا
انہی سا رنگ نہ ای دل تمنا لائے

اذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل





میر باسط علی خان - ایم اے (کنٹب) بار ایٹ لا

History of the Asafi Courts

BY

MIR BASIT ALI KHAN

M. A. (Cantab) Bar